احکام شرعیہ میں تبدیلی حقیقت کے اثرات

[تیرہویں فقہی سمینار منعقدہ جامعہ سید احمد شہید لکھنؤ ۱۳-۱۶/اپریل ۲۰۰۱ء اور چودہویں فقہی سمینار منعقدہ دار العلوم سبیل السلام حیدرآباد ۲۰-۲۲/جون ۲۰۰۴ء میں ''انقلاب ماہیت اور تبدیلی احکام پر اس کے اثرات، نیز جلاٹین اور الکحل'' سے متعلق پیش کئے گئے تحقیقی مقالات، مناقشات اور فیصلوں کا مجموعہ]

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

جملہ حقوق بحق اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) محفوظ

نام کتاب	:	احکام شرعیہ میں تبدیلی حقیقت کے اثرات
صفحات	:	۵۴۱
سن طباعت	:	ستمبر ۲۰۰۸ء
کمپوزنگ	:	محمد سیف اللہ
قیمت	:	

ناشر

کتب خانہ نعیمیہ

دیوبند، ضلع سہارنپور (یوپی)

مجلس ادارت

۱- مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی

۲- مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

۳- مولانا بدر الحسن قاسمی

۴- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۵- مولانا عتیق احمد بستوی

۶- مولانا عبید اللہ اسعدی

فہرست مضامین

ابتدائیہ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۹
عرض داعی	حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ	۱۲
خطبۂ صدارت	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۲۳
پہلا باب : تمہیدی امور		۲۹-۶۸
سوال نامہ		۳۱
اکیڈمی کا فیصلہ		۳۵
عرض مسئلہ	ڈاکٹر مفتی محمد فہیم اختر ندوی	۳۹
دوسرا باب: تعارف مسئلہ		۶۹-۱۰۲
جلاٹین-علماء کرام کی خدمت میں چند معروضات	جناب عمر افضل نیویارک	۷۱
جلاٹین اور اس کے مآخذ	ڈاکٹر محمد اسلم پرویز	۸۱
جلاٹین اور اس کے حصول کے ذرائع	ڈاکٹر اصغر علی	۹۴
الکحل اور اس کی مختلف شکلیں	ڈاکٹر اصغر علی	۹۶
کیپسولس کی تیاری کے مراحل اور ان میں استعمال ہونے والے مادے	ماہرین کی رپورٹ	۹۸

تیسرا باب: فقہی نقطۂ نظر		۱۰۳-۵۰۶
مفصل مقالات:		۱۰۵-۳۵۴
قلبِ ماہیت اور حلت وحرمت اور طہارت ونجاست میں اس کا اثر	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۰۵
فلٹر وکشید کا عمل اور انقلاب ماہیت	مولانا عبید اللہ اسعدی	۱۲۲
جدید مخلطات کا شرعی حکم-تحقیق وتجزیہ	مولانا اختر امام عادل	۱۳۳
انقلاب ماہیت اور اس کے احکام	مفتی جمیل احمد نذیری	۱۶۴
استحالہ کے بعد نجاست وطہارت کے احکام	مولانا ارشاد الحق اعظمی	۱۹۱
تبدیلی ماہیت کے تدریجی مراحل	مولانا خالد حسین نیموی قاسمی	۲۰۹
قلب ماہیت کا معیار اور اس کے اسباب	مولانا محمد مصطفیٰ عبد القدوس ندوی	۲۳۴
انقلاب ماہیت اور اس کا دائرہ	مولانا ابو العاص وحیدی	۲۴۸
تبدیلی احکام پر تبدیلی ماہیت کے اثرات	مولانا عبد الرشید قاسمی	۲۶۲
انقلاب ماہیت کے اسباب اور الکحل کی حقیقت	مولانا ارشاد الحق قاسمی	۲۷۵
تبدیلی ماہیت اور اس سے متعلق مسائل کا شرعی حکم	مولانا ابو بکر قاسمی	۲۸۸
انقلاب ماہیت کا شرعی جائزہ	مولانا سید اسرار الحق سبیلی	۳۰۸
تبدیلی ماہیت کے بعد اس پر مرتب ہونے والے احکام	مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی آوا پوری	۳۲۱
ماہیت کی تبدیلی اور فقہی احکام پر اس کا اثر	مولانا ابو الرضا نظام الدین ندوی	۳۴۰

مختصر مقالات ۳۵۵-۵۰۶

استہلاک عین کے بعد مرتب ہونے والے احکام	مولانا محمد برہان الدین سنبھلی	۳۵۵
انقلاب ماہیت کا مسئلہ	مولانا زبیر احمد قاسمی	۳۶۰
انقلاب ماہیت کے اسباب اور جلالتین حاصل کرنے کے مآخذ	مولانا اشتیاق احمد اعظمی	۳۶۷
انقلاب ماہیت-یعنی شی کی بنیادی خصوصیات کا ازالہ	ڈاکٹر مولانا سلطان احمد اصلاحی	۳۷۶
قلب ماہیت	مولانا شیر علی	۳۸۰
انقلاب ماہیت وحقیقت	مفتی ذاکر حسین نعمانی پاکستان	۳۸۱
انقلاب ماہیت	مولانا ظفر عالم ندوی	۳۸۹
قلب ماہیت کی حد اور دواؤں میں الکحل کا استعمال	مولانا اعجاز احمد قاسمی	۳۹۷
قلب ماہیت	مولانا محمد اعظمی	۴۰۴
تبدیلی احکام میں انقلاب ماہیت کا اثر	مفتی عبدالرحیم قاسمی	۴۱۰
انقلاب ماہیت اور فقہاء کا نقطہ نظر	مولانا عبدالاحد نارائپوری	۴۱۶
انقلاب ماہیت کی جدید شکلیں	مولانا خورشید احمد اعظمی	۴۲۱
انقلاب ماہیت اور تبدیلی احکام	مفتی سعید الرحمن فاروقی	۴۲۵
قلب ماہیت- شرعی نقطہ نظر	مولانا نیاز احمد عبدالحمید	۴۳۱
حلت وحرمت میں انقلاب ماہیت کے اثرات	مولانا نعیم اختر قاسمی	۴۳۵

انقلاب ماہیت اور اس کی شرعی حد	ڈاکٹر سید قدرت اللہ باقوی	۴۴۱
انقلاب ماہیت کے بعد حکم میں تبدیلی ممکن ہے؟	ڈاکٹر ظفر الاسلام اعظمی	۴۴۴
انقلاب ماہیت اور اس کی وجہ سے احکام میں ہونے والی تبدیلی	مولانا یعقوب قاسمی بارہ بنکی	۴۴۷
انقلاب ماہیت کیا ہے؟	مفتی صدر عالم قاسمی	۴۵۵
تبدیلی حقیقت۔فقہی نقطۂ نظر	مفتی عزیز الرحمٰن	۴۵۸
انقلاب ماہیت کی صورتیں	مولانا تنویر عالم قاسمی	۴۶۱
انقلاب ماہیت کی تعریف، معیار، اسباب اور اس کی نظیریں	مولانا سعود عالم قاسمی	۴۶۵
انقلاب ماہیت کے اسباب ووسائل	مفتی شوکت ثناء قاسمی	۴۷۴
کیا کیمیاوی عمل انقلاب ماہیت کے دائرہ میں آتا ہے؟	مولانا امتیاز احمد	۴۸۳
انقلاب ماہیت کی صورتیں	مولانا محمد صادق مبارکپوری	۴۹۶
تبدیلی ماہیت کے مختلف اسباب	مولانا محمد بن طیب قاسمی	۴۹۹
مناقشہ (تیرہواں فقہی سمینار)		۵۰۷
مناقشہ (چودہواں فقہی سمینار)		۵۲۵

ابتدائیہ

اللہ تعالی نے دنیا میں جو چیزیں پیدا کی ہیں، ان کو تغیر وتبدل کا محل بھی بنایا ہے، وہ مختلف تبدیلیوں کے مرحلہ سے گزرتی ہیں، یہ تبدیلیاں صورت کے اعتبار سے بھی وجود میں آتی ہیں اور اشیاء کی صفات وخصوصیات میں بھی تبدیلی رونما ہوتی ہے، بلکہ علماء منطق کے نزدیک اس دنیا کے فانی ہونے کی دلیل ہی یہ ہے کہ یہاں کی ہر شئ تغیر پذیر ہے اور جو شئ تغیر پذیر ہوتی ہے وہ فانی بھی ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی مخلوق فنا کے عیب سے محفوظ نہیں، یہ صرف خالق کائنات کی شان ہے کہ اس کی ذات وصفات فنا کی خامی سے مبرا ہے۔

اشیاء میں تغیر درحقیقت انسان کے لئے بہت بڑی رحمت ہے، خود انسان کا وجود اسی تغیر کا نتیجہ ہے، انسان ایک قطرۂ ناپاک سے اتنے خوبصورت قالب (احسن تقویم) کے سانچہ میں ڈھال دیا گیا ہے، یہ تبدیلی حقیقت ہی کا فیض ہے، جو دانہ اور پھل ہم کھاتے ہیں وہ بھی قدرت کی طرف سے مسلسل تغیر کے عمل کے ذریعہ وجود میں آتے ہیں، قرآن مجید نے خاص طور پر جانوروں کے دودھ کا ذکر کیا ہے، ایسی مفید، نفع بخش اور صاف ستھری غذا اسی گھاس پھونس کی بدلی ہوئی شکل ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "**وإن لكم في الأنعام لعبرة، نسقيكم مما في بطونه من بين فرث ودم لبناً خالصاً سائغاً للشاربين**" (النحل:٦٦)۔

بہت سی پاک چیزیں تغیر کی وجہ سے ناپاک ہوجاتی ہیں، انسان جو غذائیں کھاتا اور جو مشروبات پیتا ہے، وہ بنیادی طور پر پاک اور حلال ہوتی ہیں، اسی کی بدلی ہوئی شکل انسانی فضلات کی ہے، جن کے ناپاک ہونے پر اتفاق ہے، پھلوں کا رس حلال ہے، لیکن جب یہ شراب

کی صورت اختیار کر لے تو اب حرام ہے۔ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں، لیکن ایک اس کا برعکس پہلو ہے، بعض دفعہ ناپاک چیزیں مکمل طور پر تبدیل ہوجاتی ہیں، جیسے گوبر کو جلایا گیا اور اب وہ راکھ بن گیا، کوئی حرام چیز نمک کی کان میں رکھ دی گئی، اب وہ مکمل طور پر نمک بن گئی، یا شراب میں کوئی ایسا جزء ڈال دیا گیا کہ نشہ کی کیفیت ختم ہوگئی اور شراب سرکہ بن گئی، پھر کیا اس صورت میں بھی تبدیلی کی وجہ سے حکم میں تبدیلی آئے گی؟ کیا اب وہ ناپاک شئی پاک اور حرام چیز حلال سمجھی جائے گی؛ اس میں فقہاء کے دو نقاط نظر پائے جاتے ہیں: ایک نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس صورت میں بھی حکم بدل جائے گا، یہ حنفیہ کی رائے ہے، دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جو چیز ایک دفعہ ناپاک ہوچکی وہ ہمیشہ ناپاک ہی رہے گی، اسی طرح جس چیز پر ایک دفعہ حرام ہونے کا حکم لگ چکا، اس سے ہمیشہ یہی حکم متعلق رہے گا۔

حنفیہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ شریعت میں حلال وحرام اور پاکی وناپاکی کے احکام اشیاء سے متعلق ہیں، جب ان اشیاء کی حقیقت بدل گئی، تو اب اس کا حکم بھی بدل جانا چاہئے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ اشیاء کی حقیقت بدلنے سے کیا مراد ہے؟ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے؛ کیونکہ دو تعبیری اصطلاحات ہیں اور ان میں فرق کرنا ضروری ہے، ایک ہے اشیاء کا اختلاط اور اس کی وجہ سے کسی جز کا بہ مقابلہ دوسرے اجزاء کے مغلوب ہوجانا، اور ایک ہے کسی شئی کا اپنی حقیقت کو کھودینا اور اس کا مکمل طور پر تبدیل ہوجانا، پہلی صورت میں حکم بدلتا نہیں ہے، بلکہ حلال وحرام کا اختلاط ہوجائے، تو احتیاطاً حرام کو غالب شمار کیا جاتا ہے اور حرام ہوجانے کا حکم لگایا جاتا ہے، چنانچہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: ''إذا اجتمع الحلال والحرام فغلب الحرام''، جیسے ایک بالٹی پانی میں اگر ایک گلاس شراب ڈال دی جائے، تو گو یہ اس کا بہت ہی مغلوب جز ہوگا؛ لیکن یہ پورا پانی ناپاک سمجھا جائے گا، احکام میں تبدیلی حقیقت میں تبدیلی سے ہوتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ حقیقت میں تبدیلی سے کیا مراد ہے؟ کیمیاوی طور پر شئی کے اجزاء کا بدل جانا یا اس شئی کی صفات وخصوصیات کا تبدیل

ہو جانا؟

یہ ایک اہم اور دقیق موضوع ہے اور متعدد شرعی مسائل اس سے متعلق ہیں، خاص کر جلاٹین اور الکحل ایسی چیزیں ہیں، جن کا استعمال غذا اور دواء میں کثرت سے ہوتا ہے، اسی پس منظر میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے تیرہویں فقہی سمینار منعقدہ جامعہ سید احمد شہید کٹولی (یوپی) میں ایک موضوع ''انقلاب ماہیت'' کا بھی رکھا تھا، جس میں بنیادی طور پر یہ بحث کی گئی تھی کہ کس تبدیلی پر تبدیلی ماہیت کا اطلاق ہوگا؟ اور اسی کے ذیل میں الکحل اور جلاٹین کے موضوعات بھی زیر بحث آئے تھے، چنانچہ اس مجموعہ میں فقہاء وارباب افتاء کے مقالات بھی ہیں اور موضوع کے فنی پہلو پر ماہرین کی تحریریں بھی شامل ہیں، اس سلسلہ میں مجی فی اللہ جناب ڈاکٹر محمد اسلم پرویز خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے سمینار کے دوران بھی فنی لحاظ سے صورت مسئلہ کی بڑی اچھی تفہیم کی اور نقل ہونے کے بعد نظر ثانی کرتے ہوئے مزید اس کے نوک پلک سنوار دیئے، نیز دیگر مجلات کی طرح اسے بھی مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور تجاویز کو شروع میں رکھا گیا ہے، جو سمینار کا لب لباب ہے، مولانا امتیاز احمد قاسمی رفیق شعبۂ علمی نے بڑی توجہ کے ساتھ اس کی ایڈیٹنگ اور ترتیب کی خدمت انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطا فرمائے اور اکیڈمی کی اس پیشکش کو مقبول ونافع بنائے۔

۱۰؍شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ
۱۳؍اگست ۲۰۰۸ء

خالد سیف اللہ رحمانی
(جنرل سکریٹری)

عرض داعی

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ ☆

مجمع الفقہ الاسلامی الہند کے تیرہویں فقہی سمینار میں آپ اصحاب علم ودانش کو خوش آمدید کہتے ہوئے میں اپنا دل ایک عجیب پُر کیف احساس سے لبریز پاتا ہوں، اس احساس میں سب سے بڑا حصہ اس ذات یکتا وبرحق تعالیٰ شانہ کے لئے جذبات امتنان واحسان کا ہے جس نے ہم ناتواں بندوں کو اپنی شریعت کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائی، پھر آپ تمام اہل علم وفضل کے لئے تشکر کا ہے جن کی علمی وعملی معاونت سے فقہ وتحقیق کی وادی سنگلاخ کا یہ قافلہ جواں ہمتی کے ساتھ رواں دواں ہے۔

یادش بخیر کہ آج سے بارہ سال قبل جس شدید ضرورت سے بے چین ومضطرب ہوکر چند دوستوں نے اکیڈمی کی داغ بیل ڈالی تھی، اس کرم وتوفیق پر بارگاہ ایزدی میں فریضہ شکر بجالانے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں کہ اکیڈمی کا یہ پودا اس عرصہ میں کتنے برگ وبار اور ثمر لاچکا ہے، آج ہم تیرہویں فقہی سمینار میں اکٹھے ہوئے ہیں، گذشتہ بارہ سمیناروں میں اقتصادی، تجارتی، طبی ومعاشرتی اور اصولی قسم کے ۳۶ موضوعات زیر بحث لائے گئے اور ان پر آپ حضرات کے فیصلے امت کے سامنے آئے، ان فیصلوں سے بہت سارے مسائل میں امت مسلمہ کو رہنمائی ملی اور ہندوستان سے باہر بھی آپ کے فیصلوں کے حوالے دیئے گئے۔ ان سمیناروں

☆ بانی اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا۔

میں تقریباً ڈیڑھ ہزار مقالات پیش کئے گئے جو جدید فقہی سرمایہ میں وقیع اضافہ کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کا بڑا حصہ مطبوعہ شکل میں تشنہ کامان علم وتحقیق کو سیراب کر رہا ہے۔

آج ہمارے گرد وپیش کے جو حالات ہیں انہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ اس جیسی اکیڈمی اور ایسی بحث وتحقیق کی ضرورت پہلے سے دوچند ہوتی جارہی ہے، حالات میں جو تبدیلی پہلے برسوں میں آیا کرتی تھی اب وہ مہینوں نہیں دنوں بلکہ گھنٹوں کی رفتار سے آنے لگی ہے، اور ہر تبدیلی کے ساتھ مسائل ومشکلات کا ایک انبار سا آرہا ہے، ہمیں اس بات کا اطمینان ہے اور اس پر اللہ کا شکر بجالاتے ہیں کہ اکیڈمی نے نئے موضوعات ومسائل پر سوچنے، غور وتحقیق کرنے اور طویل مطالعہ وجستجو کی روشنی میں ان کے شرعی حل پیش کرنے کی فکر اور عمل رکھنے والی ایک نسل تیار کردی ہے، پڑھنے اور لکھنے کا ذوق پیدا ہوگیا ہے اور ہمارے یہ فاضل اصحاب افتاء وتحقیق اس ڈگر پر اپنا سفر جاری رکھیں گے۔

حضرات گرامی قدر! علمی تحقیق وتنقید زندگی کی علامت ہوتی ہے، اور اس سے علم قوم کو جلا ملتی ہے، ان فقہی سمیناروں میں بھی ہم آپ بیٹھ کر علمی تحقیق کر کے مسائل معلوم کرتے ہیں، یہ اس امت کا ایک امتیازی وصف ہے، اور اس کی پوری تاریخ میں یہ تسلسل مختلف سطحوں پر جاری رہا ہے اور مستقبل میں بھی زندگی کے ساتھ اسلامی شریعت کی ہم آہنگی اسی علمی تنقیح وتحقیق سے وابستہ ہے۔

آج جس طرح کے انتہائی پیچیدہ مسائل سے ہم دوچار ہیں اور امت مسلمہ جن جدید مشکلات کے شرعی حل کے لئے علماء امت کی طرف دیکھ رہی ہے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اسلامی شریعت میں ایسے اصول وہدایات اور ایسی بنیادی رہنمائیاں موجود ہیں جن سے ان مسائل ومشکلات کا حل نکالا جاسکتا ہے، ہمارے لئے یہ بھی مقام اطمینان ہے کہ اسلام کے دور اولین اور صحابہ کرام وتابعین عظام سے لے کر ائمہ مجتہدین، فقہاء ومحدثین اور اسلاف امت تک

نے نئے مسائل کے حل کے باب میں ہمارے لئے واضح نقوش راہ چھوڑے ہیں، اور ہم کو آج بھی ان راہوں پر چل کر اور ان مناہج کو اپنا کر مسائل کا حل نکالنا چاہئے۔

حضرات علماء کرام! مسائل پر غور وخوض میں سب سے پہلا مرحلہ مسائل کی تنقیح وتصویر کشی کی ہے، اس پہلو سے ہم دیکھتے ہیں کہ جو مسائل ہمارے سامنے پیش آرہے ہیں ان کی کئی قسمیں ہیں:

ایک قسم ان مسائل کی ہے جو آج کی پیداوار نہیں بلکہ قدیم ہیں لیکن وہ آج نئے نام کے ساتھ اور نئی شکل میں سامنے آئے ہیں، جیسے حرام مشروبات کی نئی اقسام، سودی کاروبار کی نئی شکلیں، ظلم واستحصال کے نئے ہتھکنڈے۔

دوسری قسم ایسے مسائل کی ہے جو پہلے سے موجود تھے لیکن ان سے شریعت کا جو مقصود تھا آج وہ پورا نہیں ہورہا ہے بلکہ اس کے برعکس عدل کی جگہ پر ظلم مرتب ہورہا ہے، جیسے اولیاء کے اختیارات، شوہروں کے ظالمانہ تصرفات، کرنسی کی قوت خرید میں گراوٹ سے پیدا ہونے والی مشکلات۔

تیسری قسم میں ایسے مسائل ہیں جو عرف اور رواج کی تبدیلی سے پیدا ہوئے ہیں، پہلے جو عرف تھا اس کے مطابق احکام دیئے گئے تھے، لیکن اب عرف بدل گیا ہے جیسے معاملات اور تجارت میں نئے نئے عرف کا عموم، نکاح سے متعلق مختلف امور میں بدلتا عرف وغیرہ۔

چوتھی قسم ان مسائل کی ہے جو اصلاً تو قدیم ہیں، لیکن ان کے وسائل اور ذرائع جدید ہیں، جیسے سفر کے جدید ذرائع اور ان سے پیدا ہونے والے مسائل، کھانے پینے کے جدید وسائل، ثبوت وتفتیش کے جدید طریقے، اعلان واشتہار کے جدید وسائل وغیرہ۔

پانچویں قسم میں ایسے مسائل آتے ہیں جو جدید نظام حکومت اور مخلوط آبادیوں میں اصولی نوعیت کے پیدا ہورہے ہیں جیسے غیر مسلم حکومت کے ماتحت بسنے والی اقلیتوں کے متنوع مسائل۔

چھٹی قسم ایسے مسائل کی ہے جو جدید ترقیات کے نتیجہ میں نئے پیدا ہوئے ہیں، قدیم اسلامی معاشرہ ان سے نا آشنا تھا جیسے میڈیکل سائنس کے میدان میں ہونے والی حیرت انگیز ترقیاں، کلوننگ، مصنوعی بارآوری، اعضاء کی پیوند کاری، انشورنس، شیئرز، بلڈ بنک، اور دودھ بنک سے آگے بڑھ کر منی بنک، تجارت کے جدید تصورات، قبضہ کی نئی شکلیں، معاہدات کے جدید طریقے، جنگ وحرب میں استعمال ہونے والے نئے آلات واسلحے، دفاع اور احتجاج کے جدید طریقے وغیرہ۔

ان مختلف قسم کے مسائل میں اسلامی حل کی جستجو وتلاش یکساں نہیں ہوگی، بلکہ ہر قسم کی نوعیت کو سامنے رکھتے ہوئے شریعت کے اصول وکلیات اور روح ومزاج کے مطابق احکام دیئے جائیں گے۔

گرامی قدر علماء کرام! آپ اچھی طرح واقف ہیں کہ شریعت پوری کی پوری عدل ومصلحت پر مبنی ہے، احکام شرع لوگوں کے مصالح کے لئے مرتب ہوئے ہیں، مشہور عالم وفقیہ علامہ شاطبی لکھتے ہیں: ''إن الأحكام شرعت لمصالح العباد'' (الموافقات ۲/ ۲۶۸)۔ علامہ ابن القیم کی یہ عبارت آپ کے پیش نظر ہوگی کہ ''فإن الشريعة مبناها وأساسها على الحكم ومصالح العباد في المعاش والمعاد، وهي عدل كلها ورحمة كلها ومصالح كلها، وحكمة كلها، فكل مسألة خرجت عن العدل إلى الجور وعن الرحمة إلى ضدها وعن المصلحة إلى المفسدة وعن الحكمة إلى العبث فليست من الشريعة وإن أدخلت فيها التأويل'' (اعلام الموقعین ۳/ ۱۱)، تمام احکام شرع کا مقصود صرف پانچ مقاصد کی تکمیل ہے یعنی انسان کے دین، جان، مال، عقل اور آبرو کا تحفظ۔

آپ سے زیادہ اس بات سے بھی واقف کون ہوگا کہ احکام شرع تمام کے تمام یکساں مرتبہ ودرجہ کے نہیں ہیں، بلکہ شرعی احکام کے مراتب اور مدارج مختلف ہیں، اور ان کی رعایت

میں ذرا سی کوتاہی شریعت کی روح سے بہت دور لے جاسکتی ہے، ان مدارج احکام کا تعلق حالات کے فرق اور اشخاص کے فرق سے بھی ہے اور تمام احوال کے لئے اور تمام اشخاص کے لئے ایک ہی مسئلہ میں احکام یکساں نہیں ہوسکتے۔

تیسری اہم ترین بات یہ بھی ہے کہ شریعت کا جو سرمایہ ہمارے سامنے ہے ان میں کچھ مسائل منصوص ہیں اور کچھ غیر منصوص و اجتہادی، جن میں اجتہاد جاری رہے گا، نہ تو منصوص مسائل کو غیر منصوص کا درجہ دیا جاسکتا ہے اور نہ غیر منصوص کو منصوص کا، منصوص مسائل میں بھی کچھ ایسے ہیں جن کی بنیاد کسی علت یا کسی عرف پر ہے اور اس علت یا عرف کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی آسکتی ہے۔

علامہ ابن القیم نے اعلام الموقعین میں ایسی متعدد احادیث کو یکجا کیا ہے جن میں صاحب شرع علیہ الصلاۃ والسلام نے احکام کے علل اور ان میں موثر اوصاف کا ذکر فرمایا ہے، ابن القیم کے الفاظ ہیں: "وقد ذكر النبی ﷺ علل الأحكام والأوصاف المؤثرة فيها ليدل على ارتباطها بها وتعديها بتعدى أوصافها وعللها" آگے وہ لکھتے ہیں: "وقد كان أصحاب رسول الله ﷺ يجتهدون فى النوازل ويقيسون بعض الأحكام على بعض ويعتبرون النظير بنظيره" (اعلام الموقعین ۱/ ۱۵۵)۔

احکام پر عادات ورواج کی اثر اندازی سے متعلق علامہ شاطبی تحریر فرماتے ہیں:

"العوائد أيضا ضربان بالنسبة إلى وقوعها فى الوجود، أحدهما العوائد العامة التى لا تختلف بحسب الأعصار والأمصار والأحوال كالأكل والشرب والفرح والحزن والذم... والثانى العوائد التى تختلف بحسب الأعصار والأمصار والأحوال كهيئات اللباس والمسكن.... وأما الثانى فلا يصح أن يقضى به على من تقدم البتة حتى يقوم دليل على الموافقة من خارج فإذ ذاك

یکون قضاء علی ما مضی بذلک الدلیل لا بمجری العادة'' (الموافقات ۲/۲۰۹)۔

اور علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں: ''إن فی نزع الناس عن عاداتهم حرجاً عظیماً'' (نشر العرف)۔

دوسری جانب ہمارے شرعی سرمایہ میں جہاں کچھ ایسے مسائل ہیں جن پر علماء امت کا اجماع ہو چکا ہے، اور ان میں کوئی نئی رائے اپنانا خرق اجماع ہوگا، وہیں کچھ دوسرے مسائل ایسے بھی ہیں جن میں علماء امت میں اختلاف رہا ہے، ایک مسئلہ میں دو رائیں یا متعدد آراء رہی ہیں، اور ہر رائے کے قائلین میں بڑے مجتہدین اور ان کے دلائل ہیں، بلکہ متعدد مسائل ایسے ہیں جن میں دور صحابہ سے اختلاف رائے چلا آرہا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی شاہکار تصنیف حجۃ اللہ البالغہ میں صحابہ کرام کے اختلاف کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے: ''فرأی کل صحابی ما یسره الله له من عبادته وفتاواه وأقضیته فحفظها وعقلها وعرف لکل شئ وجها من قبل حفوف القرائن به فحمل بعضها علی الإباحة وبعضها علی النسخ لأمارات وقرائن کانت کافیة عنده'' آگے لکھتے ہیں: ''فکثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فیها فأجاب کل واحد حسبما حفظه أو استنبط وإن لم یجد فیما حفظه أو استنبط ما یصلح للجواب اجتهد برأیه وعرف العلة التی أدار رسول اللهﷺ علیها الحکم فی منصوصاته فطرد الحکم حیثما وجدها لا یألوا جهداً فی موافقة غرضه علیه الصلاة والسلام فعند ذلک وقع الاختلاف بینهم'' (حجۃ اللہ البالغہ ۱/۱۴۱)۔

حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی نے مثالیں دے کر بتایا ہے کہ صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین اور بعد کے فقہاء کے مابین دلائل کی بنیاد پر متعدد مسائل میں اختلافات واقع ہوئے، وہ لکھتے ہیں: ''وقد کان فی الصحابة والتابعین ومن بعدهم من یقرأ البسملة ومنهم من لا یقرؤها ومنهم من یجهر بها ومنهم لا یجهر بها وکان

منهم من يقنت فى الفجر ومنهم من لا يقنت فى الفجر ومنهم من يتوضأ من الحجامة والرُعاف والقئ ومنهم من لا يتوضأ من ذلک ومنهم من يتوضأ من مس الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا يتوضأ من ذلک ومنهم من يتوضأ من آكل لحم الإبل ومنهم من لا يتوضأ من ذلک" (حجۃ اللہ البالغہ ۱/۱۵۹)۔

بلکہ علامہ ابن القیم نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ دور رسالت میں نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں بھی صحابہ کرام نے مختلف مسائل میں حسب ضرورت اجتہاد کیا اور آپ ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا، ابن القیم کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: "وقد اجتهد الصحابة فى زمن النبى ﷺ فى كثير من الأحكام ولم يعنفهم" اس کے بعد ابن القیم نے مثالیں دی ہیں کہ غزوۂ احزاب میں صحابہ کو حضور ﷺ نے ہدایت دی کہ بنوقریظہ میں نماز عصر پڑھیں اور اس حکم کی تطبیق میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا، حضرت علیؓ نے ایک بچہ پر تین اشخاص کے جھگڑے میں قرعہ اندازی سے ایک کے لئے بچہ اور بقیہ دو کے لئے پہلے شخص پر ایک ایک تہائی دیت کا فیصلہ کیا، بنوقریظہ کے مسئلہ میں حضرت سعد بن معاذ نے فیصلہ کیا، دو صحابہ کو سفر میں وضو کی ضرورت پیش آئی اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں نے نماز پڑھ لی، پھر وقت کے اندر پانی ملا تو ایک نے نماز کا اعادہ کیا اور دوسرے نے نہیں، ان تینوں معاملات میں حضور ﷺ نے تائید فرمائی اور ان کے اختلاف پر کسی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا (اعلام الموقعین ۱/۱۵۵)۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین عظام، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے درمیان بے شمار مسائل میں اختلاف رائے ہوا، جس کے مختلف اسباب رہے، لیکن چونکہ سبھوں کے پیش نظر اتباع شریعت تھی، اور ہر صاحب رائے کسی شرعی دلیل پر ہی اپنی رائے کی بنیاد رکھتا تھا اس لئے یہ اختلاف بڑی خوش دلی سے گوارا کئے جاتے رہے، جب بھی اپنی رائے کے خلاف دوسری رائے زیادہ قوی اور کتاب وسنت سے اقرب نظر آئی، بلا کسی تامل اور تاخیر کے انہوں نے دوسری رائے قبول کرلی،

لیکن جب تک اپنی رائے ہی **مدلل** اور راجح محسوس ہوتی رہی اپنی رائے پر اصرار کے باوجود دوسروں کی آراء کا بھرپور احترام کیا جاتا رہا، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں: ''**ومع هذا فكان بعضهم يصلى خلف بعض مثل ما كان أبوحنيفة وأصحابه والشافعى وغيرهم يصلون خلف أئمة المدينة من المالكية وغيرهم وإن كانوا لا يقرأون البسملة لا سراً ولا جهراً، وصلى الرشيد إماماً وقد احتجم، فقيل له: فإن كان الإمام قد خرج منه الدم ولم يتوضأ هل تصلى خلفه؟ فقال كيف لا أصلى خلف الإمام مالك وسعيد بن المسيب، وروى أن أبا يوسف ومحمد كانا يكبران فى العيدين تكبير ابن عباس لأن هارون الرشيد كان يحب تكبير جده... وفى البزازية عن الإمام الثانى وهو أبويوسف أنه صلى يوم الجمعة مغتسلاً من الحمام وصلى بالناس وتفرقوا، ثم أخبر بوجود فأرة ميتة فى بئر الحمام فقال: إذاً نأخذ بقول إخواننا من أهل المدينة إذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثاً**'' (حجۃ اللہ البالغہ ۱/۱۵۹)۔

حضرات گرامی! ہمارے ان مقتدی اسلاف کی پاکیزہ سیرت میں ہم خوشہ چینیاں بان علم کے لئے بڑا درس اور سبق ہے، انہوں نے اپنے عمل اور طریقہ سے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ امت کی بہت سی دشواریوں اور مشکلات کے ازالہ میں اسلاف کی ان مختلف آراء سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اگر امت کسی حرج اور تنگی میں ہے تو شریعت اس حرج کو دور کرتی ہے، ''**الحرج مدفوع**'' فقہی قاعدہ ہے، جو قرآن کریم کی اس ہدایت پر مبنی ہے کہ ''**وما جعل عليكم فى الدين من حرج**'' (حج/۷۸)، نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ اور حضرت موسیٰ کو یہی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا تھا: ''**بشرا ولا تنفرا يسرا ولا تعسرا...**'' (صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر باب نمبر: ۱۶۴)، اور اسی کی روح فوت ہوتی محسوس کر کے آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو تنبیہ فرمائی تھی کہ ''**أفتان يا معاذ**''۔

پس امت سے حرج کا ازالہ اور تنگی کی دوری اہل علم کی ذمہ داری رہی ہے، اور علماء دین نے ہر عصر میں اپنے عظیم و وسیع فقہی سرمایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ذمہ داری کو انجام دیا ہے۔

محترم اصحاب! جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نصوص محدود ہیں اور واقعات لامحدود ہیں تو ہم اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ روزمرہ زندگی میں ایسے واقعات اور مشکلات پیش آسکتی ہیں جن کا صریح حکم نصوص شریعت میں موجود نہ ہو، اور اسی طرح یہ بات تو بدرجہ اولی ممکن ہے کہ کسی ایک مجتہد وفقیہ یا ایک فقہی مسلک کی آراء سے تمام مسائل زندگی کا احاطہ نہ ہو رہا ہو، ہم اگر اپنے اسلاف کی تحقیقات اور ان کی آراء کا مطالعہ کریں تو ایسے مسائل ہمارے مطالعہ میں آئیں گے جن میں ایک فقہی رائے جو اگرچہ کسی وقت بہت مناسب وہم آہنگ رہی ہو لیکن حالات کی تبدیلی کے نتیجہ میں اس رائے سے امت کی مشکلات اور حرج کا ازالہ نہیں ہوتا، وہیں پر دوسری فقہی رائے ایسی موجود ہے جس سے وہ حرج دور ہوجاتا ہے، یہ صورت حال ایک فقہی مسلک کی مختلف آراء کے درمیان بھی پیش آسکتی ہے اور مختلف فقہی مسالک کے درمیان بھی۔

آپ اصحاب علم ودانش اچھی طرح واقف ہیں کہ خود ہندوستان میں محقق وبالغ نظر علماء کرام نے اپنے وقت کے پیچیدہ مسائل اور سخت مشکلات میں اختلاف آراء سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسئلہ کا حل نکالا ہے اور بسا اوقات لوگوں کو ارتداد کا شکار ہونے سے بچالیا ہے، مجدد وقت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ہندوستان اور حجاز کے معاصر علماء کے مشورہ سے مظلوم خواتین کے متعدد مسائل کا حل فقہ مالکی کی روشنی میں نکالا، جنہیں ''الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة'' میں دیکھا جاسکتا ہے، حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ اور ان کے بالغ نظر رفقاء کرام نے دار القضاء امارت شرعیہ میں فسخ وتفریق کے متعدد مسائل میں دیگر فقہی آراء سے استفادہ کرتے ہوئے مظلوم خواتین کی جہنم زار زندگیوں کو اسلامی نظام رحمت کا خوشگوار سایہ عطا کیا۔

محترم حضرات! آج جن حالات میں ہم اور آپ سانس لے رہے ہیں، وہ مشکلات اور مسائل بھرے حالات ہیں، آج نہ صرف بہت سارے عرف اور رواج بدلتے جارہے ہیں، حالات میں تبدیلی آرہی ہے بلکہ انسانی سوچ اور تصورات میں بھی انقلاب آرہا ہے، ایسے ایسے واقعات پیش آرہے ہیں جن کا پہلے تصور بھی محال تھا، اسلام نے جن امور میں اجتماعی نظم قائم کر کے اور فرائض وحدود کی ترتیب بنا کر عادلانہ نظام پیش کیا تھا، آج ہم ان میں اجتماعی نظم سے اور ذمہ داری اٹھانے والے عناصر سے محروم ہیں، غیر اسلامی نظام حکومت کے تحت پیش آنے والے مسائل ومشکلات ان پر مستزاد، یہ صورت حال ہمارے اصحاب افتاء اور فاضل علماء کرام سے مخفی نہیں ہے، حالات کی سنگینی کا اندازہ انہیں یقیناً ہے، اور چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں فقہ اسلامی کا جو عظیم الشان اور قیمتی سرمایہ ہمارے اسلاف عظام نے تیار کیا ہے (اللہ ان کی روحوں پر رحمتیں وبرکتیں نازل فرمائے) ان کی روشنی میں انشاء اللہ یہ مسائل اور مشکلات بھی حل ہوتی رہیں گی۔

اس وقت کا سب سے عظیم مسئلہ تہذیبی یلغار ہے اور ذرائع ابلاغ کا استعمال کر کے اسلام کی شبیہ بگاڑنے کا ہے، مغربی تہذیب، بلکہ اب مشرکانہ تہذیب بھی حملہ آور اور اقدامی پوزیشن میں ہے اور مسلمانوں کو معذرت خواہانہ لہجہ اختیار کرنے پر مجبور کررہی ہے، علماء وفقہاء اسلام کے لئے یہ وقت کا سب سے بڑا چیلنج ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ ملک اور حکومتیں جو ہار چکے لیکن وحی نبوت کے ذریعہ ملنے والی ان تہذیبی اور اخلاقی اقدار کو کسی قیمت پر بھی ضائع نہیں ہونے دیں گے، حکومتوں کی ہار سے زیادہ بڑا مسئلہ تہذیبوں، اعتقادات اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کی ہار ہے۔

مسئلہ کی سنگینی اس لئے اور بڑھ جاتی ہے کہ جدید تہذیب سے خود مسلم آبادی اس طرح متاثر ہوئی ہے کہ ہم عملی زندگی میں ان تمام اقدار کو قبول کر چکے ہیں جو مغرب سے آئی ہیں یا شرک کے مراکز سے آئی ہیں، پس عمل پہلے بگڑا ہے تو پھر اعتقادات کی حفاظت بہت مشکل ہے، پس

شریعت سے گریز، اس کے احکام پر عمل درآمد سے فرار اور تہذیب حاضر کی چکاچوند کی وجہ سے جو گمبھیر مسائل پیدا ہوئے ہیں ان میں امت کی صحیح رہنمائی کرنا ہمارا فرض ہے اور جو مشکلات پیدا ہورہی ہیں شریعت کے ڈھانچہ میں رہتے ہوئے ان کو دور کرنا ہماری ذمہ داری ہے، ضرورت ہے تنقید اور تمحیص کے ذریعہ مصالح عناصر کو مضر عناصر سے چھانٹ کر کیا قابل قبول ہے اور کیا قابل رد اس کا فیصلہ کیا جائے۔

بہر حال وقت کے اس عظیم الشان چیلنج کو گہرے مطالعہ اور شعور کے ساتھ اور اس فکری طوفان کو بہت غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے جس کے لئے حضرات علماء کو متوجہ کرنا ہی اپنا بڑا فرض سمجھتا ہوں۔

اس وقت میں ملک کے مختلف حصوں سے آنے والے تمام علماء کرام اور مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں بالخصوص رئیس المحاکم القطریہ شیخ عبد الرحمٰن عبد اللہ آل محمود اور رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر عبد اللہ عبد المحسن الترکی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے رابطہ کے تحت قائم المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ کے ایک بڑے ذمہ دار اور سکریٹری جنرل ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی کو اس سمینار میں شرکت کے لئے بھیجا، اسی طرح ڈاکٹر محروس المدرس، ڈاکٹر نور الدین الخادمی کا شکریہ ادا کرتا ہوں، آخر میں جناب سید سلمان حسینی ندوی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس سمینار کی میزبانی قبول فرمائی، ساتھ ہی جامعہ سید احمد شہید کے تمام اساتذہ، طلبہ اور کارکنان کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے اس اجلاس کی تیاری میں اپنی بھرپور محنت صرف کی۔ سب سے آخر میں خصوصیت کے ساتھ اپنے ان رفقاء اکیڈمی کا شکر ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے سمینار کی تیاری کے لئے حسب روایت طویل محنتیں کیں، اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

خطبہ صدارت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ☆

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على خاتم أنبيائه الكريم محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد!

محترم حضرات! میرے لئے بڑی مسرت کی بات ہے کہ میں فقہ اکیڈمی کے اس وقیع اور اہم اجتماع میں حاضر ہوں، اور آپ سے مخاطبت کا شرف حاصل کررہا ہوں، اسلامک فقہ اکیڈمی کے ناظم قاضی شریعت جناب مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی اور ان کے رفقاء کار ان اجتماعات کے ذریعہ جو کوشش کررہے ہیں، وہ بہت قابل قدر ہے، ہم کو امید ہے کہ ان اجتماعات کے ذریعہ شریعت اسلامی کی وضاحت اور اس کے سلسلہ میں اٹھائے جانے والے سوالات کا جواب شریعت اسلامی کے اصلی اور محکم اصولوں کے تحت بہت اچھے طریقہ سے دیا جاسکے گا، اور اس سے شریعت اسلامی کی نصرت کا کام انجام پائے گا۔

حضرات! فقہ اکیڈمی کا یہ تیرہواں فقہی سمینار ہے جو جامعۃ الامام السید أحمد الشہیدؒ کٹولی ملیح آباد ضلع لکھنؤ میں منعقد کیا جارہا ہے، اس میں جو مسائل زیر غور وبحث لائے جارہے ہیں، ان کا گہرا تعلق موجودہ تمدن کے لائے ہوئے حالات سے ہے، ان حالات کے بعض پہلوؤں کے سلسلہ میں جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے ذہنوں میں کچھ سوالات ہیں، ان میں سے بعض

☆ ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔

تو ترقی یافتہ تمدنی وسائل سے تعلق رکھتے ہیں، اور بعض نئے سماجی حالات اور مالی معاملات کے سلسلہ کے ہیں، ان سوالات کے تعلق سے پڑھے لکھے ذہنوں کو مناسب وضاحت سے واقف کرانا اور کوئی اشکال ہو تو اس کا مناسب حل بتانا ایک ضروری کام ہے۔

تمدن وعلم کی ترقی کے موجودہ عہد میں نئے ابھرنے والے سوالات کا جواب اور مشکلات کا حل پیش کرنا علوم شرعیہ میں پوری دستگاہ رکھنے والوں کا اہم فریضہ ہے، اور یہ کوئی ناممکن کام نہیں ہے، اس سلسلہ میں ہمارے سامنے فقہ اسلامی کی تدوین کے زمانہ میں تمدنی زندگی سے ابھرنے والے مسائل پر شریعت اسلامی کی تطبیق کی شاندار مثالیں موجود ہیں، تدوین فقہ اسلامی کا یہ عہد اپنے بعض پہلوؤں میں موجودہ عہد سے اس کی بعض تمدنی وسماجی تبدیلیوں میں ملتا جلتا ہے، اسلام کے عہد اول میں سیدھے سادے عربوں کو رومی اور ساسانی علم وتمدن سے آراستہ سماجی زندگی سے سابقہ پڑا تھا، اور عرب ومسلمان فضلاء نے بالکل اجنبی اور پیچیدہ مسائل اور تقاضوں کو شریعت اسلامی کا صحیح راستہ دکھایا اور اس پر چلایا، اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا سماج محدود اور بدوی سماج کے دائرہ سے نکل کر ترقی یافتہ بلکہ نہایت ترقی یافتہ سماج کی شکل میں ابھرا جس میں مالی نظام کے سارے تقاضوں کا حل تھا، اور انتظامی نظام کے لئے بھی یا اس کی ضرورت کے مطابق شریعت اسلامی کی پوری ہدایات حاصل ہوتی تھیں، اس عظیم عہد کے بعد سے موجودہ عہد تک ہمارے علماء عظام واسلاف کرام کی رہنمائی ہماری ضرورت کو پورا کرتی رہی ہے۔ اب عہد حاضر کے چند تمدنی وسماجی حالات نے کچھ نئے سوالات پیدا کئے ہیں، ان کے لئے ہمارے عہد کے علماء ومفکرین کو شریعت اسلامی کی روشنی میں مناسب جواب دینا ہے۔ ان میں ایک تو آلات ربط اور انٹرنیٹ کا استعمال ہے، ان کو دینی ومذہبی مقاصد میں کس حد تک استعمال کیا جاسکتا ہے؟ اور بیع وشراء اور عقود ومعاملات وشہادت کے سلسلہ میں ان سے استفادہ کس حد تک صحیح قرار دیا جاسکتا ہے؟ اور اس سلسلہ میں فقہی لحاظ سے جو شرائط رکھے گئے ہیں وہ کس حد تک پورے ہوتے یا

ہوسکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ اب ترقی یافتہ تمدن اور وسائل ربط وتعلق انسانوں کی عام زندگی میں داخل ہو چکے ہیں، اوران سے اس طرح فائدہ اٹھایا جانے لگا ہے جس طرح آپس میں براہ راست رابطہ قائم ہونے کی صورت میں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں شریعت اسلامی کی روشنی میں عقود ومعاملات کو ان کے ذریعہ کس حد تک عمل میں لایا جاسکتا ہے، جبکہ دیگر تمام پڑھے لکھے حضرات اپنے تمام دیگر ذمہ دارانہ معاملات میں ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

قدیم عہد میں مادہ کے عناصر بہت کم تھے، اور ان کی تحتی خصوصیات بھی محدود تعداد میں تھیں، موجودہ ترقی یافتہ دور کی تحقیق وجستجو سے ان دونوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا ہے، نیز ان کی تحلیل وتجزیہ کے عمل نے بھی بڑی ترقی کی ہے، اس ضمن میں قلب ماہیت کی بھی مختلف صورتیں سامنے آئی ہیں، گندی اورنجس اشیاء کی تحلیل وتنقیح کا عمل بھی خاصا ہونے لگا ہے، اورموجودہ زندگی کی مختلف ضرورتوں میں اس کا رواج ہوتا چلا جارہا ہے، لہٰذا فقہ اسلامی کو اس کے مختلف پہلوؤں اورشکلوں پرنظر ڈال کرشریعت اسلامی کی رہنمائی حاصل کرنا ہے۔

زکاۃ سے حاصل ہونے والی رقوم کے مصارف متعین طریقہ سے بتائے گئے ہیں جن پرعمل کیا جاتا ہے، لیکن موجودہ عہد اپنے سابقہ عہد سے بایں طور مختلف ہے کہ قدیم عہد میں جہاں مسلمانوں کی معتد بہ تعداد ہوتی تھی وہاں حکومت مسلمانوں کی ہی ہوتی تھی، وہ حکومت غریبوں کی غربت دورکرنے کی بڑی حدتک ذمہ دار ہوتی تھی، اس طریقہ سے اموال زکوۃ صرف ان لوگوں میں تقسیم ہوتے تھے جو حکومت وقت کی عنایات سے مستفید نہ ہوسکتے تھے، لیکن اب یہ فرق ہوا ہے کہ جہاں مسلمانوں کی حکومتیں نہیں ہیں وہاں بھی مسلمان خاصی تعداد میں ہیں، ان کے تمام دینی وسماجی معاملات خود مسلمانوں کو حل کرنا ہوتا ہے، ایسے ملکوں یا علاقوں میں ان کو صرف عوامی تعاون سے کام چلانا پڑتا ہے، ایسے علاقوں میں عموماً زکاۃ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے، لیکن اس کے مصارف متعین ہیں، ان کی پابندی کے ساتھ کیا بعض ایسی شکلیں ہوسکتی ہیں جن میں زکوۃ کے

اموال سے عوام مسلمانوں کے معیار کو بہتر بنانے اور ان کے لئے مال زکوۃ سے استفادہ کی نئی شکلیں اختیار کرنے کے مواقع نکالے جاسکتے ہیں، نئے تمدنی نظام میں وہ کون سے مواقع ہوسکتے ہیں جن کو اختیار کر کے اموال زکوۃ سے مزید فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اور مسلمان عوام کو مزید مالی سہارا دیا جاسکتا ہے؟ غور وتحقیق سے ایسی شکلیں معلوم کی جاسکتی ہیں جو شریعت اسلامی کی تعلیمات سے ٹکراتی نہ ہوں اور مفید اور قابل عمل ہوں۔

فقہ اسلامی کے اس سمینار میں جبری شادی کی مختلف صورتیں بھی جو ملک اور بیرون ملک میں پیش آرہی ہیں زیر غور لائی جائیں گی، شادیوں میں لڑکے اور لڑکی کا راضی اور متفق ہونا اہم جزء ہے، اسی کے ساتھ ساتھ لڑکے ولڑکی کا خام تجربہ، زندگی اور اشیاء پر نظر کا غیر پختہ ہونا بھی عموماً اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ ماں باپ کو اللہ تعالی نے بچوں کے سرپرست وخیر طلب ہونے کے باعث رہنمائی اور توجہ دہانی کا جو حق دیا ہے اس کو عمل میں لایا جائے، اور یہ ضرورت مخلوط ماحول میں جیسا کہ یورپ میں یا اس کی نقل کرنے والے مشرقی ممالک میں ہے زیادہ بڑھ جاتی ہے، اور بعض وقت اسلام وایمان پر باقی رہنے اور اس سے محروم ہوجانے کا مسئلہ سامنے آجاتا ہے، ایسی صورت میں جبر کی حد کیا ہونا چاہئے؟ یا ماں باپ کو کیا حکمت اختیار کرنا چاہئے؟ اس بات کو مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے کر طے کرنا ہوگا کہ زوجین کی زندگی کی خوش دلی اور راحت کا بھی انتظام ہو، اور ان کے دینی واخلاقی کردار ومقام کو بھی نقصان نہ پہنچے، یہ معاملہ بہت غور وفکر کا ہے، اسے بہت سوچ سمجھ کر حل کرنا ہوگا۔

حضرات! شریعت اسلامی کی پیروی کا مسئلہ ہمارے دین وایمان کا بنیادی مسئلہ ہے، اس کو ہماری تمدنی وثقافتی وانتظامی ضرورتوں سے ہم آہنگ بنانے کا کام وحی الٰہی کے ذریعہ حاصل شدہ ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے نہیں کیا جاسکتا، وحی الٰہی اور سنت نبوی کے ذریعہ حاصل شدہ ہدایات میں اگر کوئی ہدایت ہماری محدود سمجھ کے دائرہ میں کسی وقت نہ آتی ہو تو بھی اس سے انکار یا

اس کو بدلنے کی کوشش ہمارے ایمانی فریضہ کے خلاف ہوگا۔ حریت فکر وعمل کے جو نظریات یورپ نے ہم کو دیئے ہیں، اور زندگی کے جن معاملات کو زندگی کی لازمی ضرورتوں میں قرار دیا ہے، اور مساوات کا جو تصور ہمارے سامنے پیش کیا ہے ہم کو ان کا بھی جائزہ لینا ہوگا کہ وہ انسان کی عمومی ضرورت نیز دین کے متعینہ پیمانوں سے کہاں تک ہم آہنگ ہیں، ہم کو آنکھ بند کر کے ان کی صدائے بازگشت نہیں بننا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہم کو اپنی نئی ضرورتوں کے مناسب حل معلوم کرنا ہے، اور ان کے سلسلہ میں ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا قابل اطمینان جواب بھی پیش کرنا ہے، اس کام کو ہمارے موقر علماء شریعت سے اپنی گہری واقفیت کی مدد سے انشاء اللہ بخوبی انجام دے سکتے ہیں، امید ہے کہ ہمارا یہ سمینار مفید کام انجام دے سکے گا۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين۔

جدید فقہی تحقیقات

۱۰

پہلا باب

تمہیدی امور

سوالنامہ

حق تعالیٰ نے اس کائنات میں بے شمار چیزیں پیدا فرمائی ہیں جن کو ہم مختلف شکلوں میں اپنی ضروریات میں استعمال کرتے ہیں، خواہ یہ استعمال غذا کے طور پر ہو یا دوا کے طور پر، نباتات، جمادات، حیوانات وغیرہ، یہ استعمال کبھی اشیاء کو ان کی اپنی شکل پر باقی رکھتے ہوئے، اور خالص انہیں اشیاء کا ہوتا ہے اور کبھی ان کو دوسری چیزوں کے ساتھ ملا دیتے ہیں، اس طرح کہ ظاہری طور پر ان کا کوئی اثر نہیں دکھائی دیتا، اور کبھی تنہا ہونے میں بھی جلا کر یا کسی دوسری طرح، شکل وصورت بلکہ صفت بھی بدل جاتی ہے، اس ردوبدل کو کم از کم بعض صورتوں میں ماہیت کا بدلنا (انقلاب ماہیت، تحوّل عین اور استحالہ وغیرہ) کہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں اہم سوال ان اشیاء کا ہے جن کے استعمال کو شریعت نے ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے، اور ظاہر ہے کہ عام حالات میں اس طرح کی اشیاء کا بعینہ استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں ہوگا، دوسری صورت یہ ہے کہ ان اشیاء کے ساتھ کوئی اور چیز جو حلال وطیب ہے ملا دی جائے اور اس ملاوٹ کی وجہ سے اس شئی کی ہیئت اور خاصیت بدل جائے، یا کوئی اور شئی ملائی تو نہ جائے لیکن کسی خاص طبعی یا ماحولیاتی کیفیت کی وجہ سے اس میں خود بخود تغیر پیدا ہو جائے، اس تغیر کے نتیجہ میں اس شئی کی ہیئت، کیفیت اور خاصیت بدل جائے تو ایسی اشیاء کی حرمت اور نجاست حسب سابق قائم رہے گی یا اس تبدیلی کی وجہ سے حکم میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔

قدیم فقہی ذخیرہ میں اس بابت نمک کی کان میں ملنے والی اشیاء کا نمک بننا، کنویں وغیرہ کی تہہ میں کسی شئی کا مل کر وہی صورت اختیار کر لینا، شراب کا سرکہ بننا، یا سرکہ کا شراب بننا، یا

شیرۂ انگور کا شراب بننا، یا نطفہ کا علقہ اور علقہ کا مضغہ بننا، اس قسم کی اشیاء کا تذکرہ ملتا ہے۔

اور آج تو بہت سی چیزیں ایسی مل جائیں گی، جن میں اس قسم کا ردوبدل ہوتا ہے یا محسوس کیا جاتا ہے، اس کی وجہ سے کھانے پینے اور دیگر استعمال کی چیزوں کے بارے میں سوالات ہوتے رہتے ہیں، لہٰذا ہم کو درج ذیل سوالات پر غور کر کے کسی واضح نتیجے تک پہنچنا ہے:

۱- کسی بھی شئی کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شئی کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے، اگر چہ اس میں مختلف قسم کے دیگر تغیرات ہوئے ہوں؟

۲- انقلاب ماہیت (یا استحالۂ عین وتحول عین) کا کیا مطلب ہے اور اس کے لئے کسی شئی کا کس حد تک بدلنا مطلوب ہے، مثلاً شئی کے تین ضروری لوازم، رنگ، شکل اور صفت (بو وغیرہ) ان میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے، یا بعض کا کافی ہے؟

۳- اگر شئی میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے، لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، جن اشیاء سے مل کر یہ شئی بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت اس شئی میں برقرار نہ رہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ نئی پیدا ہونے والی شئی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہے، کیا ہر دو صورتوں کا ایک ہی حکم ہوگا یا کچھ سابق خصوصیات و کیفیات کے برقرار رہنے کی وجہ سے باوجود بنیادی عناصر میں تغیر کے ہم اسے تبدیلی ماہیئت نہیں قرار دے سکتے؟

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت کیا مختلف نجس اشیاء کے درمیان بھی کوئی فرق ہوگا، یا اس حکم میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان اور اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء سب یکساں حکم رکھتے ہیں؟

۵- قلب ماہیت کے اسباب کیا ہیں یا کیا ہو سکتے ہیں، مثلاً جلانا، دھوپ دکھانا، کسی شئی

کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا، اس طرح کے اور کیا امور ہیں جو اس باب میں مؤثر ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں؟

۶۔فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے، ایک شئ سے دوسری، دوسری سے تیسری، سلسلہ وار نکالنا، جیسے خوشبو دار پتیوں اور پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرنا اور نکالنا، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا، مختلف قسم کی شرابوں سے ان کے جوہری جزء کو نکالنا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئ کے اجزاء کو علاحدہ کر دینا، اس کی کیفیت اور خاصیت کو بدل ڈالنا کیا یہ عمل قلب ماہیت کے تحت آئے گا؟

۷-دوائیں، جو مرکب ہوتی ہیں اور مختلف اجزاء وعناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال، ان میں شئ کا خلط واختلاط کیا حکم رکھتا ہے، جب کہ اس کے نتیجے میں مجموعی شکل وتاثیر ضرور بدلتی ہے، لیکن ہر جزء اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ مطلوب ہوتا ہے، اور اس کے مطابق دوا مؤثر ہوا کرتی ہے، فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں ''استہلاک عین'' کہتے ہیں، تو کیا یہ استہلاک قلب ماہیت ہے؟ آج کل انگریزی دواؤں میں بکثرت الکحل کا استعمال ہے جو شراب کا جوہر ہے جس سے کسی شئ میں اسکار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

۸-صابن عموماً چربی سے بنتے ہیں، یہ چربی اکثر مردار کی ہوتی ہے، اور مردار خنزیر بھی ہوسکتا ہے، تو چربی وغیرہ کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر صابن یا اس طرح کی کوئی اور استعمالی شئ تیار کرنا، یہ قلب ماہیت ہے یا نہیں؟ مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں ایسی چربی ملائی جاتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، یہ ہڈیاں مردار وخنزیر یا کسی کی بھی ہوسکتی ہیں، اس پر بھی غور کرنا ہے۔

۹-مذبوح جانوروں کے خون کو مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے،

اسی طرح دوسرے اجزاء کا معاملہ بھی ہوسکتا ہے یا ہوتا ہے۔

۱۰ – جلاٹین کا معاملہ آج کل بہت عام ہے، اور اس کے بارے میں بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوال ہوتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ جلاٹین عام طور پر چمڑہ اور ہڈی ہوتا ہے جس کی شکل وصورت بدل جاتی ہے، یہ چمڑہ اور ہڈی کسی بھی جانور کا ہوسکتا ہے (بشمول خنزیر) اور مردار وذبیحہ کا بھی امتیاز نہیں، اور ہوتا یہ ہے کہ چمڑے پر ابتدائی مرحلے میں دباغت کا عمل جاری کیا جاتا ہے، اس کو چونے وغیرہ میں ڈال کر پکاتے اور دھوتے وصاف کرتے ہیں حتی کہ بال ختم ہوجاتے ہیں اور کھال سے چپکی ہوئی نجس رطوبات بھی، اور اس مرحلے سے نکال کر بجائے اس کے کہ چمڑے کو سکھائیں اور اس سے کوئی دوسرا کام لیں، بعض ادویہ کے واسطے سے اس کو گلانے کی تدبیر کرتے ہیں اور پھر اس سے گوند یا اس جیسی بعض اشیاء تیار کرتے ہیں یا کھانے کی چیزیں بناتے ہیں یا اس میں ملاتے ہیں، خاص طور سے اعلیٰ قسم کے بسکٹ اور نافیاں اور آئس کریم میں اس کو ملا کر لذت کو بڑھاتے بھی ہیں اور ان میں جماؤ پیدا کرنے کی سعی بھی کرتے ہیں۔

جلاٹین کا کیا حکم ہے؟ کیا مذکورہ صورت قلب ماہیت کے تحت آئے گی؟

اکیڈمی کے فیصلے

احکام شرعیہ میں تبدیلی حقیقت کے اثرات

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا بنیادی مقصد موجودہ عہد میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کا شرعی حکم واضح کرنا ہے، اس کے لئے اکیڈمی اجتماعی غور وفکر کے ذریعہ فیصلہ کرتی ہے، چنانچہ ۱۳-۱۶/اپریل ۲۰۰۱ء کو اس کا تیرہواں فقہی سمینار ہندوستان کے علمی وتاریخی شہر لکھنؤ کی دینی درسگاہ جامعہ سید احمد شہید ملیح آباد میں منعقد ہوا، اس سمینار میں پورے ملک سے تقریباً دوسو علماء، ارباب افتاء، ڈاکٹرس اور فارماسسٹ شریک ہوئے، جس میں کشمیر سے لے کیرالہ تک اور مشرقی ہندوستان سے لے کر وسطی ہندوستان تک ہر علاقہ کے مندوب موجود تھے، ہندوستان کے علاوہ کویت، سعودی عرب، قطر، عراق، بنگلہ دیش اور نیپال سے بھی اصحاب نظر علماء نے شرکت فرمائی۔ اس پس منظر میں جو قرار دادیں منظور ہوئیں وہ اس طرح ہیں:

۱- شریعت میں جن اشیاء کو حرام یا ناپاک قرار دیا گیا ہے، ان کی حرمت ونجاست اس شئ کی ذات سے متعلق ہے، اگر کسی انسانی فعل، کیمیائی یا غیر کیمیائی تدبیر یا کسی انسانی فعل کے بغیر طبعی اور ماحولیاتی اثر کے تحت اس شئ کی اصل حقیقت اور ماہیت تبدیل ہوگئی تو اس شئ کا سابق حکم باقی نہیں رہے گا، اس میں نجس العین اور غیر نجس العین کا کوئی فرق نہیں۔

۲- تبدیلی ماہیت سے مراد یہ ہے کہ اس شئ کے وہ خصوصی اوصاف بدل جائیں جن سے اس شئ کی شناخت متعلق ہے، دوسرے غیر مؤثر اوصاف جو اس شئ کی حقیقت میں

داخل نہیں، کا اس شئ میں باقی رہ جانا تبدیلی ماہیت میں مانع نہیں۔

۳- اگر حلال وپاک اشیاء میں حرام وناپاک شئ کا صرف اختلاط ہو، اصل حقیقت تبدیل نہ ہوتو وہ حرام اورناپاک ہی باقی رہے گی۔

۴- یہ سمینار محسوس کرتا ہے کہ الکحل اور جیلاٹین وغیرہ میں قلب ماہیت کے متحقق ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں کوئی قطعی رائے قائم کرنے سے پہلے ماہرین کیمیا سے مناسب معلومات حاصل کرنا ضروری ہے، اس لئے یہ سمینار اسلامک فقہ اکیڈمی کے ذمہ داروں سے خواہش کرتا ہے کہ اس موضوع پر فیصلہ کو کسی قریبی آئندہ سمینار تک کے لئے ملتوی رکھا جائے، اور پہلے اس سلسلہ میں ماہرین سے ضروری معلومات حاصل کی جائیں اور ان سے علماء وارباب افتاء کو آگاہ کیا جائے تاکہ ان کو رائے قائم کرنے میں سہولت ہو۔

۵- سمینار مسلمان میڈکل سائنس دانوں اور خاص کر عالم اسلام کے ارباب حل وعقد سے خواہش کرتا ہے کہ وہ طبی اغراض کے لئے دواؤں میں استعمال ہونے والے حرام وناپاک اجزاء کا متبادل نباتات، جمادات اور حلال مذبوح حیوانات سے دریافت کریں تاکہ حرام ومشتبہ دواؤں سے اجتناب ممکن ہوسکے کہ بحیثیت مسلمان یہ ان کا نہایت اہم مذہبی اور دینی فریضہ ہے۔

اکیڈمی کے فیصلے

جلاٹین

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا بنیادی مقصد موجودہ عہد میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کا شرعی حکم واضح کرنا ہے، اس کے لئے اکیڈمی اجتماعی غور وفکر کے ذریعہ فیصلہ کرتی ہے، چنانچہ ۲۰-۲۲/جون ۲۰۰۴ء کو اس کا چودھواں فقہی سمینار ہندوستان کے علمی وتاریخی شہر حیدرآباد کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم سبیل السلام میں منعقد ہوا، اس سمینار میں پورے ملک سے تقریباً ڈھائی سو علماء، ارباب افتاء، میڈیکل سائنس اور فارماوادویہ سازی کے ماہرین شریک ہوئے، جس میں کشمیر سے لے کیرالہ تک اور مشرقی ہندوستان سے لے کر وسطی ہندوستان تک ہر علاقہ کے مندوب موجود تھے، ہندوستان کے علاوہ کویت، سعودی عرب، ایران اور نیپال سے بھی اصحاب نظر علماء نے شرکت فرمائی۔ اس پس منظر میں جو قرار دادیں منظور ہوئیں وہ اس طرح ہیں:

۱- جلاٹین ایک نامیاتی (Organic) مرکب ہے، جو ایک قسم کا پروٹین ہے۔ یہ جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں موجود ایک دیگر قسم کے پروٹین کولاجن (Collagen) سے کیمیائی تبدیلیوں کے بعد بنایا جاتا ہے۔ جو کیمیائی اور طبعی طور سے کولاجن سے یکسر مختلف ایک نئی قسم کے پروٹین کی شکل اختیار کرلیتا ہے، اور اپنی رنگت، بو، ذائقہ اور خصوصیات میں بھی کولاجن سے جدا ہوتا ہے۔

۲- شریعت نے جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے اگر ان کی حقیقت اور ماہیت تبدیل ہوجائے تو ان کا سابق حکم باقی نہیں رہتا ہے۔ کسی شئی کے وہ خصوصی اور بنیادی اوصاف جن سے اس شئی کی شناخت ہوتی ہے، وہی اس شئی کی حقیقت وماہیت ہیں۔ اکیڈمی کے سامنے فنی ماہرین

کے ذریعہ جو تحقیق سامنے آئی ہے، اس کے مطابق جلاٹین میں ان جانوروں کی کھالوں اور ہڈیوں کی حقیقت باقی نہیں رہتی ہے جن کے کولاجن سے جلاٹین بنایا جاتا ہے۔ بلکہ وہ ایک نئی حقیقت کے ساتھ نئی چیز ہوجاتی ہے۔ اس لئے اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔ ماہرین کی رائے میں اختلاف کے پیش نظر شرکاء سمینار میں سے مولانا بدرالحسن قاسمی نے حرام جانوروں کے اجزائے جسم سے حاصل شدہ جلاٹین کے استعمال سے گریز کرنے کو ترجیح دی۔

۳-فقہاء کے اختلاف اور غذائی اشیاء کی اہمیت ونزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے سمینار مسلمان صنعت کاروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ حلال جانور اور اس کے حلال اور پاک اجزاء سے جلاٹین تیار کریں، تاکہ اس کے حلال وپاک ہونے میں کوئی شبہ نہ رہے۔

الکحل

۱- الکحل ایک کیمیائی مادہ ہے، جو مختلف پھلوں اور اناج کے نشاستہ (Carbohydrate) یا شکر سے بنایا جاتا ہے، اس کی بہت ساری قسمیں ہیں جن میں صرف ایک قسم نشہ آور ہے۔

۲-بعض دواؤں میں ایتھائیل الکحل(Ethyl Alcohol) کا استعمال ہوتا ہے، یہ الکحل نشہ آور ہے، اور دوا میں شامل ہونے کے بعد بھی اس کی حقیقت نہیں بدلتی لیکن علاج ومعالجہ کے باب میں شریعت نے جو سہولت روا رکھی ہے اس کے تحت مجبوراً الکحل آمیز ادویہ کا استعمال درست ہے۔

۳-عطریات میں جو الکحل استعمال ہوتا ہے، فنی ماہرین کی تحقیق واطلاع کے مطابق وہ نشہ آور نہیں ہے۔ اس لئے یہ ناپاک نہیں ہے۔

عرض مسئلہ:

نجاست اور طہارت کا اسلامی فلسفہ
انقلاب ماہیت کے تناظر میں

ڈاکٹر مفتی محمد فہیم اختر ندوی ☆

تمہید

نجاست اور طہارت کا فلسفہ اسلام کے بنیادی تصورات سے تعلق رکھتا ہے، انسان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں بالخصوص انسانی غذاؤں کے ساتھ اس کا گہرا ربط ہے، اسلام نے طہارت کو نصف ایمان بتایا: " **الطهور شطر الإيمان**" (طہارت جزء ایمان ہے)، اس نے حلال وطیب غذا کو استعمال میں لانے اور حرام وخبیث اشیاء سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے، قرآن وحدیث کی ہدایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیزیں طیب اور پاکیزہ ہیں انہیں حلال قرار دیا گیا ہے، اور جو چیزیں خبیث وگندی ہیں انہیں حرام بتایا گیا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں کہا گیا: "**ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث**" (سورۂ اعراف: ۱۵۷)، اہل ایمان کو طیب غذا استعمال کرنے کا حکم دیتے ہوئے قرآن کہتا ہے: " **يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم**" (سورۂ البقرہ: ۱۷۲)، یہی حکم انبیاء ومرسلین کو بھی دیا گیا تھا قرآن میں اسی کا تذکرہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**إن الله طيب**

☆ لکچرار مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد۔

لا يقبل إلا طيباً وإن الله تعالىٰ أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال تعالى: ''يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا إني بما تعملون عليم'' وقال تعالى: ''يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم'' ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء يا رب يا رب ومطعمه حرام و مشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فأنى يستجاب لذلك'' (مسلم: کتاب الزکاۃ)، ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إن أول ما ينتن من الإنسان بطنه فمن استطاع أن لا يأكل إلا طيبا فليفعل'' (بخاری: کتاب الاحکام)۔

انسان جن اشیاء کو اپنی غذاء میں استعمال کرتا ہے انہیں کبھی تو ان کی اصل حالت وشکل میں استعمال کرتا ہے، جیسے مختلف اقسام کے پھل وغیرہ، اور کبھی انہیں اپنے ذوق کے مطابق مختلف تبدیلیوں سے گزارتا ہے، جیسے پھلوں سے مشروبات کی تیاری، غلہ جات اور اجناس سے انواع واقسام کے کھانے، یہ تبدیلی بھی مختلف قسم کی ہوتی ہے، کبھی ایک چیز میں کئی چیزیں ملائی جاتی ہیں، کبھی ایک ہی چیز کو دوسری شکل میں بدل دیا جاتا ہے اور کبھی ایک شئ کے مختلف اجزاء علاحدہ کئے جاتے ہیں اور پھر انہیں حسب خواہش شکل دی جاتی ہے، ان غذائی اشیاء میں کبھی انسانی عمل دخل کے بغیر ماحولیاتی عوامل کے نتیجہ میں تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے، اشیاء کی شکلیں جوں جوں بدلتی ہیں ان کے اوصاف اور اثرات بھی بدلتے رہتے ہیں۔

دوسری طرف موجودہ دور کی جدید ترقیات اور تبدیلیوں کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کچھ تو انسان کی بڑھتی ضروریات کے پیش نظر اور کچھ اسلامی تصورات سے کنارہ کشی کے نتیجہ میں بہت ساری ایسی غذائی اور استعمالی اشیاء تیار کی جانے لگی ہیں جن میں مختلف انداز سے یا مختلف تبدیلیوں سے گزار کر حرام ونجس چیزوں کی آمیزش کی جاتی ہے اور ایسے سامانوں کی ایک طویل فہرست ہے، جو نہ صرف بازاروں میں علی العموم فروخت ہوتے ہیں بلکہ مسلم گھرانوں میں ان کا

استعمال عام ہے۔

ذیل کی سطروں میں ہم جاننے کی کوشش کریں گے کہ ایسی حرام اشیاء اور نجس عناصر کون کون سے ہیں، غذاؤں، دواؤں اور گھریلو استعمال کے دوسرے سامانوں میں ان کی آمیزش کس طرح کی جاتی ہے اور ایسے سامانوں کو تیاری کے دوران کن کن مراحل سے گزارا جاتا ہے، پھر چونکہ ایسی اشیاء کے بارے میں انقلاب ماہیت کا اصولی سوال زیر بحث آتا ہے، اور اسی سوال کے جواب پر ان اشیاء میں حکم شرعی کی تعیین کا مدار ہے، اس لئے انقلاب ماہیت کی حقیقت اور احکام کی تبدیلی میں اس کے اثرات کے بارے میں ائمہ مجتہدین وعلماء متقدمین کی آراء پر نظر ڈالی جائے گی، پھر معاصر فقہاء کرام واصحاب افتاء کی آراء اور ان کے دلائل کا ذکر کیا جائے گا۔

غذائی واستعمالی سامانوں میں نجس اشیاء کی ملاوٹ

اس وقت سب سے زیادہ جس چیز کا استعمال غذائی و استعمالی سامانوں اور دواؤں میں کیا جا رہا ہے وہ الکحل اور جلاٹین ہیں، الکحل اور جلاٹین دونوں کے عناصر ترکیبی میں نجس اشیاء شامل ہوتی ہیں، ان کے علاوہ بعض سامانوں میں خنزیر اور مردار جانوروں کی چربیاں ملائی جاتی ہیں، بعض دواؤں میں خون کا استعمال ہوتا ہے، پینے کے پانی کی قلت دور کرنے کے لئے گندے اور فضلات آمیز پانی کو کیمیاوی طریقہ پر صاف کر کے پینے اور دوسرے استعمالات کے قابل بنایا جاتا ہے، جانوروں کی غذا کے طور پر جانوروں وغیرہ کے فضلات اور آلائشوں کی آمیزش سے مصنوعی غذا بنائی جاتی ہے، ذیل میں ان اشیاء میں سے ہر ایک کی تفصیل پیش ہے:

جلاٹین

جلاٹین: (Gelatin) کی حقیقت اور اس کے عناصر پر روشنی ڈالتے ہوئے انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کہتا ہے: ”جلاٹین حیوانی پروٹینی مادہ ہے جس کے اندر جیلی (یعنی گاڑھا لیس

دار مادہ) بنانے کی خصوصیت ہوتی ہے، یہ کولاجین (Collagen) سے حاصل کیا جاتا ہے، کولاجین جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں پایا جانے والا پروٹین ہوتا ہے، جسے جانوروں کی موٹی کھال، پتلی کھال، ہڈیوں، خلیوں اور نسیجوں کو الکلی (Alkali) یا تیزاب (Acid) میں کافی وقت تک بھگونے اور پھر اس کو ابالنے کے بعد حاصل کیا جاتا ہے، یہ بآسانی ہضم ہونے والی خالصۃً پروٹینی غذا ہے، دانوں کی شکل میں جلاٹین بے بو اور تقریباً ذائقہ ہوتی ہے، جلاٹین باریک سفوف کی شکل میں شکر، رنگ، ایسڈ اور خوشبو کے ساتھ بھی بازار میں ملتی ہے، جب اس کو خشک حالت میں کمرے کے درجۂ حرارت پر کسی ہوابند ڈبہ میں رکھا جائے تو عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہے''۔

جلاٹین کے بارے میں انٹرنیٹ سے حاصل کی گئی معلومات یہ بتاتی ہیں کہ جلاٹین ایک قسم کا پروٹین ہے جو کہ جزوی ہائڈرولسس (ایک کیمیائی عمل جس میں پانی میں بھگو کر اشیاء کو نرم کیا جاتا ہے اور ان کو گلایا یا حل کیا جاتا ہے) کے ذریعہ جانوروں کی ہڈیاں اور کھال میں موجود کولوجین سے حاصل کیا جاتا ہے۔

جلاٹین کی تیاری کے لئے جدید تکنیک اور معیاری ضابطوں کا خیال رکھا جاتا ہے جس کے باعث اعلیٰ قسم کا خالص جلاٹین حاصل ہوتا ہے۔

اس کی تیاری کیلئے سب سے پہلے بہت اچھی طرح گائے بھینسوں کی ہڈیوں سے چکنائی دور کی جاتی ہے، گوشت کے نرم ریشے اور چکنائی وغیرہ صاف کئے جاتے ہیں، اس کے بعد کئی دنوں تک انہیں ہائڈروکلورک ایسڈ میں بھگو کر رکھا جاتا ہے، اس کے بعد ان میں سے ایسڈ صاف کیا جاتا ہے اور پھر کولاجن حاصل کیا جاتا ہے، گائے بھینسوں کی کھالوں کو الکلی (چونے کے پانی) سے ٹریٹ کیا جاتا ہے اور انہیں ہفتوں اس میں بھگو کر رکھا جاتا ہے اس کے بعد گرم پانی کی مدد سے جلاٹین حاصل کرتے ہیں، جلاٹین کے محلول کو چھان کر، گاڑھا کر کے اور تقریباً 4% ڈگری پر اس کو گرم کر کے (جراثیم مارنے کے لئے) اس کو خشک کر لیا جاتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کی تعریف اوردیگر ماہرین کی تحقیقات پرغورکرنے سے جلاٹین کے بارے میں مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

۱-جلاٹین کوئی قدرتی مادہ نہیں ہے۔

۲-یہ جانوروں کے کولاجین سے حاصل ہوتا ہے۔

۳-کولاجین جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں پایا جانے والا پورٹین ہوتا ہے، اسی طرح خنزیر کے یخ بستہ گوشت کی اوپری پرت سے حاصل کیا جاتا ہے۔

۴-کولاجین کومختلف کیمیائی مراحل سے گزاراجاتا ہے،جس کے بعد وہ ایک لیس دار مادہ ہوجاتا ہے۔

۵-ان مراحل میں ہڈیوں اورکھالوں کوصاف کرنے کے بعد پہلے ایک لمبے وقت تک تیزاب میں رکھتے ہیں، پھرگرم پانی میں ابالتے ہیں، پھرٹھنڈاکر کےخشک کرتے ہیں، اورجب نمی اڑجاتی ہےتب انہیں پیس کرجلاٹین بنالیتے ہیں۔

۶- جلاٹین کی طبیعاتی خصوصیات براہِ راست جانوروں کےکولاجین اور اس میں استعمال کئے گئے کیمیائی مادوں وغیرہ سےمتعلق ہوجاتی ہیں۔

۷-جلاٹین غیرزہریلا ہوتا ہے اورجسمانی رطوبتوں میں جسم کے درجۂ حرارت میں بآسانی تحلیل ہوجاتا ہے۔

ان امورکا خلاصہ یہ ہے کہ جلاٹین کے بنیادی عنصر میں خنزیر یا مردارجانورکی کھال، ہڈی اورنسیجوں کے اجزاء ہوتے ہیں، اورانہی کیمیائی طورپرصفائی وتبدیلی کے مراحل سےگزار کرنئے نام اورنئے اوصاف کا حامل ایک مادہ بنادیا جاتا ہے، انٹرنیٹ کی معلومات میں جلاٹین کےعناصرکی نشاندہی یوں کی گئی:

خام مال

گائے، بھینسوں کی ہڈیاں ۱۳ فیصد

خنزیر کی کھال ۴۲ فیصد

گائے، بھینسوں کی کھال ۲۷ فیصد

جلاٹین کا استعمال کہاں کہاں ہوتا ہے، اس کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کہتا ہے: ''جلاٹین کا استعمال جیلی والے گوشت، سوپ، ٹافیاں بنانے کے لئے، شکل دئے ہوئے میٹھے کھانوں (مثلاً جیلی اور اس طرح کے دیگر کھانے) اور جھاگ دار غذاؤں مثلاً آئس کریم، اور پانی کے ساتھ مختلف قسم کے روغن اور چکنائیوں کا مکسچر بنانے کے لئے کیا جاتا ہے''۔ ساؤتھ افریقہ کی ایک مسلم تنظیم ''ساؤتھ افریقن نیشنل حلال اتھارٹی'' کے مطابق مختلف مٹھائیوں اور دودھ سے بنی اشیاء میں اس کا بہت استعمال ہوتا ہے، دیگر ماہرین کہتے ہیں کہ سر اور چہرہ میں لگائی جانے والی مختلف قسم کے کریم میں اور آرائشی مصنوعات میں جلاٹین کا استعمال ہوتا ہے، دواؤں کی طرف آیئے تو چھ سو سے زائد ایسی دوائیں ہیں جن میں جلاٹین کا استعمال ہوتا ہے، ان دواؤں میں کیپسول اور کھانسی دور کرنے والی دوائیں زیادہ ہیں، ان کے علاوہ جلاٹین کا استعمال فوٹوگرافی کی فلم، کاغذ، رنگوں اور لیتھوگرافی (پتھر یا دھات سے چھپائی) کے لئے بھی کیا جاتا ہے، انٹرنیٹ کی معلومات میں بتایا گیا ہے کہ ''جلاٹین کی بے شمار خصوصیات جیسے جیلی بننا، کسی شئ کا گاڑھا کرنا اور اس کو جمانا، فلم بنانے کیلئے اس کی شکل پذیری میں معاون ہونا اور اشیاء کو گاڑھا کرنا، کے باعث درج ذیل صنعتوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے:

☆غذا (مٹھائیاں، دودھ سے بننے والی اشیاء، گوشت کی مصنوعات وغیرہ)

☆ دواؤں کی صنعت

☆ فوٹوگرافی

☆ بے شمار تکنیکی استعمالات

الکحل

الکحل کے بارے میں ڈاکٹر محمد علی بار کہتے ہیں: یہ دراصل عربی لفظ'' الغول'' کی تحریف ہے،'' غول''عربی میں نشہ اور درد کی اس کیفیت کا نام ہے جو شراب سے پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب سے اس وصف کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:''**لا فیھا غول و لا ھم عنھا ینزفون**'' (سورہ صافات:۴۷)(نہ اس میں دردسر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا)، اہل مغرب نے اس لفظ کو عربی سے نقل کر کے'' الکحل'' بنادیا۔

الکحل کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: الکحل ایک بے رنگ، بخار بن کر اڑ جانے والا سیال ہے جو کاربن ہائیڈ وریٹ (آکسیجن اور ہائیڈ روجن کے ساتھ کاربن کا مرکب) میں خمیر اٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

الکحل ایک ایسا نامیاتی مرکب (Organic Compound) ہے جو گیس کی تین اقسام کاربن، ہائیڈ روجن اور آکسیجن سے مل کر بنتا ہے، الکحل کی دو قسمیں ہیں: (۱) میتھائل الکحل (Methyl agcohal) اور (۲) ایتھائل الکحل۔

الکحل کی عام خصوصیات میں سے یہ ہے کہ زیادہ تر الکحل بے رنگ اور رقیق ہوتے ہیں، اس میں ایک مخصوص قسم کی بو اور آتشی ذائقہ ہوتا ہے، عام الکحل پانی سے ہلکے ہوتے ہیں، اور پانی میں مکمل طور پر حل ہو جاتے ہیں۔

میتھائل الکحل نوعیت کے اعتبار سے زہریلا اور نشہ آور ہوتا ہے، اگر اس کو پینے میں استعمال کیا جائے تو اس سے اندھاپن بلکہ موت واقع ہوسکتی ہے، یہ ہلکے شعلے کے ساتھ جلتا ہے، اس کا استعمال پینٹ اور لکڑی کی پالش کو حل کرنے، مختلف عطریات اور دواؤں میں بطور پگھلانے

والے مادے کے ہوتا ہے، ایتھائیل الکحل بھی نشہ آور ہوتا ہے، اور بہت تیزی سے اڑ جانے والا ہوتا ہے، یہ شراب کی روح اور اس میں سکر پیدا کرنے کا سبب ہے۔

الکحل کی اقسام میں سب سے زیادہ استعمال ایتھائل الکحل ہی کا ہوتا ہے، ایتھائل الکحل دو طرح سے بنایا جاتا ہے (۱) شکر یا نشاستہ کو خمیر کر کے، (۲) آتھین میں پانی ملا کر (Hydration) زیادتر ایتھائل الکحل مولاسیس (Molasses) سے تیار کیا جاتا ہے، مولاسیس ایک گہرے رنگ کے گاڑھے شربت کی طرح رقیق ہوتا ہے، جو گنے کے رس سے شکر کے دانے بنانے کے دوران، دانے بننے کے بعد بچارہ جاتا ہے، مولاسیس کے اندر اس کے بعد بھی تقریباً ۳۰ فیصد شکر موجود ہوتی ہے جس کو دانوں کی شکل میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا ہے، لہذا خمیر کے نتیجہ میں مولاسیس میں موجود شکر کو ایتھائل میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔

ایتھائل کا استعمال پینٹ، وارنش، دوائیں، رنگ، صابن اور مصنوعی ربڑ بنانے میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے، جیسے پٹرول کے بدل کے طور پر موٹر کو چلانے کیلئے بھی مستعمل ہے، ایتھائل کو جراثیم کش کے طور پر زخموں کو صاف کرنے اور سرنج وغیرہ صاف کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

الکحل آمیز مشروبات میں ایتھائل استعمال کیا جاتا ہے، ایتھائل کو محلول کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے، نیز غیر منجمد رکھنے والے مرکبات (Anti freege Mixtures) بنانے کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے میں بھی ہوتا ہے، کچھ دوسری دواؤں میں صرف ایک خاص نکہت اور لذت پیدا کرنے کی غرض سے ملایا جاتا ہے، مختلف قسم کے انجکشن میں ایتھائل کا استعمال ہوتا ہے، کھانسی کی شربت میں بھی استعمال ہوتا ہے، ہومیو پیتھک ادویات میں الکحل کا استعمال تیز رفتار سواری کے طور پر ہوتا ہے، جب کہ ایلو پیتھک دواؤں میں الکحل کا استعمال احساس کو دبانے کے لئے ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں الکحل کی بابت درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

۱- الکحل ایک نشہ آور مرکب ہے۔

۲- یہ مختلف اقسام کی گیسوں سے مل کر بنتا ہے، نیز مولاسیس سے بھی تیار کیا جاتا ہے۔

۳- مولاسیس گنے کے رس سے نکلنے والا ایک گاڑھا رقیق مادہ ہے۔

۴- الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے والے مادہ کے طور پر نیز ایک خاص نکہت پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

۵- الکحل احساس کو کم کرنے کے لئے بھی دواؤں میں ملایا جاتا ہے۔

دواؤں میں خون کا استعمال

جانوروں کے خون کا بعض ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے، مریض کے خون میں ہیمو گلوبین (Hemoglobin) کی کمی ہو جائے تو اسے پورا کرنے کے لئے بعض ایسی ادویات استعمال کی جاتی ہیں جو جانوروں کے خون سے نکالے گئے ہیموگلوبین کو ایک خاص شکل دے کر بنائی جاتی ہیں۔

اسی طرح جانوروں کے خون سے انٹی بایی ٹیکے بنائے جاتے ہیں جن کے ذریعہ جسم کے زہریلے اثرات کو ختم کیا جاتا ہے۔

گندے پانی کو صاف و قابل استعمال بنانا

اسی ذیل میں نالے کے گندے پانی اور دوسری قسم کی گندگیوں کی صفائی کا کام ہے، ماہرین بتاتے ہیں کہ نالوں کے گندی پانی کو چار مراحل سے گزار کر صاف کیا جاتا ہے: (۱) پہلے ایسے گندے پانی کو ایک جگہ جمع کیا جاتا ہے تا کہ گندگی نیچے بیٹھ جائے، (۲) پھر اوپر سے پانی کو

نکال لیا جاتا ہے، (۳) اب ایسے پانی میں جو جراثیم اور بیکٹر یاز ہوتے ہیں انہیں ختم کیا جاتا ہے، (۴) چوتھے مرحلے میں اس کے اندر کلورین ملائی جاتی ہے تا کہ اس میں نئے جراثیم پیدا ہونے کی صلاحیت ختم ہوجائے۔

ماہرین کے مطابق ان تبدیلیوں سے گزارنے کے بعد اس پانی کا رنگ، مزہ اور بو بدل جاتا ہے، اور سابق نجاست کا کوئی اثر باقی نہیں رہ جاتا ہے۔

فضلات کو جانوروں کی غذا کے قابل بنانا

جانوروں کے لئے مصنوعی غذاؤں کی تیاری میں اب ایسی غذا تیار کی جارہی ہے جس میں گیہوں اور مکئی کے چوکر، مختلف سبزیوں و پھلوں کے چھلکوں وغیرہ کے ساتھ جانوروں اور مچھلیوں کی آلائش، فضلات بشمول خون، نجاست، کھال، ہڈی آنتیں وغیرہ بھی ملائی جاتی ہیں، کیونکہ ان سے مرغیوں اور پرندوں کی غذا میں بڑی مقدار میں پروٹین حاصل کی جاتی ہے۔

ایسی غذاؤں کی تیاری کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ گوشت یا ان فضلات کو پہلے دیگوں میں پکایا جاتا ہے تا کہ ان کے جراثیم مرجائیں، پھر انہیں خشک کیا جاتا ہے، اس کے بعد انہیں پیسا جاتا ہے، اور پھر ان میں وٹامن اور دوسری چیزیں ملائی جاتی ہیں، اس طرح یہ جانوروں کے لئے تیار اور مقوی غذا بن جاتی ہے۔

انقلاب ماہیت-مسئلہ کا تعارف اور ائمہ مجتہدین کی آراء

شریعت میں حلال وحرام امور طے شدہ ہیں، اور ان کی بنیاد اجتہاد پر نہیں بلکہ وحی آسمانی پر ہے: "ولا تقولوا لما تصف ألسنتكم الكذب هذا حلال و هذا حرام" (سورہ نحل:۱۱۶)، طیبات کی حلت اور خبائث کی حرمت کا اصولی ضابطہ بتانے کے علاوہ تفصیلی طور پر بھی اشیاء کا نام لے کر ان کے حلال یا حرام ہونے کر صراحت کی گئی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں

اعلان کیا گیا: "حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما أكل السبع إلا ما ذكيتم وما ذبح على النصب" (سورہ مائدہ ۳)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كل ذي ناب من السباع ذى مخلب من الطير فأكله حرام" (بخاری ومسلم)۔

اوپر کی سطور میں ذکر ہوا کہ بہت سی غذائی اور استعمالی اشیاء نیز دواؤں وغیرہ میں جلاٹین، الکحل، جانوروں کے خون اور ان کے فضلات کا استعمال ہوتا ہے، جن اشیاء کے استعمال کو شریعت نے ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے، ظاہر ہے کہ عام حالات میں اس طرح کی اشیاء کا بعینہ استعمال کرنا تو جائز ہی نہیں ہے، لیکن اگر ان اشیاء میں کوئی تبدیلی پیدا ہوجائے خواہ انسانی عمل کے نتیجہ میں ہو یا طبعی اور ماحولیاتی طور پر، اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان اشیاء کی سابقہ ہیئت، حقیقت اور خاصیت بدل جائے تو اب ان کا کیا حکم ہوگا؟

اس ذیل میں تین امور بحث کے قابل ہیں:

اول: کیا جلاٹین، الکحل اور دوسری مذکورہ اشیاء حرام ہیں؟

دوم: اگر حرام ہیں تو کیا ان میں انقلاب ماہیئت پایا جاتا ہے، اور انقلاب ماہیت کا کیا معیار ہے؟

سوم: انقلاب ماہیت کے بارے میں فقہاء وعلماء کی آراء کیا ہیں؟

۱۔ پہلا زیر بحث امر یہ ہے کہ ملائی جانے والی مذکورہ اشیاء حلال ہیں یا حرام؟

اس میں یہ تو واضح ہے کہ جانوروں کے خون ناپاک ہیں، جانوروں کے فضلات جیسے ان کے لید وگوبر کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ غیر ماکول اللحم جانوروں اور پرندوں جیسے خنزیر، عقاب، باز اور گدھ کے گوبر بالاتفاق نجس ہیں، ماکول اللحم جانوروں اور پرندوں کے گوبر کے بارے میں تین اقوال ہیں: پہلا قول مالکیہ کا مشہور قول اور امام احمد کی ایک روایت جو ان کا مذہب

بھی ہے یہ ہے کہ ایسے جانوروں اور پرندوں کے گوبر پاک ہیں، دوسرا قول شافعیہ کا مسلک، امام احمد کی ایک روایت اور مالکیہ کا غیر مشہوق قول یہ ہے کہ تمام جانوروں کا گوبر نجس ہے، تیسرا قول حنفیہ کا ہے کہ ایسے جانوروں کا گوبر نجس ہے، پرندوں میں زمین پر بیٹ کرنے والے تمام پرندوں کی بیٹ نجس ہے، ہوا میں بیٹ کرنے والوں میں ماکول اللحم کی بیٹ پاک اور غیر ماکول اللحم کی نجاست خفیفہ ہے۔

جہاں تک جلاٹین کا تعلق ہے اس کے تعارف میں یہ گزر چکا ہے کہ جلاٹین جانوروں کی ہڈیوں اور کھالوں سے حاصل ہونے والے کولاجین سے بنتا ہے، یہ جانور خنزیر بھی ہو سکتے ہیں، اور دیگر مردار یا غیر شرعی مذبوحہ جانور بھی، اسی طرح خنزیر کے گوشت کی اوپری پرت سے بنائے جاتے ہیں، کیونکہ خنزیر کے گوشت سے بنا جلاٹین کیپسول میں شفافیت اور لچک پیدا کرتا ہے۔

الکحل کے بارے میں پچھلی سطور میں بتایا جا چکا ہے کہ میتھائل الکحل اور ایتھائل الکحل دونوں نشہ آور ہوتے ہیں، ایتھائل الکحل کا ہی زیادہ استعمال مختلف مشروبات اور دواؤں میں ہوتا ہے، نشہ آور ہونے کی وجہ سے الکحل کا کھانے پینے میں استعمال حرام ہوگا، لیکن کیا الکحل نجس بھی قرار پائے گا؟ اس سلسلہ میں دو نقطۂ نظر ہیں: جو دراصل اس اختلاف پر مبنی ہیں کہ شراب اور دیگر مسکرات نجس ہیں یا نہیں؟

جمہور علماء وفقہاء شراب کی نجاست کے ہی قائل ہیں، لیکن بعض علماء کے نزدیک شراب حرام تو ہے نجس نہیں ہے، اس کی نجاست صرف معنوی ہے۔

اس وقت دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل زیادہ تر انگور اور کھجور سے نہیں بلکہ جو، شہد، جوار اور دیگر مختلف چیزوں سے بنتا ہے، امام ابوحنیفہ وامام ابو یوسف کے نزدیک کھجور اور انگور کے علاوہ سے بنی مشروبات یا الکحل اگر نشہ کی حد تک نہ پہنچائے تو جائز ہے۔

۲- دوسرا زیر بحث اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ جانوروں کے خون وفضلات، الکحل اور

خنزیر ومردار کے اجزاء سے تیار شدہ جلاٹین کو جب غذائی اشیاء میں آمیز کیا جاتا ہے تو وہ اپنی اصل حالت پر باقی رہتا ہے یا ان میں تبدیلی عمل میں آجاتی ہے، اور اگر تبدیلی پیدا ہوتی ہے تو کس حد تک؟

جانوروں کے خون کے اجزاء سے جو دوائیں تیار ہوئی ہیں، تیاری سے پہلے انہیں کن مراحل سے گزارا جاتا ہے، اس کی تفصیلات ابھی دستیاب نہیں ہوسکی ہیں۔

جانوروں کے فضلات اور آلائش وغیرہ کی آمیزش سے جانوروں کے لئے جو غذائیں تیار کی جاتی ہیں، جس سے پرورش پانے والے جانوروں کے گوشت غذا میں استعمال کئے جاتے ہیں، یہ تیاری کئی مراحل سے گزرتی ہے، جیسا کہ پیچھے آچکا ہے کہ خون، گندگی اور مردار کے اجزاء وغیرہ پر مشتمل یہ نجاسات اور فضلات پہلے بڑے دیگوں میں پکائے جاتے ہیں، اور اس طرح ان کے سارے جراثیم اور بیکٹریا ز ختم کردئے جاتے ہیں، پھر انہیں خشک کیا جاتا ہے، اور اس کے بعد انہیں پیسا جاتا ہے، پھر اس سفوف میں وٹامن والی دوسری اشیاء اور اجزاء ملائے جاتے ہیں، اور اس طرح وہ غذا بن کر تیار ہوتی ہے۔

اس عمل سے گزرنے کے بعد سابق نجاست کے اوصاف بدل جاتے ہیں، رطوبت کی جگہ خشکی آجاتی ہے، رنگ دوسرا ہو جاتا ہے، اور دوسرے کیمیائی مواد کے اضافہ کی وجہ سے نجاست کی بو بھی ختم ہوجاتی ہے، اب اس کا نام بھی نیا ہوتا ہے، اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ان اوصاف میں تبدیلی کی وجہ سے نجاست کی حقیقت بدل گئی، اور انقلاب ماہیت ہوگیا۔

الکحل کی تعریف میں جو تفصیلات مذکور ہوئی ہیں ان سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ الکحل کا لازمی وصف نشہ آوری ہے، وہ مختلف اقسام کی گیسوں سے مل کر بنتا ہے، اس کا استعمال جسمانی صحت کے لئے مضر اثرات بھی رکھتا ہے، الکحل کا خالص استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ دواؤں میں ملا کر کیا جاتا ہے، دوا میں ملنے کے بعد اس میں کیا تبدیلی پیش آتی ہے اس پر ماہرین روشنی

ڈال سکتے ہیں۔

جلاٹین کے بارے میں بتایا جاچکا ہے کہ یہ جانوروں بشمول خنزیر کی ہڈی اور کھالوں سے تیار کیا جاتا ہے، اس کی تیاری کے طریقے کی تفصیل پر بھی روشنی ڈالی جاچکی ہے، ہڈیوں اور کھالوں کو کئی مراحل سے گزارا جاتا ہے، سب سے پہلے انہیں صاف کرکے ایک لمبے عرصہ تک تیز اب میں رکھا جاتا ہے، پھر تیز اب سے نکال کر بسا اوقات چونا میں ایک عرصہ تک رکھتے ہیں، پھر اسے گرم پانی میں ابالتے ہیں، پھر باہر نکال کر ٹھنڈا کرتے ہیں، پھر اسے خشک کرتے ہیں، اس کے بعد اس کی نمی اڑائی جاتی ہے، پھر اسے پیسا جاتا ہے، ان تبدیلیوں کے بعد جو مادہ تیار ہوتا ہے وہ ایک لیس دار سا ہوتا ہے، اس میں سابق رنگ، مزہ اور بو نہیں ہوتا، وہ ایک نئے نام کے ساتھ اور نئے اوصاف کا حامل ہوجاتا ہے۔

نالے کے گندے پانی کو کیمیائی طریقہ پر صاف کرتے ہوئے انہیں جن مراحل سے گزارا جاتا ہے وہ چار ہیں: پہلے ایسے گندے پانی کو اس طرح جمع کیا جاتا ہے کہ اس کی گندگی نیچے بیٹھ جائے، پھر اوپر کے پانی کو علاحدہ کرلیا جاتا ہے، تیسرے مرحلہ میں اس پانی کے تمام جراثیم کیمیائی طریقہ پر ختم کئے جاتے ہیں، اور چوتھے مرحلہ میں اس میں کلورین ڈال کر آئندہ جراثیم پیدا ہونے کے امکان کو ختم کیا جاتا ہے، ان تبدیلیوں سے گزرنے کے بعد سابقہ گندے پانی کی نجاست کا رنگ، مزہ اور بو کچھ باقی نہیں رہتا۔

اس بحث کا دوسرا جز یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کا کیا معیار ہے، اس پر آئندہ تفصیل آرہی ہے۔

۳-تیسرا زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کی بابت ائمہ مجتہدین اور فقہاء اسلام کی آراء کیا ہیں؟ اگر کسی نجس شی کی ماہیت اور حقیقت بدل جائے تو کیا وہ پاک ہوجائے گی؟ اس بابت ائمہ مجتہدین کی آراء میں دو نقطہ نظر ہیں:

پہلا نقطۂ نظر: استحالہ اور انقلاب ماہیت سے نجس چیز پاک ہوجاتی ہے۔

یہ مالکیہ اور ظاہریہ کا مسلک، حنفیہ کا مختار مسلک اور امام کی ایک روایت ہے، یہی ایک رائے شافعیہ کی بھی ہے جسے امام الحرمین جوینی، ابوزید اور خضری نے اختیار کیا ہے، حنفیہ نے اس کی مثالوں میں ذکر کیا ہے کہ خنزیر اگر نمل کی کان میں گر جائے اور نمک بن جائے، پاخانہ اور نجاست جل کر راکھ ہوجائے تو وہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاک ہوجائیں گے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: "والظاهر أن مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ما ذكر في انقلاب عين النجاسة" وہ مزید لکھتے ہیں: "فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المترتب عليها" (ردالمحتار ۱/۲۳۹)، اسی طرح کی عبارت فتح القدیر اور البحر الرائق ۶/۲۳۹ میں بھی ہے۔

مالکیہ نے خون کو مشک میں بدلنے کی مثال دی ہے کہ وہ خون کے تمام اوصاف سے بدل کر دوسرے اوصاف کا حامل ہوجاتا ہے اور اس کا نام بھی دوسرا ہوتا ہے، علامہ قرافی کہتے ہیں: "إن الله تعالى إنما حكم بالنجاسة في أجسام مخصوصة بشرط أن تكون موصوفة بأعراض مخصوصة مستقذرة، وإلا فالأجسام كلها متماثلة واختلافها إنما وقع بالأعراض، فإذا ذهبت تلك الأعراض ذهابا كلياً ارتفع الحكم بالنجاسة إجماعاً كالدم يصير منياً ثم آدمياً" (ذخیرہ ۱/۱۸۸)۔

امام احمد کی اسی روایت کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی اختیار کیا ہے، دیکھئے: (مجموع الفتاوی ۲۱/۴۸۴-۵۱۴، اعلام الموقعین ۱/۲۹۶، المحلی ۱/۱۳۸)۔

دوسرا نقطۂ نظر: انقلاب ماہیت اور استحالہ کی وجہ سے نجس العین پاک نہیں ہوگا۔

یہ شافعیہ کا مسلک اور حنابلہ کا ظاہر مذہب ہے، اور یہی حنفیہ میں سے ابو یوسف کی رائے ہے، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر شراب خود بخود سرکہ بن جائے تو پاک ہوجائے گا۔

انقلاب ماہیت کا معیار

یہ تو انقلاب ماہیت اور استحالہ عین کے سلسلہ میں فقہاء متقدمین اور ائمہ مجتہدین کی آراء تھیں، اب آیئے اس نکتہ پر بحث کر کے صورت مسئلہ کو واشگاف کریں کہ انقلاب ماہیت کا معیار کیا ہے۔

دراصل یہی وہ موضوع ہے جسے اسلامک فقہ اکیڈمی کے تیرہویں سمینار میں زیر بحث لایا گیا ہے، یعنی انقلاب ماہیت کی حقیقت کیا ہے، اور انقلاب ماہیت کے لئے کسی شی کے کن عناصر کا اور کس حد تک بدلنا مطلوب ہے، اور انہیں سے متعلق چند دیگر مباحث زیر غور ہیں۔

اکیڈمی نے اس ضمن میں جو سوال نامہ تیار کیا ہے اس میں کل دس سوالات ہیں، یہ سارے سوالات مذکورہ بنیادی سوالات سے ہی متعلق ہیں، ذیل میں ہم بالترتیب ان سوالات اور ان پر علماء کرام کی آراء ذکر رہے ہیں:

شئ کے بنیادی عناصر کیا ہیں

پہلا سوال ہے کہ کسی بھی شی کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شی کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے، اگر چہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہوئے ہوں۔

اس سوال کے جواب میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں کہ فقہاء نے اس کی کوئی واضح حد مقرر نہیں کی ہے، بلکہ زیادہ تر مثالوں پر اکتفاء کیا ہے، ان مثالوں کی روشنی میں مولانا کی رائے یہ ہے کہ کسی شی میں پائے جانے والے آثار واوصاف کو معیار تصور کیا جائے، اور یہ آثار وہی رنگ، بو اور مزہ ہیں۔

مولانا عبد الرشید قاسمی، مولانا ارشاد قاسمی، مولانا ارشاد اعظمی، مولانا صادق مبارکپوری، مولانا ابو العاص وحیدی اور مولانا ظفر الاسلام نے انہی تینوں اوصاف کا بدلنا ضروری بتایا ہے،

مولانا سعید الرحمٰن فاروقی ،مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی، مفتی عزیز الرحمٰن،مولانا خورشید احمد اعظمی اور مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحبان کے نزدیک ہر شئ کے بنیادی عناصر وہ خواص اوصاف اور آثار مختصہ ہوں گے جن کے بغیر اس شئ کا قیام ممکن نہ ہو،حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب کی رائے ہے کہ صرف رنگ وبو میں یا اس جیسے دوسرے خواص میں تبدیلی آجانا انقلاب ماہیت نہیں ہے، بلکہ اس کی حقیقت اور اصل خاصیت وتاثیر بدل جائے ،مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب نے مخصوص نام وشکل وصورت کو بنیادی عناصر فرمایا ہے،مولانا قدرت اللہ باقوی صاحب نے اجزائے ترکیبی،صورت، رنگ اور خصوصیت میں اور مولانا اسرار الحق سبیلی نے پورے اوصاف کے ساتھ طبیعت میں تبدیلی کو ضروری بتایا ہے،مولانا نعیم اختر ،مولانا محمد یعقوب قاسمی نے شرط لگائی ہے کہ پہلی شئ کی ہر چیز مثلاً نام، کام،صورت اور عمومی مزاج وخاصیت سب کچھ تبدیل ہو جائے ،مفتی جمیل احمد نذیری صاحب نے ایک طویل تمہید کے بعد بتایا ہے کہ نام،صورت وہیئت، رنگ ، بو،مزہ، امتیازات، خواص وآثار ساری چیزیں بدل جائیں تب انقلاب ماہیت ہوگا، موصوف نے کئی معاصر اکابر مفتیان کرام کے فتاویٰ بھی نقل کئے ہیں،مثلاً مفتی نظام الدینؒ کا فتویٰ ہے کہ ’’سابق حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت ونئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت وماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص وآثار و امتیازات باقی رہیں‘‘،مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فتویٰ ہے کہ ’’تبدل حقیقت صورت کے بدلنے سے ہوتا ہے نہ کہ حل ہوجانے سے‘‘، مولانا تھانویؒ کا جواب ہے کہ ’’انقلاب حقیقت مطہر ہے، انقلاب وصف مطہر نہیں‘‘،مولانا ظفر عالم ندوی نے بھی سابق حقیقت بالکل ختم ہوجانے اور دوسری حقیقت وجود میں آجانے کی رائے دی ہے،لیکن مولانا اختر امام عادل بڑی تفصیلی تمہید کے بعد لکھتے ہیں کہ انقلاب ماہیت کے لئے اصل مادہ اور حقیقت کی تبدیلی ضروری نہیں ہے،طبعی خصوصیات اور بنیادی کافی ہے۔

ان آراء پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب ماہیت کی کوئی متعین اور واضح حد کتب فقہیہ میں مقرر نہیں ہے، فقہاء کرام نے صرف مثالیں ذکر فرمائی ہیں، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مفتی جمیل احمد نذیری وغیرہ صاحبان نے ایسی بعض مثالیں جمع کی ہیں جیسے:

☆ انسان اور جانور کے فضلات کو جلا کر راکھ بنا دینا۔

☆ کتا، خنزیر اور گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا۔

☆ لید کا کنویں میں گر کر کالی مٹی بن جانا۔

☆ شراب کا سرکہ بن جانا۔

☆ انسان یا کتے کا صابن بنانے والے دیگچے میں گر کر صابن بن جانا۔

☆ صابن میں ناپاک تیل یا مردار کی چربی ملانا۔

☆ گوریا کا کنویں میں گر کر مٹی بن جانا۔

☆ نجاست کا زمین میں دفن ہو کر مٹی بن جانا اور اس کا اثر ختم ہو جانا۔

☆ نجس مٹی سے اینٹ بنا کر پکالینا۔

☆ گندے پانی سے نمک بنالینا۔

ان مثالوں میں انقلاب ماہیت تسلیم کیا گیا ہے، لیکن:

☆ ناپاک دودھ کا کھویا یا پنیر بن جائے۔

☆ ناپاک گیہوں کا آٹا بنا کر روٹی بنالی جائے۔

☆ پیشاب سے نمک بنالیا جائے۔

تو ان مثالوں میں قلب ماہیت تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔

ان مثالوں کی روشنی میں ہی علماء کرام نے شئی کے بنیادی عناصر کی تحدید کرنے کی

کوشش کی ہے، اس سلسلہ میں جو آراء اوپر ذکر کی گئی ہیں ان میں دو رائیں ہیں:

ایک رائے میں صرف رنگ، بو اور مزہ ان تین اوصاف کو بنیادی عناصر مانا گیا ہے، اور ان کے بدلنے کو انقلاب ماہیت کا معیار قرار دیا گیا ہے، اور دوسری رائے میں ان تین اوصاف کے علاوہ امور کو بھی بنیادی عناصر میں شامل مانا گیا ہے، چنانچہ بعض لوگوں نے اصل خاصیت اور تاثیر کا بدلنا، بعض نے نام کا بدلنا، بعض نے عمومی مزاج اور طبیعت کا بدلنا، اور بعض نے امتیازات کا بدلنا بھی شامل مانا ہے، مفتی نظام الدینؒ کے فتویٰ میں ان سارے امور کو جمع کرلیا گیا ہے۔

کن عناصر کا بدلنا ضروری ہے

دوسرا سوال یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شئ کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے یا بعض کا کافی ہے؟

اس کے جواب میں مولانا سعید الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں کہ شراب کے سرکہ بن جانے سے صرف سکر کی کیفیت زائل ہوتی ہے ورنہ تمام چیزیں بعینہ حسب سابق رہتی ہیں، لہٰذا ہر چیز میں مکمل تبدیلی وتغیر لازم نہیں ہے، مولانا عبد الرشید قاسمی بھی لکھتے ہیں کہ اگر کسی چیز کے تین اوصاف میں سے بنیادی عناصر میں سے غالب عنصر کا تبدیل ہوجانا کافی ہے۔

ان حضرات کے ماسوا دیگر علماء کرام نے تمام اوصاف اور خصوصیات و امتیازات کا مکمل طور پر بدل جانا ضروری قرار دیا ہے۔

اجزاء کے سابق خواص کا اثر

تیسرے سوال میں یہ دریافت کیا گیا ہے کہ کسی شئ کے جوہری عناصر، نام اور مجموعی

مزاج میں تبدیلی آجانے کے بعد اب جو چیز وجود میں آئی ہے، اس میں ملائے جانے والے اجزاء کے سابق اثرات اور خواص باقی نہیں رہتے ہیں، یا اس میں ان اجزاء کے خواص و کیفیات بھی برقرار رہتی ہیں، ان دوصورتوں کا کیا حکم ہوگا؟

اس کے جواب میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فرماتے ہیں کہ رنگ، بو اور مزاہ یہ اوصاف مکمل طور پر تبدیل ہو جائیں لیکن سابق حقیقت کے بعض خواص باقی رہ جائیں تو وہ انقلاب حقیقت میں مانع نہیں ہیں، کیونکہ شراب سرکہ بن جائے تو رقت وسیلان کی کیفیت باقی رہتی ہے، چربی صابن میں ڈالی جائے تو دسومت ختم نہیں ہوتی، اور فضلات مٹی میں دفن کردئے جائیں تو بارآور کرنے کی صلاحیت مٹی میں بھی باقی رہتی ہے، لیکن ان امور کو فقہاء نے انقلاب ماہیت کے لئے مضر نہیں سمجھا۔

یہی رائے مولانا برہان الدین سنبھلی کی ہے کہ صرف کچھ خصوصیات کے برقرار رہنے کے باوجود بھی حقیقت اور نتیجۂ حکم میں تغیر ہو جانا بعید نہیں بشرطیکہ جوہری وصف یعنی اصل، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا ارشاد قاسمی، مولانا ارشاد اعظمی، مولانا عبید اللہ اسعدی بھی اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں، مفتی جمیل احمد نذیری کے نزدیک صرف ظاہری خواص کا ختم ہوجانا ضروری ہے، باطنی خواص یعنی موروثی خصوصیات کا ختم ہونا ضروری نہیں ہے، البتہ مولانا سعید الرحمٰن فاروقی نے یہ شرط لگائی ہے کہ اگر کچھ موروثی خصوصیات باقی رہیں تو ان میں ممنوع شرعی کا حقیقی عنصر قائم نہ رہے۔

دوسری طرف مولانا محمد صادق، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مولانا ظفر الاسلام اعظمی، مولانا ابو العاص وحیدی اور مولانا سید اسرار الحق سبیلی دونوں صورتوں میں فرق کرتے ہوئے دوسری صورت کو جس میں کچھ سابق خصوصیات باقی ہوں انقلاب ماہیت میں مانع قرار دیتے ہیں۔

نجس العین وغیر نجس العین کا فرق

چوتھے سوال میں انقلاب ماہیت کے باب میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان فرق پوچھا گیا ہے۔

اس بابت شرکاء سمینار کی آراء دونوں طرف ہیں، بعض حضرات نے انقلاب ماہیت میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان فرق نہیں کیا ہے، فقہاء نے جو مثالیں دی ہیں ان میں خنزیر کے نمک بن جانے اور گدھا کے نمک بن جانے دونوں کا ذکر ہے، اس رائے کے حاملین میں مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری، مولانا برہان الدین سنبھلی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا صادق مبارک پوری، مولانا سعید الرحمٰن فاروقی، مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا سلطان احمد اصلاحی، مولانا عبد الرشید قاسمی، مولانا اختر امام عادل، مولانا خالد قاسمی، مولانا ارشاد اور مولانا نعیم اختر ہیں۔

جب کہ مولانا محمد اعظمی، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا ظفر الاسلام اعظمی اور مولانا ابو العاص وحیدی کے نزدلک دونوں میں فرق ہونا چاہئے، ان حضرات نے اپنی رائے کی تائید میں کوئی واضح قوی دلیل ذکر نہیں کی ہے۔

قلب ماہیت کے اسباب

پانچواں سوال قلب ماہیت کے اسباب سے متعلق ہے۔

اس کے جواب میں متعدد حضرات نے یہ لکھا ہے کہ قلب ماہیت کے اسباب متعدد ہو سکتے ہیں، اس باب میں اصل نتیجہ ہے نہ کہ ذرائع ووسائل، اس دور جدید میں کیمیاوی اور غیر کیمیاوی متعدد اسباب سے قلب ماہیت ہوسکتا ہے، بعض حضرات نے چند اسباب کا ذکر بھی کیا ہے، جیسے:

☆ جلانا

☆ کسی چیز کی آمیزش کرنا

☆ دھوپ میں رکھنا

☆ زمین میں دفن کرنا

☆ کافی تعداد میں تیزاب ڈالنا وغیرہ

تحلیل وتجزیہ کا حکم

چھٹا سوال فلٹر کرنے، کشید کرنے، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو علاحدہ کردینے سے متعلق ہے کہ کیا یہ تحلیلی اور تجزیاتی عمل انقلاب ماہیت کے تحت آئے گا یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں دو نقطہائے نظر ہیں: پہلا نقطہ نظر یہ ہے کہ فلٹر کرنا اور کشید کرنا انقلاب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، یہ تو صرف کسی شئ کے اجزاء میں سے بعض اجزاء کو علاحدہ کرلینا ہے، یہ صرف تجزیہ ہے۔

یہ رائے مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مولانا خورشید احمد، مولانا محمد صادق، مولانا اسرار الحق، مفتی جمیل نذیری، مولانا نعیم اختر اور مولانا ظفر الاسلام اعظمی کی ہے۔

دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ جو چیزیں بذات خود نجس ہیں جیسے پاخانہ، پیشاب، خون، ان میں اگر کیمیائی عمل کے ذریعہ بعض اجزاء کو کشید کیا جائے تو بھی وہ ناپاک رہیں گی، کیونکہ ان کا ہر جزء ناپاک ہے، ان کے اجزاء تحلیل نہیں ہوئے ہیں، صرف ان کو ایک دوسرے سے علاحدہ کردیا گیا ہے، لیکن جو چیزیں بذاتِ خود تو نجس نہیں ہیں، کسی ناپاکی کے مل جانے کی وجہ سے نجس ہوگئی ہیں، ان میں سے اگر ناپاک اجزاء نکال دئے جائیں تو وہ پاک ہوجائیں گی، جیسا کہ مردار کا چمڑا دباغت کی وجہ سے پاک ہوجاتا ہے، اس رجحان کے حاملین میں مولانا خالد سیف اللہ

رحمانی، مولانا ظفر عالم ندوی اور مولانا ابو العاص وحیدی ہیں۔

مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا محمد اعظمی، مولانا اختر امام عادل اور مولانا سلطان احمد صلاحی صاحبان نے گندگی کے اجزاء نکال دینے پر اس پانی کے پاک ہونے کی رائے دی ہے۔

صرف مولانا ارشاد اعظمی نے بغیر کسی تفصیل کے تجزیہ کو استحالہ کی بہترین شکل بتایا ہے۔

اس موقع پر یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم المجمع الفقہی الاسلامی نے اپنے گیارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ ۱۹۸۹ء میں ایسے پانی کے پاک ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

استہلاک عین کا حکم

ساتویں سوال میں پوچھا گیا ہے کہ کیا استہلاک عین قلبِ ماہیت کے تحت آتا ہے، اس میں کئی اجزاء کی اختلاط سے جو چیز وجود میں آتی ہے اس میں ہر جز اپنے جملہ خواص وصفات کے ساتھ موجود رہتا ہے۔

اس کا جواب دیتے ہوئے مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب لکھتے ہیں کہ استہلاک قلب ماہیت کو مستلزم نہیں ہے، اگر ناپاک جزء کی حقیقت نہیں بدلتی تو وہ مجموعہ ناپاک ہی رہے گا، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب بھی کہتے ہیں کہ ضروری نہیں کہ اختلاط سے قلب ماہیت ہوجائے، استہلاک عین کو قلب ماہیت میں شامل نہ ماننے کی رائے سے مولانا ظفر الاسلام اعظمی، مولانا سعید الرحمٰن فاروقی، مولانا نعیم اختر، مولانا جمیل احمد نذیری، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا محمد صادق، مولانا خورشید اعظمی اور مولانا ابو العاص وحیدی بھی اتفاق کرتے ہیں۔

مولانا عبید اللہ اسعدی کی رائے میں کہیں تو یہ عمل خلط شئ کی ماہیت کو بدل دیتا ہے، اور

کہیں نہیں۔

دوسری جانب مولانا قدرت اللہ باقوی اور مولانا سلطان احمد اصلاحی استہلاک عین کو قلب ماہیت کے حکم میں مانتے ہیں، مولانا اختر امام عادل بھی دواؤں میں الکحل ملانے کو قلب ماہیت مانتے ہیں۔

الکحل کے تعلق سے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے وضاحت کی ہے کہ اگر وہ انگور اور کھجور سے نہ لیا گیا ہو تو حنفیہ کے یہاں حرام وناپاک نہیں ہے، اور آج کل جن اشیاء سے الکحل تیار ہوتا ہے دائرۃ المعارف البریطانیہ میں ان میں کھجور انگور کا ذکر نہیں ہے، نیز اگر کچے انگور سے ہی الکحل تیار ہوا ہو تو اگر اس دوا کا متبادل موجود نہیں ہے یا موجود ہے لیکن مریض کے لئے خرید ناممکن نہیں ہے تو بدرجۂ ضرورت الکحل آمیز دوا کا استعمال جائز ہے، مولانا ظفر عالم صاحب کی بھی یہی رائے ہے، مولانا محمد اعظمی صاحب نے الکحل کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کرتے ہوئے الکحل آمیز دواؤں سے اگر سکرنہ پیدا ہو تو انہیں انقلاب عین مانتے ہوئے، نیز ان دواؤں کا متبادل نہ ہونے اور ضرورت کی بناء پر ایسی دواؤں کا بقدر ضرورت استعمال رفع حرج کے لئے شرعاً مباح بتایا ہے۔

مردار کی چربی وہڈی کی آمیزش

آٹھویں سوال میں صابن اور بسکٹ کے اندر مردار بشمول خنزیر کی چربی ملانے اور ٹوتھ پیسٹ میں ہڈی کا پاؤڈر ملانے کی بابت پوچھا گیا ہے۔

اس سوال کے اندر کئی باتیں پوچھی گئی ہیں، ہم انہیں علاحدہ کر کے ذکر کرتے ہیں، کیونکہ ہر جزء کے تعلق سے جوابات علاحدہ ہیں۔

۱-مردار کی چربی صابن میں ملانا۔

۲-مردار کی چربی بسکٹ میں ملانا۔

۳-مردار کی ہڈی کا پاؤڈر ٹوتھ پیسٹ میں ملانا۔

۴-خنزیر کی چربی صابن اور بسکٹ میں ملانا۔

۵-خنزیر کی ہڈی کا پاؤڈر ٹوتھ پیسٹ میں ملانا۔

یہ پانچ اجزاء سوال کے ہیں۔

پہلے جز یعنی مردار کی یا نجس چربی صابن میں ملانے کی بابت تقریباً علماء کرام لکھتے ہیں کہ ایسے صابن کی طہارت کے فتاوی موجود ہیں، اور صراحتاً یہ مذکور ہے:'' **ویطهر زیت تنجس بجعله صابونا وبه یفتی**''(درمختار ۱/۵۱۹)،''**وعلیه یتفرع ما لو وقع إنسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاهراً لتبدل الحقیقة..... ثم اعلم أن الحقیقة عند محمد هي التغیر وانقلاب الحقیقة وأنه یفتی به**'' اس جزء میں انقلاب ماہیت تسلیم کرتے ہوئے طہارت کی رائے دی گئی ہے، لیکن مولانا ابو العاص وحیدی اور مولانا حسن نعمانی اس میں بھی قلب ماہیت نہیں تسلیم کرتے، لہذا ایسا صابن ان کے نزدیک حرام ہے۔

مولانا عبید اللہ اسعدی لکھتے ہیں کہ صابن میں تغیر و انقلاب ماہیت کا اعتبار کیا گیا ہے جیسا کہ شامی وغیرہ کا جزئیہ معروف ہے، اگر چہ اس بابت ارباب افتاء کے دوسرے نظریات بھی ہیں، یعنی صابن میں وہ انقلاب ماہیت نہیں مانتے، مولانا موصوف اسی دوسری رائے کو درست مانتے ہیں۔

دوسرا جزء ہے مردار کی چربی بسکٹ میں آمیز کرنا، اس کے بارے میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں کہ بسکٹ میں چربی کا اس طرح استعمال جس طرح پکوان میں گھی اور تیل کا ہوتا ہے، یہ خلط ہے، انقلاب نہیں، لہذا ایسے بسکٹ کو کھانا حلال نہیں ہے۔ بسکٹ

میں چربی کی آمیزش کو انقلاب ماہیت کے تحت نہ تسلیم کرنے والوں میں مولانا ابو العاص وحیدی، مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مفتی جمیل احمد نذیری اور مولانا نعیم اختر بھی ہیں۔

جب کہ مولانا اختر امام عادل اور مولانا سلطان احمد اصلاحی اسے قلب ماہیت تسلیم کرتے ہوئے پاک قرار دیتے ہیں۔

تیسرا جزء مردار کی ہڈی کا پاؤڈر ٹوتھ پیسٹ میں ملانے سے متعلق ہے، اس کے جواب میں مفتی جمیل احمد نذیری لکھتے ہیں کہ اس میں اجزاء صرف تحلیل ہوتے ہیں، انقلاب ماہیت نہیں ہوتا، اس لئے مذبوح جانور کی خشک وتر ہڈیوں کا پاؤڈر ملانا درست ہے، انقلاب ماہیت نہ ہونے کی رائے مولانا ابو العاص وحیدی اور مولانا نعیم اختر صاحب کی بھی ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مولانا خورشید اعظمی لکھتے ہیں کہ اگر اس کے اوصاف ثلاثہ بدل جائیں اور قلب ماہیت ہوجائے تو درست ہے، ان دونوں حضرات نے زیر بحث صورت پر تطبیقی حکم لگانے سے گریز کیا ہے۔

مولانا ذاکر حسن نعمانی بھی اس کو قلب ماہیت نہیں تسلیم کرتے، اور ایسے بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ کو ناجائز تصور کرتے ہیں۔

چوتھا اور پانچواں جزء خنزیر کی چربی اور ہڈی سے متعلق ہے، اس کے متعلق مولانا محمد اعظمی کہتے ہیں کہ خنزیر نجس عین ہے، اس لئے خنزیر کی چربی اور ہڈی کے پاؤڈر سے بنی اشیاء کا استعمال محل نظر ہے، مفتی جمیل احمد نذیری صاحب اور مولانا ظفر الاسلام صاحب بھی خنزیر کے اجزاء کی آمیزش کو صرف خلط مانتے ہوئے حرام بتاتے ہیں۔

مولانا خورشید اعظمی اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے ہے کہ خنزیر کے یہ اجزاء بھی انقلاب ماہیت کے بعد استعمال ہوتے ہوں تو حلال ہے۔

مذبوح جانوروں کا خون

نواں سوال ہے مذبوح جانوروں کا خون یا ان کے دوسرے اجزاء کا دواؤں میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

اس سوال کا تفصیلی اور واضح جواب دیتے ہوئے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں کہ مذبوح جانور اگر حلال ہو تو ذبح کی وجہ سے اس کے تمام اعضاء پاک ہیں، اور سات اعضاء کے علاوہ جن کو فقہاء نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے باقی حلال بھی ہیں، لہذا اس تفصیل کے مطابق ان کا گوشت، چمڑا اور ہڈی وغیرہ کا دواؤں میں استعمال خواہ دوا کھانے کی ہو یا خارجی استعمال کی، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر خنزیر کے علاوہ کوئی اور حرام جانور ہو تو ان سات اعضاء ممنوعہ کے علاوہ باقی حرام تو ہیں لیکن ذبح شرعی کی وجہ سے ناپاک نہیں ہیں، ان دواؤں کا خارجی استعمال درست ہوگا، کھانا درست نہیں ہوگا، جس کا بہتا ہوا خون بہر حال حرام اور ناپاک ہے، اس میں حلال وحرام کی کوئی تفریق نہیں، اس لئے خون سے بنی ادویہ کا کھانا درست ہے نہ کہ خارجی استعمال۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مزید لکھتے ہیں کہ یہ عمومی احکام ہیں لیکن دواؤں میں ان اجزاء کا استعمال قلب ماہیت کے بعد ہو تو ان کا داخلی اور خارجی استعمال درست ہوگا اور حلال و حرام اور ذبیحہ ومردار کا فرق نہیں رہے گا۔، اس طرح ضرورت کا موقع ہو تو حرام اشیاء سے علاج درست ہوگا، لیکن دواؤں میں خون کے آمیز ہونے سے کیا قلب ماہیت پیش آتا ہے یا نہیں، مولانا موصوف نے یہ نہیں بتایا ہے۔

مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا خورشید اعظمی اور مولانا سلطان اصلاحی نے بھی خون سے بنی ادویہ میں انقلاب ماہیت ہونے یا نہ ہونے کی صراحت سے گریز کرتے ہوئے صرف اصولی جواب دیا ہے کہ اگر قلب ماہت ہوجائے تو استعمال درست ہے۔

صرف مولانا اختر امام عالم اور مولانا سعید الرحمٰن فاروقی ایسی دواؤں میں قلب ماہیت ہو جانے کا ذکر کرتے ہیں، البتہ کوئی تفصیل یا دلیل انہوں نے نہیں دی ہے۔

مذکورہ حضرات کے علاوہ بقیہ علماء کرام نے قلب ماہیت کی بحث سے گریز کرتے ہوئے صرف اتنا ذکر کیا جاتا ہے کہ خون نجس العین ہے، لہذا جن ادویہ میں خون کی آمیزش ہے ان کا استعمال عام حالات میں جائز نہیں ہے، جن حالات میں تداوی بالحرام کی اجازت ہے، ان میں گنجائش ہے۔

جلاٹین کی حقیقت

آخر سوال جلاٹین سے متعلق ہے، سوال میں جلاٹین بنانے کی مختصر تفصیل بتاتے ہوئے چوچھا گیا ہے کہ کیا جلاٹین میں قلب ماہیت واقع ہوتا ہے یا نہیں۔

اس سوال کے جواب میں شرکاء سمینار نے تین رجحانات اپنائے ہیں، پہلا رجحان یہ ہے کہ سوال میں جلاٹین بنانے کی جو شکل بتائی ہے اس کی رو سے انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے، لہذا ایسی اشیاء کا استعمال جائز ہوگا، اس رجحان کے حاملین میں مولانا سیف اللہ رحمانی، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا سلطان اصلاحی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا ابو العاص وحیدی، مولانا ظفر الاسلام اعظمی اور مولانا محمد اعظمی ہیں۔

مولانا عبید اللہ اسعدی لکھتے ہیں کہ گلانے کا عمل قلب ماہیت کا عمل ہے جو پاکی کا ذریعہ ہے۔

دوسرا رجحان اپنانے والوں نے جلاٹین پر اصول قلب ماہیت کے انطباق کی بابت صراحتاً کوئی حکم نہیں لگایا اور صرف اتنا کہہ کر گزر گئے کہ اگر قلب ماہیت ہو جاتا ہو تو ان سے بنی اشیاء جائز ہیں ورنہ حرام. اس رجحان کو مولانا محمد صادق، مولانا سعید الرحمٰن فاروقی اور مولانا

عبدالرشید قاسمی صاحبان نے اپنایا ہے، مولانا ارشاد اعظمی صاحب نے جلاٹین میں پاکی کا احتمال مانتے ہوئے ابتلاء عام کے پیش نظر اس کے استعمال کی اجازت دینے کی رائے دی ہے. حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی نے بھی قلب ماہیت کا صراحتاً حکم نہیں لگایا ہے، البتہ وہ یہ لکھتے ہیں کہ راقم کو جنوبی افریقہ میں بعض ماہرین نے ایک کارخانہ میں لے جاکر جلاٹین بنانے کے عمل کا مشاہدہ کرایا اور بتایا کہ اس طرح حقیقت بدل جاتی ہے اور پچھلے اثرات بالکل ختم اور تبدیل ہوجاتے ہیں، لیکن وہاں کے بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ حقیقت نہیں بدلتی، مولانا موصوف نے یہ ذکر نہیں کیا ہے کہ جن علماء جنوبی افریقہ نے حقیقت نہ بدلنے کی رائے دی ہے ان کے دلائل کیا ہیں۔

تیسرا رجحان صراحتاً یہ کہتا ہے کہ جلاٹین بنانے کا عمل قلب ماہیت قرار نہیں دیا جاسکتا، اس میں تیزاب کا استعمال ایک سے لیکر پانچ فیصد تک ہوتا ہے جس سے مردار اور خنزیر وغیرہ کا چمڑا اور ان کی ہڈیوں کی حقیقت تبدیل ہوجانا ممکن نہیں، نیز چمڑے یا ہڈیوں کو چونے میں رکھنے، گرم پانی میں ڈالنے اور پھر ان کو پیسنے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی ہے، یہ دلیل مولانا اسرار الحق سبیلی صاحب نے دی ہے، اس رجحان سے اتفاق کرنے والوں میں مولانا نعیم اختر، مولانا ظفر عالم ندوی اور مفتی جمیل احمد نذیری صاحبان ہیں۔

آخر میں یہ ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی جدہ کے تیسرے فقہی سمینار منعقدہ عمان ۱۹۸۶ء میں یہ سوال پیش ہوا تھا کہ خنزیر سے حاصل اجزاء سے جو جلاٹین بنائے جاتے ہیں، ان کا استعمال کیسا ہے، اس کے جواب میں سمینار کا یہ فیصلہ ہوا کہ ''خنزیر سے حاصل عناصر سے بنائے ہوئے جلاٹین کاغذاوں میں استعمال کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے، مذبوحہ جانوروں اور نباتات سے بنائے جانے والے جلاٹین سے ضرورت پوری ہوجاتی ہے''۔

دوسرا باب

تعارف مسئلہ

جلاٹین

علماء کرام کی خدمت میں چند معروضات

ڈاکٹر عمر افضل ☆

گذشتہ ۲۰-۲۵ برسوں میں جلاٹین کی حلت وحرمت کا مسئلہ بار بار اٹھایا جاتا رہا ہے، علماء کرام کے غور وخوض کے لئے چند ضروری معلومات درج ذیل ہیں، امید ہے کہ ان سے مسئلہ کو سمجھنے میں خاصی حد تک مدد ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بہتر فیصلہ کرنے میں مدد دے آمین۔

الف- جلاٹین، Collagen پروٹین سے بنایا جاتا ہے، ریڑھ کی ہڈی والے حیوانات کے جوڑنے والے Tissues میں Collagen پایا جاتا ہے جسے دیر تک گرم پانی میں جوش دینے سے جلاٹین اور چپکانے والا لعاب (Glue) نکل آتا ہے، ان Tissues کو ایک معینہ مدت تک الکلی (Alkali) یا تیزاب (Acid) میں رکھنے کے بعد گرم پانی میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ Collagen بالکلیہ تحلیل ہوجائے، نکلنے والے لعاب کو Filter کرنے کے بعد صرف ایک سیال (Solution) باقی رہ جاتا ہے جو ٹھنڈا ہونے پر جمایا جاسکتا ہے۔

ب- غذائی استعمال: آج کل بہت سے تیار شدہ غذائی مرکبات میں جلاٹین استعمال ہونے لگا ہے۔ جیلی آئس کریم، پھلوں اور ذائقہ کی آمیزش والے دہی، کیک اور طرح

☆ اتھاکا، نیویارک امریکہ۔

طرح کی مٹھائیوں میں اس کا استعمال عام ہے۔

جلاٹین دواؤں کے کیپسول (Capsole)، دواؤں کے اجزاء کی ترکیب، چھاپنے کی روشنائی، کیمرہ کی فلم وغیرہ کے لئے بھی کارآمد ہے اور بڑے پیمانے پر استعمال ہو رہا ہے۔

ج-ماخذ (Sources): جلاٹین بہت سے دودھ دینے والے حیوانات (Mammals) کی کھالوں کی ریشہ دار تہہ سے بنایا جاسکتا ہے۔ جن میں مرغیاں، اژدہے، خرگوش وغیرہ بھی شامل ہیں، مگر گائے، بچھڑے اور سور کی کھالوں اور سوکھی ہوئی گائے بیل کی ہڈیوں کا استعمال ہی عام ہے، مچھلیوں میں سے Carp, Cod، گھڑیال Lungfish، شارک، مینڈک، وھیل وغیرہ میں بھی Collagen ہوتا ہے اور ان کو بھی حال ہی میں Gelatin بنانے کے لئے استعمال کیا جانے لگا ہے اگر چہ اس کی تجارتی (Commercial) مانگ پوری کرنے میں کئی مشکلات حائل ہیں۔

نباتات میں سے Agar (فالودہ) کا استعمال بہت عام ہے، اگر چہ گیہوں کے Gluten سے بھی ایسا Solution نکالا جا سکتا ہے جو ٹھنڈا ہونے پر کسی حد تک جم سکے، نباتات سے بنائے جانے والا جلاٹین میں بہت سی وہ خصوصیات نہیں ہوتیں جو حیوانی ماخذ سے ملنے والے Collagen سے بنے جلاٹین میں ہوتی ہیں، اسی لئے نباتاتی جلاٹین کا استعمال بہت محدود ہے۔

کھال اور ہڈیوں سے جیلاٹین بنانے کا طریقہ بہت پیچیدہ ہے، اگلے صفحے پر کھال کی تصویر سے ماخذوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی، سوکھی ہڈیوں کی تصویر سے بھی صورت حال بہتر طور پر سامنے آتی ہے۔ عام طور پر یورپی ممالک میں سوکھی ہڈیاں ہندوستان وغیرہ سے درآمد کی جاتی ہیں، امریکہ میں زیادہ تر کھالوں سے جلاٹین بنایا جاتا ہے اگر چہ اب مچھلیوں سے Extraction بھی کیا جارہا ہے۔

not found.

not found.

گائے/بیل/بچھڑوں کی کھالیں

جلاٹین فیکٹریوں کو دباغت دینے والی فیکٹریوں سے ہر طرح کی کھالیں ملتی ہیں، کٹی پھٹی کھالوں کے ٹکڑے، بال صاف کی ہوئی کھالیں، کچی کھالوں کے ٹکڑے اور نمک لگی کھالیں،

ان سب کو اچھی طرح دھویا جاتا ہے تا کہ نمک، دھول، مٹی، چونا اور دوسری ساری گندگیاں صاف ہوجائیں۔ اگر کھالوں پر بال ہیں تو بال نکال دئے جاتے ہیں۔ صاف شدہ کھالوں کو بہت اچھے چنبک پر سے گزارا جاتا ہے تا کہ دھات کا کوئی ٹکڑا کھال پر لگا نہ رہے۔ پھر سب کے چھوٹے چھوٹے انسانی ہتھیلی کے برابر ٹکڑے کاٹ لئے جاتے ہیں، کچھ فیکٹریوں میں کھالوں کو ریزہ ریزہ کردینے کا بھی طریقہ استعمال ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ مشکل سوکھی ہوئی کھالوں سے Collagen الگ کرنے میں ہوتی ہے، گرم پانی میں عرصہ تک رکھنے کے باوجود ان سے Collagen اچھی مقدار میں نہیں نکل پاتا۔

سور کی کھالیں

جلاٹین فیکٹریوں کو سور کی کھالیں جمی ہوئی حالت (Frozen) میں ملتی ہیں تا کہ ان کی تازگی برقرار رہے۔ وقت آنے پر سب سے پہلے ان کو غیر منجمد کیا جاتا ہے۔ سور کی چربی کو کھال سے الگ کرنے کے لئے خشک بھاپ استعمال کی جاتی ہے۔ بھیڑوں کی کھال میں بھی چربی بہت ہوتی ہے اس لئے اس کا استعمال کم ہوتا ہے، جلاٹین بنانے کے لئے ساری چربی کا نکل جانا بہت ضروری ہے۔

د- **تیاری کے طریقے:** Collagen کو جیلاٹین بنانے کا مرحلہ ابھی بہت دور ہے۔ کھالوں کے ان چھوٹے ٹکڑوں کو چار طریقوں سے مزید Process کیا جاتا ہے۔

۱- Acid Process تیزاب میں ڈال کر صاف کرنے کا طریقہ

۲- Alkali Process الکلی میں رکھ کر صاف کرنے کا طریقہ

۳- Dual soak Process دونوں میں بھگو کر صاف کرنے کا طریقہ

۴- Auto claving Process

ان میں سے کسی ایک یا دو طریقے استعمال کرنے کے بعد Collagen کو مقطر کیا جاتا ہے اور اس کی ساری کثافتوں کو Filter کرنے کے بعد پانی کے جز کو بھاپ بنا کر سکھا دیا جاتا ہے، نیچے دئے ہوئے Diagram میں مقطر کرنے کا ایک طریقہ دکھایا گیا ہے۔

not found.

(مزید تفصیلات کے لئے The Science and Technology of gelatin (1977) ملاحظہ فرمائیے)۔

تیار شدہ جلاٹین میں نہ تو کسی جانور کی کھال یا اس کا اثر باقی رہا اور نہ ہی یہ پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس جانور کی کھال سے اسے تیار کیا گیا ہے۔ سوکھی ہوئی ہڈیاں تو زیادہ تر ذبح کردہ جانوروں سے برصغیر سے درآمد کی جاتی ہیں۔

جلاٹین غذا کے طور پر اسپتالوں میں عام ہے، یہ تقریباً اتنا ہی ہلکا پھلکا ہوتا ہے جتنا پانی، اور آپریشن وغیرہ کے بعد کئی دن تک صرف جلاٹین ہی مریضوں کو دیا جاتا ہے۔

ھ- تنقیح طلب امور

غذائی مرکبات میں استعمال ہونے والا جیلاٹین مسلمانوں کے لئے حلال ہے یا حرام؟ اس سوال کے تین جواب ملتے ہیں:

۱-ہر طرح جلاٹین حرام ہے، حتی کہ اگار اگار سے بننے والا بھی۔

دلیل: حرام جانور (سور)، ناپاک اجزا سے تیار شدہ (ماکثیرہ حرام، قلیلہ حرام)

۲-ہر طرح کا جلاٹین حلال ہے۔

دلیل: (۱) قلب ماہیت، (۲) بالکل نیا مرکب جو اپنی اصل سے بالکل جدا ہے

الف- اللہ تعالی نے صرف لحم الخنزیر حرام کیا ہے، دوسرے اجزا کی حرمت قطعی نہیں احتیاطی ہے۔

ب- کچھ فقہاء دباغت کے بعد سور کی کھال کا استعمال بھی جائز قرار دیتے ہیں، سور کی چربی لکڑی کی کشتیوں وغیرہ پر ملنے کی اجازت بھی ملتی ہے۔

ج -Collagen انسانی غذا کا جز نہیں۔

د-جلاٹین جن process سے گذر کر بنتا ہے ان میں اصل ماخذ کسی شکل میں باقی نہیں رہتا۔

۳-صرف نباتات اور اجناس سے بننے والا محلول (جلاٹین جیسا) حلال ہے بقیہ حرام، مچھلی سے بننے والا جلاٹین پر کوئی جواب نظر سے نہیں گذرا۔

دلیل: جلاٹین کا ماخذ کھال ہو یا ہڈی دونوں حرام/ناجائز۔ ہڈیاں غیر مذبوح جانوروں کی بھی ہوسکتی ہیں، اسی طرح یہ یقین نہیں کہ صرف گائے، بیل، بچھڑے کی کھال سے ہی جلاٹین بنایا گیا ہے، سور کی کھال کا کوئی جز شامل نہیں۔

ملیشیا میں چند گروپ حرام پر مصر ہیں۔ ایران کے فقہا اور عالم عرب کے علماء حلال

کے قائل ہیں۔محتاط مسلمانوں کا بڑا حصہ اس کا قائل ہے کہ صرف نباتات واجناس سے بننے والا جلاٹین حلال ہے، بقیہ حرام۔

یہودیوں میں بھی جو گروپ Kosher کی سختی سے پابندی کرتے ہیں تین حصوں میں منقسم ہیں:

۱-سارے جلاٹین جائز ہیں۔دلیل:(۱) قلب ماہیت، (۲) جن اجزاء سے بنتا ہے وہ انسانی غذا کا جز نہیں، اس لئے اسے غذا ہی تسلیم نہیں کیا جاسکتا، (۳) جلاٹین ایک نیا مرکب ہے۔

۲-صرف Kosher طریقے سے ذبح کردہ جانوروں سے بنا ہوا جلاٹین حلال ہے، بقیہ نا قابل استعمال۔

۳-سارے جلاٹین جب تک Kosher نہ قرار دئے گئے ہوں نا قابل استعمال ہیں۔

امید ہے کہ یہ تفصیلات اہم نکات پر غور وفکر کے لئے بنیادی مواد فراہم کردیں گی۔

یہ وہ تفصیلات تھیں جو ہم نے مختلف کتابوں اور ذرائع سے حاصل کر کے یکجا کردیا، ان سے مسئلہ کی تہہ تک پہنچنے اور شرعی نقطۂ نظر واضح کرنے میں یقیناً مدد ملے گی، اب ہم کچھ شرعی وضاحت بھی کرنا چاہتے ہیں اس امید کے ساتھ کہ آپ حضرات علماء اس پر عالمانہ نظر ڈالیں گے۔

اسلام میں حرام وحلال واضح ہیں، اسی طرح قلبِ ماہیت کی بنیاد پر حلت وحرمت کے احکام بدل سکتے ہیں، یہ اصول بھی حدیث وفقہ سے واضح طور پر ثابت ہے، اسلام نے اصلاح ارض، (بمقابلہ فساد فی الارض) کو ہر معاملہ میں بنیادی اصول قرار دیا ہے، بلاضرورت حرمت کا دائرہ ان اشیاء تک وسیع کردینا جو بداہتاً حرام نہیں ہیں، اسلام کے منشا سے ٹکراتا ہے، شراب کا سرکہ بن جانے سے اس کی حرمت زائل ہوجاتی ہے، گدھے کا گوشت اور ہڈی کان نمک میں نمک بن جانے کے بعد حلال ہوجاتی ہیں، انہی پر قیاس کر کے بہت سے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے، مفتی کفایت اللہ مرحوم وغیرہ کی ''اسپرٹ'' کی بحث ان بہت سے مفتیانِ کرام کے لئے

قابلِ غور ہے جو قیاساً کتنی ہی غذائی اور ماکولاتی اشیاء کو حرام کے زمرے میں گردان دیتے ہیں جو نہ لحم خنزیر ہیں اور نہ شحم خنزیر وغیرہ، شراب کا سرکہ بن کر حلال ہو جانے سے کیا یہ اصول اخذ کرنا غلط ہے کہ نہ کسی شئ کی حرمت اس لئے ہے کہ اس کی اصل کیا تھی، اور نہ ہی یہ کہ اس اصل سے کون سے اجزاء دوسری اشیاء میں پائے جاتے ہیں، ورنہ انگور (اور وہ ساری چیزیں جن سے شرابیں بنائی جاسکتی ہیں) بھی حرام اور پانی بھی حرام ہوتا۔

یونیورسٹی میں حلال وحرام کا کورس پڑھاتے وقت مسائل اور دوسرے مذاہب کے اصولوں کی بحث سے یہ بات بہت کھل کے سامنے آتی (حوالہ کے لئے الکحل پر میرا مضمون دیکھا جاسکتا ہے) کہ مذہبی حرمت کی بنیاد اصل کے استعمال تک محدود ہے۔قلبِ ماہیت کے بعد اگر اصل برقرار نہ رہے تو اس کی حرمت ختم ہو جاتی ہے (چاہے اس کی کراہیت برقرار رہے)۔

بہت سے علماء شراب کی حرمت کا سبب الکحل (Alcohal) قرار دے کر ہر اس چیز کو حرام قرار دے دیتے ہیں، جس میں الکحل کسی بھی مقدار میں موجود ہو، اگر انہیں الکحل کی تعریف کا علم ہوتا تو شاید وہ اپنی رائے پر نظر ثانی کر لیتے، جب ہم کسی سیب یا انگور کے دانے کو دانتوں سے کاٹتے ہیں تو الکحل بننا شروع ہو جاتا ہے، کیا اس کا مطلب یہ کہ ہر وہ پھل جس کو دانتوں سے کاٹتے ہی الکحل بننے کا عمل شروع ہو گیا ہو حرام ہے؟ شراب کی حرمت خامر العقل ہونے کی بناء پر ہے نہ کہ اس کے اجزاء ترکیبی پر، جب بھی کسی مشروب میں سکر کم سے کم اس درجہ پر پہنچ جائے جب وہ خامر العقل ہو جائے تو اس کی حرمت کیمیاوی طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔

صرف الکحل کو حرمت کی بنیاد قرار دینے سے بہت سے پیچیدہ مسائل پیدا ہو جاتے ہیں، مثلاً جن کھانوں کے پکانے میں سرخ شراب Red Wine استعمال کی گئی ہو کیا وہ بھی حرام ہیں؟ (یہ ذہن میں رہے کہ پکاتے ہی سرخ شراب کی الکحل اڑ جاتی ہے)، میری نظر میں اس کی حرمت، سدباب ذریعہ کی وجہ سے ہے، نہ کہ اصل کی وجہ سے، تفصیلات میں جائے بغیر

صرف یہ کہوں گا:

۱-بنیادی عناصر میں تغیر کا مفہوم علم کیمیاء کے ماہرین سے معلوم کیا جائے۔

۲-اسلامی معاشرہ کو سدباب ذریعہ کی بنیاد پر حلت وحرمت کا حق حاصل ہے، انفرادی طور پر اس کا فیصلہ شخصی اختیار پر چھوڑ دیا جائے، جلاٹین، آئس کریم، دہی وغیرہ میں شامل اجزاء اسی ضمن میں آتے ہیں۔

جلاٹین - اوراس کے مآخذ

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز ☆

صدر جلسہ و حاضرین کرام!

جیسا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے بطور سائنس کے ایک طالب علم کے، جلاٹین سے متعلق جو میرے پاس معلومات ہیں جسے میں اکٹھا کرسکا وہ آپ حضرات کے سامنے پیش کروں، یہاں پہلی تحریر میں آپ کو کولاجین اور جلاٹین دو نام نظر آرہے ہیں، یہ دونوں نام ایک ساتھ اس لئے ہیں کہ یہ مادّے درحقیقت پروٹین نامی مادّوں کے خاندان کا حصہ ہیں، تمام جاندار کے جسم کو بنانے والے جو اہم ترین مادّے ہیں، ان میں پروٹین ہیں جن کو عموماً اردو میں لحمیات کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کی کافی مقدار گوشت میں یعنی لحم میں پائی جاتی ہے، اگر ہم انسان یعنی جانور سے حاصل کرنا چاہیں، اور اگر پیڑ پودوں سے حاصل کرنا چاہیں تو دالوں میں ان کی وافر مقدار پائی جاتی ہے، یہ پروٹین کہلاتے ہیں، دوسری چیز کاربو ہائیڈریٹ جس کو اردو میں نشاستہ کہا جاتا ہے، تیسری چیز چکنائی ہے، چوتھی چیز پانی ہے، پھر نمکیات ہیں، وٹامنس ہیں، یعنی ترجیحی اعتبار سے جانداروں کے لئے جو سب سے اہم چیز ہے وہ پروٹین ہیں، جو کہ جسم کو بنانے میں ہر جاندار کے لئے ضروری ہیں، چاہے وہ پیڑ پودے ہوں یا جانور ہوں یا انسان ہوں ہر ذی حیات جاندار کا جسم پروٹین سے بنا ہوا ہوتا ہے، یعنی اس کے جسم میں سب سے زیادہ مقدار پروٹین کی پائی جاتی ہے۔ یہ وہ بنیادی

☆ پرنسپل ذاکر حسین کالج (دہلی یونیورسٹی) نئی دہلی، مدیر مجلّہ "سائنس" نئی دہلی۔

مادّے ہیں جن سے ہر جاندار بنتا ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا بڑا ادرنمونہ ہے، کہ بظاہر اتنا تنوع ہمیں کائنات میں نظر آتا ہے، انواع واقسام کے پیڑ پودے نظر آتے ہیں، چھوٹے سے لے کر بڑے تک، سمندر سے لے کر ریگستان تک، اور زمین سے لے کر ہواؤں تک یعنی ایسے بھی پودے ہیں جو ہواؤں میں اڑتے ہیں لیکن ہمیں نظر نہیں آتے ہیں، کیونکہ بہت چھوٹے ہیں، اسی طرح جانوروں میں تنوع ہے، لیکن اس کے باوجود بنیادی طور پر دیکھیں تو ہر جانور ہر جاندار ان بنیادی مادوں سے مل کر بنا ہوا ہے، کاربو ہائیڈریٹ، پروٹین، فیٹ، ایک اور مادّہ ہے جو نیوکلیائی مادہ کہلاتا ہے۔ ان مادّوں کو بنانے والے عناصر کو ایٹم کہا جاتا ہے، اگر آپ ان کی تفصیل میں جائیں تو مزید حیرت ناک بات کھلتی ہے کہ صرف کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، نائیٹروجن، فاسفورس، سلفر، یہ چھ عناصر ہیں، تمام زندہ چیزیں ان چھ عناصر کے مختلف انداز کے مظاہر ہیں، یعنی کسی بھی جاندار کا آپ تجزیہ کرلیں، تو اس کے اندر یہ چھ کے چھ عناصر ملیں گے، مختلف مقدار میں، مختلف مادوں کی شکل میں، تناسب الگ ہے، مادّے کی ماہیت الگ ہے، کیفیت الگ ہے، لیکن بنیاد یہی ہے، یعنی اگر کوئی ایسی مشین ایجاد کرے جس سے ہر جاندار کو اس کے عناصر میں تحلیل کردیا جائے، تو ہر تحلیل کے بعد ہمیں کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، نائیٹروجن، فاسفورس، سلفر یہ چھ چیزیں ملیں گی، یہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا حکمت کا نمونہ ہے، کہ یہ چھ عناصر جو ہر جگہ پائے جاتے ہیں، مٹی میں بھی موجود ہیں، مٹھی بھر مٹی اٹھا لیجئے اس میں چھ عناصر موجود ہیں، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی خلاّقی کا نمونہ ہے کہ وہ اس انداز سے ہر ایک کو ترتیب دیتا ہے کہ زندگی وجود میں آتی ہے اور مختلف شکلیں وجود میں آتی ہیں، پورا تنوع نظر آتا ہے۔ تو یہ پروٹین کا وہ خاندان ہے جس کے دو رکن یہ ہیں: کولاجن اور جلاٹین، ان کا نام ایک ساتھ اس لئے لکھے ہیں کیونکہ جلاٹین کی تیاری کے لئے بنیادی طور سے کولاجین کو استعمال کیا جاتا ہے، تو چونکہ جلاٹین کے بنانے میں کولاجین کا استعمال ہوتا ہے، یہی وہ خام مال ہے جس سے جلاٹین بنتا ہے، اس لئے

کولاجین کے اوپر ہم غور کریں گے کہ کولاجین ہے کیا، تو جیسا میں نے آپ سے عرض کیا کہ پہلا نقطہ یہ ہے اور اسے ذہن میں رکھنا چاہئے کہ کولاجین کا تعلق پروٹین کے خاندان سے ہے جس کی میں نے تھوڑی سی وضاحت کردی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کولاجین ریشے کے پروٹین کے زمرے میں آتا ہے، پروٹین کی مختلف شکلیں ہیں، کچھ پروٹین وہ ہیں جو ہمارے جسم میں خامرے بناتے ہیں، جس کو انگریزی میں اینز ائمس (Enzymes) کہا جاتا ہے، یہ وہ مادّے ہیں جو ہر طرح کا کیمیائی عمل ہمارے جسم میں کراتے ہیں، جس میں ہاضمے کا نظام بھی شامل ہے، دوسرے پروٹین وہ ہیں جو ساخت بناتے ہیں یہ ریشے والے پروٹین ہوتے ہیں یہ وہ پروٹین ہیں جو ہمارے پٹھوں میں پائے جاتے ہیں، گوشت کو آپ دیکھیں، مسلس (Muscles) کو دیکھیں، یہ ریشہ والا پروٹین ہے، تو کولاجین کا خاندان اسی ریشے والے پروٹین کے زمرے میں آتا ہے۔

تیسرا نقطہ یہ ہے کہ جو ریڑھ دار جانور ہیں یعنی وہ تمام جانور جن کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہیں ان کے جسم میں موجود کل پروٹین کا ایک تہائی کولاجین ہوتا ہے، یعنی اگر کسی جاندار کے جسم میں ساٹھ کیلو پروٹین ہے تو اس میں بیس کیلو کولاجین ہوگا، اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جانوروں کے جسم میں کتنے وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں، اور اس کی وجہ بھی صاف ہے کیونکہ یہ ریشے دار پروٹین ہیں جو جسم کی ساخت اور بناوٹ میں شامل ہے، اس لئے اس کی مقدار نسبتاً زیادہ ہے، یہ وجہ بہت اہم ہے کہ کولاجین سے کیوں جلاٹین بنائی جاتی ہے؟ اور ہمیں اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ جلاٹین ایک تجارتی مادّہ ہے ایک کمرشیل پروڈکٹ ہے، جس کو بنانے والا یا کسی بھی مال کو بنانے والا یا کوئی کاریگر تو یہ جانتا ہے کہ خام مال کو کہاں سے اٹھانا ہے اور اس سے جو چیز میں بناؤں گا اس میں منافع مجھے کتنا مل سکتا ہے، اس لئے کوشش یہ ہوتی ہے کہ خام مال سستا کہاں سے حاصل کیا جائے، اب اس میں یہ ہے کہ اگر ایمانداری کا اصول اس کے

یہاں شامل ہے وہ مومن ہے تو وہ ستا مال جب لینا چاہے گا تو اس کے لئے اس کی کوالیٹی میں کمپرومائز نہیں کرے گا، یعنی گھٹیا مال نہیں اٹھائے گا، بلکہ ارزاں مال کی تلاش کرے گا جس کی ارزانی کی وجہ دوسری ہو، اس کی ایک وجہ اس کا وافر مقدار میں ہونا ہوسکتی ہے، کہ جو چیز وافر مقدار میں پائی جاتی ہے وہ ارزاں ہوتی ہے، حالانکہ اس کی وجہ سے کبھی کبھی ناقدری بھی ہوتی رہتی ہے، پانی بڑی وافر مقدار میں پایا جاتا ہے، اور ارزاں ہے لیکن ہم میں سے اکثر اس کی قدر نہیں کرتے، تو یہ وافر مقدار میں پایا جانے والا پروٹین ہے اس لئے اس کو استعمال کیا جاتا ہے، اس تجارت میں، اس انڈسٹیریل پروڈکٹ میں اس کو لیتے ہیں، کیونکہ یہ خام مال بہت عام ہے، یہ ستا مل جاتا ہے۔

چوتھا نقطہ یہ ہے کہ جانور کے جسم میں سب سے زیادہ مقدار اسی پروٹین کی پائی جاتی ہے۔ ہمارے جسم میں بھی سب سے زیادہ مقدار اسی پروٹین کی ہوتی ہے، یہ اونٹ کے جسم میں بھی ہوگا ہاتھی کے جسم میں بھی ہوگا، گائے کے جسم میں بھی، ہر ایک جانور کے جسم میں سب سے زیادہ پروٹین کولاجین ہوگا۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ اس کے ریشے لیس دار ہوتے ہیں۔ یہ پانی میں نہیں گھلتے ہیں اور ناقابل ہضم ہوتے ہیں، اس کو آپ اس طرح پہچانیں کہ اگر قصاب کی دکان پر آپ گوشت کو دیکھیں تو جن چیزوں سے گوشت ہڈی سے جڑا رہتا ہے، وہ سفید لسلسا سا مادہ جو بہت سخت ہوتا ہے، یہی وہ مادّے ہیں جسے کولاجین کہا جاتا ہے، خاص طور سے جو لوگ پائے کھانے کے شوقین ہیں، اور بھینس کے پائے کھاتے ہیں، تو پائے کے ساتھ یہی سفید حصہ آتا ہے لمبا سا جس کو ہم قصائی سے ذرا سی چوٹ لگوا کے گدوا لیتے ہیں تاکہ گلنے میں آسانی ہوجائے، یہ پانی میں نہ صرف گھلتے نہیں ہیں بلکہ ہضم بھی نہیں ہوسکتے، اگرچہ ان کو بہت زیادہ گرم نہ کیا جائے پکایا نہ جائے، اس لئے جب پائے پکائے جاتے ہیں تو ان میں یہ چیز سب سے دیر میں گلتی ہے اور اگر اس کو قصائی

سے چوٹ نہ لگوائیں تو یہ پورا لکڑ اگلتا ہی نہیں، بہت سخت بناوٹ ہوتی ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ سبھی دیگر پروٹین کی طرح یہ بھی ایمنو ایسڈس سے بنا ہے، اب یہاں نقطہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی کائنات میں جو مادّے ہیں وہ کچھ چھوٹے ہیں کچھ بڑے، جو بڑے مادّے ہیں ان کی اکائی چھوٹی ہیں کچھ بڑے، جو بڑے مادّے ہیں ان کی اکائی چھوٹے مادے ہوتے ہیں، یعنی آپ ایسے سمجھ لیجئے کہ کوئی مادہ ایسا ہے جو گلاس کی طرح ہے تو وہ تو ایک اکائی ہے، کوئی مادہ ہے جو ریل گاڑی کی طرح اتنا بڑا ہے، تو وہ ظاہر ہے ڈبوں سے مل کر ریل گاڑی بنتی ہے اس میں ایک انجن بھی لگتا ہے، تو جس طرح ڈبے مل کے ایک ریل گاڑی بناتے ہیں، اسی طرح جو بڑے مالیکیول، بڑے سالمے ہیں، ان میں چھوٹے چھوٹے سالمے بہت زیادہ ہوتے ہیں، پروٹین کے سالمے جن کا میں نے ذکر کیا ہے جسامت کے اعتبار سے بہت بڑے ہوتے ہیں، تو ان کو بنانے والی جو بنیادی اکائی ہے اسے ایمنو ایسیڈ کہا جاتا ہے، اس کو اردو کی کتاب میں امینی ٹرشا بھی لکھا جاتا ہے کیونکہ تیز اب کو ترشا کہا جاتا ہے، اس لئے کہ یہ ترش ہوتا ہے، تو ایمنو ایسیڈ وہ بنیادی مادہ ہے جس سے مل کر پروٹین بنتا ہے، جس طرح ایک عمارت اینٹ سے مل کر بنتی ہے۔

اگلا نقطہ جو نسبتاً اہم ہے وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے میں یہ عرض کردوں کہ ایمینو ایسیڈ قدرتی طور پر بیس طرح کے پائے جاتے ہیں، ان بیس ایمینو ایسیڈس میں دس ایمینو ایسیڈس وہ ہیں جن کو ہم لازمی ایمینو ایسیڈ کہتے ہیں، جو ہر جاندار کی صحت کے لئے بڑے ضروری ہیں، ہمارے لئے بھی بہت ضروری ہیں، ہم جو پروٹین کھاتے ہیں گوشت کی شکل میں، دودھ میں یا دالوں میں ان میں مختلف قسم کے ایمینو ایسیڈ ملتے ہیں، اسی طرح جو ایمینو ایسڈ کا تناسب گوشت میں ہے وہ ارہر کی دال میں نہیں ہے، جو ارہر کی دال میں ہے وہ مونگ کی دال میں نہیں ہے، وہ گوشت میں بھی نہیں ہے، اسی لئے پروٹین لینے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالی کی ہر طرح کی نعمت سے استفادہ کریں، صرف گوشت پر مرکوز نہ رہیں بلکہ دال سے، راجمہ سے سویابین سے

ہر طرح کا پروٹین لیں ، تا کہ ہر طرح کا ایمینو ایسیڈ ہمارے جسم میں پہنچے اور ہمیں وہ قوت مدافعت عطا کرے جس کے لئے اللہ تعالی نے اس شئ کو پیدا کیا ہے۔

ان بیس ایمینو ایسیڈس میں سے کچھ ایمینو ایسیڈس ایسے ہیں جو خصوصاً اس میں پائے جاتے ہیں، اس میں دو ایسے ہیں جن کا نام گلائسین اور ایلینین ہے کہ ان کی غیر معمولی مقدار کولاجین میں پائی جاتی ہے، یعنی جتنی مقدار کولاجین میں گلائسین اور ایلینین نام کی ایمینو ایسیڈ کی پائی جاتی ہے اتنی مقدار کسی اور پروٹین میں نہیں پائی جاتی ہے، یعنی یہ ان کا ایک انفرادی وصف ٹھہرا نمبر ۱: کولاجین کا پہلا انفرادی وصف یہ ہے کہ ان کے اندر گلائسین اور ایلینین نام کے ایمینو ایسیڈ نسبتاً زیادہ پائے جاتے ہیں، دوسری امتیازی خصوصیت جو صرف کولاجین کے ساتھ خاص ہے وہ یہ ہے کہ اس میں پرولین نامی ایمینو ایسیڈ کی مقدار زیادہ ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ اس میں ہائڈروکسی پرولین نامی ایمینو ایسیڈ پایا جاتا ہے، یعنی ان بیس ایمینو ایسڈس میں سے ایک ایمینو ایسڈ ہے ہائڈروکسی پرولین، یہ صرف اور صرف کولاجین میں پایا جاتا ہے اور کہیں نہیں پایا جاتا ہے، اس سے اس پروٹین کی کچھ خصوصیات واضح ہو جاتی ہیں ۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ ایمو ایسیڈ صرف کولاجین اور الاسٹین نامی دوسرے ریشے دار پروٹین میں پائے جاتے ہیں، میں نے آپ کے سامنے کولاجین کا ذکر کیا، الاسٹین ریشے دار پروٹین کی دوسری ایک قسم ہے، یہ نسبتاً کم سخت ہوتی ہے اور اسے آپ اس طرح سمجھیں کہ یہ کھال کا جز ء ہوتی ہے، ہماری کھال نسبتاً کم سخت ہے، بہ نسبت ان ریشوں کے جن کو رباط یا انگریزی میں ٹینڈن کہا جاتا ہے، جس میں کولاجین کی اکثریت ہوتی ہے، تو کولاجین کی انفرادیت یوں ابھر کے آئی کہ اس میں ہائیڈرکسوپرولین پایا جاتا ہے جو کہیں نہیں پایا جاتا، پرولین کی مقدار کافی زیادہ ہے، اور گلائسین اور الینین کی غیر معمولی مقدار اس میں پائی جاتی ہے، اس کی وجہ سے اس پروٹین کی ایک انفرادی حیثیت بن جاتی ہے، اور جب تک یہ انفرادی حیثیت اس کی قائم ہے، یہ پروٹین

اس شکل میں قائم ہے کہ جب یہ پروٹین ختم ہوتی ہے تو کولاجین نہیں رہتا ہے۔ کسی اور شکل میں چلا جاتا ہے جو بھی کیمیائی ساخت اس کو دی جاتی ہے، قدرتاً یا مصنوعی طور سے۔ پھر کولاجین کے وجود کے بارے میں ذکر کیا جائے کہ وہ کہاں پائے جاتے ہیں؟ تو وہ جانورں کے بہت طرح کے رباط جسے انگریزی میں ٹینڈن (Tendon) کہا جاتا ہے، ان میں، کھال کے ریشوں میں، خون کی نسوں میں، ہڈی میں اور نرم ہڈی میں، ایک ہڈی سخت ہوتی ہے اور ایک ہڈی نرم، جس سے ہمارے کان اور ناک بنے ہیں، جس کو انگلش میں کارٹیلیج کہا جاتا ہے، عام اردو میں کرکری ہڈی کہا جاتا ہے، یہ ہر جانور میں پائی جاتی ہے۔

دوسرا نقطہ یہ ہے کہ ہائیڈروکسی پرولین کی وجہ سے ان میں سختی سی ہوتی ہے، اسی لئے یہ بات نوٹ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کو چونکہ اسی میں یہ وصف رکھنا تھا اس لئے ہائیڈروکسی پرولین صرف کولاجین کو دیا کیونکہ سختی چاہئے تھی جو اس ایمنو ایسیڈ کی وجہ سے ہوتی ہے اس لئے ان کے اندر یہ پروٹین رکھا گیا۔

اگلا نقطہ یہ ذہن میں رکھنے کا ہے کہ دوسرے ریشہ دار جو پروٹین ہیں جیسے الاسٹین اس میں کولاجین کی مقدار کم ہوتی ہے، یہ نرم ہوتا ہے، کھینچا جا سکتا ہے، یہ کھال، خون کی نسوں وغیرہ میں پایا جاتا ہے جیسا کہ میں نے آپ سے ابھی عرض کیا، یعنی ریشے دار پروٹین اس زمرے میں دو ہو گئے، ایک الاسٹین ایک کولاجین، الاسٹین خصوصی طور سے کھالوں میں اور نسوں میں پایا جاتا ہے کیونکہ اس میں کھینچاؤ ہوتا ہے، الاسٹین کا لفظ ہی الاسٹک سے بنا ہے یعنی وہ چیز جسے کچھ کھینچا جا سکے، الاسٹک ایسا وصف ہے جس میں یہ صلاحیت وطاقت ہوتی ہے کہ اس سے کوئی چیز کھینچی جائے تو وہ کھینچ جائے اور جب اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ واپس آجائے، الغرض دو طرح کے مادّے ہیں ایک کولاجین ہے جس میں سختی زیادہ ہے، اس سختی کی زیادتی کی وجہ سے ہائیڈروکسی پرولین کی خصوصی موجودگی، دوسرا ریشہ دار مادہ ہے الاسٹین، اس میں نسبتاً یہ کھینچاؤ اور یہ سختی کم ہے،

یہاں ایک تصویر ہے جو مائیکرو خوردبین سے لی گئی ہے، یہ کٹی ہوئی ہڈی ہے۔ اس کے اندر کیسی ساختیں دکھتی ہیں، اس کی مزید وضاحت یہاں پر ہوتی ہے، یہ شکل کی مدد سے دکھایا گیا ہے کہ یہ لمبی لمبی شکل جو رسّی کی طرح دکھتی ہے یہ کولاجین ہے، اس لئے ''کولاجین فائبرس'' لکھا ہوا ہے یعنی کولاجین کے ریشے اور دھاگے، ان کے بیچ میں جو مادے ہیں یہ دوسرے مادے ہیں جن سے سردست ہمیں سروکار نہیں ہے، یہ اس طرح کے ریشے ہیں، اس کی شکل بالکل اسی طرح ہے کہ جب ہم RCC کی چھت ڈالتے ہیں، تو لوہے کا جال بچھاتے ہیں، آگے اس کی ایک اور تصویر ہے جس سے اس کی وضاحت ہوگی، کہ یہ جال بنانے کے بعد اس میں دوسرے مادّے اللہ تعالیٰ بھر دیتا ہے جس کی مدد سے ان میں مضبوطی اور سختی آتی ہے۔ اس پروٹین کے ریشے نہایت باریک اکائیوں پر مشتمل ہوتے ہیں، جن کو فائبر کہا جاتا ہے، دیکھئے تصویر میں یہ جو ایک باریک دھاگا نظر آرہا ہے یہ فائبر کہلاتا ہے، یہ باہم بہت سارے مل کے وہ ریشہ بناتے ہیں جس سے مل کر پھر یہ رباط بنتا ہے، یعنی کئی درجے ہیں اس کے، استحکام کے، تنظیم کے یا آرگنائزیشن کے۔ پہلے جو ہمیں نظر آتا ہے وہ رباط ہے، اس کے بعد اس میں باریک ریشے ہیں، اس کے بعد ان کو بنانے والے مزید باریک ریشے ہیں، اس میں دیکھئے کہ کتنی دلچسپ باتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر اتنی مضبوطی دی ہے کہ یہ اپنے وزن سے دس ہزار گنا زیادہ وزن برداشت کر سکتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت اور حکمت ہے، یہی وہ قوت ہے جو ہماری مسلس میں ہے، جو چیز کو تھامتی ہے، خود ہمارا وزن تھامتی ہے، جب ہم چلتے ہیں تو ہمارے وزن کو سہارا دیتی ہے، چلنے کے دوران ان مسلس کے اندر ہزاروں قسم کے عملات ہوجاتے ہیں۔ ہمیں صرف یہ دکھتا ہے کہ ہم استحکام کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں یا چل رہے ہیں، یا لڑکھڑائے تو سنبھل گئے، اس میں ہزاروں قسم کے پروٹین، کتنے کھنچے کتنے سکڑ گئے، کیا کیا کیمیائی عمل ہوگئے، ہمیں نہیں سمجھ میں آتا۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ یہ مضبوطی میں اسٹیل کے تار سے زیادہ پائیدار اور مضبوط ہوتے ہیں،

یعنی یہ ریشہ جو اللہ تعالی کا بنایا ہوا ہے یہ اسٹیل سے زیادہ پائیدار ہے، اور یقیناً کبھی اسے زنگ نہیں لگتا، ہاں ایک زنگ لگتا ہے وہ یہ کہ جب چالیس سال سے اوپر جاتے ہیں تو جوڑوں میں اور گھٹنوں میں درد، اینٹھن، شروع ہوجاتی ہے، جس کا شکار آج میں ہوں، اس کی خاص وجہ یہ ہوتی ہے کہ کولاجین میں کیمیائی تبدیلیاں آنے لگتی ہیں اور اس کی سختی بڑھنے لگتی ہے، اور یہ چٹخنے والے مادے کی شکل میں جس کو برٹل کہتے ہیں، نازک ہونے لگتا ہے، جس سے اس میں ٹوٹ پھوٹ ہونے لگتی ہے اور سختی بڑھتی ہے، اب اس کے پیچھے مختلف وجوہات ہیں کیونکہ یہ رباط جسم میں جن حصوں میں پائے جاتے ہیں، ان کے اردگرد کے ماحول پر مادے اثر انداز ہوتے ہیں اور ان کی سختی کے اوپر بھی، وہ مادے مختلف لوگوں میں مختلف وجوہات سے الگ الگ شکل اختیار کرتے ہیں، وہ ایک پورا الگ موضوع ہے۔ یہ خوردبین مائیکرو اسکوپ کی مدد سے لی گئی ایک تصویر ہے، کہ حقیقتاً یہ ریشے کیسے نظر آتے ہیں، بالکل رسیوں کی مانند ہیں، اور یہ تقریباً ایک لاکھ گنا بڑی کی گئی تصویر ہے جب یہ شکل ہمیں نظر آئی، یعنی الیکٹرون مائیکرو اسکوپ جس کو الکٹرانک خوردبین کہا جاتا ہے، اس کی مدد سے اس شکل کو دیکھا گیا ہے، کہ کولاجین کے ریشے کس انداز کے ہوتے ہیں۔

اگلا نقطہ نوٹ کرنے کا یہ ہے کہ کولاجین میں جو ایمو ایسیڈ پائے جاتے ہیں ان میں غذائیت بہت کم ہوتی ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غذائیت کے لئے جو اہم ایمو ایسیڈس ہیں وہ اس میں نہیں پائے جاتے، یعنی غذائی نقطہ نظر سے کولاجین کی ویلیو یا قدر لگ بھگ صفر ہے، کولاجین کے باریک ریشے یعنی فائبرس جن اجزاء سے مل کر بنتے ہیں، ان کو ٹروپو کولاجین کہا جاتا ہے، یہ ایک اور اصطلاح ہے جس کی وضاحت اگلی شکل میں ہوجائے گی، میرے خیال میں پہلی شکل دیکھ لیں، پھر وضاحت ہوگی، دیکھئے ہم نے وہاں پہلے ریشہ دیکھا تھا، اس باریک ریشے کو یہاں پر مزید بڑا کیا گیا ہے، یہ جو سب سے نیچے رسی آپ کو دکھتی ہے اس میں آپ دیکھیں گے جیسے رسی بٹی ہوئی ہے جس میں لال، ہرا اور نیلا تین رنگ کے ریشے شامل ہیں، جیسے تین یہاں

الگ الگ آتے ہیں، ان تینوں ریشوں کو بٹ کے دوباریک ریشہ تیار ہوتا ہے جس سے بڑا ریشہ بنتا ہے اور اس بڑے ریشے سے رباط بنتا ہے، اس کی تفصیل میں آپ جائیں تو یہ چھوٹا سا اس کا حصہ وہاں پر بڑا کر کے دکھایا گیا ہے اور یہاں پر یہ مالیکیول جو پوراٹروپوکولاجین کہلاتا ہے، اور اس کی مزید بڑی تصویر دیکھیں تو اس طرح کے سالمے اس میں نظر آتے ہیں، جس میں یہ اس کا کول سر ہے اور لمبا جسم ہے، یہ دوسرا کول یعنی ایک طرح سے سیدھے ہتھوڑے کی سی شکل ہے، جس ساخت میں یہ جسم کے اندر پائے جاتے ہیں، اسی شکل میں میں نے اس بات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ پروٹین آخر جسم میں بنتے کس طرح ہیں، ان پروٹین کی تیاری کیسے ہوتی ہے، اس کے لئے کچھ قدرتی اجسام پائے جاتے ہیں، ہر سیل میں ہمارے جسم میں، بلکہ ہر جاندار کے جسم میں، جن کو رائبوزوم کہا جاتا ہے، اور جو اوپر آپ کو شکل نظر آرہی ہے یہ رائبوزوم سے بہت چھوٹے جزء ہوتے ہیں، سیل کے اندر ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ مختلف ایمنو ایسیڈس کو ایک خاص ترتیب میں جوڑ کر پروٹین بنا دیتے ہیں، یہاں ایمنو ایسیڈس کو جوڑ کر پروٹین بنانے کا عمل بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ حروف کو اکٹھا کر کے ہم لفظ کی تشکیل کرتے ہیں، کہ الف اور ب کو ملایا تو اب بن گیا، اور ت اور کاف ملایا تو اب تک ہوگیا، لیکن ان سے جتنے الفاظ بنے آپ دیکھیں ڈکشنری بھری پڑی ہے، یعنی لاکھوں کروڑوں ان کی ترتیب تیار کی جاسکتی ہے، اسی طرح اس بیس ایمنو ایسیڈس کو الٹ پلٹ کر کے لاکھوں کروڑوں طرح کے پروٹین تیار کئے جاسکتے ہیں، اور یہاں پر کولاجین کی تیاری کا عمل دکھایا گیا ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ کولاجین کو تحلیل کر کے جلاٹین بنائی جاتی ہے، اس تحلیل کو ہائیڈرولائسس کہتے ہیں، یعنی تحلیل کا وہ خاص عمل جس میں پانی کا استعمال کیا جاتا ہے، کیونکہ لائسس کا مطلب ہے توڑنا اور ہائیڈرو کا مطلب ہے پانی، یعنی پانی کی مدد سے کسی چیز کو تحلیل کرنا، یہ عمل تیزاب اور الکلی دونوں کی مدد سے کیا جاسکتا ہے، دونوں طریقے استعمال کئے جاتے

ہیں کولاجین کو گلا کر اور تحلیل کر کے جلاٹین بنانے کے لئے جانور کی ہڈیاں یا کھال وغیرہ ایک بڑے برتن میں تیز اب میں ایک مخصوص مدت کے لئے ڈال دی جاتی ہیں، یہ مخصوص مدت کمپنیوں کا ایک تجارتی راز ہے اس کو ٹریڈ سکریٹ کہا جاتا ہے، کیونکہ جتنا یہ استحالہ سے گذریں گی اتنی ہی تحلیل ہوں گی، اتنے ہی کوالٹی میں فرق پڑتا ہے، الکلی عمل وہی پرانا اور روایتی طریقہ ہے جس میں باقاعدہ ایک طرح سے چونے کی کنڈیاں بنائی جاتی ہیں، گڈھے اور بڑے بڑے ماند بھی استعمال ہوتے ہیں، اس میں چونے کے پانی میں ہڈیوں کو ساٹھ دن کے لئے ڈال دیا جاتا ہے، کھال کو سوڈا کاسٹک کے سولوشن میں کم مدت کے لئے رکھا جاتا ہے، بعد ازاں ان کو دھوکر الکلی کے اثر کو زائل کیا جاتا ہے، یہ عمل دونوں میں کیا جاتا ہے کہ ان دونوں چیزوں کو یعنی کھال اور ہڈی کو تیز اب سے گلائیں یا الکلی سے گلائیں، گلانے کا عمل مکمل ہونے کے بعد ان کو دھویا جاتا ہے، تا کہ تیزابیت اور الکلی کا اثر زائل ہو جائے، اس کے بعد تیز اب یا الکلی کے مراحل سے گذرتے ہوئے ان اجزاء سے گرم پانی کی مدد سے جلاٹین کا محلول یا گھول تیار کیا جاتا ہے، جس میں چار سے سات فیصد جلاٹین ہوتی ہے، یعنی بہت ہی ڈائیلیوٹ یا کم قوت کا محلول یا سلوشن ہمیں جلاٹین کا ملتا ہے، اس کو چھان کر صاف کر کے خالص کیا جاتا ہے، جس میں پھر ۲۵ سے ۳۰ فیصد تک جلاٹین ہوتی ہے، اس کو خشک کر کے پاوڈر کی شکل میں تیار کر لیا جاتا ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ جلاٹین کی ظاہری ساخت، شکل، رنگت، ذائقہ، بوہر چیز کولاجین سے مختلف ہوتی ہے، کیوں کہ کیمیائی عمل سے گذرنے کے بعد اور تحلیل ہونے کے بعد ایک نئی چیز وجود میں آتی ہے۔

دوسرا نقطہ یہ ہے کہ جلاٹین ایک الگ قسم کا کیمیائی مادّہ اور پروٹین ہے جو کولاجین سے مختلف ہے، یہ ایک سائنسی حقیقت ہے کہ جلاٹین کا مادّہ اور جلاٹین بالکل الگ چیز ہے، کولاجین کے مقابلہ میں اور اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ جلاٹین کتنی نرم ہوتی ہے اس کا اندازہ ان لوگوں کو ہوگا

جنہوں نے وہ آئس کریم کھائی ہو جس کو کون میں رکھ کر دیا جاتا ہے جس کو سافٹی کہا جاتا ہے، سافٹی آئس کریم جس کو بچے بہت شوق سے کھاتے ہیں، اور ہم میں سے بہت سے حضرات نے کھائی ہوگی، وہ اتنی نرم ہوتی ہے کہ اس میں ہونٹ یا زبان لگانے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی سیدھے اندر چلی جاتی ہے، اس میں یہ پھولا پن جس کو فلافینس کہتے ہیں، وہ جلاٹین کی وجہ سے آتا ہے، کہاں یہ مادّہ اور کہاں وہ کولاجین کہ جو نہ گلتا ہے اور نہ پانی میں ہضم ہوسکتا ہے، جب کہ یہاں اس کی ساخت بالکل بدل گئی ایک دوسری چیز وجود میں آ گئی، کہ وہ کولاجین تھا یہ جلاٹین ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ کولاجین میں پائے جانے والا کوئی بھی مخصوص مادہ جلاٹین میں نہیں ہے، یعنی اس کی ہائیڈروکسی پرولین یا پرولین یا ان کی مقداریں زیادہ ہونا، گلائسین اور الینین کی جو خصوصیت تھی وہ جلاٹین میں نہیں پائی جاتی، کیوں کہ یہ سائنسی اصول ہے کہ تبدیلیاں کائنات میں دو طرح کی ہوتی ہیں: ایک کو ہم ظاہری تبدیلی کہتے ہیں یعنی فزیکل چینج جس میں چیز اپنی ظاہری شکل بدلتی ہے لیکن اس کی کیمیائی شکل، ساخت، تاثیر، خواص، خاصیت وہی کی وہی رہتی ہے، مثال کے طور پر پانی کا جم کر برف بن جانا، برف کا پگھل کے پھر پانی بن جانا، پانی کا بھاپ بننا، بھاپ کا تبخیر کے عمل سے واپس پانی بن جانا، یہ طبعی تبدیلیاں ہیں، اس تبدیلی سے گذرا ہوا مادہ اپنی خاصیت قطعاً نہیں بدلتا، اس کے برخلاف دوسری تبدیلی کیمیائی تبدیلی ہے، اس کا پہلا اصول یہ ہے کہ اس تبدیلی کے لئے جو خام مال استعمال کیا جاتا ہے، تبدیلی کے بعد اس کی خاصیت، بناوٹ، ہر چیز خام مال سے بالکل الگ ہوتی ہے، مثال کے طور پر ہرے پودوں میں قدرتاً جو ضیائی تالیف کا عمل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہرے رنگ میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ شکر سازی کرتا ہے اور گلوکوز بناتا ہے یہ گلوکوز کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی کے ملنے سے بنتا ہے، کاربن ڈائی آکسائیڈ اس وقت ہوا میں موجود ہے، پانی بھی موجود ہے، لیکن یہاں وہ مکینزم نہیں ہے، اس لئے یہاں کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی مل کر گلوکوز نہیں بنے گا، تو پانی اور کاربن ڈائی

اکسائیڈ مل کر گلوکوز بنا ایک کیمیائی عمل ہے، کیوں کہ گلوکوز میں نہ کوئی خاصیت کاربن ڈائی اکسائیڈ کی ہے نہ پانی کی، یہ ایک الگ کیمیائی مادّہ ہے، تو کیمیائی تبدیلی وہ تبدیلی ہے جس کے نتیجہ میں بننے والی چیز اس چیز سے یکسر مختلف ہوتی ہے جس سے وہ بنی ہے، اسی طرح جلاٹین سازی ایک کیمیائی عمل ہے، لہٰذا اجلاٹین کولاجین سے یکسر مختلف چیز ہے۔

اصلاح/تصحیح بقلم خود

محمد اسلم پرویز

۱۵/اگست ۲۰۰۸ء

جلاٹین اوراس کے حصول کے ذرائع

ڈاکٹر اصغر علی ☆

جلاٹین مختلف چیزوں سے حاصل کیا ہوا ایک Product ہے جو کہ جانوروں کی آنتوں، ہڈیوں اور کھالوں کو ایک خاص شکل میں دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کہ کبھی بھی اپنی اصلی حالت میں واپس نہیں ہوتا۔

جلاٹین حاصل ہونے کے ذرائع عام طور سے جانوروں کی ہڈیاں اور کھالیں ہیں جس میں خنزیر کی کھال بھی شامل ہے جس سے عام طور پر Hard Capsule بنتے ہیں۔

جلاٹین بنانے کے مختلف طریقے

۱- سوکھی ہوئی ہڈی یا کھال کو صاف کرنے کے بعد اس کو 5% Hd (ایک طرح کے تیزاب) میں دس سے پندرہ دن تک رکھتے ہیں، جو ایک کیمیکل کی شکل اختیار کرلیتا ہے جسے Dicalcium Phosphate کہتے ہیں پھر اس کیمیکل کو 10% Lime (چونا) میں چار سے آٹھ گھنٹے تک رکھتے ہیں اس کے بعد چونے سے نکال کر اس کو گرم پانی میں ڈالتے ہیں پھر اس کو ٹھنڈا کر کے خشک کرتے ہیں اور اس کی نمی کو اڑانے کے بعد پیس کر جلاٹین بناتے ہیں۔

۲- بچھڑے کی کھال کو دھو کر 10% Lime چونا میں چھ سے بارہ گھنٹے تک رکھتے ہیں

☆ جامعہ ہمدرد، نئی دہلی۔

پھر چونے سے نکال کر اس کو گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں، پھر مندرجہ بالا پہلے طریقہ کے مطابق جلاٹین بنالیتے ہیں۔

۳-خنزیر کی کھال کو صاف کر کے دھو کر 1-5% Hcl (تیزاب) میں دس سے تیس گھنٹے تک رکھتے ہیں پھر تیزاب سے نکال کر گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں پھر مندرجہ بالا طریقہ سے جلاٹین حاصل کرتے ہیں۔

استعمال:

میڈیکل میں جلاٹین عام طور پر کیپسول بنانے میں استعمال ہوتا ہے اس سے نرم اور سخت دونوں قسم کے کیپسول بنائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پیسٹ، Passted, Coffee سرکہ کے بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے، نیز مصنوعی جوس میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

الکحل اور اس کی مختلف شکلیں

ڈاکٹر اصغر علی ☆

الکحل کی کئی قسمیں ہیں جس میں دو مشہور ہیں:

۱-میتھائیل الکحل

۲-۱-ایتھائیل الکحل

جس میں صرف ۱-ایتھائیل الکحل ہی کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے، جو دماغ اور اعصاب کو خاص طور پر متاثر و معطل کرتا ہے جس کی وجہ سے یادداشت، توجہ اور فیصلہ کی قوت ختم ہوجاتی ہے، اس کا لگاتار استعمال، بے خوابی اور نفسیاتی طور پر معذوری کو پیدا کرتا ہے، مرکزی اعصابی نظام کے علاوہ اس کے اثرات پھیپھڑوں، عضلات اور معدہ، جگر گردوں پر بھی ہوتے ہیں، وہ دوائیں جو منوم ہوتی ہیں ان میں الکحل کا استعمال ضروری نہیں ہے، البتہ وہ افیم کی وجہ سے تنویم کا اثر رکھتی ہیں نہ کہ الکحل کی وجہ سے۔

الکحل کی مختلف شکلیں ہیں

جن میں وھسکی، رم، برانڈی، الکٹریفائیڈ، پرفنڈ اسپرٹ، لیکور یعنی بیئر، اسپرٹ، شیمپین وغیرہ معروف ہیں۔

☆ جامعہ ہمدرد نئی دہلی۔

الکحل کا استعمال خاص طور پر دواؤں کو گھولنے کے لئے ہوتا ہے چونکہ اس کا اثر جلد پر ٹھنڈا ہوتا ہے اس لئے بخار، اور درد کو کم کرنے کے لئے اس کا استعمال زیادہ ہوا کرتا ہے، کھانسی کے شربت میں بھی اس کا استعمال ہوا کرتا ہے۔

سمیت اور زہر کو ختم کرنے کے لئے جانوروں کے خون سے خون لے کر Anti Body ٹیکے بنائے جاتے ہیں، لیکن دواؤں میں خون کا استعمال نہیں ہوتا۔

کیپسولس کی تیاری کے مراحل اور اس میں استعمال ہونے والے مادے

حصہ اول سخت کیپسولس

جلاٹین کے بنے کیپسولوں کے موجد کے طور پر بالعموم دفنر انیسیوں موقس اور ڈبلینک کے نام لئے جاتے ہیں، ان کی ایجاد جن کو مارچ اور دسمبر ۱۸۳۴ء میں پیٹنٹ کا درجہ دیا گیا وہ ایک جز، زیتون نما، جلاٹین کے بنے ہوئے کیپسول تھے جن کو بھرنے کے بعد گرم جلاٹین کی ایک بوند سے بند کر دیا جاتا تھا۔ دو جز کیپسول جو کہ زمانہ حال میں رائج ہیں لندن کے باشندے جیمس مرڈوک نے ۱۸۴۸ء میں ایجاد کئے جنہیں ۱۸۶۵ء میں پیٹنٹ کیا گیا۔

کیپسولس نہ صرف یہ کہ اچھے دکھائی دیتے ہیں، استعمال کرنے میں آسان ہوتے ہیں اور انہیں بہ آسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جا سکتا ہے، بلکہ یہ بغیر پریشانی کے آسانی سے نگلے جا سکتے ہیں، چکنے ہوتے ہیں اور بے ذائقہ ہوتے ہیں، لہٰذا یہ بہت جلد عوام الناس میں مقبول ہو گئے ان کا بے ذائقہ ہونا ان دواؤں کے بہ آسانی استعمال کی راہ کھولتا ہے جو بد ذائقہ اور ناگوار بو والی ہوتی ہیں۔ یہ ہر کفایت طریقے سے بڑی تعداد میں اور مختلف رنگوں میں تیار ہوتے ہیں، ان میں سے دوائیں صحیح مقدار میں بہ آسانی بھری جا سکتی ہیں اور ان کو مہر بند کرنے کے لئے ایک ہلکے سے دباؤ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کو محفوظ رکھنے کے لئے کسی قسم کی آمیزش کی ضرورت

☆ ماہرین کی رپورٹ بواسطہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا۔

نہیں ہوتی، جیسا کہ قرص (ٹیکہ، ٹیبلیٹ) بنانے کے لئے ہوتی ہے۔

کیپسولس کا استعمال بالعموم بہت تیزی سے حل ہونے والے کیمیائی مادوں، مثلاً پوٹاشیم کلورائڈ، پوٹاشیم برومائڈ، یا امونیم کلورائڈ وغیرہ کو بھرنے کے لئے نہیں کیا جاتا ہے، کیونکہ معدے میں ان دواؤں کے بہت تیزی اور بہت جلد داخل ہونے سے طبیعت اور معدے میں گرانی آسکتی ہے۔

کیپسولس میں بڑھنے والے اور پگھلنے یا نمی جذب کرنے والے مادوں کو نہیں بھرنا چاہئے، کیونکہ بڑھنے والے مادوں کے باعث کیپسولس نرم ہوسکتے ہیں جب کہ پگھلنے یا نمی جذب کرنے والے مادوں کی موجودگی کے باعث کیپسول خشک ہوکر کمزور ہوسکتے ہیں اور آسانی سے ٹوٹ سکتے ہیں بعض اوقات کیپسولس میں موجود نمی کو برقرار رکھنے کے لئے دواؤں کے سفوف میں جامد روغن کی ایک قلیل مقدار ملادی جاتی ہے۔

کیپسولس کی تیاری میں استعمال ہونے والا خام مال

ایک دوسرے میں پیوست ہونے والے دوجز کیپسول (Telescopic) بنیادی طور پر جلاٹین سے بنائے جاتے ہیں جن کی تیاری میں منظور شدہ رنگوں، غیر شفاف بنانے والے مادوں، چکنا بنانے والے مادوں اور محفوظ رکھنے والے مادوں کی قلیل مقدار بھی استعمال کی جاتی ہے۔ کیپسولس میتھائیل سیلولوز، پولی وائنل الکحل اور ڈیٹچرڈ جلاٹین سے تیار کئے جاتے ہیں تاکہ یہ بہ آسانی معدے میں حل ہوسکیں۔ ان کی تیاری کے لئے جلاٹین کے محلول میں اسٹیل سے بنی مولڈ پن ڈالی جاتی ہیں اس کے علاوہ دوسرے طریقے سے بھی کیپسول بنائے جاسکتے ہیں، مثلاً جلاٹین کے محلول کو شکل دے کر لیکن پن (پتلی پتلی نلکی نما چھڑ) مشین کا استعمال بڑے پیمانے پر کیپسول بنانے کے لئے کیا جاتا ہے۔

جلاٹین ایک مختلف العناصر مادہ ہے جو کہ جانوروں کے کیمیائی عوامل سے گذر کر (Collagen) کی مدد سے بنایا جاتا ہے اور یہ کہیں بھی قدرتی طور پر نہیں پایا جاتا ہے، اس کی کیمیائی اور طبعیاتی خصوصیات براہ راست جانوروں کے (Vcollagen) اور اس میں استعمال کئے گئے کیمیائی مادوں وغیرہ سے متعلق ہوتی ہیں۔(Collagen) کو حاصل کرنے کا بنیادی ماخذ جانوروں کی ہڈیاں، کھال کے حصے اور خنزیر کے نیم بستہ گوشت کی اوپری پرت ہے، ہڈیوں اور کھال سے حاصل کیا جانے والا جلاٹین تجارتی مقدار میں دنیا کے مختلف حصوں میں بہ آسانی دستیاب ہے۔

ٹائپ 'A' جلاٹین تیزاب کے کیمیائی عمل سے گذرے (Precursor) سے حاصل کیا جاتا ہے اور (pHq) کی حدود میں آئسو الکٹرک پوائنٹ ظاہر کرتا ہے جب کہ ٹائپ 'B' جلاٹین الکلی کے کیمیائی عمل سے گذر کر(Precursor) سے حاصل کیا جاتا ہے اور (pH4.7) کی حدود میں آئسو الیکٹرک پوائنٹ ظاہر کرتا ہے، حالانکہ کیپسول کسی بھی ٹائپ کے جلاٹین سے تیار کئے جاسکتے ہیں، لیکن عام طور پر دونوں اقسام کے جلاٹین کے مکسچر کی مدد سے کیپسول بنائے جاتے ہیں، تیارشدہ کیپسول کے طبعیاتی خواص میں جلاٹین کی قسم کے باعث کسی قسم کا قابل ذکر فرق نہیں پایا جاتا۔

سخت قسم کے کیپسول بنانے کے لئے عام طور پر ہڈی اور خنزیر کے گوشت کی پرت (کھال) حاصل کردہ جلاٹین سے بنائے جاتے ہیں، ہڈی سے حاصل کردہ جلاٹین کے کیپسول سخت ہوتے ہیں لیکن غیر شفاف ہوتے ہیں اور آسانی سے ٹوٹ سکتے ہیں، خنزیر کے گوشت سے بنا جلاٹین کیپسول میں شفافیت اور لچک پیدا کرتا ہے۔

جلاٹین بنانے کے میدان میں حال میں کچھ نئی تبدیلیاں آئی ہیں، ٹائپ 'B' جلاٹین بنانے کے لئے تازہ ہڈیاں استعمال میں آنے لگی ہیں، ان ہڈیوں میں لگے خلیوں اور نسیج

(Tissue) اور چربی کے ٹکڑوں کو الگ کیا جاتا ہے اور ان کیمیائی مادوں سے بھی صاف کیا جاتا ہے جیسا کہ پرانی ہڈیوں کے لئے کیا جاتا تھا، تیار شدہ جلاٹین میں پرانی اور نئی تازہ ہڈیوں کا کوئی فرق ظاہر نہیں ہوتا۔

تیسرا باب

فقہی نقطہ نظر

تفصیلی مقالات :

قلبِ ماہیت اور حلت وحرمت اور طہارت ونجاست میں اس کا اثر

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ☆

شریعت نے بعض احکام انسان کے افعال سے متعلق کئے ہیں، اور انسان کے فعل میں معمولی تغیر وتبدیلی سے حکم بدل جاتا ہے، اس کی مثال خاص کر عبادات ہیں کہ تھوڑے سے تفاوت اور فرق سے جائز وناجائز اور مستحب ومکروہ کا حکم بدلتا رہتا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور یہ صریح وقوی نص سے ثابت ہے، بعض احکام اشیاء سے متعلق ہیں جن کو اللہ نے انسان کے لئے پیدا فرمایا ہے کہ کوئی چیز حلال ہے، کوئی حرام اور کوئی پاک ہے، کوئی ناپاک، ایک شئ بہ ظاہر جب تبدیل ہوکر دوسری شئ بنتی ہے تو اس کا بنیادی قوام پہلی ہی چیز سے ہوتا ہے، لیکن اثرات وخواص بدل جاتے ہیں، اگر اس کی ساخت کے مواد پر نظر رکھی جائے تو اس کا حکم وہی برقرار رہنا چاہئے جو پہلے تھا، اور اگر اثرات وخواص کو اصل سمجھا جائے تو اس کی تبدیلی سے وہ حکم باقی نہیں رہنا چاہئے، کیونکہ اب یہ ''وہ چیز'' باقی نہیں رہی، لہٰذا اگر اس تبدیلی سے پہلے حرام یا نجس تھی تو اب اس سے حرمت کا اور نجاست کا حکم متعلق نہ ہونا چاہے، بلکہ اس کو حلال اور پاک ہوجانا چاہئے، کیوں کہ جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے: '' الأصل فی

☆ ناظم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔

الأشياء الإباحة" اورقرآن وحدیث کے نصوص سے اس نقطۂ نظر کی تائید ہوتی ہے۔

اسی پس منظر میں فقہاء کے یہاں یہ بحث آتی ہے کہ اگر کسی ناپاک اور حرام چیز کی حقیقت تبدیل ہوجائے، تو اس کی نجاست اور حرمت کا حکم باقی رہے گا یا نہیں؟:

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک جزوی طور پر تحویل حقیقت سے حکم میں تبدیلی نہیں ہوتی، البتہ شوافع نے چند صورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے، چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"النجس ضربان: نجس العين وغيره ، فنجس العين لا يطهر بحال إلا الخمر فيطهر بالتخلل وجلد الميتة بالدباغ والعلقة والمضغة والدم هو حشو البيضة إذا نجسا الثلاثة فاستحالت حيوانات" (روضۃ الطالبین ۱/ ۱۳۷)۔

حنابلہ کا مسلک بھی یہی ہے، چونکہ مردار کے چمڑے کی دباغت ان کے نزدیک ازالہ نجاست کے قبیل سے ہے، نہ کہ تحویل حقیقت کے، اور علقہ، مضغہ اور دم جو انسانی تخلیق کے مراحل ہیں، یہ ان کے نزدیک نجس نہیں، اس لئے انہوں نے صرف خمر کا استثناء کیا ہے کہ شراب اگر آپ سے آپ سرکہ بن جائے اور اس کے سرکہ بننے میں انسانی فعل اور تدبیر کو کوئی دخل نہ ہو تو پاک ہے، ورنہ نہیں، علامہ زین الدین تنوخی حنبلی نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے، اسی گفتگو کا ایک اقتباس اس طرح ہے:

"ولا يطهر شئ من النجاسات بالاستحالة إلا الخمرة إذا انقلبت بنفسها فإن خلت لم يطهر وقيل يطهر، كون شئ من النجاسات غير الخمرة لا يطهر بالاستحالة نحو أن يلقى خنزير في ملحة فيصير ملحا وفي نار فيصير رماداً أو ما أشبه ذلك" (الممتع فی شرح المقنع ۱/ ۲۶، نیز دیکھئے المغنی ۱/ ۶۵، معونۃ اولی النہی تقی الدین حنبلی ۱/ ۱۵۴)۔

یہی رائے مالکیہ کی بھی ہے (دیکھئے: بدایۃ المجتہد ۱/ ۲۶۱)۔

پس مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک انقلاب ماہیت اور تحویل حقیقت سے بنیادی

حکم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، چنانچہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی ائمہ ثلاثہ کے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''فلا تطهر نجاسة بالإستحالة ولابنار فرمادالروث النجس نجس والتراب المجبول بروث حمار أو بغل و نحو مما لا يؤكل لحمه نجس ولو احترق كا لخزف والصابون المعمول من زيت نجس ودخان النجاسة وغبارها نجس وماتصاعد من بخار رماد نجس إلى صقيل أو غيره نجس، ولو وقع كلب في ملاحة فصار ملحاً أو في صبانة فصار صابوناً فهو نجس'' (الفقہ الإسلامی وأدلتہ ۱/ ۳۵۱)۔

حنفیہ کے نزدیک ''انقلاب'' کا اثر حکم پر پڑتا ہے، چوں کہ حرمت ونجاست میں بہ مقابلہ حلت وطہارت کے زیادہ احتیاط ہے، کیوں کہ کسی چیز کا حلال وپاک ہونا اس کے استعمال کے جائز ہونے کی دلیل ہے، نہ کہ واجب ہونے کی، اگر ازراہ احتیاط اس کا استعمال نہ کیا جائے تو گناہ اور حکم الٰہی کی مخالفت نہیں، اس کے برخلاف جو چیز حرام اور ناپاک ہے، اس کا ترک کرنا واجب ہے، اور مرتکب ہونا موجب گناہ، حنفیہ نے حکم لگانے میں اس پہلو کو ملحوظ رکھا ہے اور حلال چیز کے حرام اور پاک کے ناپاک ہونے میں انقلاب وصف کو کافی قرار دیا ہے، چنانچہ ایک وصف میں تبدیلی سے بھی ناپاکی کا حکم لگایا جاتا ہے، اور حرام وناپاک کو حلال وپاک قرار دینے میں انقلاب عین کو ضروری قرار دیا ہے، کہ جب تک وہ حرام اور ناپاک شئی مکمل تبدیل نہ ہو جائے حلال وپاک نہ ہوگی اور ممانعت کا پہلو راجح رہے گا، حنفیہ میں بھی یہ امام محمد کا نقطۂ نظر ہے، اور امام صاحب کی طرف بھی ایک روایت کے مطابق اس کی نسبت کی گئی ہے، اور احناف کے یہاں یہی قول مختار ومفتی بہ ہے (دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۹۳ ۳)۔

اس میں شبہ نہیں کہ حنفیہ کا نقطۂ نظر نقل وعقل کے مطابق ہے، دم سے علقہ، علقہ سے

مضغہ اور مضغہ سے انسان بننے کے تخلیقی مراحل خود قرآن مجید میں مذکور ہیں، گویا انسان کی ابتداء ایک ناپاک شئ سے ہے اور اپنی بدلی ہوئی حالتوں میں وہ پاک ہے، یہ انقلاب ماہیت کے سوا اور کیا ہے؟ سرکہ کا پاک ہونا حدیث سے ثابت ہے، اور خمر سے سرکہ خواہ آپ سے آپ بنا ہو یا کسی تدبیر سے، ہر دو صورت میں انقلاب ماہیت کی کیفیت پائی جارہی ہے، مٹی کا پاک ہونا بلکہ بعض حالات میں ازالۂ حدث کے لئے اس کے استعمال کا کافی ہونا کتاب وسنت سے ثابت ہے، اور مٹی میں کتنی ہی ناپاکیاں ہر دن دفن ہوتی ہیں اور مٹی بنتی چلی جاتی ہیں، اگر تحویل حقیقت سے نجاست ختم نہیں ہوتی تو شاید ہی زمین کا کوئی ٹکڑا ہو جس کو یقین کے ساتھ پاک کہا جاسکے، کیوں کہ زمین کے چپہ چپہ نے انسان اور حیوانات کے جسم اور ان کے فضلات کو ہضم کر رکھا ہے، اور یہی عقل وقیاس کا تقاضہ ہے، کیوں کہ جس چیز کو ناپاک قرار دیا گیا تھا، جب وہ چیز ہی باقی نہ رہی تو اب کوئی وجہ نہیں کہ اس کو ناپاک قرار دیا جائے، بقول علامہ حلبی کے:

''لأن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة وقد زالت بالكلية فإن الملح غير العظم واللحم فإذا صارت الحقيقة ملحاً ترتب عليه حكم الملح وكذا الرماد حتى لو أكل الملح وصلى على ذلك الرماد جاز''

(کبیری/ ۱۸۸، نیز دیکھئے: فتح القدیر ۱/ ۱۷۶)۔

چنانچہ دوسرے مکاتب فقہ کے بعض محقق علماء نے بھی قلب ماہیت کو تبدیلی حکم کا سبب تسلیم کیا ہے، امام غزالی فرماتے ہیں:

''فكما ترى الكلب يقع في المملحة فيستحيل ملحاً ويحكم بطهارته لصيروته ملحاً وزوال صفته الكلية عنه'' (احیاء علوم الدین ۱/ ۱۵۵)۔

اس مسئلہ کی وضاحت علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی کی ہے (دیکھئے: فتاوی ابن تیمیہ ۲/ ۸۲، ۴۸۱)۔

غرض کہ حرمت ونجاست کا حکم تو بعض اوقات محض انقلاب وصف کی وجہ سے بھی ہو

جاتا ہے، لیکن اگر اصل ماہیت اور حقیقت تبدیل ہو جائے تو اس کی وجہ سے شئ حرام کی حرمت اور ناپاک چیز کی نجاست کا حکم بھی بدل جاتا ہے، یہی حنفیہ کا مفتی بہ قول ہے اور نقل وعقل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اس تمہید کے ساتھ اب سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں:

انقلاب ماہیت سے مراد

۱، ۲- غور کیا جائے تو عام طور پر کسی چیز کے ساتھ تین صورتیں پیش آتی ہیں: اختلاط، تجزیہ، تحویل یا انقلاب، اختلاط کا احکام میں مؤثر ہونا یقینی ہے، اگر پاک چیز میں کوئی ناپاک چیز مل جائے تو وہ شئ ناپاک ہو جاتی ہے، گو اس کی مقدار اتنی کم ہو کہ اس کا اثر محسوس نہ کیا جائے، اس لئے ماء قلیل بغیر تغیر وصف کے بھی نجاست کے گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے، اور بعض دفعہ اختلاط کی وجہ سے ناپاک پر پاکی کا حکم بھی لگ جاتا ہے، جیسے ماء قلیل ناپاک تھا اور اس میں اتنا پانی ملا دیا گیا کہ کثیر کی حد میں داخل ہو گیا، تو یہاں ناپاک پانی کے ساتھ پاک پانی کا اختلاط ہی اس کے پاک ہونے کا باعث ہو گیا۔

''تجزیہ'' یہ ہے کہ کسی شئ کے ایک جزء کو نکال لیا جائے اس کی وجہ سے ناپاک چیز پاک نہیں ہو سکتی، اس کی نظیر فقہاء کے اس قول میں ملتی ہے کہ اگر فضلات سے اٹھنے والے بخارات چھت یا دیوار وغیرہ پر جم جائے اور یہ قطرات کپڑے یا جسم پر لگ جائیں تو کپڑے اور جسم پر ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا:

''وإن ارتفع بخار الكنيف أى الخلاء أو بخار المربط أى المكان الذى تربط فيه الدواب و تروث كالإصطبل فاستجمد ذلك البخار أى جمع فى الكوة التى فى السقف أو الجدار أو استجمد فى الباب ثم ذاب الجمد

وقطر على أحد فأصاب ثوبه أو بدنه فإنه نجس لأن ذلک الجمد جمع من أجزاء النجاسة" (حلبی/۱۹۳)۔

دیکھئے فضلات کے کثیف اجزاء سے سیال اجزاء کی علیحدگی ہورہی ہے، اس کے باوجود ناپاک ہونے کا حکم باقی ہے۔

تیسری صورت "تحویل وانقلاب" کی ہے، کہ کوئی شئ اپنے اجزاء سمیت دوسری شئ بن جائے، فقہاء نے اس کی کوئی واضح حد مقرر نہیں کی ہے، بلکہ زیادہ تر مثالوں پر اکتفاء کیا ہے، کہ اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں جو مثالیں ملتی ہیں، ان کو سامنے رکھنا مناسب ہوگا:

انسان اور جانور کے فضلات کو جلا کر راکھ بنادینا (حلبی/۱۸۸)۔

کتا خنزیر اور گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک ہوجانا (حوالۂ سابق)۔

لید، کنویں میں گر جائے اور کالی مٹی بن جائے (حوالۂ سابق)۔

شراب کا سرکہ بن جانا یا بنادیا جانا (ردالمحتار ۱/۵۲۱)۔

انسان یا کتا صابن بنانے والے دیگچے میں گر جائے اور صابن بن جائے۔

صابن میں ناپاک تیل یا مردار کی چربی ڈالی جائے (ردالمحتار ۱/۵۱۹)۔

گوریا کنویں میں گر جائے اور مٹی بن جائے (حوالۂ سابق)۔

بئر بالوعہ کی مٹی جو خشک ہوگئی ہو اور نجاست جو زمین میں دفن کردی گئی ہو، وہ مٹی بن گئی اور اب اس کا اثر جاتا رہا ہو (بدائع الصنائع ۱/۲۴۳، البحر الرائق ۱/۳۹۵)۔

ان مثالوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شراب کے سرکہ بننے اور صابن میں ناپاک تیل یا مردار کی چربی کے سوا جتنی صورتیں ہیں، ان میں ایک شئ اپنے تمام اجزاء کے ساتھ تبدیل ہوگئی ہے، اور اس نے اپنے سابقہ وجود کو کھودیا ہے، شراب کے بارے میں تو یہ بات سمجھ

میں آتی ہے کہ ''شراب'' کی اصل حقیقت اس کا مسکر ہونا ہے، یہی بات اس کے حرمت ونجاست کا حقیقی سبب ہے، اس لئے جب سکر کی کیفیت ختم ہوگئی تو جو وصف اصل میں اس کی حرمت و نجاست کا باعث تھا وہ جاتا رہا، لہذا گویا اس کی حقیقت تبدیل ہوگئی، لیکن صابن میں تیل اور چربی کا اثر باقی رہتا ہے، اور غالبًا اسی سے دسومت پیدا ہوتی ہے، بظاہر یہ کہنا دشوار ہے کہ صابن میں تیل اور چربی کا وجود معدوم ہو چکا ہے، اسی لئے فقہاء نے جہاں بھی تحویل حقیقت کے ذیل میں ناپاک تیل اور چربی سے بنے ہوئے صابن کا ذکر کیا ہے، وہاں یہ بات بھی کہی ہے: ''إنه يفتى به للبلوىٰ'' گویا ابتلاء عام کی وجہ سے صابن میں یہ بات مان لی گئی ہے کہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے اب اس تیل اور چربی کی نجاست کا حکم باقی نہیں رہا۔

پس انقلاب کے لئے اصل میں یہ بات ضروری ہے کہ اس شئ کی بناوٹ میں جو اجزاء ہیں، وہ اجزاء ہی تبدیل ہو جائیں اور ان کا وجود ہی باقی نہ رہے، لیکن اس کا اندازہ کیوں کر ہوگا کہ اس شئ کے اجزاء کا ملاً بدل گئے ہیں، اس کے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ اس شئ میں پائے جانے والے اوصاف وآثار کو اس کے باقی رہنے اور نہ رہنے کا معیار تصور کیا جائے، اور یہ آثار وہی رنگ، بو اور مزہ ہے، امام غزالیؒ نے اپنے مخصوص حکیمانہ اسلوب میں طہارت ونجاست کے فلسفہ اور ان احکام کی مصلحت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

''وإن كانت عينية فلا بد من إزالة العين و بقاء الطعم يدل على بقاء العين وكذالک بقاء اللون إلا فيما يلتصق به فهو معفو عنه بعد الحث والقرس، وأما الرائحة فبقائه أنه يدل على بقاء العين ولا يخفى عنها إلا إذا كان الشئ له رائحه قائمة يعسر إزالتها'' (احیاء علوم الدین ۱/۱۵۵)۔

اسی لئے فقہاء نے تحویل حقیقت کے لئے بعض مواقع پر ''ذہاب اثر'' یعنی اس نجاست کے اثر کے جاتے رہنے کی قید لگائی ہے: ''والنجاسة إذا دفنت فى الأرض وذهب

أثرها" (بدائع الصنائع ۱/ ۲۴۳)۔

اور علامہ حلبی نے تحویل حقیقت کا مدار ازالۂ وصف کو قرار دیا ہے: "..... **فعلم أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها**" (حلبی/۹۸۱)۔

تغیر اوصاف کی وجہ سے قلبِ ماہیت کے حکم پر کاسانی کی اس عبارت سے بھی روشنی پڑتی ہے جو امام محمدؒ کے نقطۂ نظر کی توضیح میں آئی ہے (دیکھئے: بدائع الصنائع ۱/ ۲۴۳)۔

پس انقلاب ماہیت کے لئے ضروری ہے کہ یا تو کیمیا تجزیہ کے ذریعہ معلوم ہو جائے کہ وہ شئ جن حیوانی، نباتی یا جماداتی اجزاء پر مشتمل تھی، اب وہ بدل گئی ہے، یا اس کے تینوں اوصاف رنگ، بو اور مزہ بدل جائے، پاک ہونے اور ناپاک ہونے کے حکم میں یہ فرق ہوگا کہ ناپاکی کا حکم تو ایک وصف کی تبدیلی سے بھی لگایا جا سکتا ہے، لیکن ناپاک شئ پر پاک ہونے کا حکم تمام اوصاف کی تبدیلی پر موقوف ہوگا، صرف بعض اوصاف کا بدل جانا انقلاب حقیقت متصور نہ ہوگا۔

تبدیلی کے بعد بعض خصوصیات کا برقرار رہنا

۳- نجاست وطہارت کا اصل تعلق ان تین اوصاف: رنگ، بو اور مزہ سے ہے، اگر یہ اوصاف مکمل طور پر تبدیل ہو جائیں اور بعض خواص اس کی سابق حقیقت کے باقی رہ جائیں، تو یہ انقلاب ماہیت میں مانع نہیں، کیوں کہ شراب سرکہ بن جائے تو رقت وسیلان کی کیفیت اب بھی باقی رہتی ہے، چربی صابن میں ڈالی جائے تو دسومت ختم نہیں ہوتی، فضلات مٹی میں دفن کر دیئے جائیں تو فضلات میں پودے کو بارآور کرنے کی جو صلاحیت ہوتی ہے، اس مٹی میں بھی وہ صلاحیت باقی رہتی ہے، اور جیسے فضلات میں کثافت ہوتی ہے، نہ کہ رقت، اسی طرح مٹی میں بھی کثافت ہوتی ہے، لیکن ان امور کو فقہاء نے انقلاب ماہیت کے لئے چنداں مضر نہیں سمجھا۔

انقلاب ماہیت ہر طرح کی نجاست میں مؤثر

۴- حنفیہ کے یہاں تحویل حقیقت کی وجہ سے ایسی چیزیں بھی پاک ہوجاتی ہیں، جو اپنی ذات میں ناپاک ہیں، جیسا کہ خنزیر اور کتے، گدھے وغیرہ کے نمک بن جانے اور فضلات کے مٹی بن جانے کا مسئلہ ہے، اس لئے جو شئ اپنی ذات میں ناپاک نہ ہو، بلکہ کسی ناپاک چیز کے اتصال کی وجہ سے ناپاک ہوگئی ہو وہ تو بدرجہ اولی انقلاب حقیقت کی وجہ سے پاک ہوجائے گی، چنانچہ علامہ شامیؒ نے مجتبیٰ کے حوالہ سے مسئلہ نقل کیا ہے کہ ناپاک تیل صابن میں ملایا گیا ہو تو تغیر کی وجہ سے اس کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا، پھر لکھا ہے کہ بظاہر یہ حکم مردار کی چربی کا بھی ہوگا، کیوں کہ مصنف نے ''نجس'' کا لفظ استعمال کیا ہے نہ کہ متنجس کا ''وظاهره أن دهن الميتة كذالك لتعبيره بالنجس دون المتنجس'' پھر اس کی تائید میں کبیری سے یہ جزئیہ نقل کیا ہے کہ اگر انسان، یا کتا صابن بنانے والے دیگ میں گر جائے اور صابن بن جائے تو انقلاب حقیقت کی وجہ سے اسے پاک سمجھا جائے گا (ردالمحتار ۱/۵۱۹)۔

قلبِ ماہیت کے اسباب

۵- ''قلب ماہیت'' کے باب میں نتیجہ اصل ہے نہ کہ ذرائع ووسائل، اسی لئے فقہاء نے ان اسباب پر توجہ نہیں دی ہے جن کی وجہ سے ماہیت میں تبدیلی ہوتی ہے، صرف مثالیں دی ہیں، بعض صورتیں جلا کر قلبِ ماہیت کی ہیں، جیسے فضلات کی راکھ، بعض صورتوں میں کوئی شئ ڈال کر ماہیت بدلی جاتی ہے جیسے خمر میں نمک ڈال کر سرکہ بنانا، بعض صورتوں میں کسی چیز کا دوسری چیز میں داخل ہونا یا کیا جانا قلبِ ماہیت کا سبب بنتا ہے، جیسے گدھے کا نمک کی کان میں گرنا اور فضلات کا مٹی میں دفن کیا جانا، پس ہر شئ کے لحاظ سے قلبِ ماہیت کے وسائل اختیار کئے جاتے ہیں، آج کل مختلف کیمیکلس جو اس مقصد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، اگر ان

کے استعمال سے اس شئ کے جوہری اوصاف رنگ، بو، مزہ بدل جائیں تو یہ قلب ماہیت کے لئے کافی ہوگا۔

فلٹر اور کشید کرنے کے احکام

۶- کیمیاوی عمل کے ذریعہ جس ناپاک چیز کے اجزاء کو نکالا گیا ہے، اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: ایک ایسی چیز جس کا عین ناپاک ہو، دوسری وہ چیز جو کسی ناپاک کے مل جانے کی وجہ سے ناپاک ہوگئی ہو، یعنی نجس نہیں ہے ''متنجس'' ہے جو چیز متنجس ہو اگر اس کے ملنے والے اجزاء نکال دیئے جائیں تو وہ پاک ہوجائے گی، اس لئے کہ متنجس کے پاک ہونے کے لئے انقلاب عین ضروری نہیں، انقلاب وصف کافی ہے، جیسا کہ زمین خشک ہونے کی وجہ سے پاک ہوجاتی ہے، مردار کا چمڑہ دباغت کی وجہ سے پاک ہوتا ہے، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قلب ماہیت سے پاکی کا حکم نہیں لگتا، لیکن مردار کا چمڑا دباغت سے کیوں پاک ہوجاتا ہے، کاسانی اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

'' بخلاف جلد الميتة فإن عين الجلد طاهرة و إنما النجس ما عليه من الرطوبات و إنهاتزول بالدباغ'' (بدائع الصنائع ۱/ ۴۴۳)۔

کچھ صورتیں جن کو بعض اہل علم نے قلبِ ماہیت کی وجہ سے پاک قرار دیا ہے، علامہ شامی نے اس پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے، کہ یہ قلبِ ماہیت کی صورت نہیں بلکہ انقلابِ وصف کے قبیل سے ہے:

'' إن الدبس ليس فيه انقلاب حقيقة :لأنه عصير جمد بالطبخ و كذا السمسم إذا درس و اختلط دهنه بأجزائه ففيه تغير وصف فقط كلبن صار جبناوبرصار طحيناًوطحين صار خبزاً بخلاف نحو خمرصار خلا و حمار وقع

فی مملحة فصار ملحا.

فإن ذالک کله انقلاب حقیقة إلی حقیقة أخری لا مجرد انقلاب وصف و الله أعلم" (ردالمحتار ۱/۵۱۹)۔

اس لئے خیال ہوتا ہے کہ جو اشیاء بذات خود نجس نہیں ہیں، بلکہ نجس ہوگئی ہیں اور متنجس ہیں، اگر کیمیائی عمل کے ذریعہ اس کے ناپاک اجزاء کو نکال لیا جائے تو وہ شئ پاک ہوجائے گی، لیکن فضلات یا خون بذات خود نجس ہیں، اس لئے ان کے بعض اجزاء کو کشید کرلیا جائے، پھر بھی یہ ناپاک ہی ہوں گے، کیونکہ اس کا ہر جز اپنی ذات میں ناپاک ہے، اور اس کے اجزاء تحلیل نہیں ہوئے ہیں، بلکہ ان کا وجود باقی ہے صرف ان کو ایک دوسرے سے الگ کردیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات اہم ہے کہ گندے پانی میں اصل ناپاکی اس کا سیال جزء ہے، اس کے ساتھ جو مٹی وغیرہ ہے وہ اس پانی کی وجہ سے ناپاک ہے، اور اس کی ناپاکی کم درجہ کی ہے (حلبی ۱۹۳)۔

الکحل کا حکم

۷- فقہی جزئیات کو پیش نظر رکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ ''استہلاک عین'' قلب ماہیت کے مقابلہ عام ہے، اگر کسی شئ کو دوسری شئ کے ساتھ اس طرح خلط ملط کردیا جائے کہ اب اس کو الگ کرنا ممکن نہ ہو تو اس اختلاط کو بھی ''استہلاک'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ اختلاط سے قلب ماہیت بھی ہوجائے، قلب ماہیت کا اطلاق رنگ و بو، مزہ میں تبدیلی اور خمر میں مزید کیفیت سکر کے معدوم ہونے پر ہوگا، جیسا کہ تخلیل خمر میں ہوا کرتا ہے۔

تاہم الکحل کے مسئلہ میں حنفیہ کے یہاں بڑی گنجائش ہے، کیوں کہ اگر الکحل انگور اور کھجور سے نہ لیا گیا ہو تو حنفیہ کے یہاں بالاتفاق حرام و ناپاک نہیں، کھجور اور پکے ہوئے شیرۂ انگور

سے لیا گیا ہوتو صاحبین کے نزدیک حرام ہے، لیکن امام صاحب کے یہاں یہ صورت بھی حرام نہیں، ہاں اگر کچے انگور سے الکحل حاصل کیا گیا ہوتو اس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے۔ اس طرح حنفیہ کے نزدیک الکحل کی اس ایک صورت کے سواء باقی صورتیں حلال وپاک دائرہ میں آجاتی ہیں، اور مولانا محمد تقی عثمانی نے ''دائرۃ المعارف البریطانیہ طبع ۱۹۵۰ء'' کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آج کل جن اشیاء سے الکحل تیار کیا جاتا ہے، انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نگار نے اس میں انگور کا ذکر نہیں کیا ہے،'' **ولم یذکر فیھا العنب والتمر**'' (تکملہ فتح الملہم ۱/ ۵۵۱)۔

اگر کسی دواء کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس میں کچے انگور سے تیار کئے ہوئے الکحل کی آمیزش کی گئی ہے، تو اگر اس دواء کی متبادل دوسری دواء موجود نہ ہو، یا موجود ہو لیکن کسی وجہ سے مریض کے لئے اس کا خریدنا ممکن نہ ہو تو بدرجۂ ضرورت اس دوا کا بھی استعمال کرسکتا ہے، کیوں کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حرام اشیاء سے علاج درست ہے:'' **أدخل المرارة فی إصبعه للتداوی قال أبوحنیفة لا یجوز وعندأبی یوسف یجوز وعلیه الفتویٰ**'' (ردالمحتار ۵/ ۶۱۲)۔

البتہ اگر اس طرح کا الکحل عطریات وغیرہ میں استعمال ہوا ہو تو اس سے اجتناب واجب ہے، کیوں کہ عطریات ضرورت کے درجہ میں نہیں ہیں، کچے انگور کے علاوہ دوسرے الکحل کی آمیزش ہوتو حنفیہ کے ہاں اس کے استعمال کی گنجائش ہوگی، کیوں کہ وہ حرام اور ناپاک نہیں ہے، گو احتیاط اس سے بھی بچنے میں ہے، کیوں کہ جمہور فقہاء کے مذہب پر تمام نشہ آور اشیاء حرام اور ناپاک ہیں۔

ائمہ ثلاثہ کے یہاں جیسا کہ مذکور ہوا، الکحل خواہ کسی چیز سے بنایا گیا ہو جب اس میں نشہ لانے کی صلاحیت ہے تو وہ حرام ہے، لیکن ان حضرات کے یہاں دوسرا پہلو سہولت کا یہ ہے کہ حرام اشیاء سے علاج درست ہے، بشرطیکہ کوئی اور دواء دستیاب نہ ہو، چنانچہ علامہ شمس

الدین محمد رملی (م ۱۰۰۴ھ) فرماتے ہیں:

''لا يجوز استعمال الأشربة المحرمة للدواء صرفاً ولكن إذا كانت مستهلكةًمع دواء آخرفيجوز التداوى بها إن عرف صرف ينفعها بأن لا يغنى طاهر'' (نہایۃ المحتاج ۸/ ۱۲)۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان حضرات کے یہاں الکحل آمیز عطریات کا استعمال درست نہ ہوگا، کیوں کہ نہ اس کا استعمال ضرورت کے درجہ میں ہے اور نہ ایسا ہے کہ اس کا متبادل دستیاب نہ ہو۔

چربی آمیز صابن

۸ - الف: صابن میں جو چربی ملائی جاتی ہے اس کو فقہاء نے ابتلاء عام کی وجہ سے قلب ماہیت کے حکم میں رکھا ہے اور ایسے صابن کو پاک قرار دیا ہے: ''جعل الدهن النجس فى صابون يفتى بطهارته لأنه تغير والتغير يطهر عند محمد ويفتى به للبلوى وظاهره أن دهن الميتة كذلك لتغيره بالنجس دون المتنجس'' (ردالمحتار ۱/ ۱۹، نیز دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۴۹۴)۔

چربی آمیز بسکٹ

ب- بسکٹ میں اگر چربی کا استعمال اس طرح ہو جیسے بعض پکوان میں گھی اور تیل کا ہوتا ہے، تو یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب، اس لئے ایسے بسکٹ کا کھانا حلال نہیں، کیوں کہ پاک اور ناپاک کا اختلاط ہو تو پاک جز بھی ناپاک ہو جاتا ہے، چنانچہ علامہ حلبی لکھتے ہیں:

'' الماء والشراب إذا خلط و كان أحدهما نجسا فالطين الحاصل منها نجس لأن اختلاط النجس بالطاهر ينجسه هذا هو الصحيح ،كما ذكره

قاضیخان وهو اختار الفقیه أبی اللیث و کذا روی عن أبی یوسف ذکره فی الخلاصة" (حلبی/ ۱۸۸)۔

ایسے بسکٹ کی واضح نظیر فقہ کا یہ جزئیہ ہے کہ اگر آٹا شراب سے گوندھا جائے اور اس کی روٹی پکائی جائے گی تو وہ روٹی حرام ہی رہے گی، حلال نہ ہوگی، اس لئے جس بسکٹ میں حرام یا مردار جانور کی چربی شامل ہو اس کا کھانا حرام ہے۔

ٹوتھ پیسٹ میں ہڈیوں کا پاؤڈر

ج - ٹوتھ پیسٹ میں اگر مردار اور خنزیر کی ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوا ہو، اور اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ تبدیلی ہو گئے ہوں تو یہ صورت بھی قلب ماہیت کے دائرہ میں آجائے گی، اور یہ حلال و پاک متصور ہوں گے، جیسا کہ نمک کی کان اور صابن بنانے والے دیگ میں گدھے کے گرنے اور نمک و صابن بن جانے کا حکم ہے۔

حیوانی اجزا کا بطور دواء کا استعمال

۹- مذبوح جانور اگر حلال ہو تو ذبح کی وجہ سے اس کے تمام اعضاء پاک ہیں اور سات اعضاء کے علاوہ جن کو فقہاء نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے باقی حلال بھی ہیں، لہذا اس تفصیل کے مطابق اگر ان کا گوشت، چمڑا، یا ہڈی وغیرہ کا دواء میں استعمال ہو تو خواہ دواء کھانے کی ہو یا خارجی استعمال کی، ان کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر خنزیر کے علاوہ کوئی اور حرام جانور ہو تو ان سات اعضاء ممنوعہ کے علاوہ باقی حرام تو ہیں، لیکن ذبح شرعی کی وجہ سے ناپاک نہیں ہیں، لہذا ان دواؤں کا خارجی استعمال درست ہوگا اور ان کا کھانا درست نہ ہوگا، جسم کا بہتا ہوا خون چونکہ بہر حال حرام اور ناپاک ہے اور اس میں حلال اور حرام جانور کی کوئی تفریق نہیں، اس لئے خون سے بنی ہوئی ادویہ کا نہ کھانا درست ہے، نہ خارجی استعمال۔ یہ عمومی احکام ہیں، لیکن دو

صورتیں مستثنیٰ ہیں:

اول یہ کہ دوا میں ان اجزاء کا اس طرح استعمال کیا جائے کہ ان کی حقیقت بدل جائے اور ان کے رنگ، بو اور مزہ میں مکمل طور پر تبدیلی آجائے، اب یہ صورت قلب ماہیت کی اور شراب کے سرکہ بن جانے کے مماثل ہوجائے گی، لہذا اس کا داخلی اور خارجی استعمال درست ہوگا، اور اگر واقعی قلب ماہیت ہوجاتی ہے تو اس میں حلال وحرام اور ذبیحہ ومردار کا فرق بھی نہ ہوگا۔

دوسرے یہ کہ ان دواؤں کا کوئی متبادل نہ ہو یا متبادل ہو لیکن دستیاب نہ ہو، یا دستیاب ہو لیکن گراں ہو کہ اس کو خریدنے کی قوت نہ ہو، کیوں کہ ضرورت کے مواقع پر حرام اشیاء سے علاج درست ہے:

"وفی النهاية: يجوز التداوی بالمحرم كالخمر والبول إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاء ولم يجد غيره من المباح ما يقوم مقامه ، والحرمة ترتفع للضرورة فلم يكن متداوياً بالحرام" (تبیین الحقائق ۶/۳۳)۔

اور اس کی دلیل خود ارشاد ربانی ہے جس میں حالت اضطرار میں محرمات کے کھانے کی اجازت دی گئی ہے: "فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه" (البقرہ ۱۷۳)۔

اور رسول اللہ ﷺ کا اسوہ مبارکہ ہے کہ آپ نے قبیلہ عرینہ کے لوگوں کو پیٹ کی بیماری کی وجہ سے اونٹ کا پیشاب پینے کا مشورہ دیا تھا: "فأمرهم النبی ﷺ بلقاح ، و أن يشربوا من أبوالها و ألبانها" (صحیح بخاری، حدیث: ۲۳۳)۔

جلاٹین کا حکم

۱۰- جلاٹین اگر حلال ذبیحہ سے حاصل کیا گیا ہو تو اس کے حلال اور پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اگر خنزیر کے سوا کسی اور مردار کے چمڑے کا ہو تو گو حلال نہ ہوگا، لیکن پاک ہوگا اور

اس سے گوند کا استعمال درست ہوگا، اگر حرام جانور سے لیا گیا ہوتو اب اس کا حکم وہی انقلاب ماہیت والے قاعدہ پر مبنی ہوگا، بہ ظاہر یہ صورت قلب ماہیت کی محسوس ہوتی ہے، اور تخلیل خمر پر اس کو قیاس کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، کیوکہ نہ صرف اس کے اوصاف بلکہ شکل وصورت میں بھی تبدیلی آچکی ہے، تاہم ضرورت ہے کہ مسلمان سائنسدانوں سے خواہش کی جائے کہ وہ ان مقاصد کے لئے حلال ومذبوح جانوروں کے اجزاء کا استعمال کریں تاکہ اس کے حلال وپاک ہونے میں کوئی شبہ نہ رہے۔

خلاصۂ بحث

۱۔۲- کسی شی کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ، نیز ان کے علاوہ خمریات میں کیفیت سکر میں تبدیلی آجانے کو ''انقلاب ماہیت'' کہا جائے گا۔

۳- اگر کسی شئ کے جوہری اوصاف تبدیل ہوجائیں، لیکن کچھ سابق خصوصیات و کیفیات برقرار رہیں تو یہ قلب ماہیت میں مانع نہیں۔

۴- قلب ماہیت سے ہر طرح کی نجس شئ اپنے تمام اجزاء کے ساتھ پاک ہوجاتی ہے، اس میں نجس اور متنجس کا فرق نہیں۔

۵- قلب ماہیت کے لئے وسائل وذرائع متعین نہیں، کوئی بھی تدبیر جس سے کسی شئ کے جوہری اوصاف بدل جائیں، قلب ماہیت کا سبب ہوسکتا ہے۔

۶- جوشئ بعینہ نجس نہ ہو بلکہ متنجس ہو، اس میں نجس جزء کو نکال دیا جائے تو پاک ہونے کے لئے کافی اور جوشئ بعینہ نجس ہے اس کے بعض اجزاء کو نکال دینا قلب ماہیت نہیں، بلکہ وہ اب ناپاک باقی رہیں گے۔

۷- استہلاک عین قلب ماھیت کو مستلزم نہیں، البتہ انگوں کے کچے رس کے علاوہ سے

جوالکحل تیار کی گئی ہووہ پاک ہے، اور کچے انگور کے الکحل کا بھی از راہِ علاج متبادل نہ ہونے ،یا ہو تو اس پر قادر نہ ہونے کی صورت میں استعمال درست ہے، البتہ عطریات میں ایسے الکحل کا استعمال درست نہیں۔

۸-(الف) صابن میں جو چربی ملائی جاتی ہے وہ قلبِ ماہیت کے حکم میں ہے۔

ب- اگر بسکٹ میں چربی کا استعمال ہوا ہوتو یہ اختلاط ہے، نہ کہ انقلاب، اس لئے اس کا کھانا جائز نہ ہوگا۔

ج-پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر استعمال ہوتا ہے،اگر ان میں اوصاف ثلاثہ بدل جاتے ہوں تو وہ قلبِ ماہیت کے حکم میں ہے۔

۹-مذبوح جانوروں کے خون کی اگر یہ کیفیت ہو کہ رنگ،بو اور مزہ مکمل طور پر تبدیل ہوجائے تو یہ صورت قلب ماہیت، اور شراب کے سرکہ بن جانے کی ہے، اگر یہ کیفیت نہ ہوتو پھر انہیں حالات میں خون آمیز ادویہ کا استعمال جائز ہوگا،جن میں فقہاء نے حرام اشیاء سے علاج کی اجازت دی ہے۔

۱۰-جلاٹین کی جو تفصیل مذکور ہے، اس کے تحت خیال ہوتا ہے کہ ہر صورت قلبِ ماہیت کے دائرہ میں آجاتی ہے۔

فلٹر وکشید کا عمل اور انقلاب ماہیت

مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی ☆

شئ کے بنیادی عناصر اور حقیقت و ماہیت

۱- کسی بھی شئ کا اصل وجود، اس کی اس مخصوص شکل وصورت کے وجود پر موقوف ہے جس کے پیش نظر اس کو مخصوص نام وعنوان دیا جاتا ہے، اگر مخصوص نام والی شکل وصورت باقی نہ رہ جائے تو یہی کہا جائے گا کہ شئ کی ماہیت وحقیقت ختم ہوگئی یہ تو ہوئی بات حسی وجود کی۔

اس میں ایک بات معنوی وجود کی ہے جس کا تعلق شئ کے اثرات وخواص اور اوصاف سے ہے، یہ معنوی وجود اس وقت تک برقرار رہتا ہے جب تک کہ شئ کے مخصوص خواص واثرات بڑی مقدار میں باقی وبرقرار رہے ہیں، بعض کا ختم ہونا اور اکثر کا باقی رہنا شئ کے وجود کا خاتمہ نہیں کہلائے گا، جیسے کہ پانی میں اگر کوئی پاک چیز مل جائے تو مسئلہ معروف ہے۔

معنوی وجود کا تعلق دوسری اشیاء کے ساتھ ملانے اور اس میں خلط ملط ہو جانے سے ہے۔

انقلاب ماہیت کیا ہے؟

۲- انقلاب ماہیت کا جو لغوی مفہوم ہے وہی شرعی واصطلاحی مفہوم بھی ہے، اور وہ یہ کہ

☆ شیخ الحدیث جامعہ عربیہ ہتھورہ باندہ یوپی۔

شئ اپنی حقیقت چھوڑ کر دوسری حقیقت اختیار کرلے، جسی وجود میں یہ کہ صورت اور اس کے لوازم بدل جائے، جیسے کسی شی کا نمک ہو جانا، گوبر وغیرہ کا جل کر راکھ ہو جانا، ظاہر ہے کہ اس صورت میں نام بدل گیا، صورت بدل گئی، خواص بدل گئے، استعمال کے مواقع بدل گئے حالانکہ اس صورت میں اس متغیر شئ کے موقع کی تعیین ممکن ہوتی ہے، جیسے لکڑی یا گوبر جل کر راکھ ہو جائے، گو وہ ایک جگہ موجود ہے، تو یہ کہنا ممکن ہے کہ یہ فلاچیز کی راکھ ہے یا نمک کی کان میں کسی مردہ جاندار کی لاش پڑے پڑے نمک بن گئی، اور نمک کا ڈھیر ہوگئی تو یہ کہنا ممکن ہوگا کہ نمک کا یہ ڈھیر فلاں جانور کا تھا جس نے ایک شکل اختیار کرلی اور کبھی یہ تعیین ناممکن بھی ہوتی ہے، مثلاً مردہ جانوروں کی لاش کا کوئی تشخص وتمیز باقی نہ رہ جائے، یا مثلاً سیال چیزوں میں مل کر کسی چیز کی ماہیت کا انقلاب ہو جیسے سرکہ میں کچھ شراب ملائی جائے لیکن وہ سرکہ پر اثر انداز نہ ہو بلکہ خود سرکہ بن جائے تو اس صورت میں بھی اس جز کی تشخیص نہیں ہوسکتی جو شراب سے سرکہ بنا، یا اسی طرح اس کا عکس ہو (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۲۷)۔

صورت سے بدلنے کے ساتھ بعض خواص کا باقی رہنا

۳- کسی شی کی ماہیت بدل جانے کے بعد جب کہ صورت، نام، جوہری عناصر وغیرہ سب برقرار نہ رہے بلکہ بدل جائے تو پھر یہ ضروری نہیں رہ جاتا کہ سابق صورت اور نام وحال کے خواص وتاثیرات میں کچھ بھی باقی نہ رہ جائے، یعنی انقلاب ماہیت کے لئے اصلاً نام وصورت کا بدلنا اور نام وصورت کے مجموعی خواص کا متاثر ہونا کافی ہے، جملہ اوصاف وتاثیرات کا ختم ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ یہ قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ ہر شئ وصورت کے حق تعالی نے جو خواص رکھے ہیں اس کے کچھ اجزاء واثرات مختلف قسم کے تغیرات کے بعد بھی باقی وبرقرار رہتے ہیں، مثلاً مختلف درختوں کی لکڑیوں کے کوئلہ، ان کی جلی ہوئی راکھ میں اسی طرح الگ الگ تاثیر ہوتی ہے جیسے کہ اصل لکڑی میں ہوتی ہے۔

انقلاب ماہیت کے تحت تمام نجس انواع برابر ہیں

۴- قلب ماہیت کا جو اثر شئ کے حکم کو بدلنے کا ہے، ناپاکی سے پاکی اور حرمت سے حلت، اس میں جیسے متنجس کا فرق نہیں ہے، نجس لعینہ اور نجس لغیرہ وغیرہ کا بھی کوئی فرق نہیں، چونکہ مدار نظر اس پر ہے کہ شئ نے دوسری صورت اختیار کرلی اور دوسرا نام بھی اور دوسرے خواص بھی۔

انقلاب ماہیت کے اسباب

۵- قلب ماہیت و انقلاب ماہیت کے اسباب یوں دو قسم کے ہیں: اختیاری وغیر اختیاری، مثلاً ایک ہے شراب کا سرکہ بن جانا اور ایک ہے شراب کو سرکہ بنانے کی تدبیر کرنا، حنفیہ کے یہاں دونوں کا حکم ایک ہے۔

اسی طرح اپنی صورت کے اعتبار سے بھی اسباب مختلف ومتعدد ہیں: جلنا وجلانا، دھوپ کھانا وکھلانا، سڑنا وگلنا، ایک شئ کا دوسری شئ میں اس طرح ملنا وملانا کہ دونوں شئ ایک ہی حقیقت بن جائیں، اور ایک شئ دوسری شئ کے اثرات وخواص کو ختم کردے جیسے کہ اس کے امتیازی وجود کو ختم کردے، ہر حال میں ملنا، وملانا انقلاب کا سبب نہیں ہوتا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

۶- فلٹر وکشید کا عمل اور انقلاب ماہیت

۶- انقلاب ماہیت کا مطلب آچکا ہے اور وہ ہے شئ کا اپنے جملہ اجزاء کے ساتھ دوسری کوئی شکل اختیار کرنا اور فلٹر وکشید کے عمل میں یہ ہوتا ہے کہ شئ کے مختلف اجزاء جو عام حالات میں متمیز اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے ان کو اس عمل کے ذریعہ جدا کیا جاتا ہے، سمندر کے پانی سے نمک یا پیشاب سے نمک الگ کرنا، یا جامد چیزوں سے سیال عناصر کو، یا سیال اشیاء سے اجزاء در اجزاء کا الگ کرنا۔ اس میں حقیقت کی تبدیلی نہیں ہوتی (نظام الفتاوی جدید ۱/ ۲۴۵ تا ۲۴۷)۔

ایک شئی جن چند عناصر پر مشتمل ہوتی ہے یا ایک شئی کے جو چند بنیادی کیمیاوی اجزاء ہوتے ہیں وہ بس ایک دوسرے سے الگ ہوجاتے ہیں جیسے کہ دودھ وپانی مل جائے تو دونوں کو الگ کرلیا جائے، شکر وپانی مل جائے تو دونوں کو الگ کرلیا جائے۔

چند اشیاء کا باہم اختلاط اور استہلاک عین اور انقلاب ماہیت

۷- پہلی بات تو یہ کہ ''الخلط استهلاک'' جو آیا ہے، یا یہ کہ چند چیزوں کو ایک دوسرے سے اس طرح ملا دیا جائے کہ ان میں امتیاز نہ رہے تو اس کو استہلاک جو کہا جاتا ہے، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ عمل خلط شئی کی ماہیت کو بدل دیتا ہے، یا یہ مطلقاً اور ہر جگہ ایسا کرتا ہے، کہیں تو ایسا ہوسکتا ہے جیسے کہ شراب کو سرکہ میں ملا دیا، تو وہ شراب سرکہ بن گئی۔

ورنہ اصلاً ''الخلط استهلاک'' کا تعلق باہمی حقوق کی ادائیگی سے ہے نہ کہ اس مسئلے سے جس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کی شکر لے کر اپنے پانی میں دودھ میں ملالی، تو اب اس کے ذمہ شکر نہیں بلکہ اس کی قیمت ہے، اس لئے کہ شکر کا ان چیزوں میں ملا دینا اس کو ختم کردینا ہے، اسی طرح کسی کے گیہوں کو، یا کسی اور غلہ کو، یا اسی قسم کی اشیاء کو اپنی مملوکہ ویسی ہی شئی میں ملا دیا اور دونوں میں کوئی تمیز نہیں رہ گیا، اتحاد صورت کی وجہ سے تمیز نہیں ہوتا نہ ہو سکتا ہے، تو فقہاء یہ کہتے ہیں: ایسا کرنا شئی کو ضائع کردینے کے درجے میں ہے، لہٰذا اب ضمان میں قیمت واجب ہوگی یا مثل جو الگ سے دیا جائے گا۔

دوسری بات یہ کہ دواؤں یا دواجیسے مرکبات میں جو مختلف قسم کی اشیاء ملائی جاتی ہیں تو ان کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسے کہ پانی میں ایسی چیزیں مل جائیں جن کی وجہ سے اس سے طہارت کی اجازت نہ ہو، حالانکہ ہے اب بھی پانی، لیکن اب وہ ماء مطلق نہیں رہا اور طہارت کے لئے ماء مطلق مطلوب ہوتا ہے۔

ایسے ہی دواؤں میں جملہ اجزاء اپنے بنیادی عناصر اور اکثر خواص کے ساتھ مطلوب ومقصود ہوتے ہیں اوران کوملاتے ہیں مجموعے کی ایک نئی تاثیر کی غرض ومقصد سے۔تو یہ دواؤں وغیرہ میں مختلف اشیاء کی آمیزش قلبِ ماہیت نہیں ہوتی ہے،اوراس کی دلیل یہ ہے کہ آج تحلیل وکیمیاوی عمل کی ترقی کی بناء پر دواؤں کے مخلوط اجزاء ایک دوسرے سے الگ کئے جاسکتے ہیں، جیسے پیشاب وغیرہ میں فلٹر ممکن ہے اور ہورہا ہے۔

لیکن جس شئ میں قلب ماہیت ہوجائے اس کو کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ سابق حال پر نہیں کیا جاسکتا،مثلاً جوشئ نمک بن گئی یا راکھ بن گئی،یا مٹی بن گئی تو اس کو سابق حال پر نہیں لوٹایا جا سکتا،سرکہ جوشراب بن جائے اس کو پھر سرکہ بنانا، یہ دوبارہ قلب ماہیت ہے،نہ کہ شئ کو اپنے سابق حال پر واپس کرنا،اسی طرح سمندر کا پانی نمک بنا۔اورپھر یہ نمک پگھل کر پانی بنا تو یہ دوبارہ وسہ بارہ قلبِ ماہیت کا عمل ہوگا،نہ کہ سابق حال پر لوٹانا۔

صابن و بسکٹ وغیرہ میں مردار کی چربی

۸-صابن وغیرہ یا کھانے پینے کی اشیاء میں کسی غلط چیز کا ملانا، اس میں ایک شکل یہ ہے کہ پہلے ماہیت بدل جائے پھر ملایا جائے،تو کوئی اشکال نہیں جیسے کسی حرام جانور کو جلا کر راکھ کر کے استعمال کرنا۔

دوسری شکل یہ ہے کہ ملانے کے بعد تغیر ہو،جیسے کسی جانور کے مردہ جسم کو تیل وغیرہ میں ڈال کر جلانا، اس صورت میں تیل کو ناپاک قرار دیا جاتا ہے، الا یہ کہ پھر تیل کوئی دوسری شکل اختیار کرلے۔

بسکٹ وغیرہ میں ملائے ہوئے اور ملے ہوئے اجزاء کے حق میں بظاہر انقلاب ماہیت کا اعتبار نہیں،جیسے ادویہ میں مختلف اجزاء ہوتے ہیں، اس لئے کہ مجموعی شکل ضرور بدل رہی ہے،

مگر جملہ اجزاء اپنے خواص کے ساتھ مطلوب ہوتے ہیں۔

صابن میں بھی بظاہر ایسی ہی بات ہے، مگر اس کے حق میں تغیر وانقلاب ماہیت کا اعتبار کیا گیا ہے، جیسا کہ شامی وغیرہ کا جزئیہ معروف ہے، اگر چہ اس بابت ارباب افتاء سے دوسرے نظریات بھی ہیں، یعنی صابن میں وہ انقلاب ماہیت کو نہیں مانتے اور غور کرنے سے یہ رائے درست معلوم ہوتی ہے کہ صابن میں انقلاب ماہیت اسی طرح نہیں ہوتا ہے جیسے بسکٹ وغیرہ میں نہیں ہوتا ہے، اس لئے ان چیزوں میں چربی دوسری شکل کے باوجود ایک جزء کی حیثیت سے ہوتی ہے اور دوسری شکل مجموعے کی ہوتی ہے اور احقر سمجھتا ہے کہ صابن میں اگر کیمیاوی تحلیل ہو تو چربی نمایاں ہوکر الگ ہوجائے گی، البتہ صابن میں ایک بات عموم بلوئی کی ذکر کی گئی ہے، اس کو متعدد حضرات نے اہتمام سے ذکر کیا ہے۔

مذبوح جانوروں کا خون وغیرہ

۹- ذبیحہ کا خون یا کوئی جزء، جس کو ناپاک قرار دیا جاتا ہے، اگر اس کو جلا کر راکھ کرلیا جائے تو یہ قلبِ ماہیت ہے، یا اسی طرح کسی اور مدت میں قلبِ ماہیت ہوجائے تو جواز میں اشکال نہیں۔

جلاٹین کا حکم

۱۰- جلاٹین: ہڈی سے بنے یا چمڑے سے، اگر اس کی صورت ہے، چمڑے یا ہڈی کو پیسنا اور پھر استعمال کرنا تو یہ درست نہیں جبکہ چمڑا یا ہڈی خنزیر کا ہو اور کسی دوسرے جانور کی ہڈی یا چمڑا جس کو دباغت دی جاچکی ہو اس کا استعمال درست ہے، اسی طرح اگر جلاٹین میں چمڑے سے کشید کی کوئی شکل ہو تو دباغت کے بعد درست ہوسکتی ہے، اس سے قبل نہیں۔

اور اگر جلاٹین یوں بنایا جائے کہ ہڈی سوکھ جائے، یا چمڑے کی دباغت کا عمل مکمل ہوجانے کے بعد، پھر ان کو کسی طرح گلا کر دوسری شکل میں کر دیا جائے تو یہ قلب ماہیت کہلائے گا اور اس صورت میں اس کا استعمال درست وجائز ہوگا، کسی بھی جانور کی کھال ہڈی میں کوئی اشکال نہ ہوگا، خواہ خنزیر ہو یا مردار، نیز یہ کہ گلا کر دوسری شکل میں کرنے میں دباغت وسوکھنے کی بھی قید نہ ہوگی، کیونکہ گلانے کا عمل قلبِ ماہیت کا عمل ہے جو خود پاکی کا ذریعہ ہے۔

الفقہ الاسلامی وادلتہ میں اس اصل حکم کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

ایک چیز جب دوسری چیز سے ملتی ہے اس طرح کہ بغیر کیمیاوی تجزیہ کے اس کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکے، اسے خلط کہتے ہیں اور دونوں چیزوں کے ملنے سے جو مرکب تیار ہوتا ہے اسے مخلوط یا مکسچر کہا جاتا ہے، پھر یہ کہ ایک شئ کا دوسری شئ کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات اور تاثیرات بھی پوری طرح نہیں بدلیں بلکہ دونوں چیزوں کی علیحدہ علیحدہ خاصیتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیل ماہیت کی نہیں، بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً دودھ میں پانی ملا دیا جائے یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملا دیا جائے تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت بدلتی ہے نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے نہ زرد رنگ کی، البتہ ملائی ہوئی دو چیزوں کو جس مقدار میں ملایا گیا ہے، اس کے تناسب سے ایک شئ کی صفت اور تاثیر اور دوسری شئ کی صفت اور تاثیر سے مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے، اس لئے مفرد دواؤں کی خاصیت اور مرکب دواؤں کا مزاج معتبر ہوا کرتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کو دوسرے محلول کے ساتھ ملانے سے یا کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئ کی خاصیت پورے طور پر تبدیل ہوکر اس شئ کی اصل حقیقت اور ماہیت کو بدل ڈالتی ہے، گویا ایک نئی شئ وجود میں آتی ہے جیسے شراب (خمر) کو کیمیاوی عمل کے ذریعہ سرکہ

بنالیا جاتا ہے، ان صورتوں میں پہلی شئ میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آتی ہے جو اس کی حقیقت کو بدل کر ایک نئی شئ کو وجود بخشتی ہے، حکم شرع کا مدار اس تبدیل ماہیت پر ہے، لہذا اگر کوئی شئ اصلاً نجس تھی لیکن اس میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آگئی جس نے اس شئ کی اصل حقیقت بدل کر نئی شئ کو وجود بخشا تو حکم نجاست باقی نہیں رہتا۔

اسپرٹ اور الکحل کی آمیزش مختلف دواؤں میں ہوتی ہے، اگر آپ غور کریں تو اس کی حیثیت محض خلط اور ملاوٹ کی ہے اور اس کا عمل دواؤں کے اجزاء کی کیفیات کی حفاظت اور دیگر اجزاء کو سڑنے اور خراب ہونے سے بچانا ہے، الکحل اور اسپرٹ اپنی وجود نہیں کھوتی، اسی لئے آپ نے سنا ہوگا کہ وہ دوائیں جس میں الکحل ایک خاص مقدار میں موجود رہتی ہے نشہ کے عادی لوگ اس کو زیادہ مقدار میں پی کر نشہ کی کیفیت اور لذت حاصل کرتے ہیں۔

لہذا اسپرٹ اور الکحل کی ملاوٹ تبدیلی ماہیت نہیں بلکہ خلط ادویہ ہے۔

"النجاسة إذا استحالت و تبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة لأنها اسم للذات موصوفة فتنعدم بانعدام الوصف" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۰۰)

(نجاست جب کہ دوسری شکل اختیار کر لے اور اس کے اوصاف وحقائق بدل جائیں تو پھر وہ نجاست، نجاست نہیں رہ جاتی، اس لئے کہ نجاست مخصوص اوصاف کے ساتھ متصف ذات کا نام ہے، لہذا جب وہ وصف ہی نہیں رہ جائے گا، تو نجاست بھی ختم ہوجائے گی)۔

علامہ شامی نے ایک موقع پر اس سلسلہ کی بحث میں صاحب فتح القدیر سے نقل کیا ہے:

''شریعت نے وصف نجاست کو ایک خاص حقیقت کے ساتھ متعلق کیا ہے اور کوئی بھی حقیقت اپنے بعض اجزاء کے ختم ہوجانے سے ختم ہوجاتی اور بدل جاتی ہے تو اگر سارے اجزاء ختم ہوجائیں تو کیوں نہ حقیقت ختم ہوجائے گی۔

ظاہر ہے کہ نمک ہڈی و گوشت سے الگ الگ چیز ہے تو جب ہڈی و گوشت نمک بن

جائیں تو ان کا حکم نمک کا ہوگا، شریعت میں اس کی نظیر یہ ہے کہ نطفہ نجس ہوتا ہے، وہی خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے، تو نجس رہتا ہے اور جب یہ لوتھڑا گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے، تو پاک ہو جاتا ہے، دوسری نظیر انگور کا شیرہ ہے کہ وہ پاک ہوتا ہے، وہی شراب بن جاتا ہے تو ناپاک قرار پاتا ہے اور پھر وہی جب شراب سے بدل کر سرکہ بن جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عین و حقیقت کا دوسری حقیقت وشکل سے بدل جانا اس وصف وحکم کے زوال اور خاتمہ وتبدل کو مستلزم ہو جاتا ہے جو کہ سابقہ حقیقت وعین سے متعلق تھا'' (ردالمحتار ۱/ ۲۱۷، ۲۱۸)۔

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کے بعض فتاویٰ توضیح مدعا کے لئے ملاحظہ ہوں:

۱-سوال: خاکسترعقرب کا استعمال اکلا (یعنی کھانے میں) جائز ہے یا نہیں؟ جب وہ جل کر خاک ہوگیا تو بوجہ قلب ماہیت جائز ہونا چاہئے "کالخمر المتخلل و غیرھا" (جیسے کہ شراب جو کہ سرکہ بن جائے اور اس انداز کی چیزیں)۔

الجواب: جائز ہے، سوال میں مذکور وجہ کی بناپر (امداد الفتاوی ۴/ ۱۹۱، ۱۱۵، ۱۱۲، ۲۱)۔

۲-سوال: ایک فریق کا خیال ہے کہ خمر (شراب) دوسرے اجزاء ملحیات ارضی وغیرہ سے امتزاج پانے کی وجہ سے خل (سرکہ) کا حکم پیدا کرتی ہے، بعض کا قول ہے کہ جوہر مذکورہ داخل دائرہ "ما خامر العقل" (عقل کو مغلوب کرنے والی چیز) نہیں ہے، جس پر خمر کا اطلاق ہو سکے کیا یہ صحیح مانا جاسکتا ہے؟

الجواب: اجزاء خمر حکم خمر میں ہیں، اس لئے دوسرا عذر صحیح نہیں ہے، اور اگر اس کا استحالہ (وتغیر) ہو جاتا تو خواص بھی باقی نہیں رہتے، حالاں کہ وہ باقی ہیں، پس پہلا عذر بھی صحیح نہیں ہے (حوالہ سابق)۔

۳-سوال: ادویات ڈاکٹری کے عرقیات جن کو بزبان انگریزی ٹنکچر کہتے ہیں، عموما الکحل یعنی شراب کا جوہر بروئے طب ڈاکٹری بالخاصیت ومفید ومقوی مسلم ہونے کی وجہ سے

شریک رہتا ہے، ایسی ادویات کا استعمال شرعاً جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر اس کا ماخذ اشربہ اربعہ کے ماسوا ہو جیسا کہ غالب ہے تو مختلف فیہ ہے، تقویٰ تحرز ہے، اور مبتلا پر بھی زیادہ داروگیر نہیں ہے (حوالہ سابق)۔

مذکورہ تینوں فتاویٰ علاج ومعالجہ وادویہ سے ہی متعلق ہیں، پہلے میں انقلاب حقیقت کا اعتبار کیا گیا ہے باقی دو میں دوسری کے ساتھ آمیزش اور ان کے غلبہ کے باوجود شراب کو باقی مانا گیا ہے اور انقلاب حقیقت کا حکم نہیں لگایا گیا ہے۔

مزید یہ کہ ممتاز علماء ہند کے جو فتاویٰ مل سکے، اس میں دوا اور اس طرح کی دیگر کھانے پینے کی اشیاء میں محرمات آمیزش کے بعد جو شکل بنتی ہے، اس کو انقلاب ماہت کا درجہ نہیں دیا گیا ہے، بلکہ محض خلط اور امتزاج کا، اسی لئے حرمت کا ہی حکم ذکر کیا گیا ہے (فتاوی دار العلوم دیوبند، امداد المفتیین ۱/ ۱۷۱، فتاویٰ رشیدیہ ۵۷۵، فتاوی عبد الحی ۱/ ۵۳۵، ۵۳۶، ۴۰۸، امداد الفتاوی ۱/ ۱۳۰، فتاوی محمودیہ ۱۳/ ۲۱۲)۔

اور چند اشیاء سے مل کر وجود پانے والی چیزوں میں، جب کہ ان میں کوئی حرام شئ بھی ہو جیسے مردار کی چربی وغیرہ تو خصوصیت سے صابن کا تذکرہ شامی وغیرہ میں بھی معروف ہے اور فتاویٰ میں ہے، شامی میں چونکہ صابن کے لئے امام محمد کے قول کو بنیاد بنا کر تغیر و انقلاب کی بات آتی ہے اس لئے متعدد حضرات نے اسی کو اختیار کیا ہے (محمودیہ ۵/ ۱۵۹، رحیمیہ ۴/ ۲۵۹، امداد الفتاویٰ ۱/ ۱۳۵، ۱۳۴، عزیز الفتاوی امداد المفتیین ۱/ ۱۷۰، ۱۷۱)۔

جب کہ بعض ارباب افتاء نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب تک حرام شئ کی آمیزش کا یقین نہ ہو گنجائش ہے اور تغیر وغیرہ کی بات ذکر نہیں کی ہے (نظام الفتاویٰ ۱/ ۴۴، امداد ۴/ ۹۰، محمودیہ ۱۷، ۳۰۸، ۱۶/ ۴۰۰)۔

صابن کے مسئلہ میں غور کرنے پر بات بسکٹ اور دواؤں وغیرہ کی ہی سمجھ میں آتی ہے

کہ جیسے وہاں انقلاب نہیں بلکہ صرف امتزاج ہے، اس لئے جواز کا حکم نہیں، بلکہ عدم جواز ہوگا، جیسا کہ بعض حضرات کے فتاویٰ سے مترشح ہے۔

البتہ ایک بات شامی کی عبارت میں اور خصوصیت سے حضرت تھانوی کے فتاویٰ میں عموم بلویٰ کی آتی ہے، کہ گنجائش میں یہ بھی ملحوظ ہے، صابن ایک اہم ضرورت کی چیز ہے، اور بغیر چربی وچکنائی کے بنتا نہیں، اور کس میں کس طرح کی چربی وچکنائی ہے، کچھ کہا نہیں جاسکتا، لہذا اس کے پیشِ نظر جواز کا حکم ہوگا اور توسعاً انقلاب بھی مان لیا جائے گا، اگر چہ حقیقۃً نہیں ہے (ملاحظہ ہو: امداد الفتاوی ۳/۱۰۱)۔

جدید مخلطات کا شرعی حکم۔ تحقیق و تجزیہ

مولانا اختر امام عادل ☆

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں ان میں کچھ چیزیں پاک ہیں اور کچھ چیزیں ناپاک، کچھ انسانوں کیلئے حلال ہیں اور کچھ حرام، اس تقسیم کے پیچھے اللہ کی بے پناہ حکمتیں پوشیدہ ہیں اگر غور کیا جائے تو اس میں دو چیزیں بنیادی طور پر ملحوظ رکھی گئی ہیں، ''پاکیزگی اور نافعیت'' پر وہ چیز انسان کیلئے حلال ہے جو اپنی حقیقت کے لحاظ سے پاک اور اپنے وصف کے لحاظ سے نفع بخش ہو اور ہر اس چیز کو ممنوع قرار دیا گیا جو اپنی حقیقت کے لحاظ سے ناپاک اور وصف کے لحاظ سے مضرت رساں ہو۔

اشیاء میں تغیر

یہ شریعت کا ایک عام ضابطہ ہے لیکن دنیا تغیر پذیر ہے اور اس کے وجود و بقاء کی بنیاد ہی تغیرات و انقلابات پر ہے، آئے دن تغیرات ہوتے رہتے ہیں، ان تغیرات کا اثر اشیاء پر بھی ہوتا ہے، بہت ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز پہلے پاک تھی مگر کسی تغیر کے سبب وہ ناپاک ہوگئی یا کوئی نفع بخش تصور کی جاتی تھی بعد میں کسی تبدیلی کی بناء پر وہ نقصان دہ سمجھی جانے لگی، اس تغیر کا اس کے شرعی حکم پر کیا اثر پڑے گا۔

☆ بانی و ناظم جامعہ ربانی منور شریف سمستی پور بہار۔

قلب ماہیت کی تعریف

یہ مسئلہ زمانۂ قدیم سے فقہاء کے یہاں زیر بحث رہا ہے اور مختلف فقہاء نے اپنے مختلف نقطہائے نظر کا اظہار کیا ہے، واضح رہے کہ کسی چیز کا معمولی تغیر یہاں زیر بحث نہیں ہے بلکہ ایسا غیر معمولی تغیر جس کے نتیجے میں کوئی چیز اپنا نام یا اپنے بنیادی عناصر کا زیادہ تر حصہ یا اپنے ذاتی اوصاف کا بیش تر حصہ کھودے اور اس کی جگہ دوسرا نام یا دوسرے عناصر و اوصاف کا غلبہ ہوجائے، اول لغت اور فقہاء کی اصطلاح میں ایسے غیر معمولی تغیر کو استحالہ، انقلاب عین، تحول ماہیت یا استہلاک وغیرہ کہا جاتا ہے، "دلیل العروۃ الوثقی" میں استحالہ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"الاستحالة هي تبدل حقيقة الشئ وصورته النوعية إلى صورة أخرى" (دلیل العروۃ الوثقی للشیخ حسین الحلی) (استحالہ یہ ہے کہ کوئی شی اپنی حقیقت اور صورۃ نوعیہ چھوڑ کر دوسری صورت وحقیقت اختیار کرلے)، فتاوی ابن عابدین میں ہے: "أن التطهير يكون بانقلاب العين، خمر صارت خلاً وعذرة صارت رماداً فإن ذلك كله انقلاب حقيقة إلى حقيقة أخر" (حاشیہ ابن عابدین ۱/۲۹۱) (انقلاب عین سے تطہیر حاصل ہوتی ہے، شراب سرکہ ہوجائے یا گندگی راکھ ہوجائے تو یہ ایک حقیقت کا دوسری حقیقت سے تبدیل ہوجانا ہے)، فتاوی ہندیہ میں ذرائع تطہیر میں استحالہ کو بھی شمار کیا گیا ہے اور شراب وسرکہ کی مثال دی گئی ہے (فتاوی ہندیہ ۱/ ۴۴)۔

قلب ماہیت ممکن ہے

عام طور پر فقہاء نے انقلاب ماہیت کو تسلیم کیا ہے، البتہ بعض فقہاء نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے، ان کا خیال ہے کہ قلب حقیقت محال ہے، یوں تو کوئی چیز قدرت الٰہی

کے دائرے سے خارج نہیں لیکن سنت الٰہی یہ ہے کہ اللہ اپنی قدرت کا استعمال ناممکنات کے لئے نہیں کرتا، مثلاً تانبا کی حقیقت سونے میں نہیں بدل سکتی، لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ انقلاب ماہیت نہ صرف ممکن ہے بلکہ اشیاء میں اس کا وقوع ہوتا ہے اور اللہ اس پر قادر ہے کہ کسی چیز سے تانبا کے اوصاف سلب کر کے سونا کے اوصاف پیدا فرمادے، امر محال صرف یہ ہے کہ ایک چیز تانبا رہتے ہوئے سونا بھی بن جائے، یعنی بیک وقت تانبا بھی ہو اور سونا بھی، علامہ شامی نے اسی رائے کو حق قرار دیا ہے اور ائمہ تفسیر کے حوالہ سے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے: "فإذا هي حية تسعى" (اچانک عصاء موسیٰ سانپ میں تبدیل ہوکر میدان میں دوڑنے لگی)، عصاء موسیٰ عصاء رہتے ہوئے سانپ تو نہیں بن سکتی لیکن ممکن ہے کہ اللہ نے اس عصا میں عصاء کے اوصاف ختم کر کے سانپ کے اوصاف پیدا فرمادے اگر امکان کو تسلیم نہ کیا جائے (جو عصاء موسیٰ میں واقعہ بن کر سامنے آیا) تو پھر اس اعجاز کی توجیہ کیا کی جائے گی؟ (حاشیہ ابن عابدین باب الانجاس ۱/ ۵۳۴)۔

شراب کو سرکہ بنانا

اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ چاروں مذاہب فقہیہ میں کسی نہ کسی درجہ میں عین انقلاب ماہیت کو مؤثر تسلیم کیا گیا ہے، شراب کے بارے میں تو تقریباً تمام ہی فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر اس کی ماہیت بدل جائے اور سرکہ بن جائے تو وہ حلال اور طیب ہے اور اس کا استعمال درست ہے خواہ وہ شراب انگوری ہو یا غیر انگوری اور ایک چیز سے تیار ہوئی ہو یا کئی چیزوں سے مل کر (حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۳۹، التاج والاکلیل بہامش المواہب ۱/ ۹۷، نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج للرملی ۱/ ۴۳، کشاف القناع وبہامشہ شرح منتہی الارادات ۱/ ۱۳۵)۔

حنفیہ اور مالکیہ

البتہ اختلاف اس میں ہے کہ بالقصد شراب کو سرکہ بنانا اور اس کو استعمال کے قابل بنانا

درست ہے یا نہیں؟ ظاہر الروایات کے مطابق حنفیہ اور راجح قول کے مطابق مالکیہ کے یہاں اس کی گنجائش ہے (بدائع الصنائع ۱/ ۱۱۴، ابن عابدین ۱/ ۲۹۰، المنتقی علی الموطأ ۳/ ۱۵۳-۱۵۴)۔

اس لئے کہ یہ ایک فاسد چیز کی اصلاح ہے اور کسی چیز کی اصلاح کرنا شرعاً جائز ہے جس طرح کہ کھال کو دباغت دے کر پاک کرنا شرعاً درست ہے، ارشاد نبوی ہے: "**إذا دبغ الإهاب فقد طهر**" (مسلم شریف ۱/ ۲۷۷ مطبوعہ الحلبی) (جس کھال کو دباغت دے دیا جائے وہ پاک ہوجاتی ہے)، دارقطنی کی ایک روایت میں دباغت اور تخلیل خمر کو ایک تناظر میں ذکر کیا گیا ہے: "**إن دباغها يحله كما يحل خل الخمر**" (دارقطنی ۴/ ۲۶۶ مطبوعہ دار المحاسن) (دباغت سے مردار کی کھال اسی طرح حلال ہوجاتی ہے جس طرح کہ شراب سرکہ بننے کے بعد حلال ہو جاتی ہے)۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: "**خير خلكم خل خمركم**" (نصب الرایہ للزیلعی ۴/ ۳۱۱) (بہتر سرکہ وہ ہے جو تم شراب سے سرکہ تیار کرتے ہو)، اس طرح کی متعدد روایت میں شراب سے تیار کردہ سرکہ کی طہارت وحلت کا ذکر ملتا ہے اور ان میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے کہ شراب خود بن گئی ہو یا با قاعدہ ارادۃً بنائی گئی ہو، مالکیہ کی ایک روایت یہ ہے کہ تخلیل کا عمل مکروہ ہے لیکن اس عمل سے سرکہ کی حلت وطہارت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا (دیکھئے: مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل ۱/ ۹۵)۔

شافعیہ اور حنابلہ

شافعیہ اور حنابلہ کو اس سے اختلاف ہے، ان کے نزدیک ارادۃً شراب کو سرکہ بنانے کی ترکیب کرنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ یہ گویا کہ شراب کو قابلِ استعمال بنانے کی ایک ترکیب ہے جب کہ ہمیں شراب سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لئے اگر کوئی شخص یہ ترکیب کرے اور شراب سرکہ بن جائے تب بھی وہ سرکہ حلال نہ ہوگا۔ اس لئے کہ عمل ممنوع سے کوئی مثبت حکم ثابت نہیں ہوسکتا (نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج للرملی ۱/ ۴۳۰، کشاف القناع ۱/ ۱۳۵)۔

استدلال

اس سلسلہ میں ان کے پاس سب سے مضبوط دلیل ایک روایت ہے: "عن أبی طلحة أنه سأل النبی ﷺ عن أیتام ورثوا خمرا فقال أهرقها قال أفلا أخللها؟ قال لا" (مسند احمد بن حنبل ۳/۱۹، عون المعبود ۳/۱۶۶، سنن الدارمی ۲/۱۱۸) (حضرت ابوطلحہؓ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے چند یتیموں کے بارے میں سوال کیا جن کو وراثت میں شراب ملی تھی تو حضور نے ارشاد فرمایا: اس کو بہادو، انہوں نے پوچھا، کیا میں اس کا سرکہ نہ بنالوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں)۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شراب کو سرکہ بنانے کا عمل درست ہوتا تو حضور ﷺ اس کی ضرور اجازت دیتے، بالخصوص اس صورت میں جب کہ یہ مال یتیموں کا تھا۔

استدلال کا جائزہ

مگر اس روایت کے بارے میں امام طحاوی کا خیال ہے کہ اس حدیث کا تعلق ابتداء اسلام سے ہے جب کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہی ہوا تھا اور لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت پیدا کرنے کے لئے کافی تاکید وتشدید سے کام لیا جارہا تھا، حتی کہ شراب سازی کے روایتی برتنوں کے استعمال سے بھی منع کردیا گیا اور ایسا اس لئے کیا گیا تاکہ لوگ سرکہ بنانے کے بہانے شراب کی لعنت میں گرفتار نہ ہوجائیں، اور شراب جس کو بالکلیہ طور پر اسلامی معاشرہ سے ختم کرنا مقصود تھا وہ کسی عنوان سے گھروں میں باقی نہ رہ جائے، لیکن بعد کے ادوار میں جب کہ لوگ اس حکم کی حقیقت سے واقف ہوگئے اور شراب کی نفرت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی تو پھر اس درجہ احتیاط اور شدت کی ضرورت باقی نہ رہی، چنانچہ شراب کے قدیم برتنوں کے استعمال کی بھی اجازت دے دی گئی اور جیسا کہ اوپر روایات میں آیا کہ شراب کو سرکہ بنانے کے عمل کی گنجائش بھی

دی گئی۔ ابتداء اسلام سے اس حدیث کے متعلق ہونے کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ معجم طبرانی اور دار قطنی کی روایت میں شراب بہانے کے ساتھ مٹکا توڑنے کا بھی حکم ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت طلحہ سے فرمایا: "أهرق الخمر و كسر الدنان" (نصب الرایہ للزیلعی ۴/۳۱۱) (شراب بہادو اور مٹکے توڑ دو)، یہ صاف علامت ہے کہ یہ واقعہ ابتداء اسلام کا ہے، اس لئے کہ برتنوں کے توڑنے کا حکم ابتداء اسلام ہی میں دیا گیا تھا۔

علامہ کاسانی فرماتے ہیں کہ اس روایت کے بعض طرق میں حضور ﷺ کی اجازت منقول ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ نے حضور ﷺ سے مذکورہ شراب کو سرکہ بنانے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا: ہاں، گویا روایت میں تعارض ہے، اس لئے اس سے استدلال درست نہیں (بدائع الصنائع ۴/۲۷۹)، علامہ کاسانی نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے کہ یہ روایت حدیث کی کس کتاب میں مذکور ہے؟۔

عمل اور نتیجۂ عمل کا رشتہ

علاوہ ازیں اگر اس روایت کی صحت کو انہی الفاظ کے ساتھ مان لیا جائے جو کہ عام طور پر متداول کتابوں میں مذکور ہیں اور جو بظاہر شافعیہ کا مستدل ہیں تو اس سے زیادہ سے زیادہ عمل تخلیل کی ممانعت ثابت ہوگی کہ یہ عمل پسندیدہ نہیں، لیکن اگر کوئی ممانعت کے باوجود یہ عمل کر لے تو سرکہ پاک نہ ہوگا، اس کا ثبوت اس حدیث سے نہیں ہوتا اور حنفیہ کے اصول کے مطابق عمل کی کراہت سے حاصل شدہ نتیجہ کی کراہت ثابت نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اگر کوئی شخص انگور یا اس طرح کی کسی دوسری چیز سے براہ راست سرکہ ہی بنانا چاہے تب بھی عبوری طور پر شیرۂ شراب بننے کے بعد ہی سرکہ بن سکتا ہے جس کا اعتراف شوافع کو بھی ہے اور اس کے باوجود وہ سرکہ کی حلت وطہارت کو تسلیم کرتے ہیں۔

نہایۃ المحتاج میں ہے:''ولأن العصير لا يتخلل إلا بعد التخمر غالباً فلو لم نقل بالطهارة لربما تعذر الخل وهو حلال إجماعاً) (۱/۲۳۰)۔

تو گویا مسئلہ صرف قصد و ارادہ کا رہ جاتا ہے، مگر قصد و ارادہ کی خرابی کسی چیز پر اس درجہ مؤثر نہیں ہوسکتی ورنہ اگر قصد و ارادہ اس درجہ مؤثر ہوتا تو اس کا اثر اس صورت میں بھی ظاہر ہونا چاہئے جب کہ شراب کو دھوپ میں اٹھا کر اس غرض سے رکھ دیا جائے کہ وہ دھوپ کی حرارت سے سرکہ بن جائے، یہ حنفیہ اور مالکیہ کی طرح شافعیہ کے یہاں بھی درست ہے اور اس سے حاصل شدہ سرکہ کا استعمال حلال ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۵/۲۹)۔

حنفیہ کے یہاں اس مسئلہ میں قصد و ارادہ کو دوسری جہت دی گئی ہے کہ یہ دراصل ایک فاسد مادہ کو صالح اور لائقِ انتفاع بنانے کی کوشش ہے جو ایک بہتر بات ہے۔

قلب ماہیت کا دائرہ

شراب کے علاوہ دیگر نجاستوں میں بھی انقلاب ماہیت مؤثر ہوگا یا نہیں اس باب میں فقہاء کا اختلاف ہے: حنفیہ میں امام محمدؒ تمام ناپاک اشیاء اور محرمات میں انقلاب ماہیت کی تاثیر تسلیم کرتے ہیں اور اس کو سبب تطہیر قرار دیتے ہیں، امام ابو یوسفؒ کو اس سے اختلاف ہے، ان کے نزدیک انقلاب عین سے کوئی ناپاک چیز پاک نہیں ہوتی:

''جن چیزوں سے تطہیر حاصل ہوتی ہے ان میں ایک چیز انقلاب عین ہے، اگر انقلاب عین شراب میں ہو تو اس کی طہارت میں کوئی اختلاف نہیں لیکن اگر اس کے علاوہ کسی اور چیز میں ہو مثلاً خنزیر یا مردار نمک کے کان میں گر کر نمک بن جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کو کھایا جاسکتا ہے یا کوبر یا گندگی جل کر راکھ ہوجائے تو وہ پاک ہوجائے گا مگر امام ابو یوسفؒ کو اس سے اختلاف ہے، ان کی رائے میں انقلابِ عین سے ناپاک اشیاء پاک نہیں ہوں گی'' (البحر الرائق ۱/۲۳۹، فتح القدیر ۱/۱۳۹)۔

امام ابو یوسفؒ کی دلیل ہے کہ قلبِ ماہیت کے بعد بھی نجاست کے اجزاء کسی نہ کسی درجہ میں باقی رہتے ہیں، اس لئے احتیاط یہ ہے کہ اس کو بالکلیہ نجس مانا جائے، تجنیس میں امام ابو یوسف ہی کے قول کو اختیار کیا گیا ہے (فتح القدیر ۱/ ۳۹)، مگر علامہ ابن نجیم کے بقول زیادہ تر مشائخ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے، الخلاصہ میں اسی کو مفتی بہ قول اور فتح القدیر میں قول مختار قرار دیا گیا ہے، المحیط میں امام ابوحنیفہ کو بھی امام محمدؒ کا ہم خیال بتایا گیا ہے، اس نقطۂ نظر کی دلیل یہ ہے کہ کسی شی پر نجاست یا حرمت کا حکم لگایا جاتا ہے تو یہ حکم اسی وقت تک باقی رہتا ہے جب تک وہ شی اپنی حقیقت کے ساتھ موجود ہو، لیکن اگر اس کی ماہیت وحقیقت تبدیل ہوجائے اور اس کا نام اور اس کی صفات باقی نہ رہیں تو اب وہ شی ہی باقی نہیں رہی جس پر نجاست وحرمت کا حکم لگایا گیا تھا، اس لئے وہ حکم بھی باقی نہ رہے گا، بلکہ موجودہ حقیقت اور نام کے لحاظ سے اس پر حکم لگایا جائے گا اس کے نظائر شریعت میں بکثرت موجود ہیں، نطفہ نجس ہے، علقہ بننے کے بعد بھی نجس ہے لیکن مضغہ بننے کے بعد پاک ہوجاتا ہے، کسی پھل کا شیرہ پاک ہے اگر وہ شراب بن جائے تو ناپاک ہوجائے گا اور پھر وہ سرکہ بن جائے تو پاک ہوجائے گا، اس سے ثابت ہوجاتا ہے کہ عین کی تبدیلی سے حکم بھی تبدیل ہوجاتا ہے (البحر الرائق ۱/ ۲۳۹)۔

اگر ناپاک کھال کو دباغت دی جائے تو پاک ہوجاتی ہے (بدائع الصنائع ۱/ ۸۵، فتاویٰ ہندیہ ۱/ ۴۴)۔

مشک، نافۂ مشک عنبر اور زباد اپنی سابقہ اصل کے لحاظ سے ناپاک ہیں لیکن موجودہ صورتوں میں پاک ہیں (حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۳۶۴)۔ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ عموم بلوئی کی وجہ سے امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم کسی صورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس میں ہر وہ صورت داخل ہے جس میں تغیر حقیقت اور انقلاب ماہیت پایا جائے اور اس میں ابتلاء عام ہو، ناپاک تیل سے صابن بنایا جائے، ناپاک وحرام چیونٹی پس کر آٹا بن جائے، چڑیا

کنواں میں گر کر کیچڑ بن جائے وغیرہ ان تمام صورتوں میں طہارت کا حکم لگایا جائے گا (ردالمحتار علی الدرالمختار ۱/۲۹۱)۔

مالکیہ

مالکیہ دباغت کے مسئلہ کو چھوڑ کر اس باب میں جمہور احناف کے ہم خیال ہیں، وہ انقلاب ماہیت کو تسلیم کرتے ہیں اور تغیر کے بعد کی صورت حال پر حکم لگانے کے قائل ہیں، الشرح الکبیر اور حاشیہ الاسلامی میں اس کی متعدد مثالیں دی گئی ہیں (دیکھئے: الشرح الکبیر مع حاشیہ الدسوقی ۱/۵۰-۵۸)۔

البتہ دباغت کے مسئلہ میں مالکیہ کے یہاں مختلف عبارتیں ملتی ہیں، التوضیح میں ہے کہ اکثر مالکیہ اس کی طہارت کو مقید طور پر تسلیم کرتے ہیں، یعنی خشک مقامات یا صرف پانی کے لئے اس کا استعمال درست مانتے ہیں جب کہ عبدالوہاب اور ابن رشد اس کو نجس کہتے ہیں لیکن استعمال کی اجازت دیتے ہیں مگر اس پر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ صاحب التوضیح کا کہنا ہے کہ یہ اختلاف لفظی ہے حقیقی نہیں، حقیقت یہ ہے کہ معلوم حد تک امام مالکؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ دباغت سے کھال پاک نہیں ہوتی، البتہ مذکورہ بالا امور میں اس سے محض استفادہ کیا جاسکتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دباغت شی کی حقیقت کو نہیں بدلتی بلکہ وہ محض کھال کے تحفظ کو یقینی بناتی ہے، یعنی دباغت کے بعد کھال خراب نہیں ہوتی جیسے کہ زندگی کی حالت میں کھال خراب نہیں ہوتی (الخطاب علی خلیل ۱/۱۰۱-۱۰۶ بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی جمال عبدالناصر ۶/۱۰)، گویا دباغت کو مطہر نہ ماننے کی علت یہ نہیں ہے کہ امام مالکؒ انقلاب ماہیت کی تاثیر تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ دباغت میں سرے سے انقلاب ماہیت ہی تسلیم نہیں کرتے، اس لئے طہارت کا حکم بھی نہیں لگاتے، اس طرح اس جزوی اختلاف کے باوجود مالکیہ اصولی طور پر حنفیہ سے متفق ہیں۔

شافعیہ

شافعیہ نے اس باب میں اصولی طور پر نجس لعینہ اور نجس لغیرہ میں فرق کیا ہے، ان کے نزدیک انقلاب ماہیت ان اشیاء میں مؤثر ہے جن میں نجاست کسی خارجی سبب سے آتی ہو مثلاً شراب اپنی اصل کے لحاظ سے کسی پھل کا رس ہے مگر سکر پیدا ہو جانے کی بناء پر ناپاک اور حرام ہوگئی، اس طرح کی چیزوں میں انقلاب ماہیت مؤثر ہوگا کیونکہ وہ اپنی اصل کے لحاظ سے ناپاک نہیں ہے، ناپاکی خارج سے آتی ہے تو اس میں انقلاب ماہیت کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ خارجی سبب ختم ہوگیا جس کے زیر اثر یہ چیز ناپاک قرار پائی تھی، لیکن جو چیزیں اپنی ذات سے ناپاک ہیں وہ کبھی پاک نہیں ہوسکتیں (المہذب لابی اسحاق الشیرازی ۱/ ۴۸)۔

لیکن اصل بات یہ لگتی ہے کہ وہ اس باب میں کسی ضابطہ واصول کو راہ دینے کے بجائے صرف ان مسائل میں انقلاب ماہیت کو تسلیم کرتے ہیں جو نص سے ثابت ہیں، چنانچہ ان کے یہاں خمر کے علاوہ کھال اور مشک میں بھی اس عمل کو تسلیم کیا گیا ہے ناپاک کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے، اسی طرح خون مشک بن جانے کے بعد پاک ہے، اس بناء پر نہیں کہ فی الواقع ان میں نجس لعینہ اور لغیرہ کا فرق ہے بلکہ محض اس لئے کہ اس کا ثبوت احادیث سے ہے (المہذب لابی اسحاق الشیرازی ۱/ ۱۰)۔

حنابلہ

حنابلہ اس باب میں شافعیہ سے بھی زیادہ سخت ہیں، ظاہر مذہب کے مطابق وہ انقلاب ماہیت کو صرف خمر میں تسلیم کرتے ہیں، ابن قدامہ نے ایک قیاسی قول دیگر نجاسات میں بھی انقلاب ماہیت کا نقل کیا ہے، مگر اس کو انہوں نے ظاہر مذہب کے خلاف قرار دیا ہے (المغنی لابن قدامہ ۱/ ۵۹)۔

گویا شافعیہ اور حنابلہ دونوں نے ہی اس باب میں قیاس کے دروازے کو بند کر دیا ہے اور مسئلہ کو معلول اور متعدی بنانے کے بجائے اس کو غیر متعدی بنا دیا ہے، حالانکہ اس طرح کی کسی تخصیص کا ثبوت نص سے نہیں ملتا اور نہ قیاس و عقل سلیم اس کی تائید کرتے ہیں، اس لئے اصولی طور پر ایک تو ماہیت کی تبدیلی حکم کی تبدیلی کی متقاضی ہے، دوسرے اس لئے کہ قلب ماہیت کی اکثر صورتیں عموم بلوی کی ہیں اور عموم بلوی تسہیل کا متقاضی ہے، نہ کہ تشدید کا۔ ابن عابدین تحریر فرماتے ہیں: "**فمعناه أن عموم البلوىٰ علة اختيار القول بالطهارة المعللة بانقلاب العين**" (ردالمحتار علی الدرالمختار ۱/ ۵۴۴)۔

انقلاب ماہیت کا مطلوبہ معیار

یہاں ایک اہم بحث یہ بھی ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شئی کا کس حد تک تغیر مطلوب ہے؟ فقہاء کی جزئیات اور مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے مباحث کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شئی کی پوری حقیقت یا اس کے تمام بنیادی اجزاء کا تبدیل ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ مختلف اشیاء کی طبعی خاصیات کے لحاظ سے اس کے غالب بنیادی اجزاء کا تبدیل ہو جانا کافی ہے، اس سلسلے میں علامہ شامیؒ کی عبارت کافی واضح اور فیصلہ کن ہے:

''فتح القدیر میں ہے کہ زیادہ تر مشائخ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی قول مختار ہے، اس لئے کہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر مرتب کیا ہے اور حقیقت تو اس کے مفہوم کے بعض اجزاء کے خاتمہ سے منتفی ہو جاتی ہے تو اگر تمام اجزاء ختم ہو جائیں تو وہ حقیقت کیسے باقی رہے گی؟'' (ردالمحتار ۱/ ۵۳۴)۔

پانی کی طبعی طہوریت کا خاتمہ

اس باب میں نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان سے بھی روشنی ملتی ہے آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: "خلق الماء طهوراً لا ينجسه شئ إلا ما غير لونه أو طعمه أو ريحه" (شرح معانی الآثار ۱/۱۶، دار قطنی ۱/ ۲۸، علل الحدیث لابی حاتم ۱/ ۴۴)، (پانی پاک پیدا کیا گیا ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی مگر جو اس کا رنگ یا مزہ یا بو بدل دے)۔

حرف او کے ساتھ حضور ﷺ کا ارشاد بتاتا ہے کہ پانی کی طبعی طہوریت کے خاتمہ کے لئے طبعی رنگ، مزہ، بو، سب کا تبدیل ہونا ضروری نہیں بلکہ جزوی تغیر کافی ہے چنانچہ فقہاء نے پاکی کی طبعی طہوریت کے زوال کا جو ضابطہ بیان کیا ہے اس سے اس کی مزید توضیح ہوتی ہے، دیکھئے: (درمختار ۱/۳۲۶-۳۲۷، کذا فی البدائع ۱/ ۹۳)۔

ہر شئ کا اپنا معیار

ہر چیز کی اپنی طبعی خصوصیات اور فطری صفات ہوتی ہیں کوئی ضروری نہیں کہ ہر چیز میں تغیر وتبدیل کا وہی تدریسی یا پہلو وار ضابطہ جاری ہو جو پانی میں جاری ہوتا ہے یا ہر چیز اپنے اندر اسی طرح متعدد اوصاف وخصائص رکھے جس طرح کہ پانی میں موجود ہیں، اشیاء مختلف میں بعض ایسی چیز بھی ہوسکتی ہے جس میں کوئی ایک وصف ہی طبعی اور فطری ہو اور اسی ایک کی تبدیلی سے اس پر تبدیلی ماہیت کا فیصلہ کردیا جائے مثلاً شراب اس میں بنیادی طور پر ایک ہی وصف ہے کڑواہٹ (مرارۃ) اور اس کا نشہ اسی وقت تک رہے گا جب تک کہ یہ وصف اس میں موجود ہو، اس لئے کہ شراب میں سرکہ یا نمک اور کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے، جس سے اس کی تلخی ختم ہوکر کھٹا پن (حموضہ) میں بدل جائے تو شراب کی ماہیت باقی نہ رہے گی اور اب اس پر سرکہ کا اطلاق ہوگا، البتہ ایسی چیزوں میں جس میں ایک ہی وصف طبعی ہو ان میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ تبدیل ماہیت کے لئے ضروری ہے یا اس کا زیادہ تر حصہ ختم ہو جانا کافی ہے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اس میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے یہ رائے اختیار کی ہے کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ

ضروری ہے اور اگر مثلاً شراب میں تھوڑی سی تلخی بھی باقی رہ گئی تو اس کا استعمال حلال نہ ہوگا، اس لئے کہ ابھی وہ شراب ہی ہے، اس پر سے شراب کا اطلاق ساقط نہیں ہوا ہے لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد کا خیال یہ ہے کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ ضروری نہیں ہے، خاص کر شراب کے بارے میں ان دونوں حضرات کا کہنا ہے کہ اگر تھوڑا سا کھٹاپن بھی اس میں پیدا ہو جائے تو وہ شراب نہیں رہے گی بلکہ سرکہ قرار پائے گی اور اس کا استعمال درست ہوگا (دیکھئے: بدائع الصنائع ۴/ ۲۷۸، ردالمحتار ۱/ ۵۳۴)۔

قلب ماہیت اور عموم بلوئی

قلب ماہیت کی اعتباری حیثیت میں عموم بلوئی کا بڑا دخل ہے اور عموم بلوئی کے زیادہ تر مسائل کی اساس تساہل اور چشم پوشی پر ہوتی ہے، ان میں عام لوگوں کو دقتوں سے بچانے کے لئے کئی طرح کے منفی امکانات و احتمالات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، علامہ حصکفیؒ نے الخزائن کے حوالہ سے تیس سے زیادہ ان مطہرات کا حوالہ دیا ہے جو بعض یقینی شبہات کے باوجود تطہیر کا فائدہ دیتے ہیں:

- مثلاً ناپاک فرش پر پانی بہا دیا جائے تو پاک ہو جائے گا جب کہ ناپاک قطرات کے باقی رہنے کا پورا امکان موجود ہے۔
- پانی ایک جانب سے داخل ہو رہا ہو اور دوسری جانب سے نکل رہا ہو تو یہ ماء جاری ہے اگر اس میں خاصی مقدار میں نجس پانی مل جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔
- ایک کپڑے میں نجاست لگی مگر بھول گیا کہ کہاں لگی تو سوچ کر کسی گوشے کو دھو دینا کافی ہے۔
- ناپاک زمین خشک ہو جائے تو پاک ہے۔

● خف پر نجاست لگی تو رگڑ دینا کافی ہے۔

● کپڑے پر منی لگی تو کھرچ دینا کافی ہے۔

● کنواں میں نجاست گر گئی اور اس کے اندر چشمہ جاری ہو تو پانی کی ایک مقدار کا نکال دینا کافی ہے اور اسی سے کنواں کی دیوار اور ڈول سمیت بقیہ پانی بھی پاک ہو جائے گا۔

● مسلک شافعی کے مطابق چھوٹے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دینا کافی ہے نجاست کا باقاعدہ اخراج ضروری نہیں (شامی ۱/ ۵۱۷)۔

اس طرح کے بیسوں مسائل کتب فقہ میں موجود ہیں جن میں نجاست اور گندگی کے باقی رہنے کے قوی امکانات موجود ہیں پھر بھی لوگوں کے ابتلاء عام کی بناء پر شریعت نے ان کو نظر انداز کیا ہے، اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ انقلاب ماہیت کا مسئلہ بھی چونکہ اسی قبیل سے ہے اور اسی لئے فقہاء حنفیہ نے انہی تیس مطہرات کے ذیل میں انقلاب عین کو بھی شمار کیا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ یہاں بھی تساہل اور چشم پوشی کا اصول کو نظر انداز نہ کیا جائے اور اسی لئے یہ قول زیادہ قرین مصلحت ہے کہ بنیادی عناصر کی کلی تبدیلی کے بجائے جزوی تبدیلی کافی ہے۔

نام کی تبدیلی کا اثر

علامہ ابن حزم ظاہری نے ''المحلی'' میں اس موضوع پر کافی مفصل کلام کیا ہے ان کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ کسی چیز کی بنیادی صفات میں ایسی تبدیلی کہ اس سے نام تبدیل ہو جائے، انقلاب ماہیت کے لئے کافی ہے، انہوں نے اس کی بہت سی مثالیں دی ہیں اور پھر کہا ہے:

"الأحكام للأسماء والأسماء تابعة للصفات التي هي حد ما هي فيه المفرق بين أنواعه" (۱/۱۳۸) (احکام اسماء پر مرتب ہوتے ہیں اور اسماء ان صفات کے تابع ہیں جو ان کی مختلف قسموں کے درمیان وجہ امتیاز ہیں)۔

انہوں نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ اللہ نے ہمیں جس نام سے مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا ہے اگر وہ نام باقی نہیں رہے تو حکم بھی باقی نہ رہے گا اور ہم اس کے مکلف نہ ہوں گے (۱/۱۴۸)، نام کی تبدیلی سے ماہیت اور حکم کی تبدیلی کو فقہاء حنفیہ نے بھی تسلیم کیا ہے (عالمگیری ۱/۲۱، ردالمحتار ۱/۳۲۶، بدائع الصنائع ۱/۹۴)۔

انقلاب ماہیت میں مادہ تبدیل نہیں ہوتا ہے

مگر ابن حزم نے ذرا وضاحت کے ساتھ اس سے اگلی بات بھی تحریر کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جس کو ہم انقلاب ماہیت کہتے ہیں اور جس کی بنیاد پر ہم حکم کے تغیر کا فیصلہ کرتے ہیں اس میں نفس ذات تبدیلی نہیں ہوتی وہ قائم رہتی ہے اس کے صرف بنیادی عناصر تبدیل ہوتے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے المحلی ۱/۱۶۲، دلیل العروۃ الوثقیٰ ۲/۴۴۹)۔

انقلاب صورت کی شکلیں

یہ انقلاب صورت بالعموم دو طریقے پر ہوتا ہے، کبھی یہ ہوتا ہے کہ عناصر کی وحدت (جس سے صورت تیار ہوتی تھی) کسی خارجی سبب سے پارہ پارہ ہوجاتی ہے اور اس تفرق کے نتیجے میں نئی صورتیں اور نئے اطلاقات وجود میں آتے ہیں، مثلاً کسی نجس لکڑی کو جلا دیا جائے تو لکڑی کے عناصر جل کر بکھر جائیں گے اور راکھ، دھواں اور بھاپ میں تبدیل ہوجائیں گے جل کر بکھر جانے کی بناء پر متعدد صورتیں اور متعدد نام وجود میں آئیں گے مگر مادہ تو ایک ہی رہے گا۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عناصر کی وحدت تو ختم نہیں ہوتی لیکن وہ دوسری نوعیت میں تبدیل ہوجاتی ہے مثلاً گدھا نمک میں گر کر نمک بن جائے (دلیل العروۃ الوثقیٰ ۲/۴۴۹، بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی ۶/۱۵)۔

کتاب الرضاعہ کے بعض جزئیات سے تائید

فقہاء نے کتاب الرضاعت میں ثبوت رضاعت کے مسئلہ کے تحت جو گفتگو کی ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اختلاط کی صورت میں تبدیلی ماہیت کے لئے اصل مادہ کی تبدیلی ضروری نہیں بلکہ اس کی طبعی خاصیت، صورت نوعیہ یا بنیادی اوصاف کی تبدیلی کافی ہے، چھوٹا بچہ کسی عورت کا دودھ پی لے تو اس سے رضاعت ثابت ہوجائے گی، لیکن اگر دودھ میں کھانا ڈال کر پکا دیا جائے تو گرچہ دودھ کی مقدار بکثرت محسوس ہوتی ہو مگر اس کے استعمال سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی حالانکہ دودھ کا مادہ باقی ہے صرف اس کی صورت نوعیہ تبدیل ہوئی ہے کہ پہلے وہ خالص دودھ تھا اور اب دودھ والا کھانا ہے، علامہ کاسانی فرماتے ہیں: "**فإن اختلط بالطعام فإن مسه النار حتى نضج لم يحرم في قولهم جميعاً لأنه تغير عن طبعه بالطبخ**" (بدائع الصنائع ۳/ ۴۰۸)۔

عورت کے دودھ میں بکری کا دودھ مل جائے اور بکری کے دودھ کی مقدار غالب ہو تو اس دودھ کے پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی (ردالمحتار باب الرضاع ۴/ ۴۱۱)۔

حالانکہ بکری کے دودھ کے غلبہ سے عورت کے دودھ کا مادہ فنا نہیں ہوا صرف نسبت تبدیل ہوئی ہے کہ غلبہ کی بناء پر اب بکری کا دودھ کہلائے گا عورت کا نہیں، اگر عورت کے دودھ میں کوئی دوا، یا پانی، یا اور کوئی چیز ملادی جائے اور اس کا رنگ، مزہ، بو کا غالب حصہ تبدیل ہو جائے تو ایسے دودھ کے پینے سے بھی رضاعت ثابت نہ ہوگی (ردالمحتار ۴/ ۴۱۱ باب الرضاع)، مگر رنگ مزہ اور بو کی تبدیلی سے مادۂ دودھ تو تبدیل نہیں ہوا صرف صورت نوعیہ تبدیل ہوئی۔

خلاصۂ بحث

ان تمام مباحث سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

۱-انقلاب ماہیت کے لئے اصل مادہ اور حقیقت کی تبدیلی ضروری نہیں، طبعی خصوصیات اور بنیادی اوصاف کی تبدیلی کافی ہے۔

۲-طبعی خصائص اور بنیادی عناصر میں بھی تمام کا تبدیل ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کے غالب عنصر کا تبدیل ہوجانا کافی ہے۔

۳-اس کا مطلب ہے کہ انقلاب ماہیت کے بعد سابقہ اصل کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہ سکتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کو انقلاب ماہیت قرار دیا جائے گا۔

۴-خارجی یا غیر بنیادی اوصاف کے تغیر وتبدل کا اعتبار نہیں اور اس طرح کے تغیر سے انقلاب ماہیت کا تحقق نہیں ہوگا۔

۵-کسی چیز میں ایسی صوری وحقیقی تبدیلی کہ اس سے اس کا نام بدل جائے اور کسی دوسرے نام کا اس پر اطلاق ہونے لگے یہ بھی انقلاب ماہیت ہی کی ایک صورت ہے۔

۶-ہر چیز کے طبعی خصائص مختلف ہوتے ہیں اس کا فیصلہ ہر شی کی اس کی خاصیت اور موقع استعمال کے لحاظ سے کسی ماہر شخص کے تجزیہ کے مطابق کیا جائے گا۔

۷-فقہ حنفی کی رو سے انقلاب ماہیت کے مسئلے میں مختلف نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، نجس العین اور غیر نجس العین ہر دو کے مختلف اجزاء کا حکم یکساں ہے، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی میں اس قسم کی ایک تفریق کی گئی ہے مگر وہ حقیقی بنیادوں پر نہیں ہے۔

۸-فقہاء نے مختلف ابواب کے تحت قلب ماہیت کے جن اسباب کا تذکرہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

جلانا، دھوپ دکھانا، کسی شی کے اندر دوسری شی کا ملانا، ہوا لگانا، دباغت دینا، وقت گزرنا وغیرہ، آج کے جدید ترین دور میں تو قلب ماہیت کے بہت سے اسباب ہوسکتے ہیں۔

آج کھانے پینے اور دیگر استعمالی اشیاء میں کثرت سے اس قسم کے تغیرات ہوتے ہیں، مثلاً:

گندے پانی کو فلٹر کرنا

آج کل شہروں میں پانی کو فلٹر کرنے کا رواج عام ہے، گندے اور غلیظ پانی کو بھی فلٹر کر کے اس کے گندے عناصر کو الگ کر دیا جاتا ہے اور اس پانی کو استعمال کیا جاتا ہے، انقلاب ماہیت کے ضابطہ کے مطابق اس کی گنجائش نظر آتی ہے بشرطیکہ اس میں گندگی کے اثرات محسوس نہ ہوں اور ابتلاء عام ہو اس لئے کہ بقول امام محمدؒ

''جب نجاست متغیر ہوجائے اور اس کے اوصاف و معانی تبدیل ہو جائیں تو وہ نجاست باقی نہیں رہتی، اس لئے کہ نجاست ایک خاص صفت والی چیز کا نام ہے جب وہ وصف ختم ہوگا تو نجاست کا نام بھی ختم ہو جائے گا اور یہ اسی طرح ہے جیسے شراب سرکہ بن جائے'' (بدائع الصنائع ۱/ ۴۴۳)۔

ناپاک کو پاک کرنے کے چند فقہی نظائر

فقہاء کے یہاں کئی ایسے نظائر ملتے ہیں جن میں ناپاک اشیاء کو پاک کرنے کا ذکر ملتا ہے مثلاً، ناپاک تیل یا ناپاک شہد کو پاک کرنے اور قابلِ استعمال بنانے کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کو ہانڈی یا کسی برتن میں رکھ کر اس میں پانی ملا دیں اور آگ پر چڑھا دیں پھر اس کو اتنا جلائیں کہ سارا پانی جل جائے اور تیل یا شہد کی اصل مقدار باقی رہ جائے، اس طرح تین بار کریں تو شہد یا تیل پاک ہوجائے گا۔ یہ امام ابو یوسفؒ کی رائے ہے، امام محمدؒ کو اس سے اختلاف ہے مگر بقول علامہ شامی اور دیگر فقہاء فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے اس لئے کہ لوگوں کے لئے اس میں سہولت ہے، دیکھئے: (ردالمحتار ۱/ ۵۴۳، ہندیہ ۱/ ۴۴)۔

امام ابو یوسفؒ تو اس گوشت کو بھی پاک بنانے کے قائل ہیں جس کو شراب میں جوش دے کر پکا دیا گیا ہو یا گیہوں کو نجس پانی میں بھگو دیا گیا ہو اور وہ اس پانی میں پھول گیا ہو یا کھال کو

ناپاک تیل یا کسی ناپاک سیال مادہ سے دباغت دیا گیا، ان صورتوں میں امام محمدؒ اور بعض روایات کے مطابق امام ابوحنیفہؒ کا خیال ہے کہ ان کو پاک کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے، مگر امام ابو یوسفؒ گیہوں اور کھال کے بارے میں کہتے ہیں کہ تین بار پانی سے صاف کیا جائے اور ہر بار سکھایا جائے، گوشت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ پاک پانی میں تین بار پکایا جائے اور ہر بار خشک اور ٹھنڈا کیا جائے۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

"وما قاله محمد أقيس وما قاله أبويوسف أوسع" (بدائع الصنائع ۱/۲۵۱) (امام محمدؒ کا قول قیاس کے مطابق ہے لیکن امام ابو یوسف کے قول کی بنیاد توسع پر ہے)۔

اس طرح کی اور بھی مثالیں ہیں جن میں عموم بلوئی کے پیش نظر عام ضابطہ سے ہٹ کر لوگوں کی حاجات کا خیال رکھا گیا ہے، کنواں میں نجاست گر گئی، پورا کنواں ناپاک ہوگیا، مگر مختلف چیزوں کے تناسب سے مختلف مقدار مقرر کی گئی ہے کہ اتنے ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوجائے گا، حالانکہ آخری ڈول سے قبل تک پورا پانی ناپاک تھا، اور آخری ڈول نکلتے ہی پورا پانی پاک ہوگیا، اس ڈول سے ٹپکنے والے قطرات بھی ناپاک نہیں رہے۔

علامہ کاسانیؒ امام محمد کے قول کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس لئے کہ آخری ڈول نجاست کے لئے شرعاً متعین ہے، اس دلیل سے کہ کنواں کے سرے پے آخری ڈول جونہی نکل جاتا ہے بعینہ پانی پاک ہوجاتا ہے، رہے اس ڈول سے ٹپکنے والے قطرات تو دفع حرج کے لئے شرعاً اس کی نجاست کا اعتبار ساقط ہے، اس لئے کہ ان قطرات پر نجاست کا حکم لگایا جائے تو کنواں کبھی پاک نہ ہوگا، لوگوں کو نجاست گرنے کے بعد کنواں کی طہارت کی ضرورت ہے۔

مذکورہ مسائل میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی بلکہ عموم بلوئی کے تمام مسائل

میں فقہاء نے کافی رعایت کا معاملہ کیا ہے، اس روشنی میں اگر کسی نہر، یا ندی کا گندا پانی فلٹر کر کے صاف کر دیا جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا، ایک تو انقلاب ماہیت کی بنیاد پر، دوسرے اس لئے کہ آج شہروں میں لوگوں کو استعمالی پانی کی جو دقت ہے اس کے پیش نظر اس میں توسع کا پہلو اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے۔

ناپاک چربی سے تیار ہونے والے صابن کا حکم

آج کل صابن میں عموماً چربی ڈالی جاتی ہے اور یہ چربی مردار کی بھی ہوتی ہے اور مردار خنزیر بھی ہوسکتا ہے لیکن یہ چربی دوسری اشیاء کے ساتھ مل کر جب صابن میں تبدیل ہوگئی، تو اب یہ مردار کی چربی نہیں رہی، اب یہ پاک صابن ہے اور اس کا استعمال درست ہے، فقہاء نے اپنی کتابوں میں صراحت کے ساتھ اس جزئیہ کو بیان کیا ہے (دیکھئے: ردالمحتار ۱/۵۱۹)۔

ہڈیوں کے پاؤڈر سے تیار شدہ مرہم

فقہ حنفی کی کتابوں میں ہڈیوں سے تیار ہونے والی کسی چیز کا صراحتاً ذکر تو نہیں ملا، لیکن انقلاب ماہیت کے مفتی بہ اصول پر اس کی پوری گنجائش نظر آتی ہے، البتہ فقہ مالکی کی کتاب ''حطاب علی خلیل''، میں مردار کی ہڈی سے تیار شدہ مرہم کا ذکر موجود ہے اور اس کے بارے میں مختلف روایات نقل کئے گئے ہیں، امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس قسم کا مرہم لگائے ہوئے ہو تو اس حالت نماز نہیں پڑھ سکتا، ابن عرفہ نے بھی یہ بات شیخ کی روایت سے نقل کی ہے، لیکن ابن ماشون سے منقول ہے کہ یہ مرہم لگا کر نماز پڑھنا درست ہے یعنی یہ پاک ہے، فقہ مالکی میں بھی انقلاب ماہیت کا اصول تسلیم کیا گیا ہے، اس سے ابن ماشون کے نظریہ کو تقویت ملتی ہے، بالخصوص اس صورت میں جب کہ خالص ہڈیوں کے پاؤڈر ہی سے مرہم یا ٹوتھ پیسٹ تیار نہ کیا گیا ہو بلکہ بہت سی اشیاء سے مل کر تیار کیا گیا ہو، بہت ممکن ہے مذکورہ اختلاف

شاید صرف اس صورت کے ساتھ خاص ہو جب کہ پورا مرہم ہڈیوں کے پاؤڈر ہی سے تیار کیا گیا ہو، اور اس میں کوئی اور شی نہ ملائی گئی ہو، اس صورت میں بالیقین انقلاب ماہیت مشکوک ہو جاتا ہے (الحطاب علی الخلیل ۱/۱۰۶ بحوالہ موسوعہ الفقہ الاسلامی مصر ۶/۱۰)۔

انگریزی اور ہومیو پیتھ دواؤں کا حکم

یہاں ایک اہم ترین مسئلہ ان دواؤں کا ہے جن میں الکحل یا دوسری نجس اشیاء (مثلاً مذبوح جانوروں کا خون وغیرہ) ڈالی جاتی ہیں جو دوا کے مختلف اجزاء سے مل کر ایک نئی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے، آج کل زیادہ تر انگریزی دواؤں اور ہومیو پیتھ دواؤں کا یہی حال ہے۔

اس مسئلے پر ہم کئی اعتبار سے غور کر سکتے ہیں:

۱-حرام چیزوں سے علاج کا جواز ہے یا نہیں۔

۲-الکحل کی حقیقت کیا ہے؟ فقہ حنفی کی رو سے کیا اس پر قرآنی خمر کا اطلاق ہوتا ہے۔

۳-اور دواؤں میں ڈالنے کے بعد اس کی ماہیت بدل جاتی ہے یا نہیں؟

حرام چیزوں سے علاج کا مسئلہ

حرام اور ناپاک چیز سے علاج کے باب میں فقہاء کا اختلاف ہے، جنابلہ مطلقاً عدم جواز کی طرف گئے ہیں، ان کے نزدیک نہ کسی حرام چیز سے علاج جائز ہے اور نہ ایسی چیز سے جائز ہے جس میں کوئی حرام یا ناپاک چیز ملائی گئی ہو (المغنی کتاب الاطعمۃ ۱/۳۸، الشرح الکبیر ۱۱/۱۰۸)۔

شافعیہ کے نزدیک خالص حرام یا نجس چیز سے علاج درست نہیں، اسی طرح مسکرات سے علاج درست نہیں، البتہ اگر اس کو کسی جائز دوا میں اس طرح ملا دیا جائے کہ وہ باہم ایک دوسرے سے متمیز نہ ہو سکے، اور بالکل حل ہو جائے جس کو فقہی اصطلاح میں استہلاک کہتے ہیں، تو اس سے علاج درست ہے، بشرطیکہ یہ دوا تجویز کرنے والا ڈاکٹر ماہر ہو، اور اس مرض میں علاج

کے لئے یہ دوا متعین ہو، اور کوئی دوسری جائز دوا موجود نہ ہو (نہایۃ المحتاج للرملی ۸/ ۱۴)۔

یا دوسری جائز دوا موجود ہو مگر اس سے جلدی شفایابی کا یقین نہ ہو، اور کسی ماہر ڈاکٹر نے اس رائے کا اظہار کیا ہو (کشاف القناع ۲/ ۷۶، ۶/ ۱۱۶، الفروع ۲/ ۱۶۵ بحوالہ الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۱۴۰)۔

مالکیہ اس باب میں حنابلہ کے ہم خیال ہیں (تفسیر القرطبی ۲/ ۲۱۳، التاج والاکلیل ۳/ ۲۳۳)۔

البتہ انتہائی شدید صورت حال میں خارجی استعمال کے لئے اس کی اجازت دیتے ہیں (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۱۱۹)۔

حنفیہ کا نقطہ نظر

حنفیہ کے درمیان اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں، امام ابو حنیفہ سے مشہور روایت یہ ہے کہ حرام چیزوں سے علاج درست نہیں، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک درست ہے (المبسوط ۱/ ۵۴)۔

لیکن عام طور پر فقہاء احناف نے دونوں قول کو ملا کر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ طبیب حاذق مریض کے لئے کوئی حرام دوا تجویز کرے اور کہے کہ اس کے علاوہ کوئی جائز دوا موجود نہیں ہے تو ایسے مریض کے لئے حرام دوا استعمال کرنا جائز ہے (البحر الرائق ۱/ ۱۱۶)۔

حنفیہ کا یہی قول معمول بہ ہے، فقہ حنفی کے کئی نظائر سے اس کی تائید ہوتی ہے، پیاسے کو ضرورۃً شراب پینے اور بھوکے کو مردار کھانے کی اجازت ہے، اور نکسیر کی صورت میں بطور علاج مریض کی پیشانی پر خون سے سورۂ فاتحہ لکھنا جائز ہے، اور اگر معلوم ہو جائے کہ پیشاب سے لکھنے میں شفا ہوگی تو اس کی بھی گنجائش ہے (ردالمحتار ۱/ ۳۶۶)۔

تو کسی ایسی دوا کا استعمال کیوں جائز نہ ہوگا جس میں حرام چیز ملی ہوئی ہو یا ناپاک مادہ سے تیار ہوئی ہو۔

عدم جواز کے دلائل

جو حضرات حرام چیزوں کو بطور علاج استعمال کرنے کے قائل نہیں ہیں ان کے پیش نظر کئی روایات ہیں:

۱- ''قال رسول اللہ ﷺ إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بحرام'' (ابوداؤد ۲/ ۲۱۷) (رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ نے مرض اور دوا دونوں نازل فرمائے ہیں، اس لئے علاج کرو، مگر حرام چیزوں سے علاج نہ کرو)۔

۲- ''طارق بن سوید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس سے منع فرمایا یا آپ نے شراب بنانے کو ناپسند فرمایا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی یہ میں دواء کے لئے بنا رہا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دوا نہیں ہے، یہ تو بیماری ہے'' (ابن ماجہ حدیث نمبر: ۳۵۰۰، داری ۲/ ۱۲۸)۔

حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ نے حرام چیز میں تمہارے لئے شفاء نہیں رکھی'' (بخاری مع فتح الباری ۱۰/ ۷۸)۔

مذکورہ روایات میں حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کرنے سے روکا گیا ہے لیکن جو حضرات جواز کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ روایات حالت اختیار سے متعلق ہیں یعنی اگر مریض کے پاس کوئی متبادل جائز دوا موجود ہو تو حرام یا ناپاک دوا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا (عمدۃ القاری ۱/ ۲۹۰، فیض الباری ۱/ ۳۲۹، بذل المجہود ۱۶/ ۱۹۶، معارف السنن ۱/ ۲۷۸)۔

خمر کا اطلاق

دوسرا مسئلہ الکحل کا ہے، کہ اس کا تعلق شراب کی کس قسم سے ہے؟ اور فقہ حنفی کی رو سے

اس کی حرمت کا درجہ کیا ہے؟ دراصل خمر کے تعلق سے قرآن میں آیت آئی ہے:

"إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ" (سورہ مائدہ) (شراب، جوا، گندی چیز اور شیطانی عمل ہے، اس لئے اس سے پرہیز کرو)۔

مگر خمر کس قسم کی شراب کو کہتے ہیں، فقہاء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ کے نزدیک خمر کا اطلاق حقیقی معنی میں صرف انگوری شرابوں پر ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا دو ثلث جلا نہ دیا گیا ہو، دوسری شرابوں پر اس کا اطلاق مجازاً ہے یا بالواسطہ ہے، ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل) کے نزدیک خمر ہر قسم کی شراب کو کہتے ہیں، صاحب قاموس نے لغوی طور پر خمر کا اطلاق ہر قسم کی شراب پر کیا ہے، مگر امام لغت علامہ زمخشری نے اس کے لغوی معنی وہی بتائے ہیں جو امام ابو حنیفہ بیان کرتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ علامہ زمخشری کا مقام صاحب القاموس سے مقدم ہے (العرف الشذی علی الترمذی ۲/۸)۔

دیگر ائمہ نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں حضور نے ہر مسکر پر خمر کا اطلاق فرمایا ہے اور انگوری وغیر انگوری کی تفریق نہیں کی ہے، مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کل مسکر خمر و کل خمر حرام" (مسلم شریف ۳/ ۱۵۸۷، ابوداؤد ۴/ ۸۵) (ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے)۔

مگر حنفیہ اس طرح کی روایات کے بارے میں کہتے ہیں کہ خمر کا اطلاق تمام مسکرات پر حقیقی طور پر نہیں بلکہ معنوی طور پر ہے، اس لئے کہ لغت اور عربوں کے حقیقی اطلاق کے لحاظ سے خمر کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے، یا دو تہائی سے کم پکی ہوئی انگوری شراب پر اور قرآن نے حرمت کا حکم خمر پر عائد کیا ہے، اس لئے کہ یہ حکم صرف اس کے حقیقی معنی ہی پر عائد ہوگا، باقی شرابیں جو معنوی اشتراک کی بناء پر خمر کی ذیل میں آتی ہیں وہ علت سکر کے ساتھ مقید ہے، اس لئے کہ ان کی حرمت کا ثبوت اجتہاد یا اخبار آحاد سے ہے، اس لئے ان کو وہ قطعیت حاصل نہیں

ہے جو حقیقی خمر کو حاصل ہے اور جو مسئلہ اجتہاد اور قیاس سے ثابت ہو وہ اپنی علت کے ساتھ مربوط ہوتا ہے، اگر کسی صورت میں وہ علت موجود نہ ہو تو وہ حکم بھی عائد نہ ہوگا، مثلاً انگور کے شیرہ کو اتنا پکایا جائے کہ اس کا دو تہائی جل جائے اور صرف ایک تہائی باقی رہ جائے یا انگور کے علاوہ کسی دوسری چیز کی شراب اگر اس کو تھوڑا پینے سے نشہ نہ آئے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس کے استعمال کی گنجائش ہے، بشرطیکہ اس کا استعمال نیک مقاصد مثلاً تقویت یا علاج وغیرہ کے لئے کیا گیا ہو، محض لہو ولعب مقصود نہ ہو، اور صرف اتنی مقدار ہی استعمال کی جائے جس کے بارے میں یقین یا غلبہ گمان ہو، یا عادتاً علم ہو کہ اس سے نشہ پیدا نہ ہوگا، البتہ امام محمدؒ کو اس رائے سے اختلاف ہے (بدائع الصنائع ۴/ ۲۸۳، حاشیہ ابن عابدین مع الدر المختار ۵/ ۲۹۱)۔

حنفیہ کے دلائل

ان حضرات کے سامنے ایک تو لغوی اطلاق ہے، دوسرے بعض رویات وآثار سے ان کو تقویت ملتی ہے مثلاً، نبی کریم ﷺ نے کھجور کے درخت اور انگور کی بیل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: " الخمر من هاتين الشجرتين" (صحیح مسلم ۳/ ۱۵۷۳، سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۷۸)۔

حضرت عبداللہ ابن عمر روایت کرتے ہیں:

"أن النبی ﷺ أوتی نبیذ فشمه فقطب وجهه لشدته ثم دعا بماء فصبه علیه شرب منه" (دار قطنی ۴/ ۲۶۴، البیہقی ۸/ ۳۰۴) (نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نبیذ لائی گئی آپ نے اس کو سونگھا تو چہرۂ مبارک اس کی شدت کی وجہ سے متغیر ہوگیا، پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس میں ڈالا اور پھر اس کا کچھ حصہ نوش فرمایا)۔

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک برتن میں نبیذ بناتے تھے، ہم ایک مٹھی کھجور اور

ایک مٹھی کشمش اس میں ڈال دیتے تھے، پھر پانی دیتے تھے، اس طرح ہم صبح نبیذ بناتے تو حضور رات میں نوش فرماتے اور رات میں بناتے تو صبح میں نوش فرماتے تھے'' (ابن ماجہ ۲/ ۱۱۲۶)۔

حضرت عمرؓ کے بارے میں مروی ہے انہوں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو تحریر فرمایا:

''میرے پاس شام سے شراب آئی جس کو پکا کر دو ثلث جلا دیا گیا اور ایک ثلث باقی رہا تو اس سے اس کے شیطانی اور جنونی اثرات ختم ہو گئے، اور طیب وحلال حصہ باقی رہ گیا، اپنی طرف مسلمانوں کو حکم دو کہ اپنے مشروبات میں توسع سے کام لیں'' (نیل الاوطار ۸/ ۱۹۷)۔

اس سے اشارہ ملتا ہے کہ جب تک شراب کا دو تہائی حصہ نہ جلا دیا گیا ہو اس کی قوتِ مسکرہ باقی رہتی ہے اور دو تہائی جل جانے کے بعد وہ لائق استعمال بن جاتی۔

خمر اور دوسری شرابوں میں فرق

ان روایات سے امام ابوحنیفہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ انگور کی مخصوص شرابوں کے علاوہ تمام شرابوں کی حرمت قطعی نہیں ہے، بلکہ اجتہادی ہے یعنی اس کی حرمت سکر کے ساتھ مشروط ہے اور بہت تھوڑی مقدار جو کسی جائز مقصد کے لئے استعمال کی جائے اور سکر پیدا نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

انگوری کی حرمت چونکہ قرآن سے صاف طور پر ثابت ہے، اس لئے یہ شراب اپنے حقیقی مصداق میں بلا کسی علت کے حرام ہے، اور اس کا قلیل اور کثیر دونوں حرام ہے، لیکن دوسری شرابیں حرام تو ہیں مگر اتنی تھوڑی مقدار جس سے نشہ پیدا نہ ہو (اس کا فیصلہ ڈاکٹر کی تجویز، غلبۂ گمان اور عادت سے کیا جائے گا) اس کی گنجائش ہے۔

غیر انگوری شرابوں کی نجاست کا مسئلہ

یہیں پر اس کی نجاست کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ غیر انگوری شرابوں کی جو مقدار

حلال ہے وہ پاک بھی ہے، اس لئے کہ اگر وہ ناپاک ہوتی تو اس کا استعمال کبھی جائز نہ ہوتا ، اللہ نے کسی گندی اور ناپاک چیز کو انسانوں کے لئے حلال نہیں کیا ہے، اس نے صرف پاکیزہ چیزوں کو حلال کیا ہے جس کا اشارہ قرآنی لفظ ''طیبات'' سے ملتا ہے۔طیبات کا اطلاق بہت ہی پاکیزہ چیزوں پر ہوتا ہے، لیکن حرمت کے لئے ناپاک ہونا ضروری نہیں، بعض پاک چیزیں بھی حرام ہیں، مثلاً ہر قاتل پاک ہے مگر حرام ہے۔

الکحل کا مسئلہ

الکحل (جو کہ جوہر شراب ہے) اس کا استعمال آج کل عام ہے، الکحل سے پاک چیزوں کی کمی کی بنیاد پر آج لوگوں کے لئے کافی دقتوں کا سامنا ہے، الکحل کن چیزوں سے تیار ہوتا ہے ، مولانا تقی عثمانی صاحب نے تکملہ فتح الملہم میں اپنی تحقیق پیش کی ہے (دیکھئے: تکملہ فتح الملہم ۱/ ۵۵۱)۔

تیسرا پہلو ہے انقلاب ماہیت، الکحل اسپرٹ یا خون یا اس طرح کی کوئی حرام اور ناپاک چیز کو دوا میں ڈال کر کیمیاوی عمل کے بعد ایک مرکب تیار کرلیا گیا ،تو ان نجس اشیاء کی ماہیت تبدیل ہوئی یا نہیں؟ اوپر تبدیلی ماہیت سے متعلق جو مباحث پیش کئے گئے ہیں، اس کی روشنی میں یہ بھی انقلاب ماہیت کی صورت معلوم ہوتی ہے، اس لئے کہ شراب میں بنیادی طور پر ایک ہی وصف ہوتا ہے، مرارہ (تلخی) یا سکر، دوا میں ڈالنے کے بعد اس کی یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے، اس لئے کہ انگریزی دوائیں پینے سے سکر کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی ،ممکن ہے زیادہ مقدار استعمال کرنے پر غشی یا چکر کی کیفیت پیدا ہو، مگر یہ دوا کی قوت کا اثر بھی ہوسکتا ہے، سکر ہونا ضروری نہیں، البتہ الکحل کا نفس مادہ ختم نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کی کیفیت سکر ختم ہو جاتی ہے، نفس مادہ اپنی دوسری خصوصیات اور قوت کے ساتھ دوا کے اندر موجود رہتا ہے، اس لئے کہ دوا میں

الکحل ڈالنے کا مقصد دوا کا تحفظ و بقاء ہے، اس سے دوا ایک خاص مدت تک محفوظ رہتی ہے، خراب نہیں ہوتی تو الکحل اگر اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ فنا ہوگیا ہوتا تو دوا کے تحفظ کی تاثیر اس میں باقی نہ رہتی، مگر اس سے حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، اس لئے کہ اوپر ہم متعدد جزئیات ونظائر کے حوالے سے ثابت کر چکے ہیں کہ انقلاب ماہیت کے لئے تمام خصوصیات کا ختم ہونا ضروری نہیں، صرف بنیادی صفات کا ازالہ ضروری ہے، اور کسی بھی مسکر میں بنیادی وصف اس کا مزہ یا سکر ہوسکتا ہے، اور وہ باقی نہیں رہتا، اس لئے کہ اس کا مزہ بھی تبدیل ہوجاتا ہے، اور سکر بھی ختم ہوجاتا ہے۔

یہی حال دوسری نجاستوں کا بھی ہے کہ دواؤں میں ڈالے جانے کے بعد ان میں بھی انقلاب ماہیت کا عمل ہوتا ہے، اس لئے کہ نہ ان کا رنگ باقی رہتا ہے اور نہ مزہ اور نہ بو، دوا میں مل کر ایک نیا مرکب تیار ہوتا ہے، جس کا اپنا الگ رنگ، بو اور مزہ ہوتا ہے۔

البتہ اس کی تاثیر (جس مقصد کے لئے ابھی ان کو ڈالا جاتا ہے) ضرور باقی رہتی ہے مگر یہ جزوی بقا ہے جس سے انقلاب ماہیت کے عمل پر اثر نہیں پڑتا۔

مذکورہ تینوں پہلوؤں پر ایک ساتھ غور کرنے سے انگریزی اور ہومیوپیتھ دواؤں کا مسئلہ حل ہوتا نظر آتا ہے، اس لئے کہ اولاً فقہ حنفی کے معمول بہ قول کے مطابق حرام اور نجس چیز سے علاج درست ہے اور فقہ شافعی کی رو سے اگر نجس چیز کسی جائز دوا میں مل کر مستہلک ہوجائے اور باہم متمیز نہ رہے تو اس کا استعمال جائز ہے۔

دوسرے دواؤں میں زیادہ تو الکحل کا استعمال ہوتا ہے اور الکحل کا تعلق ایسی شراب یا ایسے مسکر سے ہے جو انگور یا کھجور سے تیار نہیں ہوتا بلکہ دوسری متفرق چیزوں سے تیار ہوتا ہے اور غیر انگوری شراب کا استعمال ضرورت کے تحت یا جائز مقاصد کے لئے درست ہے بشرطیکہ اس سے سکر پیدا نہ ہو، اور جائز مقدار تک کوئی نجاست بھی باقی نہیں رہتی۔

تیسرے الکحل یا اس جیسی کسی حرام یا نجس چیز دوا میں ڈالنے کے بعد اپنی ماہیت تبدیل کر لیتی ہے، غرض ان تینوں پہلوؤں میں سے کوئی پہلو ایسا نہیں جس سے ان دواؤں کی حرمت یا نجاست ثابت ہو سکے، بالخصوص آج جب کہ ان دواؤں کے سوا کوئی اور متبادل طریقۂ علاج آسانی سے میسر نہیں، آج کے دور میں ان دواؤں کے تعلق سے کوئی منفی بات سوچنا لوگوں کو دقت میں ڈالنا ہے۔

جلاٹین کا مسئلہ

آج کل جلاٹین کا معاملہ بھی بہت عام ہے اور اس کے سلسلہ میں بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوالات اٹھتے ہیں، جلاٹین سے میں صحیح طور پر واقف نہیں کہ کیا ہے اور کس چیز سے بنتا ہے لیکن جیسا کہ سوالنامہ میں لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلب ماہیت ہی کی ایک صورت ہے، کھال کو دباغت دینے اور دواؤں کے ذریعہ تبدیل کرنے کا عمل شرعی لحاظ سے بالکل درست ہے، اور اس عمل سے ناپاک کھال پاک ہو جاتی ہے، البتہ خنزیر کی کھال دباغت کے بعد بھی پاک نہیں ہوتی، اور اگر صرف خنزیر کی کھال یا ہڈی ہی سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک نہ ہوگی، اس لئے کہ یہ نجس العین ہے اور نجس العین دباغت سے پاک نہیں ہوتا (شامی ۱/ ۴۴۲، ۳۵۷)۔

زیادہ سے زیادہ بوقت ضرورت خنزیر کا بال استعمال کرنے کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے۔ البتہ اگر ایسی صورت ہو کہ خنزیر کی کھال یا ہڈی ریزہ ریزہ ہو کر دوسری جائز اشیاء میں اس طرح مل جائیں کہ باہم متمیز نہ ہو سکیں جس کو فقہاء کی اصطلاح میں استہلاک عین کہتے ہیں، ایسی صورت میں خیال یہ ہوتا ہے کہ قلب ماہیت کی بنیاد پر اس کی گنجائش ہونی چاہئے۔

لیکن یہ سارے مسائل اس وقت ہیں جب یقین سے معلوم ہو کہ فلاں چیز میں خنزیر کا جز شامل کیا گیا ہے، محض شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں۔

خلاصہ جوابات

۱-ہر شئ کے بنیادی عناصر کی تعیین اس کی روح اور مزاج کے مطابق ہوگی، کبھی کسی شئ میں کئی بنیادی عناصر ہوں گے، اور کبھی ایک ہی کوئی بنیادی عنصر ہوگا، خارجی اوصاف اور ظاہری شکلوں کے تغیر سے ماہیت تبدیل نہیں ہوتی، یوں حقیقت کے اعتبار سے انقلاب ماہیت کے لئے تغیر ذات اور تبدل مادہ ضروری نہیں۔

۲-انقلاب ماہیت کے لئے کسی شئ کے بنیادی عناصر کا بدلنا ضروری نہیں، بلکہ اس کے غالب حصہ کا بدل جانا کافی ہے۔

۳- انقلاب ماہیت کے لئے ضروری نہیں کہ سابقہ اصل کی تمام خصوصیات فنا ہوجائیں۔

۴-انقلاب ماہیت کے مسئلے میں فقہ حنفی اور فقہ مالکی کی رو سے مختلف نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور نجس العین اور غیر نجس العین سب کا حکم یکساں ہے، البتہ فقہ شافعی اور فقہ حنبلی میں اس قسم کا کچھ فرق موجود ہے، مگر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرق نجاست کی نوعیت کا نہیں بلکہ ثبوت کی نوعیت کا ہے، شوافع اور حنابلہ نے انقلاب ماہیت کو صرف انہیں اشیاء تک محدود رکھا ہے جہاں منصوص طور پر ثابت ہے، غیر منصوص چیزوں میں اس قسم کا انقلاب وہ تسلیم نہیں کرتے اور نہ اس کو وہ مؤثر مانتے ہیں۔

۵-قلب ماہیت کے متعدد اسباب کتب فقہ میں مذکور ہیں مثلاً ،جلانا، دھوپ کھلانا، کسی شئ کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا اور آج کے ترقی یافتہ دور میں تو مزید اور نسبۃً زیادہ مؤثر اسباب موجود ہیں۔

۶-فلٹر کرنے، یا کشید کرنے وغیرہ کا عمل بھی قلب ماہیت ہے اور اگر گندے اور غلیظ پانی کو فلٹر کر کے صاف کر دیا جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا۔

۷- دواؤں میں جو اشیاء کا اختلاط ہوتا ہے اگر وہ دوا کے دیگر اجزاء میں اس طرح مل جائے کہ باہم متمیز نہ ہو سکے خواہ وہ الکحل ہو یا اور کوئی چیز، یہ قلب ماہیت ہے اور قلب ماہیت کی بنیاد پر اس کا جواز فراہم ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں فقہ شافعی اور فقہ حنفی کے معمول بہ قول کے مطابق تداوی بالحرام بھی درست ہے، نیز الکحل کا تعلق شراب کی اس قسم سے ہے جو انگور اور تمر سے نہیں بنتی۔

۸- مردار کی چربی جو صابن، بسکٹ، یا ٹوتھ پیسٹ میں ملائی جاتی ہے، وہ قلب ماہیت کی بنیاد پر پاک اور اس کا استعمال جائز ہے۔

۹- مذبوحہ جانوروں کا خون یا اس کے دیگر اجزاء اگر جانور میں ڈالنے کے بعد بالکل خلط ہو گئے ہوں اور ان کا مجموعی مزاج تبدیل ہو گیا ہو تو یہ قلب ماہیت ہے اور ان دواؤں کا بضرورت استعمال درست ہے۔

۱۰- جلاٹین کا معاملہ بھی سوال نامہ کے مطابق قلب ماہیت کا معلوم ہوتا ہے اور اس بنیاد پر اس کے جواز کی گنجائش نظر آتی ہے، البتہ صرف خنزیر کے چمڑے یا ہڈی کو دباغت دے کر یا مسالہ ڈال کر کوئی استعمال کی چیز بنائی جائے اور اس میں دوسری جائز اشیاء کا اختلاط نہ کیا جائے تو اس کے استعمال کا جواز نہیں ہے، اس لئے کہ نجس العین دباغت یا اس قسم کے کسی عمل تطہیر سے پاک نہیں ہوتا، البتہ دوسری اشیاء میں اختلاط کے بعد وہ اپنی ماہیت کھو دے تو اس کے جواز کی گنجائش ہے۔

انقلابِ ماہیت اور اس کے احکام

مولانا مفتی جمیل احمد نذیری ☆

انقلابِ ماہیت کا ثبوت و وجود

اشیاء کی حقیقت و ماہیت کا بدل جانا ایک امر وجودی ہے، مختلف اوقات و ازمان میں اس کا ظہور ہوتا رہتا ہے، ایک شئ کبھی حالات و زمانہ، کبھی کسی دوسری شئ کے خلط، کبھی کسی اور سبب سے کسی اور شئ کا روپ دھار لیتی ہے، اپنی حقیقت و ماہیت کو چھوڑ کر دوسری حقیقت و ماہیت اختیار کر لیتی ہے، نام، اوصاف، رنگ، بو، خواص و آثار سب بدل جاتے ہیں، اور ایسا تغیر ہوتا ہے کہ پہلے سے کوئی مناسبت نہیں رہتی۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

''گذشتہ باتوں کا مقتضی یہ ہے کہ شی کی حقیقت کا بدل جانا ثابت ہے جیسے تانبے کا سونا بن جانا اور کہا گیا ہے کہ وہ ثابت نہیں، کیونکہ قلب حقائق محال ہے، اور قدرت محال کے ساتھ متعلق نہیں ہوتی، لیکن حق بات پہلی ہی ہے اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ۔ محققین کی رائے کے مطابق۔ تانبا بدل کر سونا بنا دیتا ہے، یا یوں کہئے کہ تانبے کے اجزاء سے وہ وصف سلب کر لیتا ہے جس کی وجہ سے وہ تانبا تھا اور اس میں وہ وصف پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ سونا بن جائے جیسا کہ بعض متکلمین کی رائے ہے کہ جواہر آپس میں متجانس ہیں اور صفات کے قبول کرنے میں برابر

☆ مہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام مئوادہ، مبارکپور اعظم گڑھ۔

ہیں، اور محال یہ ہے کہ تانبا ہوتے ہوئے سونا بن جائے، کیونکہ کسی شئی کا، زمانہ واحد میں تانبا اور سونا، دونوں ہونا محال ہے، اور قلب حقیقت کا ثبوت، ان دونوں اعتباروں میں سے کسی بھی ایک سے ہوجاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کے فرمان: "فإذا هي حية تسعى" (حضرت موسی کا عصا اچانک سانپ بن کر دوڑنے لگا) کے سلسلہ میں ائمہ تفسیر متفق ہیں، ورنہ اگر آیت میں انقلاب حقیقت نہ مانا جائے تو معجز باطل ہوجائے گا، اسی پر یہ بات بھی مبنی ہے کہ علم کیمیاء جو قلب حقیقت تک پہنچتا ہے اس شخص کے لئے اسے سیکھنا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے جو اس علم سے یقینی طور پر واقفیت رکھتا ہو اور دوسرے قول کے مطابق جو انقلاب حقیقت کے عدم ثبوت کا ہے، علم کیمیاء کا سیکھنا سکھانا اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ دھوکہ ہے، پوری تفصیل ابن حجر کے تحفہ میں موجود ہے۔ ہم شروع کتاب میں اس سلسلے میں اس سے زائد گفتگو پیش کر چکے ہیں" (ردالمحتار ۱/۴۳۹)۔

آغازِ کتاب کی جس عبارت کا حوالہ علامہ شامیؒ نے یہاں دیا ہے (اس کے لئے دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۴۴)۔

علامہ شامی ان تفصیلات کے بعد پھر لکھتے ہیں:

"والظاهر أن مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ما ذكروه في انقلاب عين النجاسة كانقلاب الخمر خلاً والدم مسكا و نحو ذلك والله أعلم" (رد المحتار ۱/ ۴۴) (ظاہر یہ ہے کہ ہمارا (راجح) مذہب انقلاب حقائق کے ثبوت کا ہے، اس کی دلیل وہی ہے جو فقہاء کرام نے عین نجاست کے بدلنے میں ذکر کی ہے جیسے شراب کا سرکہ بن جانا، خون کا مشک بن جانا اور اس کے مثل دوسری چیزیں، واللہ اعلم)۔

انقلابِ ماہیت سے حکم کی تبدیلی

جس کسی شئ کی حقیقت و ماہیت بدل جاتی ہے، تو اس کے اوصاف و آثار، امتیازات

وخصائص تبدیل ہوجاتے ہیں، نام بدل جاتا ہے، صورت بدل جاتی ہے تو حکم بھی بدل جاتا ہے، اگر ناپاک چیز، پاک کی حقیقت وماہیت اختیار کرلے تو پاکی کا حکم حاصل کرے گی، پاک شی، ناپاک شی کی حقیقت وماہیت اختیار کرے تو ناپاکی کا حکم پائے گی۔

انقلاب ماہیت کے بعد حکم کی تبدیلی کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے، سورۂ مومنون میں تخلیق انسانی کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ ارشاد فرماتا ہے:

''ولقد خلقنا الإنسان من سلٰلة من طين، ثم جعلنه نطفة فی قرارٍ مكين، ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم أنشأنٰه خلقاً آخر فتبارك الله أحسن الخالقين''(سورۂ مومنون ۱۲-۱۴)(ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے، اور اس کو ایک مضبوط ومحفوظ جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا، پھر نطفہ کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اس کو نئی صورت میں بنادیا، تو اللہ تعالی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے، بڑا بابرکت ہے)۔

نطفہ بھی نجس ہوتا ہے، نطفہ، علقہ، (بندھا ہوا خون) بنتا ہے، وہ بھی نجس ہوتا ہے، علقہ مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) بنتا ہے، وہ پاک ہوتا ہے۔

انگور کا شیرہ پاک ہوتا ہے، جب وہ شراب بن جاتا ہے تو ناپاک ہوجاتا ہے، وہی شراب سرکہ بن جائے تو پاک ہوجائے گا (ردالمحتار ۱/۳۲۹)۔

معلوم ہوا کہ انقلابِ ماہیت اور استحالۂ عین کے نتیجہ میں وہ اوصاف بھی زائل ہوجاتے ہیں، جو پہلے موجود تھے۔

''فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها''(حوالۂ مذکور)(اس سے معلوم ہوا کہ استحالہ عین کے ساتھ وہ وصف میں زائل ہوجاتا ہے جو اس عین پر مرتب ہوتا ہے)۔

انقلاب ماہیت کا حکم کب لگے گا؟

کسی شی کی حقیقت و ماہیت کب بدلتی ہے؟ یا بالفاظ دیگر وہ کون بنیادی اور جوہری عناصر ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے شی کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلتی؟ اگر چہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہو گئے ہوں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بنیادی عناصر درج ذیل ہیں:

۱-نام

۲-صورت وہیئت

۳-رنگ

۴-بو

۵-مزہ

۶-امتیازات، خواص وآثار۔

جب یہ ساری چیزیں بدل جائیں گی تو کہا جائے گا کہ انقلاب ماہیت ہے، جیسے گوبر ولید کا جل کر راکھ بن جانا، شراب کا سرکہ بن جانا، ہرن کے خون کا مشک بن جانا، کتا، خنزیر یا کسی مردار کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، پاخانہ کا کیچڑ بن جانا۔

''استحالہ یعنی عین نجاست کا بدل جانا، کبھی بذات خود ہوتا ہے، کبھی کسی چیز کے واسطے سے، جیسے ہرن کے خون کا مشک بن جانا، اور جیسے شراب کا خود بخود سرکہ بن جانا، یا کسی چیز کے واسطے سے سرکہ بن جانا، مردار کا نمک بن جانا، کتے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، اور گوبر ولید کا جل کر راکھ بن جانا، ناپاک تیل کا صابن بن جانا، بالوعہ (کھاڑ کنواں) کی مٹی جب خشک ہوجائے اور اس کا اثر ختم ہوجائے، نجاست جب زمین میں دفن ہوجائے اور مرور زمانہ سے اس کا اثر ختم ہوجائے، یہ امام محمد کے قول پر ہے، امام ابو یوسف کا اختلاف ہے۔ امام محمدؒ کے قول

کی وجہ یہ ہے کہ جب نجاست متغیر ہوگئی اور اس کے اوصاف ومعانی تبدیل ہوگئے تو وہ نجاست ہونے سے نکل گئی، اس لئے کہ وہ ایسی ذات کا نام ہے جو چند اوصاف رکھتی تھی، جب اوصاف ختم ہوئے تو نجاست بھی ختم ہوگئی اور اس شراب کے مانند ہوگئی جو سرکہ بن گئی ہو جو باتفاق مذاہب، نجاست نہیں رہ جاتی'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۰۰، بدائع الصنائع ۱/ ۴۴۳ مطبوعہ دیوبند)۔

درمختار میں ہے:

''گوبر کی راکھ نجس نہیں، ورنہ تمام جگہوں پر روٹی کا نجس ہونا لازم آئے گا، اور وہ نمک بھی نجس نہیں، جو پہلے، گدھا یا خنزیر تھا اور وہ پاخانہ بھی نجس نہیں جو کسی کنویں میں گرا اور کیچڑ بن گیا، انقلاب عین کی وجہ سے، اسی پر فتوی ہے'' (درمختار مع رد المحتار ۱/ ۴۳۹، نیز دیکھئے: بدائع الصنائع ۱/ ۴۴۳)۔

امام قرافیؒ لکھتے ہیں:

''شریعت میں ازالۂ نجاست تین قسموں پر بولا جاتا ہے: ازالہ، احالہ اور ازالہ واحالہ کا مجموعہ، اور ان قواعد میں سے ہر قاعدہ کی کچھ خصوصیت ہے، جس کے ذریعہ وہ دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے، جہاں تک ازالہ کا معاملہ ہے تو کپڑے، جسم اور مکان میں ازالہ نجاست پانی کے ذریعہ ہوتا ہے، اور احالہ ہی ازالہ نجاست شراب کے سرکہ بن جانے سے ہوتا ہے، اور ازالہ واحالہ کا مجموعہ دباغت میں پایا جاتا ہے، کیونکہ دباغت میں ان نجس فضلات کو دور کیا جاتا ہے جو نچوڑنے سے دور ہوتے ہیں، لہذا دباغت سے چمڑے کے نجس فضلات نکل جاتے ہیں، یہ تو ازالہ ہوا، اور احالہ اس طرح ہوا کہ چمڑا اپنی پرانی ہیئت سے دوسری ہیئت میں تبدیل ہوجاتا ہے'' (الفروق ۴/ ۱۱۱، الفرق ۸۰)۔

مذکورہ بالا ساری عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی نجس چیز کا نام وہیئت بدل جائے، وہ اپنے وجود خاص میں ایک نئے کام سے موسوم ہونے لگے، اس کے اوصاف وخواص تبدیل

ہوجائیں تو اس پر انقلاب ماہیت صادق آئے گا، اور کہا جائے گا کہ وہ سابق کے مقابلہ میں ایک دوسری چیز بن چکی ہے۔

مفتی نظام الدین صاحب اعظمیؒ کہتے ہیں:

''قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت ونئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت وماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص وآثار وامتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہوجائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار وخواص میں دوسرے، اثرات وعلامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں'' (منتخبات نظام الفتاوی ۱/۲۶)۔

مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

''تبدیل حقیقت، صورت کے بدلنے سے ہوتا ہے، نہ کہ حل ہوجانے سے، جیسا کہ پیشاب کا قطرہ پانی میں مغلوب اور حل ہوجاتا ہے، اور نہ اڑ جانے سے، جیسا کہ کپڑا کو شراب میں بھگو کر دھوپ میں ڈال دینے سے شراب اڑ جاتی ہے، کوئی اثر نہیں رہتا ہے مگر کپڑا ناپاک ہی رہتا ہے'' (فتاوی محمودیہ ۱۲/۴۹۲)۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

''فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب حقیقت مطہر ہے، لیکن انقلاب وصف مطہر نہیں ردالمحتار ۱/ ۳۲۵'' (امداد الفتاوی ۱/ ۱۰۰)۔

مکمل انقلاب ماہیت اور اس کا حکم

اگر نجس اشیاء مکمل انقلاب ماہیت کے مرحلہ سے گزر جائیں اور کسی ایسی چیز کا نام و حقیقت وماہیت اختیار کرلیں جو پاک ہو تو وہ نجس اشیاء بھی انقلاب ماہیت کے بعد پاک مانی

جائیں گی۔ردالمحتار میں ہے:

"یجوز أکل ذلک الملح والصلوۃ علیٰ ذلک الرماد کما فی المنیۃ وغیرھا وما فیھا من أنه لو وقع ذلک الرماد فی الماء فالصحیح أنه ینجس فلیس بصحیح إلا علیٰ قول أبی یوسف" (ردالمحتار ۱/۳۲۹) (اس نمک کو (جو پہلے گدھا یا خنزیر تھا) کھانا اور اس راکھ پر (جو پہلے پاخانہ یا کوبر ولید تھی) نماز پڑھنا جائز ہے، جیسا کہ منیہ وغیرہ میں ہے، اور جو اس میں یہ لکھا ہوا کہ اگر وہ راکھ پانی میں پڑ جائے تو صحیح مذہب کے مطابق پانی ناپاک ہو جائے گا، یہ صحیح نہیں ہے، البتہ امام ابو یوسف کے قول کے مطابق یہی بات ہے)۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''گوبر جب جلا دیا گیا اور راکھ بن گیا تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کی طہارت کا حکم دیا جائے گا، اسی پر فتویٰ ہے، ایسے ہی خلاصہ میں ہے، ایسے ہی پاخانہ بھی جل کر راکھ ہو جانے پر پاک ہے، ایسے ہی البحر الرائق میں ہے، جب بکری کا خون سے لت پت سر آگ میں بھونا گیا اور خون زائل ہو گیا تو اس کی طہارت کا حکم دیا جائے گا، نجس مٹی سے جب پیالہ یا ہانڈی بن گئی اور پکا دی گئی تو پاک ہو گئی، ایسے ہی محیط میں ہے، کچی اینٹ، نجس پانی سے بنائی گئی اور آگ میں پکائی گئی تو پاک ہو گئی، ایسے ہی فتاویٰ الفرائب میں ہے، کسی عورت نے تنور دہکایا، پھر اسے ایسے تر کپڑے سے پونچھ دیا جو نجس تھا، پھر اس میں روٹی پکائی تو اگر تنور میں روٹی جانے سے پہلے آگ کی تپش سے تری ختم ہو چکی ہے تو روٹی ناپاک نہ ہو گی، ایسے ہی ''محیط'' میں ہے، تنور کو کوبر ولید سے دہکا کر اس میں روٹی پکانا مکروہ ہے، لیکن اگر اسی تنور میں پانی کا چھینٹا مار دے تو مکروہ نہیں، ایسے ہی ''قنیہ'' میں ہے اور پاکی کے طریقوں میں سے استحالہ بھی ہے، نئے مٹکے میں شراب سرکہ بن گئی بالاتفاق پاک ہے، ایسے ہی قنیہ میں ہے۔ وہ روٹی جو شراب سے گوندھی گئی، دھونے سے پاک نہ ہو گی، اور اگر اس پر سرکہ بہایا گیا اور شراب کا اثر ختم ہو گیا تو پاک

ہے، ایسے ہی ظہیریہ میں ہے، جو روٹی شراب میں ڈال دی گئی پھر شراب سرکہ بن گئی تو اگر شراب کی مہک باقی نہ ہوتو صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہے، ایسے ہی پیاز جب شراب میں ڈالی گئی، پھر شراب، سرکہ بن گئی تو پیاز پاک ہے، کیونکہ اس میں شراب کے جواجزاء ہیں وہ بھی سرکہ بن چکے ہیں، ایسے ہی فتاوی قاضی خان میں ہے، اگر شراب پانی میں پڑی، یا پانی شراب میں پڑا اور شراب سرکہ بن گئی تو پاک ہے، ایسے ہی خلاصہ میں ہے: جب شراب شوربے میں ڈالی گئی، پھر اسی میں سرکہ بھی ڈالا گیا، اگر شوربہ کھٹے پن میں سرکہ کی طرح ہوگیا تو پاک ہے، ایسے ہی ظہیریہ میں ہے، چوہیا شراب میں گری، پھر پھٹنے سے پہلے نکال لی گئی اور وہ شراب سرکہ بن گئی تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ چوہیا شراب میں گرنے کے بعد پھٹ گئی، پھر نکالی گئی اور وہ شراب سرکہ بن گئی تو اس کا کھانا حلال نہیں، ایسے ہی اگر کتے نے انگور کے شیرہ میں منھ ڈال دیا پھر وہ شیرہ شراب بن گیا، پھر شراب، سرکہ بن گئی اس کا کھانا حلال نہیں، کیونکہ کتے کا لعاب اس میں موجود ہے، وہ سرکہ نہیں بنا، ایسے ہی فتاوی قاضی خان میں ہے، اگر پیشاب شراب میں پڑ جائے پھر شراب، سرکہ بن جائے تو پاک نہیں، ایسے ہی خلاصہ میں ہے، نجس سرکہ شراب میں ڈالا گیا، پھر سرکہ بن گیا، نجس ہی رہے گا، کیونکہ نجس متغیر نہیں ہوا، ایسے ہی فتاوی قاضی خان میں ہے، گدھا یا خنزیر نمک کی کان میں گر گئے اور نمک بن گئے، یا بئر بالوعہ (کھاڑ کنواں) مٹی بن گیا، طرفین کے نزدیک سب کے سب پاک ہو گئے، امام ابو یوسف کا اختلاف ہے، ان کے نزدیک پاک نہیں ہوئے، ایسے محیط للسرخسی میں ہے، انگور کے شیرہ کا گھڑا تھا اس نے جوش مارا اور شدت پیدا ہوئی اور جھاگ آ گیا (یعنی شراب بن گیا) پھر جوش ختم ہوگیا اور ساکن ہوگیا اور گھٹ گیا، پھر سرکہ بن گیا، سرکہ اسی گھڑے میں پڑا رہ گیا اور مدت لمبی ہوگئی، گھڑا پاک ہوگیا، ایسے ہی وہ کپڑا جس میں شراب لگ گئی، اسے سرکہ سے دھودیا گیا تو پاک ہوگیا ایسے ہی فتاوی قاضی خان میں ہے، نجس تیل صابن میں ڈالا گیا تو اس کی طہارت کا فتوی دیا جائے گا

کیونکہ متغیر ہوگیا، ایسے ہی زلبدی میں ہے" (فتاوی ہندیہ ۱/ ۴۵، نیز دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۲۳۱)۔

علامہ شامی کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف وصف بدل جانا انقلاب حقیقت نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ اشیاء کے اوصاف تین ہیں، رنگ، بو، مزہ اور گاڑھا و پتلا ہونا، اشیاء کا مزاج وطبیعت کہلاتا ہے، لہذا اگر اوصاف ثلاثہ بھی بدل جائیں، طبیعت بھی بدل جائے، لیکن نام نہ بدلے، خواص نہ بدلیں، امتیازات نہ بدلیں، مختصر یہ کہ ایک نئی حقیقت وماہیت کے ساتھ اس کی تعبیر نہ ہوسکے، تو اسے قلب ماہیت یا استحالہ نہیں کہہ سکتے، ناپاک چیز پاک کا حکم نہیں اختیار کرسکتی۔

چند گرام شراب میں چند کلو پانی یا عرق گلاب، عرق کیوڑہ ملا دیا جائے، ظاہر ہے کہ شراب کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ، تبدیل ہوجائیں گے، پھر بھی اسے طہارت کا حکم نہ ملے گا، کیونکہ یہ تحلیل ہے، استحالہ یا انقلاب نہیں۔

بعض صورتیں جن میں انقلاب ماہیت مانی گئی

سابقہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ شراب، سرکہ بن جائے تو انقلاب ماہیت ہے، اسی طرح گوبر ولید، پاخانہ جل کر راکھ ہوجائے تو انقلاب ماہیت ہے، کتا وخنزیر وغیرہ نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائیں، نجس مٹی کے برتن بنا کر پکا دئے گئے، اینٹ بنا کر پکادی گئی تو انقلاب ماہیت ہے، نجس تیل سے صابن بن گیا تو انقلاب ماہیت ہے، حتی کہ مردار کی چربی اور خنزیر کی چربی سے صابن بن گیا تو بھی انقلاب ماہیت ہے (ردالمحتار ۱/ ۲۳۱، فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱/ ۳۱۵، عزیز الفتاوی ۱، ۲/ ۳۴، فتاوی رحیمیہ ۴/ ۲۵۹، احسن الفتاوی ۲/ ۹۱)۔

گندے پانی سے بنائے ہوئے نمک میں انقلاب ماہیت ہے (احسن الفتاوی ۲/ ۸۲)۔

بچھو جل کر راکھ ہوگیا، قلب ماہیت ہوجانے کی وجہ سے حلال ہے (امداد الفتاوی ۴/ ۱۰۱)۔

بعض صورتیں جن میں انقلاب ماہیت نہیں مانی گئی

کتے نے انگور کے شیرہ میں منہ ڈالا، شیرہ شراب بنادیا گیا، پھر شراب سرکہ بن گئی تو یہ انقلاب ماہیت نہیں ہے، کیونکہ کتے کا لعاب اس میں موجود ہے، وہ سرکہ نہیں بنا، پیشاب، شراب میں پڑ گیا۔شراب کا سرکہ بن گیا، انقلاب ماہیت نہیں ہوا، پیشاب اس میں موجود ہے،نجس سرکہ شراب میں ملا،شراب سرکہ بن گئی، پاک نہیں ہوئی، انقلاب ماہیت نہیں ہے، ناپاک سرکہ اس میں موجود ہے (فتاوی عالمگیری ۱/ ۴۵)۔

ناپاک خشک انگور کا شیرہ بن گیا، ناپاک دودھ کا کویا یا پنیر بن گیا، ناپاک گیہوں کا آٹا بن گیا، آٹے کی روٹی پک گئی، قلب ماہیت نہیں ہوا، سب ناپاک ہیں (ردالمحتار ۱/ ۲۳۱)۔

پیشاب سے بنائے گئے نمک میں انقلاب ماہیت نہیں، ہاں البتہ اگر پیشاب نمک میں گر کر نمک بن جائے تو انقلاب ماہیت ہے (نظام الفتاوی)۔

پیشاب کو فلٹر کر کے اس کو مثل پانی اسی طرح کر دیا گیا جس طرح سمندر کا کھارا پانی میٹھا بنایا جاتا ہے تو انقلاب ماہیت نہیں ہوا۔ پیشاب نجس العین ہے جو بچا ہوا ہے، وہ بھی پیشاب ہی ہے (نظام الفتاوی)۔

ٹاڑی بسکٹ میں ڈالی گئی، قلب ماہیت نہیں ہوا (فتاوی محمودیہ ۱۱/ ۲۹۱)۔

برش میں سور کے بال لگانا قلب ماہیت نہیں ہے (کتاب مذکور ۱۲/ ۳۷۲)۔

گندھک کو پیشاب میں اتنا پکایا گیا کہ پیشاب باقی نہیں رہا تو بھی گندھک ناپاک ہے، قلب ماہیت نہیں ہوا (فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱/ ۳۰۲)۔

دواؤں اور معجون وغیرہ میں نجس اشیاء کا استعمال انقلاب ماہیت نہیں ہے، دواء کے مجموعی اثر اور خاصیت کو انقلاب عین نہ کہا جائے گا (فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱/ ۳۱۱)۔

انقلابِ ماہیت اور موروثی خصوصیات کا معاملہ

انقلابِ ماہیت سے گزرنے والی چیز، خواہ نجس العین ہو(مثلاً شراب، کوبر ولید، پاخانہ، خنزیر، مردار، بہتا خون وغیرہ) یا غیر نجس العین (مثلاً کتا، ہاتھی، نجس تیل، نجس چربی، نجس پانی وغیرہ) سب کا حکم یکساں ہے، انقلاب کے بعد سب کو پاک قرار دیا جائے گا۔

خواہ تبدیلی کے بعد، جن اشیاء سے مل کر یہ بنی ہو ان کا کوئی اثر اور کوئی خاصیت اس میں برقرار نہ ہو یا یہ نئی پیدا ہونے والی شی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہو، دونوں صورتوں کا حکم یکساں ہوگا۔

لیکن خیال رہے کہ حکم کی یکسانیت اس وقت ہوگی جب اس پر استحالۂ عین یا انقلاب ماہیت پورے طور پر صادق آجائے، اس مفہوم کے صادق آجانے کے بعد طہارت کے حکم میں دونوں کے مابین کوئی فرق نہ ہوگا۔

اس کی مزید وضاحت کے لئے ناپاک تیل سے بنے صابن کے مسئلہ کو لیجئے۔ صابن بنانے کے لئے تیل و چربی کا استعمال ہوتا ہے، کسی بھی صابن میں چکناہٹ اور جھاگ تیل و چربی کے ذریعہ ہی پیدا ہوتی ہے، پھر الگ الگ تیلوں کی الگ الگ خصوصیات ہیں جو صابن بنانے میں اپنا اظہار کرتی ہیں۔ صابن بنانے والی کتابوں میں یہ تفصیلات موجود ہیں۔

جب کوئی تیل یا چربی صابن کی شکل اختیار کرے گی تو اس صابن میں تیل و چربی کی موروثی خصوصیات (چکناہٹ، جھاگ اور پانی کو جذب کرنے کی صلاحیت) ضرور برقرار رہیں گی، اس وجہ سے کہ وہ نجس العین ہے یا غیر نجس العین ہے، صابن بن جانے کے باوجود موروثی خصوصیات ختم نہ ہوں گی۔

لہٰذا جب کتب فقہ وفتاویٰ میں ناپاک تیل کی طرح، مردار کی چربی اور خنزیر کی چربی، صابن بن جانے پر تحول عین قرار دے کر طہارت کا حکم رکھتی ہے جب کہ ایک (ناپاک تیل) غیر

نجس العین ہے، اور دوسرا (مردار کی چربی اور خنزیر کی چربی) نجس العین ہے، اور موروثی خصوصیات (چکناہٹ، جھاگ وغیرہ) دونوں میں برقرار ہے، اس سے معلوم ہوا کہ موروثی خصوصیات کی برقراری کے باوجود طہارت کا حکم نجس العین اور غیر نجس العین ہر ایک پر لگے گا۔

اسی طرح گوبر ولید اور پاخانہ کا معاملہ ہے، بنر بالوعہ ہے، مٹی بن جانے پر انقلاب ماہیت کی وجہ سے طاہر قرار پاتے ہیں، جب کہ اس مٹی کو خالص مٹی نہیں کہا جاتا ہے بلکہ کھاد کہا جاتا ہے، اور اس مٹی (کھاد) میں موروثی خصوصیات (نباتات کو نشوونما دینے کی صلاحیت) موجود ہوتی ہیں۔

ان تمام باتوں سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہر چیز میں دو طرح کے خواص ہوتے ہیں: ظاہر کچھ اور باطنی کچھ، تحول عین یا انقلاب ماہیت کے نتیجہ میں ظاہری خواص کا ختم ہوجانا ضروری ہے، باطنی خواص (موروثی خصوصیات) کا ختم ہونا ضروری نہیں ہے، اور اس معاملہ میں نجس العین وغیر نجس العین دونوں برابر ہیں۔

قلب ماہیت کے اسباب

قلب ماہیت کبھی کبھی بذاتِ خود ہوجاتی ہے، جیسے خون کا مشک بن جانا، شراب کا سرکہ بن جانا، گوبر ولید کا مٹی بن جانا، اور کبھی کبھی کسی دوسری چیز کے واسطے سے ہوتی ہے، جیسے شراب میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے جس سے وہ سرکہ بن جائے، مثلاً پیاز ڈالنا، دھوپ یا دواء وغیر کے ذریعہ قلبِ ماہیت جیسے چمڑے کی دباغت، جلانا، جیسے لید وگوبر کا راکھ بن جانا، خلط کے نتیجہ میں استہلاک عین جیسے ناپاک تیل کا صابن بن جانا، ناپاک چیز کا کسی پاک چیز میں پڑ کر وہی چیز بن جانا جیسے خنزیر کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کیمیاوی عمل سے کوئی چیز اس طرح بدل دی جائے کہ وہ بالکلیہ دوسری حقیقت وماہیت بن جائے۔

فلٹر یا کشید کرنے کا عمل

فلٹر یا کشید کرنے کے عمل کو انقلابِ ماہیت نہیں کہہ سکتے، کیونکہ اس کے نتیجہ میں شئ کی خصوصیات، اثر انگیزی وغیرہ بدلتی ہیں، شئ کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلتی۔ یہ صرف ایک تحلیل وتجزیاتی عمل ہے، کسی شئ کے اجزاء میں سے بعض کو علاحدہ کرلیا ہے، ناپاک پانی کے ہر ہر جزء میں ناپاکی اور نجاست حلول کئے ہوئے ہوتی ہے، کسی تجزیاتی عمل سے اگر بظاہر ناپاک اجزاء نکال دیئے جائیں تو بھی ان کا جو اثر پانی میں سرایت کرچکا ہے وہ پانی کو ناپاک بناچکا ہے، اس کے پاک ہونے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ وہ ماء کثیر میں ملادیا جائے۔

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے اپنے گیارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ ۱۹۸۹ء میں ایسے پانی کے پاک ہونے کا جو فیصلہ کیا ہے (اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے تیرہویں سمینار کے عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت/۲۱ پر اس فیصلہ کا ذکر ہے) احقر کی نگاہ میں محل نظر ہے۔

البتہ جہاں نجاست اور شئ نجس، دونوں کا امتیاز ممکن ہو وہاں نجاست کو الگ کردینا، اس شئ کو پاک بنادے گا، جیسے چمڑے سے جب نجس رطوبت ختم کردی جائے تو چمڑا پاک ہوجائے گا، خواہ وہ مردار کا چمڑا ہو یا مذبوح جانور کا۔

مرکب دواؤں اور مرکب اشیاء کا حکم

مرکب دوائیں جو مختلف اجزاء وعناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال، ان کے خلط و اختلاط کو ''انقلاب حقیقت واستحالہ'' نہیں کہہ سکتے، کیوں کہ مجموعی تاثیر اگرچہ بدل جاتی ہے، مگر ہر جزء اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود رہتا ہے انہی صفات وخواص کے مجموعہ سے نئی تاثیر پیدا ہوتی ہے، اسے تحویل کہہ سکتے ہیں، یعنی حل ہوجانا، لیکن قلبِ ماہیت نہیں کہہ سکتے۔ دواؤں کے مجموعی اثر اور خاصیت کو انقلاب عین نہ کہا جائے گا (فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱/ ۳۰۲)۔

دواؤں کے علاوہ دیگر اشیاء میں نجس تیل یا مردار کی چربی یا خنزیر کی چربی سے بنے صابن کی طہارت کا مسئلہ سابقہ عبارت میں متعدد مقامات پر گذر چکا ہے۔ بسکٹ میں ایسی چربی ملانا قلب ماہیت نہیں ہے، فتاوی محمودیہ ۱۱/۲۹۱ پر ایک مسئلہ موجود ہے جس میں بسکٹ میں تاڑی ملانے کو قلب ماہیت تسلیم نہیں کیا گیا، اس کے پیش نظر بسکٹ میں خنزیر یا مردار کی چربی کے استعمال کو بھی قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا۔

ٹوتھ پیسٹ یا ٹوتھ پاؤڈر وغیرہ میں چونکہ اجزاء کی صرف تحلیل ہوتی ہے، استحالہ نہیں ہوتا، اس لئے خنزیر کی ہڈی ہو تو حرام ہے، استعمال نہ کی جائے۔ دیگر جانوروں کی ہڈیوں میں مذبوح جانوروں کی ہڈیاں تر وخشک، دونوں کا استعمال جائز ہے، مردار کی ہڈیوں کا خشک ہونے پر استعمال جائز ہے۔ کتے کی خشک ہڈی بھی استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے (فتاوی عالمگیری ۵/ ۳۵۴ کتاب الکراہیہ)۔

الکحل کی حقیقت

موجودہ زمانہ میں بہت سی دواؤں اور بہت سی چیزوں میں الکحل استعمال ہوتا ہے، ہومیوپیتھی کی کوئی دوا الکحل سے خالی نہیں ہوتی، اسی طرح ایلوپیتھی میں بھی اس کا استعمال ہے، کھانے کی چیزوں بسکٹ اور شربت میں بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے، بعض سینٹ اور خوشبو اور خاص طور سے اسپرے میں الکحل ڈالا جاتا ہے۔

لہذا اب سے پہلے اس کی حقیقت میڈیکل سائنس دانوں کے بیانات کی روشنی میں واضح کی جاتی ہے، اس کے بعد اس کا حکم بیان کیا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد علی بار کہتے ہیں:

''یہ دراصل عربی لفظ'' الغول'' کی تحریف ہے، ''غول'' عربی میں نشہ اور درد کی اس

کیفیت کا نام ہے جو شراب سے پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالی نے جنت کی شراب سے اس وصف کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: "لا فیھا غول و لا ھم عنھا ینزفون" (سورہ صافات: ۴۷) (نہ اس میں دردسر ہوگا نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا)۔

اہل مغرب نے اس لفظ کو عربی سے نقل کر کے "الکحل" بنادیا۔

الکحل کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے "الکحل ایک بے رنگ، بخار بن کر اڑ جانے والا سیال ہے جو کاربن ہائیڈ وریٹ وآکسیجن اور ہائیڈ روجن کے ساتھ کاربن کے مرکب میں خمیر اٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

الکحل ایک ایسا نامیاتی مرکب (Organic Comound) ہے جو گیس کی تین اقسام کاربن، ہائیڈ روجن اور آکسیجن سے مل کر بنتا ہے۔ الکحل کی دو قسمیں ہیں:

۱-میتھائل الکحل (Mathyl Alcohal)

۲-ایتھائل الکحل۔

الکحل کی عام خصوصیات میں سے یہ ہے کہ زیادہ تر الکحل بے رنگ اور رقیق ہوتے ہیں، اس میں ایک مخصوص قسم کی بو اور آتشی ذائقہ ہوتا ہے، عام الکحل پانی سے ہلکے ہوتے ہیں، اور پانی میں مکمل طور پر حل ہوجاتے ہیں۔

میتھائل الکحل نوعیت کے اعتبار سے زہریلا اور نشہ آور ہوتا ہے، اگر اس کو پینے میں استعمال کیا جائے تو اس سے اندھاپن بلکہ موت واقع ہوسکتی ہے، یہ ہلکے شعلے کے ساتھ جلتا ہے اس کا استعمال پینٹ اور لکڑی کی پالش کو حل کرنے، مختلف عطریات اور دواؤں میں بطور پگھلانے والے مادہ کے استعمال ہوتا ہے۔

ایتھائل الکحل بھی نشہ آور ہوتا ہے، اور بہت تیزی سے اڑ جانے والا مادہ ہوتا ہے، یہ شراب کی روح اور اس میں سکر پیدا کرنے کا سبب ہے۔

الکحل کی اقسام میں سب سے زیادہ استعمال ایتھائل الکحل ہی کا ہوتا ہے، ایتھائل الکحل دوطرح سے بنایا جاتا ہے:

۱۔شکر یا نشاستہ کو خمیر کر کے۔

۲۔ آتھین میں پانی ملا کر (Hydrotion) زیادہ تر ایتھائل الکحل مولاسیس (Molasses) سے تیار کیا جاتا ہے،مولاسیس ایک گہرے رنگ کے گاڑھے شربت کی طرح کا رقیق ہوتا ہے، جو گنے کے رس سے شکر کے دانے بنانے کے دوران دانے بننے کے بعد بچا رہ جاتا ہے(ہمارے علاقہ میں اسے ''چوٹا''(واؤ مجہول کے ساتھ) کہتے ہیں)۔مولاسیس کے اندر اس کے بعد بھی تقریباً ۳۰فیصد شکر موجود ہوتی ہے جس کو دانوں کی شکل میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے، لہذا خمیر کے عمل کے نتیجہ میں مولاسیس میں موجود شکر کو ایتھائل میں تبدیل کرلیا جاتا ہے۔

ایتھائیل کا استعمال پینٹ، وارنش، دوائیں، رنگ، صابن اور مصنوعی ربڑ بنانے میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے، جیسے پٹرول کے بدل کے طور پر موٹر کار کو چلانے کے لئے بھی مستعمل ہے، ایتھائیل کو جراثیم کش کے طور پر زخموں کو صاف کرنے اور سرنج وغیرہ صاف کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

الکحل آمیز مشروبات میں ایتھائیل استعمال کیا جاتا ہے، ایتھائیل کو محلول کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے، نیز غیر منجمد رکھنے والے مرکبات (Anti Freege Mixtures) بنانے کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے میں بھی ہوتا ہے، کچھ دوسری دواؤں میں صرف ایک خاص لذت پیدا کرنے کی غرض سے ملایا جاتا ہے،مختلف قسم کے انجکشن میں ایتھائیل کا استعمال ہوتا ہے، کھانسی کے شربت میں بھی استعمال ہوتا ہے، جب کہ ایلوپیتھک دواؤں میں الکحل کا استعمال احساس کو دبانے کے لئے ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں الکحل کی بابت درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

۱- الکحل ایک نشہ آور مرکب ہے۔

۲- یہ مختلف اقسام کی گیہوں سے مل کر بنتا ہے، نیز مولاسیس سے بھی تیار کیا جاتا ہے۔

۳- مولاسیس گنے کے رس سے نکلنے والا ایک گاڑھا رقیق مادہ ہے۔

۴- الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے والے مادہ کے طور پر نیز ایک خاص لذت پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

۵- الکحل احساس کو کم کرنے کے لئے بھی دواؤں میں ملایا جاتا ہے (عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت/۶-۸ مرتب محمد فہیم اختر ندوی)۔

الکحل کا حکم

الکحل سے متعلق جو تفصیلات مذکور ہوئیں ان میں سے خشک دواؤں (ٹیبلٹ یا پاؤڈر) خشک رنگ جو پاؤڈر کی شکل میں ہو، صابن اور مصنوعی ربڑ بنانے میں الکحل کا استعمال استحالہ عین اور قلب ماہیت قرار دیا جا سکتا ہے۔

لیکن سیال ماہیت کی شکل والی دوائیں، سیال و پیسٹ کی شکل کے رنگ، ہاتھ منہ دھونے یا کپڑا دھونے کے ایسے صابن جو سیال یا پیسٹ کی شکل میں ہوں، ان میں الکحل کا استعمال قلب ماہیت نہیں ہے۔

اس طرح پینٹ، وارنش، ٹوتھ پیسٹ، خمیر اٹھانے میں اور ہومیو پیتھی میں الکحل کا استعمال قلب ماہیت نہیں قرار دیا جا سکتا، تحلیل یا حل ہوجانا کہہ سکتے ہیں۔

کیونکہ مذکورہ استعمالات میں الکحل اپنی پوری خصوصیت کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ البتہ جن مواقع پر الکحل کے استعمال کو قلب ماہیت نہیں قرار دیا جا سکتا، وہاں بھی بعض صورتوں میں جواز کی شکل بنتی ہے۔ جب وہ انگور، کشمش یا کھجور سے تیار نہ کیا گیا ہو، ان کے علاوہ چیزوں

مثلاً جو، گندم، جوار، مولاسیس (چونا) وغیرہ سے بنا ہو۔

اس سلسلہ میں مولانا رشید احمد اور مفتی نظام الدینؒ کے فتاوی قابل توجہ اور لائق دید ہیں (دیکھئے: احسن الفتاوی ۲/ ۹۵، منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۵۲، امداد الفتاوی ۴/ ۲۰۹، ۲۱۰)۔

دواؤں میں خون کا استعمال

بعض ادویات میں جانوروں کے خون کا استعمال ہوتا ہے، سمت اور زہر کو ختم کرنے کے لئے جانوروں کے خون سے انٹی باڈی (Antibody) ٹیکے بنائے جاتے ہیں۔

مریض کے خون میں ہیموگلبین (Hemoglobin) کی کمی دور کرنے کے لئے جانوروں کے خون سے نکالے گئے ہیموگلوبین کو ایک خاص شکل دے کر بعض ادویات بنائی جاتی ہیں، اور ایسے مریضوں کو استعمال کرائی جاتی ہیں۔

ان ادویات کے بنانے کی تفصیلات فراہم نہ ہوسکیں اس لئے یہ بتانا مشکل ہے کہ کون سی صورت قلب ماہیت ہے، کون صرف تحلیل وتجزیہ ہے۔

خون، خواہ مذبوح جانور کا ہو یا غیر مذبوح کا، نجس العین ہونے کی وجہ سے حرام ہے، جس دوا میں پڑا ہو وہ دوا بھی حرام ہے، خارجی وداخلی کوئی استعمال جائز نہیں۔

البتہ اگر کسی دوا میں قلب ماہیت اور استحالہ عین صادق آجائے تو پاک وحلال ہوجائے گا، لیکن صرف تحلیل وتجزیہ ہو تو نجس العین کا حکم باقی رہے گا، اور اسی صورت میں اجازت ہوگی جہاں حاجت وضرورت کے تحت حرام ونجس اشیاء سے علاج کی گنجائش ہوجاتی ہے۔

خیال رہے کہ جب حرمت ہوگی تو خارجی وداخلی ہر استعمال کی حرمت ہوگی اور جب اجازت وحلت ہوگی تو داخلی وخارجی ہر استعمال کی اجازت وحلت ہوگی۔

جلاٹین کیا ہے؟

انقلاب ماہیت کے تحت جلاٹین کی حقیقت و ماہیت کو سمجھنا ضروری ہے، تا کہ غور کیا جا سکے کہ جلاٹین میں انقلاب ماہیت، استحالہ عین، خلط و استہلاک کا تحقق ہے یا نہیں؟

یہ تحقیق اس لئے ضروری ہے کیونکہ موجودہ دور میں جلاٹین کا استعمال کثرت سے ہو رہا ہے، اور بے حد عام ہے، ہر کس و ناکس اس سے دوچار ہوتا ہے، ہر ایک کو اس کے متعلق حلت وحرمت کا مسئلہ معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس کا استعمال کس طرح عام ہے، اس کے متعلق انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کہتا ہے ''جلاٹین کا استعمال جیلی والے گوشت، سوپ، ٹافیاں وغیرہ بنانے کے لئے شکل دیئے ہوئے میٹھے کھانوں مثلاً (جیلی اور اس طرح کے دیگر کھانے)، اور جھاگ دار غذاؤں مثلاً آئس کریم اور پانی کے ساتھ مختلف قسم کے روغن اور چکنائیوں کا مکسچر بنانے کے لئے کیا جاتا ہے۔

اس کے متعلق دیگر واقفین وماہرین کے بیانات یہ ہیں:

''ساؤتھ افریقہ کی ایک مسلم تنظیم ''ساؤتھ افریقن نیشنل حلال اتھارٹی'' کے مطابق مختلف مٹھائیوں اور دودھ سے بنی اشیاء میں اس کا بہت استعمال ہوتا ہے۔ دیگر ماہرین کہتے ہیں کہ سر اور چہرہ میں لگائی جانے والی مختلف قسم کے کریم میں اور آرائشی مصنوعات میں جلاٹین کا استعمال ہوتا ہے۔ دواؤں کی طرف آیئے تو چھ سو سے زائد ایسی دوائیں ہیں جن میں جلاٹین کا استعمال ہوتا ہے۔ ان دواؤں میں کیپسول اور کھانسی دور کرنے والی دوائیں زیادہ ہیں۔ ان کے علاوہ جلاٹین کا استعمال فوٹوگرافی کی فلم، کاغذ، رنگوں اور لیتھوگرافی (پتھر یا دھات سے چھپائی) کے لئے بھی کیا جاتا ہے۔

انٹرنیٹ کی معلومات میں بتایا گیا ہے کہ جلاٹین کی بے شمار خصوصیات، جیسے جیلی بنانا، کسی شئ کو گاڑھا کرنا اور اس کو جمانا، فلم بنانے کے لئے اس کی شکل پذیری میں معاون ہوتا اور

اشیاء کو گاڑھا کرنا، کے باعث درج ذیل صنعتوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے:

☆غذا (مٹھائیوں اور دودھ سے بننے والی اشیاء گوشت کی مصنوعات وغیرہ)

☆ دواؤں کی صنعت

☆ فوٹوگرافی

☆ بے شمار تکنیکی استعمالات (عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت)۔

ایک اور واقف کار یوں لکھتے ہیں:

''میڈیکل میں جلاٹین عام طور پر کیپسول بنانے میں استعمال ہوتا ہے، اس سے نرم اور سخت دونوں قسم کے کیپسول بنائے جاتے ہیں، ان کے علاوہ یہ پیسٹ سرکہ Passted Coffee کے بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے، نیز مصنوعی جوس میں بھی استعمال ہوتا ہے (ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی کی پیش کردہ تحقیق)۔

ایک اور وضاحت یہ ہے:

''ماہرین کے مطابق سخت قسم کے کیپسول عام طور پر ہڈی اور خنزیر کے گوشت کی پرت سے بنائے جاتے ہیں، کیونکہ خنزیر کے گوشت سے بنا جلاٹین کیپسول میں شفافیت اور لچک پیدا کرتا ہے (محمد فہیم اختر ندوی عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت/۱۱)۔

یہ تو جلاٹین کے استعمال کی عمومیت ہوئی، ظاہر ہے کہ شاید ہی کوئی بچ جائے جسے جلاٹین کسی نہ کسی طور پر استعمال کرنے کی نوبت نہ آئے، ورنہ ہر ایک کا سابقہ پڑتا ہے، یا پڑ سکتا ہے۔

ماہرین بتاتے ہیں کہ جلاٹین حاصل ہونے کے عام ذرائع جانوروں کی ہڈیاں اور کھالیں ہیں، جن میں خنزیر کی کھال بھی شامل ہے۔ اس کے خام مال میں گائے، بھینسوں کی ہڈیاں، (سو فیصد) خنزیر کی کھال ۴۲ فیصد اور گائے بھیسوں کی کھال ۲۷ فیصد استعمال

ہوتی ہے۔

جلاٹین دو طرح سے پایا جاتا ہے، دانوں کی شکل میں اور باریک سفوف کی شکل میں، یہ بے بو اور بے ذائقہ ہوتا ہے، یہ بہ آسانی ہضم ہوجاتا ہے، یہ خالصتاً ایک پروٹینی غذا ہے، یہ جانوروں کے کولاجین (Collagen) سے حاصل کیا جاتا ہے، کولاجین جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں پایا جانے والا پروٹین ہوتا ہے، جلاٹین غیر زہریلا ہوتا ہے، جلاٹین کی طبعی خصوصیات براہ راست جانوروں، کے کولاجین اور اس میں استعمال کئے گئے کیمیاوی مادوں وغیرہ سے متعلق ہوتی ہیں (حوالہ مذکور)۔

جلاٹین کا حکم

جلاٹین بنانے کے جو طریقے ماہرین کی تحریروں سے معلوم ہوئے، ان میں سے کسی بھی طریقہ پر انقلاب ماہیت اور استحالۂ عین کی تعریف صادق نہیں آتی ہے، کیونکہ ہر صورت میں عین یعنی اصل مادہ موجود ہے، خواہ اسے گوند کی شکل دیدی گئی ہو یا برادہ اور پاؤڈر کی، لیکن یہ برادہ اور پاؤڈر یا گوند اور لئی اسی چمڑے اور ہڈی یا گوشت کی ہی ہے، اس کے اوصاف بدلے ہیں، حقیقت نہیں بدلی۔

اسے تحلیل وتجزیہ کہہ سکتے ہیں، انقلاب ماہیت وحقیقت نہیں کہہ سکتے، یہ ایسے ہی ہے جیسے پیشاب کو فلٹر کردیا جائے، اس سے اس کی شوریت وتیزابیت وغیرہ ختم ہوجائے گی۔ مثل پانی ہوجائے گا، جیسے سمندر کے کھارے پانی سے نمکینی ختم کر کے میٹھا بنادیتے ہیں، اس میں اصل مادہ ختم نہیں ہوتا، نہ اس میں کوئی ایسا تغیر آتا ہے جسے انقلاب ماہیت وحقیقت اور استحالۂ عین قرار دیا جائے۔ بعض ماہرین کا یہ جملہ:

''جلاٹین مختلف چیزوں سے حاصل کیا ہوا ایک (Product) ہے، جو کہ جانوروں کی

آنتوں، ہڈیوں اور کھالوں کو ایک خاص شکل میں دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کہ کبھی بھی اپنی اصلی حالت میں واپس نہیں ہوتا''۔

آنتوں کی جلاٹین کا طریقہ میں اندازہ یہ ہے کہ وہی ہوگا جو کھالوں اور ہڈیوں کا مذکور ہوا، صرف تحلیل وتجزیہ ہی ہے، جب اصل مادہ ختم نہ ہوگا، تو اسے انقلاب ماہیت نہ کہہ سکیں گے۔

البتہ اگر آنتوں کی جلاٹین کا کوئی اور طریقہ ہو تو ماہرین کی وضاحت کے بعد اس پر بھی غور کیا جاسکتا ہے، فی الحال تو اسے بھی قلب ماہیت قرار دینے کی گنجائش نظر نہیں آتی۔

اپنی اصل حالت میں واپس نہ ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا، پیشاب فلٹر کرنے کے بعد اپنی اصل حالت میں واپس نہیں ہوگا، ناپاک خشک انگور کا شیرہ بن گیا تو انقلاب ماہیت نہیں ہے۔ حالانکہ وہ خشک انگور اب اپنی اصل حالت میں واپس نہیں ہوسکتا، یا دودھ کا کھویا بن گیا، ناپاک گندم کا آٹا پس گیا، آٹے کی روٹی پک گئی، انقلاب ماہیت نہیں ہوا، جب کہ دودھ اور گندم اب اصل حالت میں واپس نہیں ہوسکتے۔

لیکن بہر حال انقلاب ماہیت و استحالۂ عین نہ ہونے کے باوجود جلاٹین کی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز، تفصیل یہ ہے:

۱- خشک ہڈی جو خنزیر کی نہ ہو، خواہ کسی بھی مردار یا مذبوح جانور کی ہو اس کی جلاٹین استعمال کرنا جائز ہے (دیکھئے: ہدایہ ۳/ ۵۵ باب بیع الفاسد، فتاوی ہندیہ ۵/ ۵۴ ۳ باب الکراہیۃ وغیرہ)۔

۲- مذبوح جانور کی ترہڈی اور اس کی کھال اور مردار جانور کی دباغت شدہ کھال کی جلاٹین استعمال کی جاسکتی ہے۔

۳- ماکول اللحم جانور کی آنت کی جلاٹین استعمال کی جاسکتی ہے۔

۴- خنزیر کی کھال اور اس کی خشک وترہڈی کی جلاٹین جائز نہیں، اسی طرح مردار جانور کی ترہڈی اور غیر دباغت شدہ کھال اور اس کی آنت کی جلاٹین جائز نہیں ہے۔

کتے کی خشک وتر دونوں ہڈی سے بنی جلاٹین جائز نہیں ہے۔

جلاٹین کے خارجی وداخلی استعمال اور کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر چیزوں میں برتنے کے سلسلے میں یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ پاک ہوجانے سے اس کا حلال ہونا لازم نہیں آتا۔ ہوسکتا ہے کہ ایک چیز کسی صورت حال کے نتیجہ میں پاک قرار دی جائے مگر کھانا حلال نہ ہو۔

درمختار میں ہے:

''دباغت کے بعد مردار کی کھال سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے کیونکہ وہ پاک ہوجاتی ہے، لیکن کھانے کے علاوہ کاموں میں فائدہ اٹھایا جائے اگر چہ ماکول اللحم مردار جانور کی ہی کھال ہو۔ صحیح مذہب یہی ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ تم پر مردار حرام کیا گیا ہے، اور یہ کھال اسی مردار کا جزء ہے، مجمع میں ہے کہ ہم نجس تیل کو بیچنے اور کھانے کے علاوہ دوسرے کاموں میں اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دیتے ہیں لیکن مردار کی چربی بیچنے اور فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتے'' (الدرالمختار وردالمحتار ۴/ ۱۴۸)۔

علامہ ابن عابدین شامی اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعض فقہاء کہتے ہیں کہ ماکول اللحم مردار جانور کی کھال دباغت کے بعد کھانا جائز ہے، کیونکہ وہ پاک ہے۔ البتہ غیر ماکول اللحم جانور کی کھال مثلاً گدھے کی کھال بالاجماع دباغت کے بعد بھی کھانا جائز نہیں، اس لئے کہ اس میں دباغت، شرعی ذبیحہ سے زیادہ قوی نہیں، جب شرعی ذبیحہ اس کو مباح نہیں کرتا تو دباغت کیسے مباح کردے گی'' (ردالمحتار ۴/ ۴۴۸)۔

فضلات سے جانوروں کی غذا تیار کرنا

اب تک گفتگو ان چیزوں کے متعلق تھی جن میں نجس اشیاء کو مختلف مراحل سے گذار کر انسان اپنے استعمال میں لاتا ہے، لیکن اس طرح کی چیزیں انسان نے اپنے لئے ہی تیار نہیں کی

ہیں، جانوروں کے لئے بھی تیار کررکھی ہیں، اسے جانوروں کی پروٹینی غذا کہا جاتا ہے، یہ غذا گیہوں، مکئی کے چور، مختلف پھلوں اور سبزیوں کے چھلکوں، جانوروں اور مچھلیوں کی آلائش، فضلات، خون، نجاست، کھال، ہڈی، آنتوں وغیرہ کوشامل کرکے بنائی جاتی ہے۔

پہلے یہ ساری چیزیں بڑے دیگوں میں پکائی جاتی ہیں، اس طرح ان کے جراثیم ختم ہوجاتے ہیں، پھر انہیں خشک کیا جاتا ہے، پھر پیسا جاتا ہے پھر اس میں وٹامن والی اشیاء ملائی جاتی ہیں ان مراحل سے گذرنے کے بعد:

''سابق نجاست کے اوصاف بدل جاتے ہیں، رطوبت کی جگہ خشکی آجاتی ہے، رنگ دوسرا ہوجاتا ہے اور دوسرے کیمیائی مواد کے اضافہ کی وجہ سے نجاست کی بو ختم ہوجاتی ہے، اب اس کا نام بھی نیا ہوتا ہے اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ان اوصاف میں تبدیلی کی وجہ سے نجاست کی حقیقت بدل گئی اور انقلاب ماہیت ہوگیا'' (عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت/ ۱۲)۔

اس معاملہ میں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ مذکورہ مراحل سے گذرنا، انقلاب ماہیت ہے یا نہیں؟ کیونکہ معاملہ جانوروں کی غذا کا ہے، ان کی غذاؤں کے لئے حلت وحرمت کے وہ مسائل نہیں جو انسانوں کے لئے ہیں۔

اگر کوئی جانور (مرغی، بکری، گائے، بھینس) عین نجاست کھالے، یا کھاتا رہے اور اس کے بعد گوشت وپوست میں نجاست کی بدبو نہ پیدا ہو، یا بدبو پیدا ہوجائے تو کچھ دن اس کی خصوصی نگہداشت کرکے، بدبو کے ختم ہوجانے کا یقین ہونے پر کھانا حلال ہوجاتا ہے (درمختار ۵/ ۲۴۰ کتاب الحظر والاباحہ، امداد الفتاوی ۴/ ۱۰۵)۔

تو موجودہ صورت حال میں جب کہ بدبو ہی نہیں ہے اور مختلف مراحل نے اس غذا کو قلب ماہیت کے قریب کردیا ہے (جانوروں کی مذکورہ غذا کے تیار کرنے میں جن مراحل کا تذکرہ کیا ہے اور جو آخری صورت حال بتائی گئی ہے، احقر کے خیال میں وہ قلب ماہیت نہیں بلکہ تحلیل

وتجزیہ ہے، یا خلط واختلاط ہے جو مرکب دواؤں (معجون سرپ وغیرہ میں ہوتا ہے) اس میں بھی شی کے کچھ اوصاف ختم ہوجاتے ہیں، کشید کرنے اور فلٹر کرنے میں بھی کچھ اوصاف ختم ہوتے ہیں مگر یہ انقلاب ماہیت نہیں، اسی طرح نام کی تبدیلی اس نجاست کی نہیں ہوئی، بلکہ مجموعہ کا نام متعین کیا گیا ہے، کیونکہ پہلے وہ مجموعہ بے نام صرف اجزاء ونجاست، چھلکے، ہڈی، چوکر وغیرہ کی شکل میں تھا، اب مجموعہ کا ایک نام پڑ گیا، اسے نجاست کے نام کی تبدیلی نہیں کہہ سکتے، یہ ایسے ہی ہے جیسے مختلف ادویہ سے بنی ہوئی مرکب دوا کا نام رکھا جاتا ہے)۔ ایسی صورت میں جانوروں کے لئے اس غذا کے استعمال میں ممانعت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی (دیکھئے امداد الفتاوی ۴/ ۹۱)۔

ناپاک اشیاء کا بدل تلاش کیا جائے

خالق کائنات نے کائنات میں پاک وناپاک اور حلال وحرام دونوں طرح کی اشیاء پیدا کی ہیں، پاک وحلال اشیاء انسان کے لئے سراسر نافع اور فائدہ مند ہیں، ناپاک وحرام اشیاء، مضرت اور غیر نافعیت کا پہلو رکھتی ہیں، اگر ان میں کسی بھی درجہ میں بظاہر کچھ نفع کا بھی پہلو ہو تو وہ انتہائی مغلوب اور ناقابل توجہ ہوتا ہے۔

ان میں نفع کا جو تھوڑا بہت پہلو ہوتا ہے، وہی نفع دوسری حلال وپاک اشیاء میں ان کے مقابلہ میں بدرجہ اتم موجود ہے، ایسا نہیں ہے کہ پاک وحلال اشیاء ان مفید اور نافع اثرات سے خالی ہوں۔

حضرت ابو الدرداء کی اس روایت میں اس کا واضح اشارہ موجود ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بالحرام'' (ابوداؤد ۲/ ۵۴۰ باب فی الادویۃ المکروھۃ) (اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں پیدا کیا

ہے، اور ہر بیماری کی کوئی نہ کوئی دوا بنائی ہے، لہٰذا دوا علاج کرو لیکن حرام سے علاج نہ کرو)۔

یہ اور اس طرح کی کئی احادیث موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ہر بیماری کا دنیا میں اللہ نے علاج پیدا کر دیا ہے، یہ الگ بات ہے کہ معالجین اس علاج تک پہنچیں یا نہ پہنچیں، یا تحقیق کرتے کرتے بعد میں پہنچیں۔

اس حدیث میں قابل غور پہلو یہ ہے کہ اس میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے، لہٰذا علاج کراؤ، دوسری طرف حرام سے علاج کرانے سے منع بھی کر دیا، اس سے ظاہر ہوا کہ علاج حلال سے بھی ہوسکتا ہے اور حرام سے بھی، لیکن علاج صرف حلال چیزوں سے کرنا کرانا ہے، حرام سے نہیں۔

یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر کسی بیماری کا علاج صرف حرام سے ہی دریافت ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا حلال علاج موجود نہیں ہے، حلال علاج تو موجود ہی ہے، یہ الگ بات ہے کہ معالجین انہیں دریافت نہ کر سکے ہوں۔

جب ہر بیماری کا علاج موجود ہے اور علاج کرانے کا حکم بھی ہے اور حرام علاج سے روک دیا گیا، تو اگر اس بیماری کا حلال علاج نہ ہو تو اس بات کی دلیل ہوگی اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اسے علاج کا حکم دیا ہے جو موجود ہی نہیں، اور ایسے علاج سے روک دیا ہے جو موجود ہے، اس طرح بندوں کو مشقت اور تکلیف میں ڈال دیا۔

حالانکہ ایسی بات نہیں، علاج کا حکم اور حرام علاج سے ممانعت، دونوں کو ایک دوسرے کے مدمقابل ذکر کرنا واضح دلیل ہے کہ حرام میں جس بیماری کا علاج دکھائی دے رہا ہے وہی علاج حلال میں بھی موجود ہے، اور حلال کو ہی اختیار کرنا ہے، حرام کو نہیں، اور اطباء ومعالجین کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحقیق وریسرچ کے ذریعہ ہر بیماری کا حلال علاج تلاش کریں، اس میں انتھک جد وجہد اور کوشش کر کے لوگوں کو حرام علاج سے بچائیں تا کہ وہ حدیث مذکور کے حکم پر عمل

کرسکیں۔ اوراس دوسری حدیث پر بھی جوحضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

''نھی رسول اللہ ﷺ عن الدواء الخبیث'' (حوالہ مذکور) (رسول اللہ ﷺ نے ناپاک دوا سے منع فرمایا ہے)۔

غیر دینی سماج خصوصاً مغرب میں چونکہ حلال وحرام کا کوئی تصور نہیں اس لئے وہ ہر چیز کو کھانے میں استعمال کرجاتے ہیں اور دوا میں بھی، یہ استعمال خارجی وداخلی ہر طرح ہوتا ہے، خنزیر یا خنزیر کے اجزاء اور اسی کے مثل دوسری چیزیں، ان کے یہاں بکثرت پائی اور استعمال کی جاتی ہیں، لہٰذا انسانی نفع کی کوئی چیز انہیں تیار کرنی ہوتی ہے تو وہی اشیاء اور اجزاء بے دھڑک استعمال کرلیتے ہیں، لیکن مسلمان طبیب ومعالج ایسا نہیں کرسکتا، اسے ان اشیاء واجزاء کا بدل تلاش کرنا ہے، اور وہ بدل اسی دنیا میں موجود ہے، بہتوں کا تلاش ودریافت آچکا ہے، اور بہتوں کا تلاش کرنے کی ضرورت ہے، اس میں گریز وفرار کی گنجائش نہیں، انسانوں کو حرام وخبیث سے بچا کر حلال وطیب کی طرف لانا بہت بڑا اسلامی، انسانی اور اخلاقی فریضہ ہے جو خاص طور پر مسلمان ڈاکٹرس، اطباء، سائنس دانوں اور محققین پر عائد ہوتا ہے۔

استحالہ کے بعد نجاست وطہارت کے احکام

مولانا ارشاد احمد الاعظمی ☆

یقیناً اسلام شبہہ والی چیزوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے، لیکن بلاوجہ وہم میں مبتلا ہونا، اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے محرومی اور نفس کو اذیت دینے کو تقویٰ اور دینداری سمجھ لینا بھی اسلام کی نظر میں مذموم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "قل من حرم زينة الله التى أخرج لعباده و الطيبات من الرزق" (الاعراف: ۳۲) (کہو کس نے حرام ٹھہرایا ہے اللہ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اور رزق کی پاکیزہ چیزوں کو)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"يا أيها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما أحل الله لكم ولا تعتدوا، إن الله لا يحب المعتدين" (مائدہ: ۸۷) (اے ایمان والو جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ ٹھراؤ اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

حد سے تجاوز کرنا وسیع مفہوم کا حامل ہے، حلال کو حرام کرنا اور خدا کی ٹھہرائی ہوئی پاک چیزوں سے اس طرح پرہیز کرنا کہ گویا وہ ناپاک ہیں یہ بجائے خود ایک زیادتی ہے، پھر پاک چیزوں کے استعمال میں اسراف وافراط بھی زیادتی ہے، پھر حلال کی سرحد سے باہر قدم نکال کر

☆ جامعہ اسلامیہ عربیہ ترجمہ والی مسجد بھوپال۔

حرام کے حدود میں داخل ہونا بھی زیادتی ہے، اللہ کو یہ تینوں باتیں ناپسند ہیں، (تفہیم القرآن ۱/ ۴۹۹)۔

حلال وحرام اسلام میں

حلال وحرام کے بارے میں اسلام نے بہت واضح اصول متعین کئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام قرار دیا ہے قرآن میں ہے:

''یا أیها الناس کلوا مما فی الأرض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان'' (بقرہ ۱۶۸) (لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال وپاک ہیں ان کو کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

''یا أیها الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم'' (بقرہ ۱۷۲) (اے ایمان والو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں ان کو کھاؤ)۔

ایک جگہ فرمایا:

''وقد فصل لکم ماحرم علیکم'' (الانعام ۱۱۹) (اس نے وہ چیزیں تفصیل سے بیان کردی ہیں جو تم پر حرام ٹھہرائی ہیں)۔

نبی کریم ﷺ کی صفت میں ہے:

''ویحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث'' (الاعراف ۱۵۷) (اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں)۔

نجاست استحالہ کے بعد

نجاست جس سے طبیعت کراہت کرتی ہے، بلاشبہ خبائث میں داخل ہے، اور اس کا

استعمال اسلام میں حرام ہے، لیکن نجاست کی ہیئت بدل جانے کے بعد اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے، خون مشک بن جائے، شراب سرکہ ہو جائے، غلاظت اور گوبر راکھ یا مٹی میں تبدیل ہو جائیں، ناپاک مٹی سے برتن بنا کر پکا دیا جائے، تو جمہور علماء کے یہاں ان کے استعمال سے روکا نہیں جاتا، اس کی کئی توجیہات کی جاتی ہیں، کبھی اس کو ابتلاء عام کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے، تو کبھی دفع حرج وجہ بیان کی جاتی ہے، اور کبھی استحالہ کو اس کی بنیاد مانا گیا ہے، علماء فقہ کی عبارات میں اس مسئلے میں بڑا اضطراب ہے، لیکن اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ بعض چیزیں جو اپنی اصل اور مادہ کے اعتبار سے نجس تھیں، کچھ تبدیلیوں کے بعد اب قابلِ استعمال ہیں، جس طرح کہ یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ کائنات کی ہر شئی تغیر وتبدیلی کے مرحلے سے گزرتی رہتی ہے، اور اس پر طرح طرح کے اوصاف طاری ہوتے رہتے ہیں، کسی مرحلہ میں وہ پاک ہوتی ہے اور کبھی ناپاک قرار پاتی ہے، ہم اس کی موجودہ شکل دیکھ کر ہی اس پر کوئی حکم لگاتے ہیں، وہ اپنی اصل اور مادہ کے اعتبار سے کیا تھی اس سے ہم کو سروکار نہیں ہوتا، جو غذائیں ہمارے استعمال میں آتی ہیں، ان میں کون کون سے اجزاء شامل ہوئے، جو گوشت ہم کھاتے ہیں وہ کیسے تیار ہوا، صحت بخش اور خوش ذائقہ دودھ جو ہم پیتے ہیں وہ کیسے وجود میں آیا، اس کو ہم خاطر میں نہیں لاتے، امداد المفتیین میں ایک استفتاء ہے، سوال کرنے والے نے سوال کیا ہے کہ سرکہ انگور وجامن کو گلا سڑا کر بنایا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس میں کرم پیدا ہو جاتے ہیں، پھر صاف کر کے پھر سڑایا جاتا ہے، پھر کیڑے پڑتے ہیں، حالانکہ اکلاً اس کا استعمال درست ہے، پھر اس میں کیا وجہ ہے کے ایسی مکروہ شئی کا استعمال درست وجائز ہوا، اور جواب میں بتلایا کہ اصل وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ قولاً وفعلاً اس کو حلال فرمایا:

" لما روى مسلم في صحيحه عن جابر مرفوعاً، نعم الأدام الخل، وفي سنن ابن ماجة عن أم سعد: اللهم بارك في الخل، ولم يفتقر بيت فيه

الخل'' (زادالمعاد)۔

باقی عقلی حکمت سووہ بھی بالکل ظاہر ہے، وہ یہ کہ سرکہ پر جومختلف قسم کے انقلابات آتے ہیں ان سے اس میں انقلاب ماہیت پیدا ہوجاتا ہے،تمام خواص وآثار بدل جاتے ہیں،تو حکم شرعی بھی بدل جاتا ہے (امدادالمفتیین ۱/۹۷۱)۔

غرضیکہ استحالہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار ناممکن ہے،مسئلہ صرف یہ ہے کہ اس دائرہ کوکتنی وسعت دی جائے، امام شافعیؒ اوردوسرے ائمہ کے یہاں استحالہ کا دائرہ بہت محدود ہے، وہ خاص خاص حالتوں میں ہی ناپاک چیز کی ہیئت کلیۃ بدل جانے کے بعد اس کو پاک قرار دیتے ہیں،سرکہ بن جانے والی شراب ان میں سے ایک ہے،جس کی پاکی اور قابلِ استعمال ہونے کے بھی قائل ہیں۔

احناف میں امام ابویوسفؒ کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ اگرکوئی شئ کلی طور پر تبدیل ہوجائے اورتحلیل ہونے کے بعد اس کا نام ونشاں مٹ جائے تب تو وہ طہارت کے قائل ہیں بصورتِ دیگران کے بقول وہ چیز نجس باقی رہے گی،گرچہ ابتلاء عام اوردفع حرج کی خاطر اس کے استعمال کی اجازت ہوسکتی ہے۔

امام محمدؒ کے یہاں استحالہ کا دائرہ وسیع ہے اوراسی قسم کی ایک روایت امام ابوحنیفہؒ سے بھی ہے، ان کے یہاں ضابطہ ہے: ''الاستحالة تطهر الأعيان النجسة'' استحالہ نجس چیزوں کوپاک کردیتا ہے۔

ابن تیمیہ نے استحالہ کے ذریعہ بالعموم طہارت کی پرزورووکالت کی ہے، وہ کہتے ہیں: استقراء ہم کوبتلاتا ہے کہ وہ ساری اشیاء جن کواللہ نے خود ایک جنس سے دوسری جنس میں تبدیل کر دیا ہے، ان سے نجاست کا حکم ختم ہوجاتا ہے، اور یہ چیز اتنی واضح ہے کہ اس سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے، کیوں کہ دنیا میں پائے جانے والے سارے اجسام کواللہ تعالی ایک حالت سے

دوسری حالت میں تبدیل کرتا ہے، اور ایک شکل سے دوسری شکل میں منتقل کر دیتا ہے، اس میں ان کے مواد وعناصر کو نہیں دیکھا جاتا، البتہ وہ چیزیں جو انسان کی تدبیر سے تغییر پذیر ہوتی ہیں جیسے گوبر جلا کر راکھ کر دینا، یا خنزیر کو نمک کی کان میں ڈال کر نمک بنا دینا، تو اس میں مشہور اختلاف ہے، لیکن طہارت والا قول نمایاں اور معقولیت پر مبنی ہے (فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۶۰۱)۔

استحالہ کیا ہے

متقدمین علماء اپنی سلامت فہم پر اعتماد کر کے استحالہ کا فیصلہ کرتے تھے، ان کو اس کے معنی کو متیقن کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی، لیکن متأخرین نے مختلف نظائر کو سامنے رکھ کر استحالہ کیلئے ضابطہ مقرر کرنے کی کوشش کی ہے، اور یہ ماننا پڑے گا کہ ان کے درمیان اس سلسلے میں بڑا اختلاف ہے، اور بعض حضرات نے محض استحالہ سے مطمئن نہ ہو کر پاکی کے لئے ابتلاء عام کو بھی اس کے ساتھ جوڑ دیا ہے، فقہاء کی تشریحات سے یہ اندازہ لگانا بھی مشکل ہے کہ استحالہ عین کا ہونا چاہئے یا اس کے اوصاف کا یا اس کے حکم کا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ایک جگہ کہتے ہیں: استحالہ کے معنی کسی چیز کا ایک حالت چھوڑ کر دوسری حالت اختیار کر لینے اور بدل جانے کے ہیں، اصول یہ ہے کہ جب کسی شئ کی حقیقت بدل جائے تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے (قاموس الفقہ ''استحالہ")۔

دوسری جگہ کہتے ہیں: جب کوئی نجاست اس طرح تحلیل ہو جائے کہ اس کی حقیقت اس کے اثرات، اس کے مقاصد اور اس کے نام تک بدل جائیں تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے (قاموس الفقہ ''آلات تطہیر" نقلا من الفتاوی الہندیہ)۔

کاسانیؒ کی تعبیر ہے: "إذا تبدلت أوصافها و معانيها" (جب اس کے اوصاف ومقاصد بدل جائیں)۔

المصباح المنیر میں ہے:"استحال الشیئ تغیر عن طبعه ووصفه" (استحالہ کا معنی ہے چیز کا اپنے مزاج اور وصف سے بدل جانا)، ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے التحول الی الصلاح کے معنی میں لیا ہے، اور علماء کی کثیر تعداد نے التحول إلی الطبیعۃ کے ساتھ تشریح کی ہے۔

پھر علماء نے استحالہ کی جو مثالیں دی ہیں ان میں کہیں اصل تحلیل ہوگئی ہے لیکن وصف باقی ہے۔ کہیں مزاج بدلا ہے اور اصل مادہ اور صفت باقی ہے جیسے شراب جب سرکہ بن جائے، کہیں صفت بدل گئی لیکن جوہر عنصری قائم ہے جیسے غلاظت جب مٹی یا کیچڑ بن جائے۔

مفتی کفایت اللہ صاحب نے اپنے فتاویٰ میں اس مسئلہ پر ایک لمبی تقریر لکھی ہے، اور بتلایا ہے کہ استحالہ اسی وقت ہوگا جب شیٔ فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے اور کہا ہے کہ حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جاسکتا ہے، کہ حقیقت اولی متقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں، مفتی صاحب کی اس توضیح کی دیوبند کے دو مفتیانِ کرام نے تصویب کی ہے، لیکن مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے اس پر سخت تردد کا اظہار کیا ہے، اور یہ رائے دی ہے کہ استحالہ کے لئے مرور زمان لازم ہے (کفایت المفتی ۲/ ۲۸۳، فتاوی خلیلیہ/ ۱۹، ۲۰)۔

ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ نجاست کے آثار رنگ، بو اور مزہ جب تک موجود ہیں وہ چیز خبیث اور حرام ہے، لیکن ان اوصاف کے یکسر ختم ہو جانے کے بعد وہ چیز طیب اور حلال قرار پائے گی (فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۴۸۱)۔

ابو حامد غزالی کہتے ہیں: ''عصر اول کے لوگ نجاست آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد ہی اس سے اجتناب کرتے تھے، اور باریک احتمالات کے پیچھے نہیں پڑتے تھے'' (احیاء علوم الدین ۱/ ۱۱۳)۔

امام ابو حنیفہؒ کا معروف طریقہ ہے کہ وہ اس قسم کے مسائل کو مبتلی بہ کی فہم پر چھوڑ دیتے

ہیں، اس لئے ان گھتیوں میں الجھے بغیر کہ استحالہ کے لئے صورت وکیفیت کا بدلنا بھی ضروری ہے یا صرف اوصاف کے بدلنے سے یہ عمل مکمل ہوجائے گا اور اوصاف میں بھی سبھی کا بدلنا ضروری ہے یا کچھ کا بدلنا کافی ہے اس چیز کو صالح معاشرہ اور طبع سلیم پر چھوڑ دینا چاہئے، شرنبلالی کہتے ہیں: ''ولا تنجس البئر بالبعر والروث والخثی إلا أن یستکثرہ الناظر'' (مراقی الفلاح ۷۷) (مینگنی، گوبر اور لید سے کنواں اس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک دیکھنے والا اسے زیادہ محسوس نہ کرے)۔

استحالہ کا عمل

انقلاب ماہیت کے لئے ضروری ہے کہ شئی میں خود تغیر کی صلاحیت ہو یا کسی مادہ کو اس میں شامل کر کے یہ صلاحیت پیدا کی جائے، فطری انقلاب ماہیت میں وقت درکار ہوتا ہے، لیکن خارجی ذرائع کے استعمال سے اس عمل میں تیزی آجاتی ہے، اور اس کے لئے کبھی کسی مادہ کی آمیزش کی جاتی ہے، اور کبھی حرارت شمسی سے کام نکال لیا جاتا ہے، اور کبھی آگ کا استعمال کیا جاتا ہے، ملائی جانے والی چیزوں میں نمک، مچھلی، جو، یا گیہوں کی روٹی قدیم زمانے سے متعارف ہے، لیکن آج اس قسم کے اور بھی ذرائع موجود ہیں اور کثرت سے ان کو استعمال میں لایا جاتا ہے، مثلاً ریت کے ڈھیر سے پانی کی صفائی، تیزاب اور دوسرے کیمیل سے شئی کی ہیئت بدل دینا اور اس کے مختلف اجزاء وعناصر کو الگ کر دینا، مشینوں کے ذریعہ رطوبات کو جذب کر لینا یا اڑا دینا، اور ایک ہی چیز کو سائنسی طریقے سے الگ الگ اجزاء میں تقسیم کر کے محفوظ کر لینا۔

فطری طریقے سے استحالہ کو ہر شخص تسلیم کرتا ہے، ابن تیمیہ شراب کے معاملہ میں صرف طبعی استحالہ کو روا رکھتے ہیں، کسی خارجی تدبیر کی اس کے لئے اجازت نہیں دیتے، البتہ دوسری چیزوں میں کوئی قید نہیں لگاتے، وہ کہتے ہیں: ''إذا زال الخبث بأي طریق کان حصل

المقصود" (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۴۷۸) (جس طرح بھی خبائث دور ہوجائے مقصد حاصل ہوجاتا ہے)۔

امام محمدؒ کے یہاں جن کے قول پر اکثر احناف عمل پیرا ہیں استحالہ میں مطلقاً کوئی قید نہیں، چاہے استحالہ شراب ہی کا کیوں نہ ہو، طحطاوی کہتے ہیں: " **الاستحالة تطهر الأعيان النجسة كالميتة إذا صارت ملحاً والعذرة تراباً أو رماداً والبلة النجسة في التنور بالإحراق ورأس الشاة إذا زال عنها الدم به، والخمر إذا خللت كما لو تخللت و الزيت النجس صابوناً**" (مراقی الفلاح علی نور الایضاح/ ۸۶، ۸۷) (استحالہ نجس شئ کو پاک کردیتا ہے، جیسے مردار جب نمک بن جائے اور غلاظت جب مٹی یا راکھ بن جائے اور تنور ناپاک نمی جلانے سے، اور بکری کا سر اجب جلانے سے اس کا خون جاتا رہے، اور شراب جب اس کو سرکہ بنادیا جائے، جس طرح کہ وہ جب خود سرکہ بن جائے اور نجس تیل جب صابن بن جائے)۔

غنیۃ المستملی میں ہے:

''ناپاک مٹی سے جب پیالہ یا ہانڈی بنا کر پکادیا جائے تو وہ پاک ہوجائے گی، کیونکہ کہ آگ کی وجہ سے نجاست زائل اور ختم ہوگئی'' (غنیۃ المستملی علی منیۃ المصلی/ ۱۸۶)۔

نجس العین اور غیر نجس العین کا استحالہ

استحالہ کے معاملہ میں نجس العین اور غیر النجس العین دونوں برابر ہیں، مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی کہتے ہیں: ''کوئلہ ہوجانے کے بعد خنزیر کی ہڈی بھی انقلاب ذات کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے'' (مجموعۃ الفتاوی/ ۱۷۰)۔

ابن نجیم کہتے ہیں:

''جل جانے والی چیز پاک ہوجاتی ہے، جیسے کوبر جو آگ میں راکھ بن جائے، کیوں کہ ذات نے بدل کر دوسری حقیقت کا روپ اختیار کرلیا ہے، اس لئے اس کا حکم بدل جائے گا، یہ امام محمد کا قول ہے، امام ابو یوسف ان کے مخالف ہیں، ان کا کہنا ہے کہ آگ جل جانے والی چیز کو پاک نہیں کرتی، کیوں کہ تغیر صرف وصف میں ہوا ہے، ذات برقرار ہے، اس لئے اس نجاست کا سابقہ حکم باقی رہے گا، یہی اختلاف اس صورت میں بھی ہے جب غلاظت کیچڑ بن جائے اور خنزیر نمک ہوجائے اور امام محمد نے جو رائے ظاہر کی ہے، وہ مختار ہے'' (الاشباہ والنظائر ۲/ ۱۰)۔

مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں: ''انقلاب عین سے پاک ہوجانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے، مشک بن جانے کے بعد پاک ہوجاتا ہے'' (کفایت المفتی ۱۸۱/۲)۔

درمختار میں:

''ولا ملح كان حمارا أو خنزيراً ولا قذر وقع فی بئر فصار حماة لانقلاب العين به يفتى'' (ردالمحتار ۳۲۶/۱) (اور نہ ہی وہ نمک (ناپاک) ہے جو (اصل میں) گدھا یا خنزیر تھا اور نہ وہ گندگی جو کنویں میں پڑ کر کیچڑ بن جائے انقلاب ذات کی وجہ سے (ناپاک سے) اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے)۔

شئ کے بنیادی عناصر

کچھ چیزیں ایسی ہیں جو خشک ہونے کے بعد نظر نہیں آتیں ان کو غیر مرئی کہا جاتا ہے، ان کی نمی ان کے وجود کا ثبوت ہے، اور جو چیزیں خشک ہونے کے بعد بھی نظر آتی ہیں، ان میں سے کچھ جسم کے ساتھ ہوتی ہیں اور کچھ جسمانیت سے عاری ہوتی ہیں۔ جن کا جسم نہیں ہوتا، وہ اپنے اوصاف (رنگ، بو، مزہ) اور کیفیات سے پہچانی جاتی ہیں۔ اور جو جسم کے ساتھ ہیں صورت

بھی ان کے بنیادی عناصر میں شامل ہے۔

استحالہ کے لئے کسی شئ کا کس حد تک بدلنا مطلوب ہے؟ اس سلسلے میں علماء کی عبارتیں مختلف ہیں، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فتاوی ہندیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''جب کوئی نجاست اس طرح تحلیل ہوجائے کہ اس کی حقیقت، اس کے اثرات، اس کے مقاصد اور اس کے نام تک بدل جائیں تو وہ بھی پاک ہوجاتی ہے'' (قاموس الفقہ، آلات تطہیر)۔

کاسانیؒ کہتے ہیں:

''وقت گزرنے کے ساتھ نجاست جب متغیر ہوجاتی ہے، اور اس کے اوصاف بدل جاتے ہیں تو وہ امام محمد کے یہاں دوسری شئ بن جاتی ہے، اور وہ پاک ہوتی ہے، امام ابو یوسف کے یہاں وہ دوسری شئ نہیں نجس ہی رہتی ہے، امام محمد کے قول کی وجہ یہ ہے کہ نجاست جب متغیر ہوگئی اور اس کے اوصاف ومزاج میں تبدیل آگئی تو اس کا نجاست ہونا ختم ہوگیا، کیوں کہ نجاست مخصوص صفات کی حامل شئ کا نام ہے، اس لئے صفات کے منعدم ہونے کے بعد وہ شئ بھی منعدم ہوجائے گی، اس کی مثال وہ خمر ہے جو سرکہ بن جائے'' (بدائع الصنائع ۱/ ۸۵)۔

ابن عابدین تغیر وصف ومزاج کو انقلاب عین اور انقلاب ماہیت قرار دیتے ہوئے ''أما عينها فلا تقبل الطهارة'' کے تحت لکھتے ہیں:

''شراب کے سرکہ بن جانے اور خون کے مشک بن جانے کے مسئلہ سے اشکال وارد نہیں ہونا چاہئے، کیوں کہ شئ کی ذات کا مطلب ہے، اس کی حقیقت اور خمر وخون کی حقیقت بدل چکی اور اس کی جگہ دوسری حقیقت نے لے لی'' (ردالمحتار ۱/ ۳۲۸)۔

دوسری جگہ کہتے ہیں: ''یہ نہ سمجھ لو کہ وہ ساری چیزیں جو آگ سے گزریں گی پاک ہو جائیں گی، بلکہ مراد یہ ہے کہ آگ سے نجاست کی شکل جب بدل جائے یا اس سے نجاست کے آثار ختم ہوجائیں تو وہ شئ پاک ہوگی، آگے کہتے ہیں: گاڑھے شیرہ میں انقلاب ذات نہیں ہے،

کیوں کہ وہ عصیر ہی ہے جو پکانے سے جامد ہوگیا ہے، اس لئے اس میں صرف وصف بدلا ہے، جیسے دودھ جب پنیر ہوجاتے ہیں، صرف وصف کی تبدیلی نہیں ہے'' (ردالمحتار ۱/۳۱۶)۔

اسی طرح غنیۃ المستملی میں ایک جگہ ہے: ناپاک تیل سے تیار صابن پاک ہے، کیوں کہ وصف کے زوال کے نتیجے میں تحول عین ہوجاتا ہے، اور اس کے بعد میں ہے:

''مٹی اور پانی اگر مل جائیں اور ان میں سے کوئی ناپاک ہو تو مٹی ناپاک رہے گی، ابن الہمام نے کہا کہ اکثریت کا خیال ہے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک پاک ہو تو انقلاب ذات کی بنا پر مٹی پاک ہوگی، لیکن یہ ضعیف توجیہ ہے، اس طرح تو ساری کھائی جانے والی چیزیں اگر ان کا پانی، تیل وغیرہ ناپاک ہو تب بھی وہ پاک ہوں گی، کیوں کہ یہاں بھی ایک دوسری شی ظہور میں آچکی ہے اور یہی معاملہ ہونا چاہئے ان سارے مرکبات کا جن کے بعض مفردات نجس ہوں اور اس کا فساد ظاہر ہے'' (غنیۃ المستملی ۱۸۶/)۔

علماء کے گزشتہ اقوال سے یہ ضابطہ متعین کرنا بڑا مشکل ہے کہ استحالہ کے لئے بعض صفات میں تغیر کافی ہے، یا ساری صفات کا بدل جانا ضروری ہے، یا اس کے ساتھ صورت وکیفیت میں بھی تبدیلی لازم ہے، البتہ مفتی کفایت اللہ صاحب کی وضاحت اس سلسلے میں دوسروں سے ممتاز ہے، مفتی صاحب کہتے ہیں کہ اگر شی نجس کے آثار مختصہ بالکل بدل چکے ہوں تو انقلاب کی بنیاد پر استحالہ مان لیا جائے گا، بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا انقلاب ماہیت میں مانع نہیں ہوگا، لیکن اگر کچھ آثار مختصہ زائل ہوئے ہوں اور کچھ باقی ہوں یا بوجہ قلت اس کے آثار ظاہر نہ ہوئے ہوں تو انقلاب ذات نہیں ہوگا (کفایت المفتی ۴/ ۲۸۳)۔

مفتی صاحب کے تشریح میں مشکل یہ ہے کہ ہم کس کو آثار مختصہ مانیں اور کس کو کیفیات غیر مختصہ قرار دیں اور پھر یہ فیصلہ کریں کہ اب آثار مختصہ باقی نہیں رہے، اس لئے استحالہ ہوگیا اور جو باقی ہیں وہ کیفیات غیر مختصہ ہیں، ہمارے سامنے ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا

ہے کہ ہم استحالہ کا فیصلہ مبتلی بہ پر چھوڑ دیں۔ اگر اس کی طبیعت اس کو گوارہ نہیں کرتی تو وہ خبیث ہے، لیکن اگر رنگ، بو اور مزہ بدل جانے کے بعد وہ چیز عام استعمال میں آنے لگتی ہے تو وہ طیب وحلال ہے۔

صابن میں تیل اور چربی ایک خاص مقصد سے ڈالے جاتے ہیں، اور صابن بن جانے کے بعد ان کی خاصیت برقرار بھی رہتی ہے، اس کے باوجود علماء کی اکثریت نے اس کی طہارت کا فتویٰ دیا ہے، اس لئے محض کچھ کیفیات کے موجود رہنے سے تبدیلی ماہیت کو یکسر رد نہیں کیا جا سکتا۔

فلٹر کا عمل

فلٹر کے عمل کو کچھ لوگوں نے اس بنیاد پر رد کر دیا ہے کہ یہ تجزیہ ہے نہ کہ استحالہ، مجھے اس سے اتفاق نہیں، تجزیہ استحالہ کا ضد نہیں ہے، بلکہ اس کا ایک ذریعہ ہے، جس طرح ہم آگ، تیزاب اور تبخیر کو استحالہ کے ذریعہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں، تجزیہ بھی ایک بہترین شکل ہے، اور تقطیر اس کا ایک حصہ ہے، خوشبو کو عام طور پر اسی طرح کشید کیا جاتا ہے۔

طحطاوی کہتے ہیں: " و بخار الكنيف والاصطبل والحمام إذا قطر لا يكون نجساً استحسانا" (سنڈاس، اصطبل اور حمام کی بھانپ اگر پانی بن کر ٹپکے تو استحساناً نجس نہیں ہے)۔

قرآن کہتا ہے: "نسقيكم مما فى بطونه من بين فرث ودم لبناً خالصاً سائغاً للشاربين" (النحل:۶۶) (پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور خون کے بیچ سے صاف ستھرا دودھ جو خوشگوار ہے، پینے والوں کے لئے)۔

چنانچہ ایک موقر اسلامی ملک کے کبار علماء کی سپریم کونسل نے بہت پہلے یہ فتویٰ صادر کیا

ہے، کہ نجس پانی فلٹر ہونے کے بعد پاک ہوجاتا ہے۔

خلط واختلاط اور استحالہ

جو دوائیں مرکب ہوتی ہیں اور مختلف مفردات کو ملا کر بنائی جاتی ہیں اگر اس کے سارے اجزاء اور عناصر پاک ہیں تو کوئی مسئلہ نہیں اٹھتا، لیکن اگر کچھ اجزاء ناپاک ہوں تو کیا پاک اجزاء میں ملانے کے بعد وہ دوا پاک ہوگی، عمدۃ المستملی میں اس خیال کو بالکل رد کردیا ہے، جیسا کہ پہلے گذر چکا، لیکن مفتی کفایت اللہ صاحب کے بقول اگر شئ نجس کے آثار مختصہ بالکل بدل چکے ہوں تو انقلاب ذات کی بنیاد پر وہ مرکب دوا پاک ہوگئی، لیکن کچھ ہی آثار زائل ہوئے ہیں یا اس نجس شئ کے کم ہونے کی وجہ سے اس کے آثار محسوس نہیں ہوئے تو اس کو اختلاط کہا جائے گا، انقلاب ذات نہیں اور اس کی نجاست برقرار رہے گی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری کا کہنا ہے کہ انقلاب کی اکثر صورتوں میں انقلاب سے پہلے اختلاط ہوگا، خواہ یہ تمیز اجزاء مختلطہ ہو یا بلا تمیز، شراب اور سرکہ میں اول اختلاط ہوتا ہے، اس کے بعد وہ شراب اپنی حقیقت سے مستحیل ہوکر سرکہ بن جاتی ہے (فتاوی خلیلیہ، ۴۲)۔

میرے خیال میں ان دونوں بزرگوں کی رائے بہت وقیع ہے، اگر اختلاط کے بعد وہ مفردات ان مراحل سے گزر چکے ہیں جس سے تحول کا عمل مکمل ہوتا ہے، تو اس کے حلال وطیب ہونے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہئے اگر چہ ان مفردات کی کچھ خصوصیات باقی رہتی ہیں، انہیں خصوصیات کے لئے ان کو ملایا جاتا ہے۔

لیکن اگر وہ مفردات پروسسنگ کے ضروری مراحل سے نہیں گزرے اور بعینہ ان کے سابقہ آثار باقی ہیں یا کم مقدار میں ہونے کی وجہ سے ان کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تو سوائے حالت اضطرار اور طبیب ماہر کی تشخیص کے ان کا استعمال حرام ہوگا، تریاق کو شاید اسی کے لئے

ناپاک کہا گیا ہے۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایسی چیزوں کا کھانا حرام ہے لیکن خارجی استعمال کی اجازت ہو، ابن عمرؓ، ابوسعید خدریؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ نے مردار کی چربی کا کھانے میں استعمال حرام قرار دیا ہے، اور خارجی استعمال کی اجازت دی ہے، اس لئے اس کی خرید فروخت کو بھی جائز رکھا جائے (معارف القرآن ۱/ ۲۶۲، بحوالہ بصاص)۔

استحالہ خنزیر کا بھی ہوتا ہے، جیسے نمک کی کان میں پڑ کر خنزیر نمک بن جائے، تو اس کا استعمال جائز ومباح ہوگا۔ مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی لکھتے ہیں: اور کوئلہ ہوجانے کے بعد خنزیر کی ہڈی بھی انقلاب ذات کی وجہ سے پاک ہوجاتی ہے، پس شکر اور قند جو اس کوئلے سے صاف کی جاتی ہے، طاہر اور اس کا کھانا جائز ہے۔

لیکن خوردنی اشیاء اور دواؤں میں خنزیر کے اجزاء کو ملانے پر علماء کا موقف عموماً سخت ہے، اور یقین ہوجانے پر وہ اس کی اجازت بالکل ہی نہیں دیتے۔

استہلاک اور استحالہ میں تلازم نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ استہلاک ہو لیکن استحالہ نہ ہو، جیسے کہ یہ ممکن ہے کہ استحالہ ہو لیکن استہلاک نہ ہو، اور ان دونوں کا اجماع بھی ہوسکتا ہے۔

صابن کی طہارت

صابن کی صنعت میں بنیادی اہمیت ان اجزاء کو حاصل ہے جو صفائی اور ازالہ کی طاقت رکھتے ہیں، ان اجزاء کے ساتھ اگر دوسرے عناصر کو ملا دیا جائے تو وہ اپنی طاقت سے ان کی ہیئت بدل دیتے ہیں، جس طرح نمک اپنی طاقت سے ہر چیز میں اثر انداز ہوتا ہے، اس لئے نجس چیز ملنے کے باوجود بھی عموماً علماء نے قلب ماہیت مان کر صابن کو پاک تسلیم کیا ہے، ٹوتھ پیسٹ بھی جو خارجی استعمال میں آتے ہیں اس قسم کے عناصر پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لئے صابن کے ساتھ

اس کو ملحق کرتے ہوئے انقلاب ماہیت کی بنیاد پر مطلقاً پاک قرار دیا جائے گا۔

لیکن بسکٹ اور دوسری خوردنی اشیاء میں یہ خاصیت نہیں ہوتی، اس لئے یہ یقین ہوجانے کے بعد کہ ان میں کسی ناپاک چیز کو شامل کیا گیا ہے، ان سے اجتناب ضروری ہے، البتہ اگر وہ چیز پہلے ہی استحالہ کے مرحلہ سے گزر کر پاک ہوچکی ہے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، نمک جو گدھے یا خنزیر سے بنا ہے، اس کا ذکر بار بار ہو چکا ہے۔

بہا ہوا خون نجس ہے اور اس کی حرمت قرآن میں بیان کردی گئی ہے، اس لئے اس کو بعینہ عام حالات میں استعمال کی اجازت نہیں، خون کا استعمال دواؤں میں نہیں ہوتا، البتہ اس سے زہر وغیرہ ختم کرنے کے لئے کچھ ٹیکے بنائے جاتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ اس عمل میں خون اتنے مراحل سے گزرتا ہے کہ نہ اس کی ہیئت باقی رہتی ہے اور نہ خاصیت اور نہ نام، اگر خون گوشت کا لوتھڑا بن جانے کے بعد پاک ہوجاتا ہے، تو ٹیکہ بننے کے بعد بھی پاک ہونا چاہئے۔

جلاٹین

''الجلاتین مادة شبه زلاليه لينة لزجة غير قابلة للزوبان فی الماء تستخرج من عظام الحيوان والنستحيه بإغلائه الطويل فی الماء'' (المعجم الوسیط)

(جلاٹین ایک شفاف گجگجا مادہ ہے جو پانی میں حل نہیں ہوتا اور جسے جانوروں کی کھالوں اور شریانوں سے طویل عرصہ تک پانی میں گھلا کر نکالا جاتا ہے)۔

ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی نے جو معلومات فراہم کی ہیں ان سے جلاٹین بنانے کی ترکیب اور اس کے استعمال پر کافی روشنی پڑتی ہے، اگر وہ مواد پاک ہیں جن سے جلاٹین بنائی گئی ہے تو اس کی طہارت میں کوئی کلام نہیں، لیکن اگر جلاٹین نجس چیز جیسے مردار یا خنزیر سے بنائی گئی ہے، تو اس میں دو پہلو ہیں، اول یہ کہ جلاٹین اصلاً وہ چیچہ اور چکنا مادہ ہے، جو زندگی کی

علامت اور نجاست کا محل ہے، اور مخصوص عمل سے صرف ان کو محفوظ کر لیا گیا ہے، اور دوسرے اجزاء کو خارج کر دیا گیا ہے۔ اس پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے نجس اشیاء سے بنی جلاٹین ناپاک ہوگی، اور اس کا استعمال بغیر اضطرار کے جائز نہیں ہوگا۔

لیکن اس کا دوسرا پہلو بھی ہے، وہ یہ کہ جلاٹین کی پوزیشن اس غلاظت سے بہر حال زیادہ واضح ہے جو مٹی اور پانی میں پڑ کر کیچڑ بن جائے، اس کیچڑ پر علماء نے پاکی کا حکم لگایا ہے، اس لئے یہ جلاٹین بھی پاکی کے احتمال سے کھالی نہیں، ساتھ ہی عام انسانی ذوق نظافت بھی اس سے کراہت نہیں کرتا اور نہ وہ جسمانی طور پر ضرر رساں ہے، اور پھر ابتلاء عام کی شکل ہمارے سامنے ہے، اس لئے جلاٹین کے استعمال کے اجازت دی جاسکتی ہے، البتہ ایک مسلم کو اس کی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ جلاٹین بنانے کے لئے خنزیر کی کھال کا استعمال کرے، لیکن بنی ہوئی جلاٹین کے متعلق کرید کرنا اور شبہ کی بنیاد پر اس کے استعمال سے منع کرنا مناسب نہیں ہوگا۔

الکحل یا الکوحل

الکحل کی مختلف قسمیں ہیں، لیکن جب مطلق الکحل بولا جاتا ہے، تو ایتھائیل الکحل مراد ہوتا ہے۔ یہی کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے، اور اسے چیپ دار اشیاء انگور، مہوا، جامن، ہری کھجور، جو، گیہوں، آلو اور گنے وغیرہ کے رس کو خمیر دے کر بنایا جاتا ہے، یہ پٹرول سے بھی نکلتا ہے، الکحل شراب کی اصل ہے، اس لئے اس کا خالص استعمال دواء کے طور پر ہی کیوں نہ ہو بلاضرورت حرام ہے، اور حقیقت تو یہ ہے کہ خالص شراب کو دوا سمجھنا محض خام خیالی ہے، طبی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے، کہ اس میں کوئی علاج نہیں۔

لیکن بہت سی دواؤں میں کچھ اجزاء کو گھلانے کے لئے الکحل کا استعمال ہوتا ہے، ہومیوپیتھک دواؤں اور اسپرٹ میں کثرت سے اس کا استعمال ہوتا ہے، اسپرٹ بھی اسی کا ایک

حصہ ہے، تو کیا ایسی دواؤں کا استعمال درست ہے؟

مذہب مالکی اس سلسلے میں بہت سخت ہے، وہ مطلقاً اس کی اجازت نہیں دیتا، لیکن احناف وشوافع کے یہاں کسی متبادل دوا کے نہ ہونے کی صورت میں اضطرار کی حالت میں کچھ شرطوں کے ساتھ اس کی اجازت دی جاسکتی ہے، مصری عالم جمیل محمد مبارک ایک دوسرے عالم شربینی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کے اختلاف دوا کے طور پر اس کے خالص استعمال میں ہے، لیکن وہ دوائیں جو اس سے ملا کر بنائی جاتی ہیں اور جس میں الکحل تحلیل ہوجاتا ہے، صحیح متبادل نہ ملنے کی صورت میں دوا کے طور پر اس کا استعمال جائز ہے۔

ڈاکٹر محمد علی البار کہتے ہیں: جب ہم ان دواؤں پر نظر ڈالتے ہیں جن میں الکحل شامل ہوتا ہے، تو ہم کو ان کی دو قسمیں ملتی ہیں: اول وہ دوائیں جن کی تیزابیت اور دھنیت کو گھلانے کے لئے الکحل کا استعمال ہوتا ہے، دوسرے وہ دوائیں جن میں خاص ذائقہ پیدا کرنے کے لئے الکحل ملایا جاتا ہے، پہلی قسم بوقت ضرورت مباح ہے، بشرطیکہ کوئی تجربہ کار مسلم ڈاکٹر اس کو تجویز کرے اور دوسری دوا دستیاب نہ ہو، لیکن دوسری قسم کی اجازت نہیں دی جاسکتی (نظریۃ الضرورۃ الشرعیہ/ ۴۴۲، ۴۴۳)۔

مولانا مودودیؒ نے ایک استفتاء کے جواب میں بڑی اچھی بات کہی ہے، سائل نے ان سے دریافت کیا تھا کہ خمیر تو ڈبل روٹی میں بھی ہوتا ہے، باسی انگور میں الکحل موجود ہے، بوتل میں بند کچھ شربتوں میں خود بخود الکحل بن جاتا ہے، تو پھر دواؤں میں الکحل ملانے سے کیا فرق آجاتا ہے؟

مولانا مودودی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ خمر اگرچہ انگوری شراب کو کہتے ہیں، لیکن اس سے مراد ہر نشہ آور چیز ہے، اور جس کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے، یہ کم مقدار کی حرمت نشہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ کم مقدار استعمال کر لینے

سے نفس کے اندر کی وہ رکاوٹ دور ہوجاتی ہے، یا کمزور پڑ جاتی ہے، جو حرام چیز لئے نفس میں موجود ہے، یہ طے ہے کہ دواؤں میں نشہ کا سبب الکحل ہے، اس لئے اس کو نظر انداز تو نہیں کیا جاسکتا، البتہ افراد اضطرار کی بناپر ان ذرائع میں حرمت کا سبب موجود ہوتے ہوئے بھی ان کو اپنی زندگی کی حفاظت کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔لیکن تمام مسلمان بحیثیت مجموعی اس وقت تک گنہگار ہوں گے جب تک دوا سازی کے عمل کو اسلامی تعلیمات کے ڈھانچے میں نہ ڈھال لیں (رسائل ومسائل ۱/ ۱۴۷)۔

مولانا خالد سیف اللہ صاحب روشنائی اور رنگوں میں الکحل ملے ہونے کے باوجود ان کے استعمال کے جواز کی توجیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: دوسرے اسپرٹ روشنائی وغیرہ میں پڑنے کے بعد گویا اپنی حقیقت کھودیتا ہے، اور اس کی اصل ہی بدل جاتی ہے، اور ناپاک چیز جب اس حد تک بدل جائے کہ اس کی پہلی حقیقت ہی باقی نہ رہے تو اس کے بعد وہ ناپاک باقی نہیں رہتی (جدید فقہی مسائل ۱/ ۱۰۷)۔

گویا مولانا یہاں استحالہ مانتے ہیں، اگر ایسا ہے تو پھر ان کو دواؤں اور عطورات میں بھی اس کے استعمال سے پرہیز نہیں ہونا چاہئے ۔ حالانکہ دوسرے مواقع پر انہوں نے بغیر اضطرار کے ان کے استعمال سے منع کیا ہے۔

حنفی مذہب میں مشروبات کے معاملے میں جس قدر فراخدلی ہے ہمارے علماء اسی قدر الکحل کے مسئلہ میں شدت کا شکار ہیں پھر بھی کچھ ہستیاں ہیں جن کو حالات کی سنگینی کا احساس ہے (دیکھئے: امداد المفتیین ۱/ ۱۳۰، بہشتی زیور ۹/ ۱۰۱)۔

تبدیلی ماہیت کے تدریجی مراحل

مولانا محمد خالد حسین قاسمی ☆

دنیا میں جتنی بھی چیزیں پائی جاتی ہیں، پروردگار عالم نے انہیں ایک خاص حقیقت کے ساتھ پیدا فرمایا، ہر چیز کو الگ الگ شکل وصورت بخشی، چنانچہ ہر شئ کی حقیقت دوسرے سے مختلف ہے، شکل وصورت اور صفات وخصوصیات بھی مختلف ہیں اور عوارض واحوال بھی جداگانہ ہیں۔

مخلوقات میں سے جو حیوانات ونباتات ہیں، ان میں تخلیق کے ابتدائی مراحل و صورت بدلتی ہے، صفات وکیفیات بدلتی ہیں، وجود میں پختگی پیدا ہوتی ہے، اور کبھی یکسر حقیقت دوسری شکل اختیار کرلیتی ہے، اور ماہیت پوری طرح بدل جاتی ہے، اس پورے ارتقائی عمل کا نقشہ قرآن کریم نے اس طرح کھینچا ہے۔

''یایها الناس إن کنتم فی ریب من البعث فإنا خلقناکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة وغیر مخلقة لنبین لکم و نقر فی الأرحام ما نشاء إلی أجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا أشدکم و منکم من یتوفی الخ'' (الحج:۵) (اے لوگوں تم کو دھوکا ہے دوبارہ زندہ کئے جانے میں، تو ہم نے تم کو مٹی سے، پھر قطرہ سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر گوشت کی بوٹی، نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی

☆ مدرسہ بدر الاسلام، بیگوسرائے، بہار۔

سے، تا کہ تم کو کھول کر سنا دیں، اور ہم ٹھہرا رکھتے ہیں پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک متعین وقت تک، پھر تم کو لڑکا نکالتے ہیں، پھر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو، اور تم میں سے بعض کو موت دے دی جاتی ہے)۔

تخلیقی مراحل کی مزید وضاحت سورۃ المومنون کی آیت ۱۲ تا ۱۴ سے ہوتی ہے۔

اسی طرح انسانوں کی عام ضرورت کی جو چیزیں ہیں، انہیں کبھی تو وہ جوں کا توں استعمال کرلیتا ہے، کبھی وہ انہیں دوسری چیزوں کے ساتھ ملا کر استعمال کرتا ہے، عمل ترکیبی سے گزرنے کے بعد کبھی تو وہ چیز اپنی اس سابقہ حقیقت کو برقرار رکھتی ہے،، جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا تھا اور اس کی بعض صفات و کیفیات میں تبدیلی ہوتی ہے، اور کبھی وہ چیز سرے سے اپنی ماہیت ہی کھو دیتی اور دوسری ماہیت سے بدل جاتی ہے۔

یہ سلسلہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں سال سے جاری ہے، مفرد و مرکب اشیاء ادویات کا استعمال صدیوں پرانا عمل ہے، لیکن موجودزمانے میں سائنس وٹکنالوجی نے اتنی ترقی کی کہ ترکیب وتخلیط کے عمل میں بے تحاشہ اضافہ ہوگیا، خاص طور پر طبی میدان میں مرکب ادویات کا اتنا زور بڑھا کہ مفرد دواؤں کا استعمال تقریباً متروک ہوکر رہ گیا، دوسری استعمالی اشیاء کا بھی یہی حال ہوا، ایسی صورت حال میں ضروری تھا کہ علماء اسلام ان مرکب اشیاء و ادویات کے حقائق دریافت کر کے اس سلسلے میں کسی واضح شرعی حل تک پہنچیں، ذیل کے سطور اسی سلسلے کی ایک حقیری کوشش ہیں۔

انقلاب ماہیت کسے کہتے ہیں؟

استحالہ عین کی تعریف کرتے ہوئے سعدی ابو حبیب نے لکھا ہے: "تغير الشئ عن طبيعته ووصفه" یعنی کسی چیز کی طبیعت اور صفت کا بدل جانا۔ (القاموس الفقہی/۱۰۵ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامیہ کراچی، مادہ حول، الموسوعۃ الفقہیہ ۳/ ۲۱۳، طبع وزارۃ الاوقاف الکویت طبع دوم ۱۴۰۴ھ)۔

فقہاء کی اصطلاح کے مطابق استحالہ کی تعریف ہے: "**تغيير ماهية الشئ تغيرا لا يقبل الإعادة**" (مجمع اللغۃ الفقہا دار النفائس بیروت، طبع اول، ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵)۔

یعنی کسی چیز کی ماہیت کا اس طرح بدل جانا کہ اپنی سابقہ حالت پر واپس آنا ممکن نہ ہو، اس کی اور بھی تعریفیں کی گئی ہیں لیکن یہی تعریف زیادہ واضح ہے۔

دوسرا لفظ جو استحالہ کے مرادف کے طور پر مستعمل ہے، وہ ہے "انقلاب" یہ قَلَبَ سے بنا ہے، اس کا لفظی معنی ہے: التحول (بدل جانا) اس کا انگریزی متبادل ہے: Transfer، اس کا اصطلاحی مفہوم ہے: "**تحول ماهية الشئ إلى ما هية أخرى**" (حوالہ سابق) (یعنی کسی شئ کی حقیقت کا متغیر ہوکر دوسری حقیقت بن جانا)، انقلاب ماہیت، استحالہ عین اور تبدل حقیقت سب مفہوم کے اعتبار سے تقریباً مساوی ہیں جس کا حاصل ہے، ایک حقیقت کا بدل کر دوسری حقیقت بن جانا (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰/ ۲۷۸)۔

کیا انقلاب ماہیت ممکن ہے؟

انقلابِ ماہیت کی جو اوپر تعریف کی گئی ہے، کیا اس کے اعتبار سے انقلاب ماہیت کا وقوع ممکن ہے، اس سلسلے میں منطقی علماء کا خیال یہ ہے کہ کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کا بدل جانا محال ہے، ان کے اس قول کی بنیاد یہ ہے کہ وہ کسی چیز کے خارجی عناصر اور مادہ سے بحث نہیں کرتے، بلکہ وہ مفہوم ومعانی سے بحث کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مفہوم میں تبدیلی نہیں ہوسکتی اور مفہوم کی تینوں قسمیں (واجب، ممکن اور محال) ہمیشہ اپنی حالت پر رہیں گی، ایسا نہیں ہوسکتا کہ جو واجب ہے، وہ ممکن یا محال ہوجائے، یا جو محال ہے وہ واجب یا ممکن ہوجائے۔

لیکن عقلی اور شرعی طور پر چیزوں کی حقیقت کا بدلنا نہ صرف یہ کہ ممکن ہے، بلکہ خارجی طور پر اس کا وقوع ہے، اور اکثر اس کا مشاہدہ بھی ہوتا رہتا ہے، اسی کی بنیاد پر "علم کیمیا" یا

کیمسٹری کا وجود قائم ہے، خود قرآن کریم نے انقلاب عین کو ممکن بلکہ واقع قرار دیا ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فإذا هي حية تسعى'' (طٰہٰ:۲۰)، تو اس واقعہ میں حضرت موسیٰ کی چھڑی اپنی حقیقت عصویت کو چھوڑ کر سانپ بن گئی تھی، اگر حقیقتاً قلبِ ماہیت کو نہ مانیں تو پھر معجزہ کا انکار کرنا لازم آئے گا، اس لئے کہ معجزہ اور سحر میں یہی فرق ہے، کہ معجزہ میں چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے، جب کہ سحر (جادو) میں حقیقت نہیں بدلتی بلکہ وہ صرف نظر کا دھوکہ ہوتا ہے (اس سے متعلق مفصل بحث کے لئے دیکھئے: تفسیر کبیر)۔ اس سے ثابت ہوا کہ انقلاب ماہیت ممکن ہے چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

''انقلاب ماہیت کے امکان کا قول ہی صحیح ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز مثلاً پیتل کی ان صفات کو سلب کر لے جن سے پیتل پیتل بنتا ہے، اور اس میں ایسی صفات پیدا کر دے جس سے پیتل سونا بن جائے (ردالمحتار ۱/۱۳۶، طبع دیوبند، طبع اول ۱۴۱۷ھ)۔

ماہیت کب بدلتی ہے؟

فقہاء احناف کا مسلک مختار یہی ہے کہ انقلاب ماہیت اور تبدل عین حکم کی تبدیلی کا سبب ہوتا ہے، چنانچہ مشہور فقیہ علامہ احمد طحطاوی لکھتے ہیں: ''الاستحالة تطهر الأعيان النجسة، هو قول محمد و رواية عن الإمام و عليه أكثر المشائخ وهو المختار في الفتوىٰ'' (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ۱/۸۶، طبع دمشق ۱۳۸۹ھ) (استحالہ عین کی وجہ سے عینی نجاستیں پاک ہو جاتی ہیں، یہ امام محمدؒ کا قول ہے اور امام اعظمؒ سے ایک روایت ہے، اور اکثر مشائخ کا یہ مسلک ہے، اور فتویٰ کے لئے یہی قول مختار ہے)۔

رہا یہ امر کہ اشیاء کی حقیقت کب بدلتی ہے؟ وہ کیا چیزیں ہیں جن کی موجودگی میں کہا جائے گا کہ شئ اپنی حقیقت پر قائم ہے، اور اس کے زوال پر کہا جائے گا کہ اس کی حقیقت بدل گئی،

اس کی تعبیر میں علماء مختلف ہیں، یہ ایک نازک مسئلہ ہے جس میں سخت احتیاط اور بہت زیادہ غور وفکر کی ضرورت ہے، فقہاء کی عبارتوں سے جو واضح تعبیر اخذ کی جاسکی، وہ یہ ہے کہ انقلاب ماہیت سے مراد یہ ہے کہ وہ شئ فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہوجائے، سابق حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت وماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت وماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے، نہ اس میں اس کی صفات مختصہ، خواص وآثار پائے جائیں، بلکہ یہ سب چیزیں نئی ہوجائیں، نام بھی دوسرا ہو، صورت وشکل بھی دوسری ہو، آثار وخواص، صفات وتاثیرات اور علامات بھی دوسرے ہوں (ان میں سے بعض وضاحتیں ''کفایت المفتی ۲/۲۷۷'' سے ماخوذ ہیں)۔

جیسے شراب سے سرکہ ہوجائے، خون سے مشک بن جائے، یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا بن جائے، یا گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا پاخانہ اور گوبر جل کر راکھ ہوجائے، تو ان تمام صورتوں میں فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ استحالہ عین پایا گیا، اس لئے یہ چیزیں پاک ہوں گی۔

مجمع الانہر میں ہے:

''گوبر، پاخانہ یا اس طرح کی دوسری نجاستیں اگر جل کر راکھ ہوجائیں تو امام محمد کے نزدیک پاک ہوجاتی ہیں، یہی قول مختار ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے، اس لئے کہ شریعت نے وصف نجاست اس کی حقیقت پر مرتب کیا اور حقیقت مفہوم کے بعض اجزاء کے نہ پائے جانے کی وجہ سے منتفی ہوجاتی ہے، تو اگر حقیقت کے تمام اجزاء منتفی ہوجائے تو حقیقت بدرجۂ اولی بدلے گی، اسی طرح وہ گدھا بھی پاک ہوجاتا ہے، جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، انقلاب ماہیت کی وجہ سے جو کہ مطہرات میں سے ہے'' (مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ۱/۶۱ طبع بیروت)۔

تو ان تمام صورتوں میں پاکی کا حکم صرف اس وجہ سے دیا گیا کہ شئ نے اپنی حقیقت سابقہ کو کھودیا: شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ کو، خون نے اپنی حقیقت دمویہ کو اور نطفہ نے

اپنی حقیقت منویہ کو چھوڑ دیا ہے، اس کی وضاحت کے لئے دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۵۳۶ طبع مکتبۃ زکریا دیوبند۔

لیکن اگر شئ کی حقیقت موجود رہے، صرف اس کی شکل بدل جائے یا اس کے بعض اوصاف بدل جائیں تو پھر انقلاب ماہیت کا حکم نہیں لگائیں گے، اور محض شکل وجزوی اوصاف کا بدلنا اس کے لئے موجب تطہیر بھی نہ ہوگا، چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں خانیہ کے حوالہ سے منقول ہے:

''ناپاک سرکہ کو اگر شراب میں ملا دیا جائے، تب بھی ناپاک ہی رہے گا، اس لئے کہ ناپاک چیز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، اسی طرح اگر کتا شیرہ میں منہ ڈال دے پھر وہ شراب بن کر سرکہ بن جائے تو اس کا کھانا بھی درست نہیں ہوگا، اس لئے کہ کتے کا لعاب جو کہ نجس ہے، اس میں موجود ہے اور وہ سرکہ نہیں بنتا'' (الفتاوی الہندیہ ۱/ ۴۴)۔

البتہ شئ کی وہ صفات جو اس کے ساتھ مختص نہ ہوں یا وہ کیفیات جو شئ کے لئے لازم نہ ہوں یا شئ کے وجود میں ان کا دخل نہ ہو تو ان کا زائل ہونا انقلاب ماہیت کے لئے ضروری نہیں ہے، ان کی موجودگی میں بھی چیز کی حقیقت بدل سکتی ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ شراب کے سرکہ بننے کے باوجود اس میں ماہیت اور رقت وسیلانیت باقی رہتی ہے، اسی طرح روغنِ نجس جو صابن کے ساتھ مل کر اپنی حقیقت کھو دیتی ہے پھر بھی اس کی چکناہٹ کا باقی رہنا انقلاب عین کے لئے مضر نہیں ہے، اس لئے کہ رقت ومائیت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دھنیہ کے ساتھ مختص نہیں، اسی طرح کسی درجہ میں رنگ یا بو کا باقی رہنا بھی انقلابِ عین کے لئے مضر نہیں، چنانچہ علامہ حصفکی لکھتے ہیں: '' ولا یضر بقاء أثرٍ کلون وریح'' (الدرالمختار مع الشامی ۱/ ۵۳۷)۔

بعض آثار کا زوال انقلاب ماہیت کا سبب نہیں

تاہم صرف بعض آثار کا زائل ہونا یا صفات غیر مختصہ کا نہ پایا جانا تغیر ماہیت کے باب

میں مؤثر نہیں ہے، ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے شئ کی حقیقت کے بدلنے کا حکم نہیں لگائیں گے، جس طرح کہ ماء مطلق کا عنصر حقیقی جس پر پانی کا جود موقوف ہے، وہ رقت وسیلانیت ہے، ان دونوں کی موجودگی میں اگر کسی پاک چیز کے ذریعہ اس کے وہ تمام اوصاف ختم ہوجائیں جو اس کے ساتھ مختص نہیں، تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسا کہ علامہ شرنبلالیؒ نے لکھا ہے: "والغلیة فی مخالطة الجامدات بإخراج الماء عن رقته وسیلانه و أما إذا بقی علی رقته وسیلانه فإنه لا یضر أی لا یمنع جواز الوضوء به تغیر أوصافه کلها بجامدٍ" (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱/۱۵)، شرط صرف ایک ہے کہ صفات کے تغیر کے باوجود پانی کا نام باقی رہے۔

اسی طرح اگر شراب کو آٹے میں ملا کر گوندھ لیا جائے اور اس سے روٹی پکالی جائے تو اس صورت میں روٹی پاک نہیں ہوگی، بلکہ ناپاک ہی رہے گی۔ اس لئے کہ یہاں پر شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت کو نہیں چھوڑا ہے، محض قلت اجزاء یا مقدار کی کمی کی وجہ سے اس کے آثار نظر نہیں آرہے ہیں، اور محسوس بھی نہیں ہورہے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے: ردالمحتار علی الدرالمختار ۱/۵۲۰)۔

نجاست کی مختلف قسموں کے درمیان فرق

چونکہ استحالہ عین کے بعد چیز اپنی سابقہ حقیقت کو بالکل چھوڑ دیتی ہے، اور پہلی حقیقت کو چھوڑ کر دوسری حقیقت اختیار کرلیتی ہے، اس طرح پر کہ پہلی حقیقت کے بنیادی عناصر اور صفات مختصہ بلکہ منطقی اصطلاح کے مطابق اس کے مفہوم کا فصل اور خاصہ سب کچھ بدل جاتا ہے، اس لئے اس میں نجاست کی مختلف قسموں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا، اگر انقلاب حقیقت طاہرہ کی جانب ہوا ہے تو ہر حال میں اسے پاک کہا جائے گا، نجس العین وغیر نجس العین میں کوئی فرق نہیں ہوگا، لہٰذا انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے، اور خنزیر ومیتہ، جو کہ نجس العین ہیں اور پاخانہ، کوبر اور انگوری شراب جو کہ نجس العین بنجاست غلیظہ ہیں اور گدھا اور

کتا جو نجس العین نہیں، استحالہ عین کے بعد ان پر نجاست وحرمت کا حکم باقی نہیں رہے گا، بلکہ وہ پاک اور جائز الانتفاع ہوجائیں گے (دیکھئے منیۃ المصلی ۱/۱۸۸ طبع لاہور)۔

علامہ ابن ہمام حنفی نے بھی فتح القدیر ۱/ ۲۰۲ میں اس پر اچھی بحث کی ہے، چنانچہ اس پر اور مذکورہ بالا عبارتوں پر غور کرنے سے ذیل کے امور سامنے آتے ہیں:

۱- گدھا، کتا، میتہ، خنزیر، گوبر، پاخانہ وغیرہ انقلاب ماہیت کے حکم میں یکساں ہیں۔

۲- مفہوم شئ کے اجزاء میں سے بعض کے بدلنے سے بھی بعض اوقات حکم بدل جاتا ہے، جیسا کہ ابن ہمام کی عبارت سے واضح ہے، منطقی انداز میں اس کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کسی کلی مفہوم سے اس کے فصل یا خاصہ کو الگ کرلیا جائے، تو شئ کی حقیقت ختم ہوجائے گی، مثلاً انسان، حیوان ناطق ہے، اگر اس سے صرف ناطق کو جو کہ فصل ہے، ختم کردیا جائے تو انسان کی حقیقت منتفی ہوجائے گی۔

۳- مسئلہ استحالہ میں نجس العین وغیر نجس العین کا حکم یکساں ہے، ان کے مابین کوئی فرق نہیں، بلکہ علامہ شرنبلالیؒ کی عبارت اس سلسلے میں بالکل واضح ہے کہ استحالہ کی وجہ سے غیر نجس العین تو پاک ہوگا ہی نجس العین بھی پاک ہوجائے گا۔

۴- مذکورہ چیزیں چاہے گر کر مریں یا مری ہوئی حالت میں گریں، دونوں کا حکم یکساں ہے، جیسا کہ کبیری کی عبارت سے واضح ہے، یعنی میتہ جو بنص قرآنی حرام ونجس العین ہے وہ بھی اس حکم میں شامل ہے۔

۵- نجس العین وغیر نجس العین کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی تفصیل نہیں ہے۔

قلبِ ماہیت کے اسباب

قلب ماہیت کے بعض اسباب تو وہ ہیں جن کی طرف سوال نامہ میں اشارہ کیا گیا

ہے، مثلاً:

کسی شوریدہ یا کھٹی چیز کا ملانا، مثلاً: لیموں یا نمک کا ملانا، جلا دینا، دھوپ دکھانا، ان کے علاوہ بھی بعض چیزیں ہیں جنہیں قلبِ ماہیت کے اسباب میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

۱- کسی چیز کے زیر زمین دفن کرنے کی وجہ سے بھی شئ کی حقیقت بدل جاتی ہے، چنانچہ مجمع الأنہر میں فتاوی ظہیریہ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے: "**العذرات إذا دفنت فی موضع حتی صارت تراباً قیل تطهر**" (مجمع الأنہر شرح ملتقی الأبحر ۱/ ۶۱)۔

یعنی پاخانہ یا گوبر کو اگر زیر زمین دفن کردیا جائے یہاں تک کہ وہ مٹی بن جائے تو ایک قول کے مطابق وہ پاک ہوجائے گا۔ اس کی مزید وضاحت علامہ کاسانی کی عبارت سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں:

زمین کی طبیعت وخاصیت یہ ہے کہ وہ اشیاء کو تحلیل کردیتی ہے، اور اس کی حقیقت کو بدل کر اپنی طبیعت میں ضم کرلیتی ہے، تو اگر زمین میں نجاست گر جائے تو مرور ایام کی وجہ سے وہ مٹی بن جائے گی اور وہ ناپاک باقی نہیں رہے گی، (آگے لکھتے ہیں کہ) یہ امام محمد کا قول ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ نجاست جب زمانہ گزرنے کی وجہ سے متغیر ہوگئی اور اس کے اوصاف بھی بدل گئے تو وہ دوسری چیز بن گئی، لہذا وہ پاک ہوگی۔ اس اصل پر جو مسائل متفرع ہوتے ہیں، ان میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ کتا جب نمک کی کان میں گر جائے یا (شوریدہ) برف میں گر جائے اور پاخانہ جب آگ میں جل کر راکھ بن جائے یا گندہ کنواں جب کہ وہ خشک ہوجائے اور اس کے اثرات ختم ہوجائیں اور نجاست جب زمیں میں دفن کردی جائے اور اس کے اثرات زمانہ گزرنے کی وجہ سے باقی نہ رہیں، تو ان تمام چیزوں کی پاکی کا حکم دیا جائے گا (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۱/ ۸۳-مطبوعہ بیروت)، علامہ کاسانی کی یہ عبارت خاص طور پر قابلِ توجہ ہے:

"**والنجاسة إذا دفنت فی الأرض و ذهب أثرها بمرور الزمان**"۔

۲-کبھی ماحولیاتی اثرات کی وجہ سے چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے، جیسے کہ شراب کبھی تو دوسرے کے فعل یا کسی چیز کی آمیزش کی وجہ سے سرکہ بنتی ہے اور کبھی ماحولیاتی اثرات کے نتیجے میں خود بخود سرکہ بن جاتی ہے اور وہ شراب کی صفت مختصہ سکر یعنی اور مرارت زائل ہوکر دوسری صفت یعنی حموضت (کھٹاپن) پیدا ہوجاتی ہے۔

یہ ماحولیاتی اثر بالعموم سردی اور گرمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، چنانچہ علامہ ڈاکٹر مصطفیٰ وہبہ زحیلی لکھتے ہیں کہ ''شراب کبھی سرکہ اس طرح پر بھی بن جاتی ہے، کہ شراب کو گرمی پہنچائی گئی یا اس کو سایہ سے دھوپ میں لے جایا گیا دھوپ سے سائے میں لایا گیا (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴/ ۵۴۱)۔

۳-کبھی فطری اور قدرتی طور پر بھی اشیاء کی حقیقت بدلتی ہے، اس میں کسی انسان کے فعل کا دخل نہیں ہوتا ہے مثلاً مشک پاک ہے، لیکن وہ مشک بننے سے پہلے خون تھا، جو ظاہر ہے کہ نجاست غلیظہ ہے، لیکن یہی خون تغیر ماہیت کی وجہ سے پاک ہوگیا، علامہ شامیؒ قاضی خاں سے نقل کرتے ہیں: ''**المسک طاهر حلال، لأنه و إن كان دماً فقد تغير طاهر كرماد العذرة، والمراد بالتغير الاستحالة إلى الطيبة، وهي من المطهرات عندنا**'' (الفتاوی الشامیہ ۱/ ۳۲۴)۔

یعنی مشک پاک اور حلال ہے اس لئے کہ وہ اگر چہ پہلے خون تھا لیکن تغیر ماہیت کے بعد طاہر ہوگیا، جیسا کہ پاخانہ کی راکھ (پاک ہوتی) اور تغیر سے پاکی کی جانب بدلنا ہے اور ''طیبیت'' کی طرف استحالہ ہمارے نزدیک پاکی کا سبب ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ مذکورہ صورت میں دم (خون) کی نجاست، مشک بننے کے بعد ''طیبیت'' اور پاکیزگی سے بدل گئی، نہ صرف یہ کہ بدل گئی بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پاکیزہ چیزوں میں سب سے پاکیزہ قرار دیا، چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے: ''**المسک أطیب الطیب**''

اس کی دوسری مثال نطفہ ہے جسے قرآن نے ''**ماء مهين**'' (قدرتی پانی) قرار دیا،

''ألم نخلقكم من ماء مهين'' (المرسلات:۲۰)۔ اور علماء اسے نجس کہتے ہیں جب وہ پانی مادہ کے رحم میں جاتا ہے، تو اس میں قدرتی طور پر انقلاب ہوتا ہے، اور وہ علقہ بنتا ہے لیکن پھر بھی وہ نجس ہی رہتا ہے، اس لئے کہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف نہیں ہوئی، پھر اس کی ماہیت بدلتی ہے اور وہ مضغہ یعنی گوشت کے لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور وہ پاک ہوجاتا ہے، اس کی پاکی میں کسی کا اختلاف نہیں، اسی وجہ سے فقہاء نے اس کو مسئلہ استحالہ کے لئے نظیر بنایا ہے، علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: ''ونظيره في الشرع النطفة نجسة و تصير علقة وهي نجسة فتصير مضغة فتطهر'' (فتح القدیر ۱/۲۰۲، والبحر الرائق ۱/)۔

۴- اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی چیز کی ماہیت وحقیقت کو بدل دیا جائے، یا کسی کیمیکل کے ذریعہ یا مشینری طور پر قلبِ ماہیت آجائے۔ اگر واقعتاً کیمیاوی عمل سے گزرنے کے بعد عین متغیر ہوجاتا ہے، تو اس پر بھی استحالہ کا حکم جاری کیا جائے گا، اور استحالہ سے پہلے اگر وہ چیز ناپاک یا حرام تھی تو استحالہ کے بعد پاک اور حلال ہوجائے گی، اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی ناپاک چیز صابن کی دیگ میں گر جائے اور صابن کی شوریت یا تیزابیت کی وجہ سے اپنا وجود کھودے اور صابن کی حقیقت میں ضم ہوجائے تو استحالہ عین کی وجہ سے اس کی پاکی کا حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ علامہ طحطاوی لکھتے ہیں: ''والزيت النجس إذا صار صابوناً و مثله إذا وقع في المصبنة وزالت الأجزاء'' (طحطاوی علی المراقی ۱/۸۷)۔

یعنی ناپاک تیل اگر صابن بن جائے تو وہ پاک ہوجائے گا، اسی طرح اگر وہ روغن صابن کی دیگ میں گر جائے اور اس کے اجزاء زائل ہوجائیں تب بھی پاک ہوجائے گا۔ نیز علامہ حلبی لکھتے ہیں: ''وعليه يتفرع ما لو وقع إنسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابونا يكون طاهراً'' (شرح منیۃ المصلی ۱/۱۸۸)۔

معلوم ہوا کہ اگر شوریدہ اجزاء رکھنے والی کسی کیمیکل میں ملاکر شئ کی حقیقت کو بدل دیا جائے تو اس پر بھی استحالہ کے احکام جاری ہوں گے۔

ناپاک چربی سے بنا ہوا صابن

علامہ حلبیؒ و علامہ طحطاویؒ کے حوالہ سے اوپر جو عبارتیں نقل کی گئیں اس سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو چکی ہے کہ روغن نجس اگر صابن میں مل کر صابن بن جائے، یا آدمی یا کتا صابن کی دیگ میں گر کر صابن بن جائے تو اس کی حقیقت بھی بدل جائے گی اور وہ پاک ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر ناپاک چربی سے صابن بنایا جائے تو اس کی حقیقت بھی بدل جائے گی اور وہ پاک ہو جائے گا، صابن میں نجس چربی کے متعلق علامہ شامی نے مجتبیٰ سے نقل کیا ہے:

''جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير'' (ردالمحتار علی الدر ۱/۵۱۹)۔

یعنی اگر ناپاک چربی صابن میں ملا دی جائے تو اس کی حقیقت بدل جائے گی، اس لئے اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ اس کے بعد شامی لکھتے ہیں کہ مردار کی چربی کا بھی وہی حکم ہے جو روغن نجس کا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ چربی خواہ مردار کی ہو یا خنزیر کی وہ صابن کے ساتھ مل کر اپنی حقیقت کھو دیتی ہے، اور صابن کی حقیقت کو اختیار کر لیتی ہے، اسی طرح اگر کوئی دوسری استعمالی چیز ناپاک چربی سے بنائی جائے اور چربی اس چیز میں مل کر اپنی حقیقت کھو دے تو اسے بھی قلب ماہیت کہا جائے گا، اور اس کا حکم بھی بدل جائے گا۔

ہڈیوں کے پاؤڈر کا حکم

نص قرآنی سے میتہ (مردار)، دم (خون) اور خمر (شراب) نجس ہیں: ''حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير'' (مائدہ ۳)۔

البتہ خنزیر کے علاوہ مردار جانوروں کے وہ اجزاء جن میں حیات اور دم سرایت نہیں کرتی ہے، شریعت نے انہیں اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا، اسی لئے فقہاء کرام مردار جانوروں کی

ہڈی کو پاک قرار دیتے ہیں درمختار میں ہے:"**شعر المیتة غیر الخنزیر وعظمها وعصبها طاهر**" (درمختار ۱/۳۰۹)، خنزیر کے علاوہ دوسرے مردار کا بال، اس کی ہڈی اور اس کا پٹھا پاک ہے، اسی طرح مراقی الفلاح میں ہے:"**کل شئ من أجزاء الحیوان غیر الخنزیر لا یری فیه الدم لا ینجس**"۔

لہذا ہڈی اگر خنزیر کے علاوہ کسی مردار کی ہے اور اس کے سفوف کو توتھ پیسٹ وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے، یا اسے کسی اور خارجی استعمال میں لایا جاتا ہے، تو اس کی گنجائش ہے، اسی طرح بطور دواء کے بھی اس کا استعمال درست ہے، اس کی دلیل وہ روایت بن سکتی ہے، جو حضرت ابو امامہ سہل بن حنیف سے مروی ہے:"جنگ احد کے دن جب رسول اللہ ﷺ کا دہن مبارک زخمی ہوگیا تو آں حضور نے ایک بوسیدہ ہڈی کو اس کے لئے بطور دوا استعمال فرمایا"۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام محمدؒ نے "السیر الکبیر" میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ ہڈیوں کو بطور دوا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی ہمارا مسلک ہے (السیر الکبیر ۱/۱۲۷)۔

جانوروں کے خون کا حکم

ارشاد ربانی "**حرمت علیکم المیتة والدم الخ**" کے بموجب مذبوح جانوروں کا دم مسفوح یعنی بہتا ہوا خون حرام اور نجاستِ غلیظہ ہے، اسی طرح مردار جانور کے وہ دوسرے اجزا جن میں خون سرایت کرتا ہے، اس چیز کا بھی استعمال دواؤں میں درست نہیں، اور جس دوا میں بھی دم مسفوح کا استعمال کیا جائے گا، وہ دوا ناپاک ہوگی، اور بلاضرورت شدیدہ کے کسی کے لئے اس کا استعمال درست نہ ہوگا، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:"**إن الله لم یجعل شفاؤکم فیما حرم علیکم**" (اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہاری شفاء نہیں رکھی) (اخرجہ البخاری ومسلم، اس کے بعد والی حدیث: تلخیص الکبیر ۱/۳۰ کی ہے)۔

اسی طرح دوسری حدیث میں آنحضور نے فرمایا: ''الدم حرام کله'' خون کلیتًا حرام ہے۔

لیکن اگر ضرورت شدید ہو اور خوف ہو کہ اگر اس دوا کو یا اس طرح کی کسی دوسری ایسی دوا کو استعمال نہیں کیا جس میں حرام مادہ کی آمیزش ہے تو جان چلی جائے گی، یا موت کے دہانے پر پہنچ جائے گا، اور کوئی ماہر ڈاکٹر اس دوا کی تشخیص بھی کرے، تو ایسی اضطراری صورت میں خون کی آمیزش سے بنی ہوئی دوا کے استعمال کی گنجائش ہوسکتی ہے، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''بیمار کے لئے خون اور پیشاب کا پینا اور مردار کھانا دوا کے طور پر جائز ہے، اس شرط کے ساتھ کہ کوئی مسلم حکیم اسے یہ بتائے کہ اس کی شفاء اسی میں ہے، اور حلال چیزوں میں سے کوئی چیز اس کے قائم مقام نہ بن سکے'' (ہندیہ ۵/ ۳۵۵)۔

درمختار میں لکھا ہے کہ ضرورتًا جواز کے قول پر فتویٰ ہے، البتہ اگر یہ بات ماہرین فن کی تحقیق سے معلوم ہوجائے کہ دوا میں آمیزش سے پہلے خون کی حقیقت کو کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل دیا جاتا ہے، اور دم کا کوئی بھی شائبہ دوا میں باقی نہیں رہتا تو اس صورت میں انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جاسکتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اگر دم کی تمام صفات و تاثیرات کو ختم ہی کردیا جائے تو پھر دم کی آمیزش کا فائدہ ہی کیا باقی رہ جائے گا، لہذا قرین قیاس یہی ہے کہ دوا میں ملانے کی صورت میں دم کی حقیقت نہیں بدلتی۔

استہلاک عین

انقلاب حقیقت اور استہلاک عین دو الگ الگ چیزیں ہیں، انقلاب ماہیت میں تو یہ ہوتا ہے کہ چیز اپنے سابق وجود کو کھودیتی ہے، اور نیا وجود نئی شکل اختیار کرلیتی ہے، اسی وجہ سے اس کو مطہرات میں شمار کیا گیا ہے، جب کہ استہلاک عین انقلاب ماہیت نہیں بلکہ وہ خلط کی آخری شکل ہوتی ہے، کہ چیز اپنا وجود تو نہیں کھوتی لیکن وہ دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خلط ملط

ہوجاتی ہے کہ اس کا دوسری چیز سے جدا کرنا مشکل ہوتا ہے، اس کا وجود بھی باقی ہوتا ہے اور اثر بھی صرف ظاہری ہیئت بدلتی ہے، لہٰذا استہلاک کے اس معنی کے اعتبار سے استہلاک عین کے بعد بھی چیز کا وہی حکم رہے گا جو پہلے تھا جیسا کہ فقہا نے لکھا ہے کہ اگر روٹی کو تھوڑی شراب میں ملا کر پکایا جائے یا آٹے کو خمر سے گوندھا جائے تو وہ روٹی کبھی پاک نہیں ہوگی، بلکہ شراب کے اجزاء کی وجہ سے ناپاک رہے گی (الدر المختار مع الشامی ۱/ ۵۴۴)۔

اسی طرح اگر پیشاب کے چند قطرے ملا کر کئی سو روٹیاں بنالی جائیں، پھر بھی تمام روٹیاں ناپاک رہیں گی، حالانکہ مذکورہ دونوں صورتوں میں خمر اور بول کا کوئی اثر نظر نہیں آرہا ہے، لیکن حقیقتاً وہ موجود ہے، اور اس نے اپنا وجود بھی نہیں کھویا ہے، بلکہ اس کا جدا کرنا مشکل ہے، اسی وجہ سے استہلاک کی جو تعریف کی جاتی ہے، اس میں بھی اس کی جانب اشارہ ہے: "**هو تصير الشيء هالكا أو كالهالك أو اختلاطه بغيره بحيث لا يمكن إفراده بالتصرف كاستهلاك السمن في الخبر**" (الموسوعۃ الفقہیہ ۴/ ۱۲۹)۔

اور بعض فقہی جزئیات میں جو استہلاک کی وجہ سے حکم کے بدلنے کا فتویٰ دیا گیا ہے، تو اس کی بنیاد استہلاک ہے ہی نہیں، بلکہ اس کی بنیاد ضرورت وحاجت یا کوئی اور چیز ہے، چنانچہ فقہ شافعی کی مشہور کتاب "مغنی المحتاج" میں کہا گیا ہے:

"**أما الترياق المعجون بها ونحوه مما تستهلك فيه فيجوز التداوي به عند فقد ما يقوم به التداوي من الطاهرات، فحينئذ ينبع حكم التداوي بنجس كلحم حية وبول، وكذا يجوز التداوي بذلك لتعجيل شفاء**" (مغنی المحتاج ۴/ ۱۸۸)۔

تو یہاں پر ایسے تریاق کو جو نجس چیزوں سے ملا کر بنایا گیا ہو اور نجس اجزاء کا استہلاک بھی ہوگیا ہو، پاک قرار نہیں دیا گیا بلکہ ناپاک شمار کرتے ہوئے ضرورتاً اس کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔

کبھی استہلاک کو اس کے لغوی "إزالة الشيئ" (شی کا زائل کرنا) اور افناء الشيئ (شی کا ختم کرنا) کے معنی میں استعمال کر کے عدم نجاست کا فتویٰ دیا جاتا ہے، جیسا کہ شامی کی اس عبارت میں ہے:"إذا جرى الماء على نجاسة فأذهبها واستهلكها ولم يظهر أثرها فيه فإنه لا ينجس"(ردالمحتار علی الدرالمختار ۱/ ۵۳۲)۔

تو یہاں پر استہلاک از الۃ الشئ کے معنی میں ہے، اور یہی عدم نجاست کی بنیاد ہے، اور کبھی استہلاک کو فقہاء نے زوال اثر اور غیبوبت الشئ کے مفہوم میں استعمال کیا ہے، جیسا کہ ابن ہمامؒ کی عبارت ہے: "بخلاف قولهم في الطين المعجون بتبن نجس بالطهارة، فيصلى في المكان المتطين به لأن ذلك إذا لم يرعين التبن لا إذا رويت، وعلله في التنجيس بأن التبن مستهلك إذا لم ترعينه"(فتح القدیر ۱/ ۲۰۲)۔

اس مسئلہ میں عدم رویت نجاست کو استہلاک قرار دے کر اسے مٹی کی پاکی کی وجہ بنایا گیا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مٹی کے پاک ہونے کی وجہ ناپاک بھوسے کا مستہلک ہونا نہیں بلکہ مٹی کا خشک ہونا ہے، اس لئے کہ علامہ نابلسی نے ''نہایۃ المراد'' میں اتنا اضافہ نقل کیا ہے:"إذا ترطبا تنجسا"یعنی اگر مٹی اور بھوسا دونوں بھیگ گئے تو دونوں ناپاک ہوجائیں گے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ استہلاک قلبِ ماہیت سے عام ہے، اور انقلاب ماہیت کے احکام اس پر نافذ نہیں ہوں گے۔

مرکّب ادویات

مرکب ادویات کے سلسلے میں کسی نتیجے تک پہنچنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم ترکیب کی حقیقت جان لیں تا کہ یہ جاننا آسان ہوجائے کہ دواؤں کی ترکیب کو استہلاک عین کہیں گے، یا

تبدیل عین؟ یا محض خلط وآمیزش؟ اس حوالے سے ڈاکٹر وہبہ ذحیلی نے بڑی اچھی بحث کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''جب ایک چیز دوسرے سے ملتی ہے، اس طرح کہ بغیر کیمیاوی تجزیہ کے اس کو دوسرے اجزاء سے الگ نہ کیا جا سکے، اسے خلط کہتے ہیں ان دونوں چیزوں کے ملنے کی وجہ سے جو مرکب تیار ہوتا ہے، اسے مخلوط یا مکچر کہہ سکتے ہیں، پھر یہ کہ ایک شئ کا دوسرے کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات وتاثیرات بھی پوری طرح نہ بدلیں بلکہ دونوں چیزیں علیحدہ علیحدہ مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں، تو یہ صورت تبدل ماہیت کی نہیں بلکہ دو چیزوں کی آمیزش کی ہے، جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۰۰)۔

یہی معاملہ دواؤں کا بھی ہے، کہ ایک دوا کے جو فارمولے اور مادۂ ترکیبی ہیں وہ سب کے سب اپنی جزوی تاثیرات کے ساتھ موجود ہوتے ہیں، البتہ چوں کہ ظاہری طور پر بعض اجزاء کا وجود محسوس نہیں ہوتا اس لئے بعض اوقات فقہاء اس کو استہلاک قرار دیتے ہیں، لیکن اس استہلاک کو انقلاب ماہیت نہیں کہہ سکتے، (جیسا کہ اوپر بالتفصیل بیان ہوا) اسی وجہ سے تمام اجزاء کا حکم حسب سابق برقرار رہے گا، اور فارمولے کا کوئی بھی جزء اگر نجس ہو تو دوا بھی نجس ہوگی۔

الکحل۔بعض اہم پہلو

اس ضمن میں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ''الکحل'' کی حقیقت کیا ہے، بعض علماء اسے شراب بلکہ روح شراب قرار دے کر اسے حرام اور نجس العین کہتے ہیں اور بعض حضرات اس کو ابتلاء عام کی وجہ سے جائز الانتفاع قرار دیتے ہیں لیکن اس کے صحیح اور واضح حکم تک اس وقت نہیں پہنچا جا سکتا ہے جب تک کہ ہم یہ نہ معلوم کرلیں کہ ''الکحل'' کن چیزوں سے بنتا ہے، اور جن چیزوں سے بنتا ہے، اس میں اشربہ اربعہ (محرمہ) بھی شامل ہے یا نہیں؟

مولانا تقی عثمانی مدظلہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

ان دنوں جو الکحل دواؤں، عطریات اور ان کے علاوہ چیزوں میں مستعمل ہے، ان میں سے بیشتر انگور اور کھجور سے نہیں بنے بلکہ انہیں (مختلف قسم کے) دانوں یا چھلکوں یا پیٹروں سے بنایا جاتا ہے، لہذا عموم بلوئی کی وجہ سے امام اعظم کے قول پر عمل کی گنجائش ہے" (تکملہ فتح الملہم ۳/ ۶۰۸ طبع کراچی)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: "میرا یہ خیال ہے کہ الکحل کی زیادہ تر قسمیں انگوری شراب سے نہیں بنائی جاتی، بلکہ دوسری چیزوں سے بنائی جاتی ہیں، اس سلسلے میں میں نے انسائیکلوپیڈیا آف برٹانکا مطبوعہ ۱۹۵۰ء کی مراجعت کی، اس میں ان تمام مادّوں کا چارٹ دیا گیا ہے، جن سے الکحل بنایا جاتا ہے، اسی چارٹ میں شہد، جو، جوار، گندھک اور دوسرے پھلوں کے رس کا تذکرہ ہے لیکن اس ذیل میں نہ تو انگور کا ذکر ہے اور نہ ہی کھجور کا" (تکملہ فتح الملہم ۱/ ۵۵۱)۔

اسی طرح بعض امریکی ماہرین کی تحقیق کے مطابق "الکحل" ایک ایسا عنصر ہے جو بہت سی ترکاریوں اور پھلوں میں قدرتی طور پر موجود ہوتا ہے، اسی عنصر کو بعض تدابیر سے علیحدہ کر کے بہت سے اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے (تعمیر حیات ۱۰ فروری ۱۹۹۰ء)۔

حاصل یہ ہے کہ اگر الکحل اشربہ اربعہ (کھجور و انگور کی شراب) کے علاوہ دوسری چیزوں سے بنایا جاتا ہے، جیسا کہ غالب گمان ہے تو عموم بلوئی کی وجہ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق دوائی یا کیمیائی اغراض کے لئے اس کی اتنی مقدار استعمال کرنے کی گنجائش ہے، جو مسکر و نشہ آور نہ ہو، یا اسے دوسری غذائی اجناس میں استعمال کیا گیا ہو، نیز امام اعظم کے قول کے مطابق اس پر ناپاکی کا حکم بھی نہیں لگائیں گے لیکن اگر بالفرض الکحل کا اشربہ اربعہ سے بنا ہوا ہونا یقین سے ثابت ہو جائے، تو اس اس کا ایک قطرہ بھی ناپاک ہوگا، اور اس کا استعمال عام حالات میں ناجائز اور ضرورت شدیدہ کی بنا پر جائز ہوگا۔

فلٹر کرنے کا عمل

فلٹر یا کشید کرنے کے عمل کا حاصل بالعموم یہی ہوتا ہے کہ کسی چیز سے اس کے کسی خاص عنصر کو الگ کرلیا جاتا ہے، مثلاً پھل سے اس کے شیریں اجزاء کو، پھول سے اس کے خوشبو دار اجزاء کو نکال لیا جاتا ہے، یا پیشاب وغیرہ سے اس کے متعفن اور ضرر رساں اجزاء کو خارج کردیا جاتا ہے، لیکن ان اجزاء کے نکالنے کے بعد جو کچھ بچا ہوا ہے، ظاہر ہے کہ وہ بھی پیشاب کا جز ہے، جب کہ پیشاب **بجمیع أجزائہ** نجس ہے، اس لئے فلٹر کے بعد بھی وہ نجس ہی رہے گا۔ اسی طرح گندے پانی کے فلٹر کا معاملہ ہے کہ فلٹر کے ذریعہ صرف اس کے بدبو دار اور ضرر رساں اجزاء کو خارج کردیا جاتا ہے، اس کے بعد جو کچھ بچ جاتا ہے، وہ بھی گندے پانی کا ہی ایک حصہ ہے، اسے پاک اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ صرف بدبو دار اور نقصان دہ عنصر کو الگ کردینے سے ناپاک چیز پاک نہیں ہوجاتی، اس کی نظیر یہ جزئیہ ہے: **"وکذلک الکلب إذا ولغ فی عصیر ثم تخلل لا یحل أکلہ لأنہ لعاب الکلب قائم فیہ، کذا فی الخانیہ"** (ہندیہ ۱/۴۴)۔

البتہ اگر یہ ثابت ہوجائے کہ گندے پانی سے تمام تر ناپاک اجزاء کو الگ کرلیا گیا ہے، بایں طور کہ نجاست کا پانی میں کوئی اثر باقی نہیں رہا، یا یہ کہ گندے پانی کو صاف پانی (ماء کثیر) میں اس طرح پایا گیا کہ گندے پانی کا وجود کالعدم ہوگیا اور اس کے بعد فلٹر کیا گیا، تو ایسی صورت میں پانی کی پاکی کا حکم لگایا جائے گا، چنانچہ علامہ شامی نے عبد الغنی نابلسی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ''پانی بذاتِ خود متغیر ہونے سے پاک نہیں ہوتا، مگر یہ کہ گندہ پانی کسی صاف پانی پر سے گزرے تو وہ پاک ہوجائے گا (ردالمحتار ۱/۳۳۷، نوٹ: بہت سے شہر ایسے ہیں جہاں صرف گندے پانی سے فلٹر کیا ہوا پانی ہی دستیاب ہے اور کوئی دوسرا ذریعہ پانی کے حصول کا نہیں ہے اس لئے اگر فلٹر کئے ہوئے پانی میں نجاست کے اثرات کے باقی رہنے کی وجہ سے پانی کو نجس قرار دے دیا جائے تو لاکھوں لوگ حرج عظیم میں مبتلا ہوجائیں گے، لہذا مشہور فقہی قاعدہ "المشقۃ تجلب التیسیر" اور "الضرر یزال" کی بنا پر فلٹر شدہ پانی کے پاک ہونے کا حکم دیا جائے گا، جیسا کہ پانی کے دیگر بہت سارے مسائل میں فقہاء نے وسعت پیدا کی ہے)۔

چنانچہ علامہ شامی اپنے زمانے کی ایک عادت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ہمارے بلاد میں گھر تک پانی پہنچانے کے جو نالے بنے ہوئے ہیں، اس سلسلے میں لوگوں کی عادت یہ ہے کہ وہ اس کی مخدوش یا ٹوٹی ہوئی مینڈھ کو درست کرنے کیلئے اس پر کوبر ڈالتے ہیں، جن کا نام وہ فساطل رکھتے ہیں جو کوبر ہوتا ہے اور پانی اوپر سے بہتا ہے.....تو ہم نجاست کی وجہ سے پانی کی نجاست کا حکم نہیں لگائیں گے، اس لئے کہ اس کی وجہ سے حرج عظیم لازم آئے گا۔ جب کہ حرج کو از روئے شرع دور کیا جاتا ہے۔ "**وفی ذلک حرج عظیم إذا قلنا بالنجاسة، والحرج مدفوع بالنص**" (شامی ۱/۳۳۶)۔

اسی ذیل میں ایک اور مسئلہ آتا ہے کہ ان اجزاء کا کیا حکم ہوگا جنہیں کشید کر کے یا عمل تقطیر کے ذریعہ کسی دوسری چیز سے نکالا جائے، فقہاء لکھتے ہیں: "**المستقطر من النجاسة نجس**" (ناپاکی سے کشید کی ہوئی چیز بھی ناپاک ہے) (مراقی الفلاح/۸۹)۔

اسی طرح علامہ شامی نے تحریر فرمایا ہے: "ناپاک چیز پر اگر عمل تقطیر کیا گیا تو اس سے نکلا ہوا پانی ناپاک ہوگا... اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ملک روم میں شراب کے کپڑے سے جو قطرات نکالتے ہیں، جس کا نام عرق ہے وہ بھی خمر کی تمام قسموں کی طرح حرام ہے (ردالمحتار علی الدر المختار ۱/ ۵۳۴)۔

جلاٹین کا حکم

کھال چاہے ماکول اللحم جانور کی ہو یا غیر ماکول اللحم جانور کی، اگر اسے شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو، تو اس کی کھال پاک ہوجائے گی یا جانور کو شرعی طور پر ذبح تو نہ کیا گیا ہو لیکن اس کی کھال پر دباغت کا عمل جاری کر کے اس میں پائی جانے والی ناپاک رطوبات کو دور کر دیا گیا، تو بھی اس کی کھال پاک ہو جائیگی، لیکن خنزیر کی کھال اس حکم سے مستثنیٰ ہے، کیوں کہ خنزیر مرنے

سے پہلے بھی اور مرنے کے بعد بھی بجمیع اجزاء نجس ہے، اس کی نجاست خون یا نجس رطوبات کی وجہ سے نہیں، لہذا دباغت کے ذریعہ بھی اسے پاک نہیں کیا جا سکتا ہے، اس لئے کہ دباغت کے ذریعہ اس کھال کو پاک کیا جا سکتا ہے، جس کی ناپاکی خون کی وجہ سے ہو (دیکھئے: مراقی الفلاح/۸۹، الدر المختار ۱/۳۵۵)۔

چمڑے کے پاک کرنے کے دو طریقے ہیں: پہلا طریقہ ذبح شرعی ہے، اور دوسرا طریقہ دباغت ہے، ان دونوں طریقوں سے چمڑا اس لئے پاک ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے چمڑے میں پائی جانے والی نجس رطوبات اور خون زائل ہو جاتے ہیں، لہذا چونے یا تیزاب میں ڈال کر اگر مردار کے چمڑے کی نجس رطوبات کو زائل کر دیا جائے تو بھی کھال پاک ہو جائے گی، جیسا کہ علامہ طحطاوی کی اس عبارت سے مفہوم ہے: ''من المدابغ الحقیقی الملح، ولشبهه کل ما یزیل الفتن والرطوبة'' یعنی دباغت میں نمک ہی کی مانند ہر وہ چیز، جو بدبو کو دور کر دے اور ناپاک رطوبت کو زائل کر دے (طحطاوی علی المراقی/ ۹۰)۔

لیکن چمڑے کے پاک ہونے کے باوجود کیا اس کا اندرونی (یعنی کھانے کے طور پر) استعمال کرنا درست ہے؟ جواب میں ہے نہیں، اس مسئلہ کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے شیخ عبد الغنی نابلسی تحریر فرماتے ہیں:

میتہ (مردار) کی کھال دباغت دینے کے بعد ظاہراً و باطناً دونوں طرح پاک ہو جاتی ہے، (اور ہر طرح کا خارجی استعمال ہوتا ہے) لیکن اگر کھال ماکول اللحم جانور کی ہو تو کیا اس کا کھانا درست ہوگا؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ کھانا درست ہے جب کہ اکثر علماء کہتے ہیں کہ اسے کھانا جائز نہیں اور یہی صحیح ہے، اس لئے کہ کھال مردار کا ایک حصہ ہے اور مردار کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''حرمت علیکم المیتة والدم'' (مائدہ:۳)۔ اس قول کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ کی بکری کے بارے میں فرمایا: ''إنما

یتحرم من المیتة آکلها" یعنی میتہ کا کھانا حرام ہے، ساتھ ہی آنحضور نے حضرت میمونہ کو اس کی کھال کی دباغت اور اس سے (خارجی) انتفاع کا حکم فرمایا (نہایۃ المراد شرح ہدیۃ ابن العماد ۱/۳۴۱)۔

گزشتہ تحقیقات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مردار اگر غیر ماکول اللحم ہو تو اس کی کھال کو کھانے میں استعمال کرنا بالاتفاق درست ہے، اس لئے کہ جب ذبح کی وجہ سے اس کا کھانا درست نہیں ہوتا تو پھر دباغت کی وجہ سے کیسے جائز ہوگا؟ (ردالمحتار ۱/۳۵۶)۔

جو حکم غیر مذبوح کی کھال کا ہے وہی حکم اس کی ہڈی کا بھی ہے، کہ اس کا خارجی استعمال تو درست ہے، کھانے میں اس کا استعمال درست نہیں، اس لئے کہ عدم حلت کا حکم لحم (گوشت) اور عظم (ہڈی) دونوں کو شامل ہے لیکن اگر چمڑا اور ہڈی خنزیر کی ہو تو اس کے نجس العین ہونے کی وجہ سے ہر طرح کا خارجی و داخلی استعمال حرام ہوگا۔

جلاٹین کو گلا کر اس سے جو کھانے کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں، اگر اس میں چمڑے یا ہڈی کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلتی۔ جیسا کہ غالب گمان ہے، بلکہ صرف اس کی ظاہر شکل وصورت بدلتی ہے، اور وہ جلاٹین مردار کی یا خنزیر کی ہے، تو اس جلاٹین کا استعمال شرعاً جائز نہیں، خاص طور پر جب کہ اسے ملذذ اور مزید ار چیزوں میں صرف لذت بڑھانے اور ذائقہ پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے، اور اگر جلاٹین ماکول اللحم مذبوح جانور کی ہے تو بلاشبہ اس کا استعمال ہر طرح درست ہے۔

البتہ اگر یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ جائے کہ جلاٹین میں ہڈی اور چمڑے کی حقیقت بالکلیہ بدل جاتی ہے، تو استحالۂ عین کی وجہ سے اس کی گنجائش نکل سکتی ہے، لیکن بظاہر امکان کم ہی ہے کہ چمڑے اور ہڈی کی حقیقت مکمل طور پر بدل گئی ہو، اس لئے کہ جلاٹین کی آمیزش صرف اس لئے کی جاتی ہے، کہ اس سے وافر لذت اور اعلیٰ ذائقہ حاصل کیا جائے، اور اگر حقیقت متغیر ہو جائے گی تو یہ فائدہ فوت ہو جائے گا، (اس حکم کا مدار ظن غالب پر ہے، ضرورت ہے کہ اس حوالے

سے ماہرین کی آرا فراہم کی جائے)۔

انقلاب ماہیت، استحالۂ عین اور تبدل حقیقت کی بحث، پھر استحالہ عین کی شکل میں ناپاک اشیاء کی پاکی اور حلت کا حکم یہ سب اس غرض سے ہے تاکہ اگر ایسی چیزیں جن میں نجس اشیاء کی آمیزش ہو اور غیر اختیاری طور پر مارکیٹ وغیرہ میں آکر مسلمانوں تک پہنچ جائیں تو اس کے متعلق مسلمان علی وجہ البصیرت ہوں کہ اس چیز کا استعمال ہمارے لئے درست ہے یا نہیں، لیکن مسلمانوں کے لئے درست نہیں کہ وہ مردار یا خنزیر کی چربی اور ہڈی کو یا خمر کو صابن، ٹوتھ پیسٹ، ادویات یا خوردنی اشیاء میں استعمال کریں، قصداً ان چیزوں کا استعمال گناہ کی بات ہے، خدا ہمیں محرمات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خلاصہ بحث

۱- کسی چیز کی حقیقت اس وقت بدلتی ہے جب کہ بعینہٖ شئ کا وجود ختم ہوجائے، یا اس کی صفاتِ مختصہ (منطقی اصطلاح میں فصل یا خاصہ) زائل ہوجائیں۔

۲- تبدیل ماہیت یا انقلاب حقیقت کی وجہ سے شئ کا حکم بدل جاتا ہے، اگر انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو تو شئ پر پاکی کا حکم لگایا جائے گا۔

۳- حقیقت بدلنے کے بعد حقیقت سابقہ کا کچھ بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا، بلکہ موجودہ حقیقت کا لحاظ کریں گے، اسی لئے کتا اگر نمک بن جائے تو اس نمک کا کھانا درست ہوگا۔

۴- بعض آثار غیر مختصہ (منطقی اصطلاح میں عرض عام) کا باقی رہنا تبدل حقیقت اور استحالہ کے لئے مانع نہیں، جیسے رقت سرکہ کے لئے اور دسومت صابن کے لئے۔

۵- تبدیلی ماہیت کی وجہ سے حکم کا بدلنا یہ امام محمدؒ کا قول ہے، ایک قول کے مطابق امام اعظمؒ بھی امام محمد کے ساتھ ہیں اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور یہ احناف کے یہاں معمول بہ ہے۔

۶-تبدیلی ماہیت کے لئے شئ کے بنیادی عناصر سے کم از کم صورت، کیفیت، مزہ، بو اور خاصیت کا بدلنا ضروری ہے، رنگ اور بو کا بدلنا چنداں ضروری نہیں۔

۷- انقلاب ماہیت کے بعد نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان فرق نہیں رہتا دونوں کا حکم یکساں ہے۔

۸- مندرجہ ذیل چیزیں قلب ماہیت کے اسباب بن سکتی ہیں:

۱-جلانا

۲- دھوپ دکھانا

۳-ایک چیز میں کوئی دوسری چیز ملانا

۴-گرمی پہنچانا

۵-زیر زمین دفن کرنا

۶-سایہ میں رکھنا

۷- کیمیاوی یا مشینری طور پر حقیقت کو بدل دینا

۸-قدرتی اور فطری طور پر چیز کا بدلنا وغیرہ

۹-فلٹر یا کشید کرنے کے عمل میں اشیاء کی حقیقت کو بدلا نہیں جاتا، بلکہ اشیاء کا تجزیہ ہوتا ہے، یعنی بنیادی عناصر میں سے بعض عناصر کو الگ کر کے نکال لیا جاتا ہے۔

۱۰-فلٹر کے عمل یا کشید کرنے کے عمل کو انقلاب ماہیت نہیں کہیں گے۔

۱۱-مرکب ادویات میں ''استہلاک عین'' کی جو صورت حاصل ہوتی ہے، وہ استہلاک حقیقی معنی میں نہیں بلکہ مجازی معنی میں ہے، اور اس طرح اس کا استہلاک قلب ماہیت کے ذیل میں نہیں آتا۔

۱۲- الکحل میں ظن غالب یہ ہے کہ یہ اشربہ اربعہ کے علاوہ سے بنتا ہے، اس لئے جب

تک ثابت نہ ہوجائے کہ یہ اشربہ اربعہ سے بنا ہے، اس وقت تک عموم بلوئی کی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق اس کی مقدار غیر مسکر کے استعمال کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔

۱۳ - الکحل ادویات میں مل کر اپنا وجود نہیں کھوتا بلکہ اس کی ماہیت باقی رہتی ہے اور دوسروں کی حفاظت کرتی ہے، البتہ قلتِ مقدار کی وجہ سے ہمیں نظر نہیں آتا، اس لئے یہ استحالۂ کے ذیل میں نہیں آئے گا۔

۱۴ - چربی صابن سے مل کر اپنا وجود کھودیتی ہے، اس لئے اس پر انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جائے گا۔

۱۵ - ہڈیوں کا پاؤڈر دوسری چیزوں سے مل کر ظن غالب کے مطابق اپنا وجود نہیں کھوتا بلکہ بسا اوقات ہڈی ہی دوسری چیزوں کا قوام بھی ہے۔

۱۶ - جانوروں کا دم مسفوح بھی دواؤں سے مل کر اپنا وجود نہیں کھوتا۔ اور قلبِ ماہیت کے تحت نہیں آتا۔

۱۷ - جلاٹین اگر غیر ماکول اللحم مذبوح جانور کا ہے، تو اس کا استعمال درست نہیں ہے، اور چونکہ وہ دوسری چیزوں سے مل کر اپنا وجود نہیں کھوتی اس لئے قلبِ ماہیت کے ذیل میں نہیں آئے گی۔

۱۸ - ضرورت شدیدہ کے وقت (چند شرائط کے ساتھ جس کی تفصیل مقالہ میں موجود ہے) تداوی بالحرام کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔

۱۹ - فلٹر کیا ہوا پانی عموم بلوئی کی وجہ سے پاک اور جائز الانتفاع ہے۔

۲۰ - پیشاب سے فلٹر کر کے نکالا ہوا پانی ناپاک ہے، اس کا استعمال درست نہیں۔

قلب ماہیت کا معیار اور اس کے اسباب

مولانا محمد مصطفیٰ عبد القدوس ندوی ☆

ایک شئی کو دوسری میں ملانے سے یا ایک ہی شی میں معمولی تغیر سے تیسری چیز کا وجود منصۂ شہود پر آتا ہے، ایسا حیوانات سے لے کر جمادات تک کیا جاتا ہے، تری سے لے کر خشک اشیاء تک تجربہ کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے حلت وحرمت اور پاکی وناپاکی کے مسائل پیدا ہوتے ہیں، ان قوموں کے لئے کوئی حرج نہیں جن کے پاس حلت وحرمت اور طہارت ونجاست کا تصور نہیں، لیکن مسلم قوم جس کے پاس حلال وحرام کا فرق اور طہارت ونظافت اور نجاست کا امتیاز ہے، اور ان کو بروئے کار لانے کی تعلیم بھی دی جاتی ہے، ساتھ ہی یہ دعویٰ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ اسلام زمانہ کی برق رفتاری کے ساتھ چلنے کی استطاعت ہی نہیں بلکہ قیادت وسیادت اور رہنمائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

قلب ماہیت کا معیار

۱- خلقی نجس العین یعنی جس کی مکمل ذات پیدائشی طور پر نجس ہو، جیسے پیشاب، پاخانہ اور خنزیر وغیرہ، یہ جزوی تبدیلی سے پاک نہیں ہوں گے، تا آنکہ پوری ذات بدل نہ جائے، بالفاظِ دیگر انقلابِ ماہیت سے پاک ہوں گے، جیسے انسانی غلاظت جل کر راکھ ہوجائے یا زمین

☆ استاذ المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد

پر پڑے رہنے سے مٹی ہوجائے، تو پاک ہوجائے گی (دیکھئے: خانیہ بھامش الھندیہ ۱/ ۴۲ طبع زکریا دیوبند، حاشیہ طحطاوی ومراقی الفلاح/ ۸۶ طمکتبہ اشرفیہ دیوبند)۔

خشک مٹی پیشاب سے گوندھی گئی اور اس مٹی کے برتن، مشک، مٹکے اور گھڑے وغیرہ یا اینٹ بنائی گئی، تو محض دھوپ میں خشک ہونے سے پاک نہیں ہوں گے، بلکہ آگ میں پکانے کے بعد پاک ہوجائیں گے (خانیہ ۱/ ۴۲)، کیونکہ آگ میں جلنے و پکنے سے پاخانہ و پیشاب کی ذات جل کر ختم ہوگئی، اسی طرح پاخانہ کا مٹی بن جانے کی صورت میں بھی اس کی ذات گم ہوگئی، اب وہ پاخانہ نہیں رہا بلکہ مٹی ہوگیا، یا راکھ بن گیا، اگر پیشاب کے مضر اثرات بذریعہ فلٹر زائل کردئے جائیں، تو اس سے پیشاب پاک نہیں ہوگا، کیونکہ پیشاب کی حقیقت وذات نہیں بدلی بلکہ موجود ہے۔

اسی طرح خنزیر اگر نمک کی کان میں گر کر مرجائے اور کچھ دنوں کے بعد نمک بن جائے تو حکم بدل جائے گا کہ اس پر نمک کا اطلاق ہوگا، اور اس کا استعمال درست ہوگا (ردالمحتار ۱/ ۵۳۴ طبع زکریا دیوبند، نیز دیکھئے: فتح القدیر ۱/ ۱۷۶، المغنی ۱/ ۷۲، دسوقی ۱/ ۵۲)، کیونکہ نمک پاک ہے، یہ مثال نجس العین لذاتہ کی ہے، یہی حکم نجس العین لغیرہ کا بھی ہے، فقہاء کرام گدھا کے بارے میں لکھتے ہیں: اگر گدھا نمک کی کان میں گر کر مرجائے اور نمک بن جائے تو نمک پاک ہی رہے گا ناپاک نہیں ہوگا (درمختار مع الرد ۱/ ۵۳۴، طبع دیوبند نیز دیکھئے: فتح القدیر ۱/ ۱۷۶، المغنی ۱/ ۷۲، دسوقی ۱/ ۵۲)، کیونکہ گدھے کی حقیقت وماہیت بدل گئی، اب وہ گدھا نہیں رہا بلکہ نمک ہوگیا، اس لئے اس پر نمک کا حکم جاری ہوگا، اس کی نظیر شرع میں نطفہ کی ہے، جو کہ ناپاک ہے، یہی علقہ بنتا ہے جو کہ ناپاک ہے، پھر گوشت کا ٹکڑا بنتا ہے اور پاک ہے (حوالہ سابق)۔

معلوم ہوا جب تک نجس شئی کے اجزاء باقی رہیں گے اس وقت تک اس کی حقیقت وماہیت بدلنے کا حکم نہیں لگایا جائے گا، یہاں تک کہ اس کی پوری ذات بدل جائے، لہٰذا خلقی نجس میں ناپاکی کے بنیادی عناصر خود ان کے اجزاء جسمانی ہیں، جن کے رہتے ہوئے، اس کی حقیقت

وماہیت بدلنے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے۔فقہاء کرام ایک اسلامی اصول بیان کرتے ہیں جس سے مذکورہ باتوں پر روشنی پڑتی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها'' (ردالمحتار ۱/ ۵۳۴، فتح القدیر ۱۱/ ۱۳۹، حاشیہ دسوقی ۱/ ۵۲، ۵۷، الانصاف ۱/ ۳۱۸، المغنی ۱/ ۷۲)۔

علامہ طحطاوی کے الفاظ میں: ''زوال الحقيقة يستتبع زوال الوصف'' (حاشیہ طحطاوی ۱/ ۸۹) (عین کا استحالہ اس وصف کو مستلزم ہے جو کہ عین کے بقاء پر مرتب ہوتا ہے)۔

ب- اگر کوئی شئی انسانی عمل سے نجس بنی ہے، تو اس کی ناپاکی کے بنیادی عناصر بدلنے سے اس کی حقیقت بدل جائے گی، اور وہ پاک متصور ہوگی، گو اس کے جسمانی اجزاء موجود ہوں، جیسے شراب، اس کے نجس وحرام ہونے کی علت ''اسکار'' ہے، اسکارز ائل ہونے سے شراب سرکہ بن جاتی ہے اور سرکہ پاک اور حلال ہے (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۵۲۰، دسوقی ۱/ ۵۲، ۵۳، الانصاف ۱/ ۳۱۸، المغنی ۱/ ۷۲)، لہٰذا اسکار علت جو کہ نجاست وحرمت کا بنیادی عنصر ہے کے باقی رہتے ہوئے شراب کی حقیقت اور ماہیت بدلنے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

شوافع کہتے ہیں کہ شراب کے علاوہ کسی بھی نجس العین کی حقیقت وماہیت بدلنے سے حکم نہیں بدلے گا، بلکہ وہ ناپاک ہی باقی رہے گا ''ولا يطهر نجس العين إلا خمر تخللت'' (مغنی المحتاج ۱/ ۶۳۲، نیز دیکھئے: روضۃ الطالبین ۱/ ۷۳۱)۔

ج- متنجس شئی سے نجاست کے بنیادی عناصر زائل کردئے جائیں تو وہ شئی پاک ہوجائے گی، اس میں بنیادی عنصر عین نجاست ہے، چنانچہ تمام فقہاء حنفیہ، مالکیہ، صحیح قول پر جمہور شافعیہ اور حنابلہ سب کا اتفاق ہے کہ عین نجاست کے ازالہ سے مثلاً ناپاک کپڑا پاک ہوجائے گا (الشرح الکبیر ۱/ ۶۰، الاقناع للشربینی الخطیب ۱/ ۳۳، قلیوبی شرح المنہاج ۱/ ۷۵، المغنی لابن قدامہ مع الشرح ۱/ ۷۰ طبع دار الکتاب العربی، البحر الرائق ۱/ ۳۱۰، ہندیہ ۱/ ۴۱-۴۲، الکفایہ مع الفتح ۱/ ۱۸۴، روضۃ الطالبین)، البتہ

فقہاء حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک طعم (مزہ) کا ازالہ بھی ضروری ہے (الشرح الکبیر ۱/ ۶۰، جامع الرموز ۱/ ۳۴، ردالمحتار ۱/ ۳۷۵)، کیونکہ طعم کا بقاء عین نجاست کے باقی رہنے پر دلالت کرتا ہے، جہاں تک رنگ اور بو کی بات ہے، تو مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے یہاں ازالہ لازم نہیں ہے، احناف کے یہاں مختلف اقوال ہیں، تاہم عین نجاست کے ازالہ کے ساتھ رنگ و بو کا ازالہ ممکن ہو تو زائل کیا جائے گا جیسا کہ علامہ حصکفی، علامہ ابن نجیم مصری اور صاحب کفایہ نے تصریح کی ہے (ردالمحتار ۱/ ۵۳۷)۔

معلوم ہوا کہ متجنس اشیاء کے پاک ہونے کے لئے بنیادی عنصر عین نجاست کا ازالہ ہے، مالکیہ اور احناف کے یہاں طعم بھی شامل ہے، اور احناف کے یہاں بشرط سہولت رنگ و بو کا ازالہ بھی ضروری ہے، یہ بھی واضح رہے کہ عین نجاست مع طعم کے ازالہ کی بابت دھونے کی تعداد لازم نہیں ہے، بلکہ ایک بار میں زائل ہو جائے تو کافی ہے، یہی ظاہر روایت اور صحیح قول ہے، اور اگر تین بار سے زائد دھونا پڑے تو دھونا لازم ہوگا، یہاں تک کہ عین نجاست اور طعم زائل ہو جائے (دیکھئے: ہندیہ ۱/ ۱۴، جامع الرموز ۱/ ۳۴، مراقی الفلاح/ ۸۶)، اسی لئے احناف کہتے ہیں کہ اتنی بار کپڑا کو دھویا جائے گا تا آنکہ پانی صاف آنے لگے (مراقی الفلاح/ ۸۶، فتح القدیر ۱/ ۱۴۵)۔

د- مردار چمڑے میں ناپاکی کا بنیادی عنصر رطوبت اور دم سائل ہیں، دباغت کے ذریعہ رطوبت اور دم سائل کو زائل کیا جاتا ہے (بدائع ۱/ ۸۴)، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إن دباغه قد أذهب نجسه" (الفتح الربانی ۱/ ۲۳۲ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت) (دباغت اس کی ناپاکی (اور دم سائل) کو دور کر دیتی ہے)، حاکم نے حدیث مذکور کی تصحیح کی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "دباغها طهورها" (مسند احمد ۳/ ۴۷۶، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، نصب الرایہ ۱/ ۱۱۸)۔

اسی وجہ سے فقہاء لکھتے ہیں کہ ایک بار دباغت دینے کے بعد چمڑہ پاک ہو جاتا ہے، اگر دوبارہ پانی میں ڈالا گیا اور اس میں رطوبت عود کر آئی، تو نہ پانی ناپاک ہوگا اور نہ ہی چمڑا، کیونکہ ناپاک رطوبت پہلی ہی بار دباغت سے زائل ہو گئی تھی، دوبارہ جو رطوبت عود کر آئی ہے، یہ سابق

ناپاک رطوبت نہیں ہے بلکہ پاک رطوبت ہے جو کہ پاک پانی سے پیدا ہوئی ہے، کیونکہ دباغت کے بعد چمڑا پاک ہوگیا تھا، اور پاک چیز پاک پانی میں ملنے سے ناپاک نہیں ہوتی اور نہ پانی ناپاک ہوتا (دیکھئے: کبیری/۳۵۱ ط رحیمیہ دیوبند)۔

تحویل عین کا مطلب

۲- انقلاب ماہیت وحقیقت، استحالہ عین اور تحویل عین سب باہم قریب المعنی الفاظ ہیں، لغوی اعتبار سے تحول مصدر ہے، یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا۔ استحالہ: ایک حال سے دوسری حالت کی طرف بدلنا (مختار الصحاح، الصحاح فی اللغۃ والعلوم لسان العرب مادۃ حول)، اس اعتبار سے دیکھا جائے تو فقہاء جس اصطلاحی معنی میں استحالہ، تحول اور انقلاب کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، وہ لغوی معنی سے مختلف نہیں ہے، یعنی شئی کا اپنی حقیقت، کیفیت، ہیئت اور وصف سے دوسری حقیقت، کیفیت، ہیئت اور وصف کی طرف منتقل ہونا، جب شئی کی حقیقت وماہیت بدلتی ہے تو اسکے ساتھ اس کے اوصاف اور کیفیات بھی بدل جاتی ہیں، چنانچہ علامہ شامی کا بیان ہے:

''شریعت نے نجاست کی صفت کو اسی حقیقت کے ساتھ مربوط کیا ہے، اور یہ حقیقت نجاست کے بعض بنیادی اجزاء کے فوت ہونے سے فوت ہوجاتی ہے، تو کل اجزاء کے فوت ہونے سے کیسے فوت نہیں ہوگی؟ اس لئے کہ نمک ہڈی اور گوشت کا غیر ہے، جب نمک ہوگئے تو نمک کا حکم مرتب ہوگا، اس کی نظیر شریعت میں نطفہ کی ہے کہ وہ ناپاک ہے، یہی جما ہوا خون بن جاتا ہے اور وہ بھی ناپاک ہے، اور یہ خون گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے (اس طرح وہ نقطہ اس مرحلہ میں آکر) پاک ہوجاتا ہے، (انگور) کا شیرہ پاک ہے، شراب بننے کے بعد ناپاک ہوجاتا ہے، اور جب سرکہ بنتا ہے تو پاک ہوجاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عین نجاست کا استحالہ اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جو کہ اس عین پر مرتب ہوتا ہے'' (ردالمحتار ۱/ ۵۳۴)۔

تحول عین کا اطلاق

گذشتہ مباحث سے واضح ہے کہ عین نجاست خواہ وہ لذاتہ ہو یا لغیرہ، اس کے پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی پوری ذات تبدیل ہوجائے، یعنی رنگ، صورت اور کیفیت (مزہ، بو اور خاصیت) میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے، یہی حنفیہ، مالکیہ اور ایک قول امام احمد کا بھی ہے (دسوقی ۱/ ۵۲، ۵۳، الانصاف ۱/ ۳۱۸، المغنی ۱/ ۷۲، ردالمحتار ۱/ ۵۳۴)۔ حنابلہ کا ظاہر مذہب اور شوافع کا قول یہ ہے کہ شراب کے علاوہ کسی بھی عین نجاست کے استحالہ سے پاک نہیں ہوگی (المغنی ۱/ ۵۶ طبع دارالفکر، مغنی المحتاج ۱/ ۲۳۶ - ۲۳۷، روضۃ الطالبین ۱/ ۱۳۷)، چنانچہ اگر کتا نمک کی کان میں گر کر مر جائے اور نمک بن جائے تو احناف اور مالکیہ کے نزدیک نمک پاک رہے گا، اور حنابلہ اور شوافع کے نزدیک نمک ناپاک ہوجائے گا، کیونکہ کتا کے نمک بن جانے سے حکم نہیں بدلا، بلکہ کتا کا حکم جو ناپاکی کا تھا وہ باقی رہے گا (دیکھئے حوالہ سابق)۔

شوافع اور حنابلہ کا استدلال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جلالہ کے گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا (ترمذی ۴/ ۲۷۰، از ابن عمر، امام ترمذی کا بیان ہے: یہ حدیث حسن غریب ہے)، ممانعت کی علت جانور کا نجاست کھانا ہے، اگر استحالہ سے پاک ہوجاتا ہے تو آپ منع نہیں فرماتے (دیکھئے: نہایۃ المحتاج ۱/ ۴۳۰، کشاف القناع ۱/ ۱۸۶، ۱۸۷)۔

احناف اور مالکیہ کا استدلال یہ ہے کہ شریعت نے انقلاب ماہیت پر حکم کو دائر کیا ہے، لہذا حقیقت بدلنے سے حکم بدل جائے گا، جیسا کہ علامہ شامی کی عبارت و استدلال اوپر گذر چکا ہے، جہاں تک جلالہ والی حدیث کی بات ہے تو اس سلسلہ میں صحابہؓ کے آثار موجود ہیں کہ جانور ومرغی جب جلالہ ہوجائیں تو ایک متعین مدت تک حبس کرنے سے پاک ہوجاتے ہیں۔

اگر نجاست پاک شئی میں لگ جائے، تو اس صورت میں اگر نجاست مرئی ہے تو عین نجاست کا ازالہ ضروری ہے، اس میں دھونے کی تعداد کی کوئی تحدید نہیں ہے، عین نجاست زائل

ہوگئی تو مثلاً کپڑا پاک ہوجائے گا، اور اگر زائل نہیں ہوئی تو کپڑا ناپاک رہے گا (دیکھئے: بدائع ۱/ ۲۴۹)، اگر عین نجاست کے ازالہ کے بعد طعم باقی ہے تو کپڑا پاک نہیں ہوگا، بلکہ طعم کا ازالہ بھی ضروری ہے، یہی مالکیہ اور احناف کا قول ہے، جہاں تک رنگ وبو کی بات ہے تو اگر بسہولت زائل ہوجائے تو زائل کی جائے گی، ورنہ چھوڑ دی جائے گی، جیسا کہ گزر چکا ہے، شوافع کے نزدیک نجاست کا اثر (رنگ، بو) زائل کرنا ضروری ہے، بغیر زائل کئے کپڑا پاک نہیں ہوگا، بلکہ اگر زائل نہ ہو رہا ہو تو قینچی سے اس حصہ کو کاٹ دیا جائے گا، اس لئے کہ اثر کا بقا عین نجاست کے بقا پر دال ہے (دیکھئے: المجموع ۲/ ۵۹۲، ۵۹۳)، احناف کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ کا ارشاد ہے: ''لا یضرک بقاء أثرہ'' (مسند احمد ۲/ ۳۶۴) (خون کے اثر کا بقا تمہارے لئے مضر نہیں ہے)، ایک دوسری روایت میں ہے: ''ولا یضرک أثرہ'' (بخاری، باب دم الحیض، مسلم، باب نجاسۃ الدم وکیفیۃ غسلہ، ترمذی باب ماجاء فی غسل دم الحیض من الثوب)۔

روضۃ الطالبین میں احناف کے مطابق مذہب نقل کیا گیا ہے (دیکھئے: روضۃ الطالبین ۱/ ۱۳۸)۔

نیز اسی کتاب میں لکھا ہے:

''فإن فعل ذلک و بقی طعم لم یطهر'' (حوالہ سابق) (اگر طعم (مزہ) رنگ اور بو زائل کرنے کی کوشش کی لیکن طعم زائل نہیں ہوا تو پاک نہیں ہوگا)۔

۳- جہاں تک پہلی صورت کی بات ہے، تو واضح ہے کہ مخلوط اشیاء پاک ہیں، کیونکہ نجس کا ان میں کوئی اثر اور نہ کوئی خاصیت برقرار رہے، دوسری صورت جب کہ نئی پیدا ہونے والی شی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات برقرار رکھتی ہے، میں اگر نجاست کے بنیادی عناصر ناپید ہوجائیں گے تو پہلی صورت کے حکم کی طرح نئی پیدا ہونے والی شی پاک ہوگی، اور اگر بنیادی عناصر میں سے ایک بھی عنصر باقی رہے گا تو نئی پیدا ہونے والی شی پاک نہیں ہوگی۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں مختلف نجس اشیاء خواہ ان میں نجس العین ہوں یا غیر

نجس العین کے درمیان احناف اور مالکیہ کے مذہب پر کوئی فرق نہیں ہوگا، کیونکہ گزر چکا ہے کہ انقلاب ماہیت سے حکم بدل جاتا ہے، خواہ انقلاب ماہیت خنزیر (نجس العین) یا گدھا (غیر نجس العین) یا شراب میں پیش آئے، تمام کا حکم یکساں ہے، البتہ شوافع اور حنابلہ نے فرق کیا ہے کہ صرف شراب میں انقلاب ماہیت کا اثر پڑتا ہے کہ شراب سے اسکار زائل ہوجائے تو سرکہ بن جائے گی، اور حکم کے اعتبار سے سرکہ پاک وحلال ہوگا، اس میں بھی شوافع اور حنابلہ نے ایک شرط کا اضافہ کیا کہ شراب از خود سرکہ بنی ہو، اس کے سرکہ بننے میں کسی انسانی عمل کو دخل نہ ہو، یعنی شراب میں پیاز، یا نمک یا کوئی اور شئی ڈال کر سرکہ نہ بنایا گیا ہو (دیکھئے: مغنی المحتاج ۱/ ۷۳۲، روضۃ الطالبین ۱/ ۷۳۱، نہایۃ المحتاج ۱/ ۹۳۲، المغنی ۱/ ۶۵)، دلیل حضرت ابوطلحہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یتیم جو وراثت میں شراب پائے ہیں، آپ نے فرمایا: شراب کو بہادو، حضرت ابوطلحہ نے کہا: کیا ہم اس کو سرکہ نہ بنالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (ابوداؤد ۴/ ۸۲، ۸۳، تحقیق عبید عباس، سند صحیح ہے)۔

نیز ہمیں شربت سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے، اور سرکہ بنانے میں اس سے قربت لازم آتی ہے (بدایۃ المجتہد ۱/ ۴۶۱، جواہر الاکلیل ۱/ ۹، المجموع ۱/ ۲۲۵، المغنی ۸/ ۲۱۹، کشاف القناع ۱/ ۱۸۷)۔ اور چونکہ حرام شئی کو حلال بنانے میں عجلت کی، اس لئے اس کے قصد کی ضد سے سزا دی گئی (مغنی المحتاج ۱/ ۷۳۳)۔

احناف اور مالکیہ کا راجح مذہب یہ ہے کہ جس طرح سے بھی سرکہ بن جائے حلال وپاک ہے، خواہ از خود بن جائے، یا انسانی عمل کے ذریعہ بنے، دلیل رسول اللہ کا ارشاد ہے: ''نعم الإدام الخل'' (مسلم ۳/ ۴۶۱، طبع حلبی از جابر بن عبداللہ)، حدیث بلاتفریق تخلیل (سرکہ بنانا) اور تخلل (از خود سرکہ بن جانا) کے مطلق ہے، اور چونکہ تخلیل شراب سے مفسد وصف (اسکار) کو دور کردیتا ہے اور اسے مفید بخش بنادیتا ہے، کیونکہ اس میں غذائیت اور دوا اور دیگر

انسانی فائدے ہیں، جب مفسد وصف جس کی وجہ سے شراب ہے دور ہوجائے گا تو حلال ہوجائے گا، جیسا کہ ازخود سرکہ بننے میں حلت کی علت یہی ہے، اور چونکہ تخلیل ایک اصلاح ہے یعنی حرام شئی کو قابل استعمال بنانا ہے، جس طرح مردار کے چمڑے کو دباغت کے ذریعہ قابل استعمال بنایا جاتا ہے، اسی پر قیاس کرتے ہوئے تخلیل کا عمل درست ہوگا، اور جب نجاست وحرمت کی علت اسکار ٹھہری تو اس علت کے ساتھ حکم دائر ہوگا، اگر یہ علت موجود ہے تو ناپاک اور اگر موجود نہیں ہے تو پاک (رد المحتار ۱/ ۵۴۵، ۵/ ۲۹۰، کتاب الاشربہ، تبیین الحقائق للزیلعی ۱/ ۴۸، دسوقی ۱/ ۵۲، الخطاب ۱/ ۹۷، ۹۸، نہایۃ المحتاج ۱/ ۲۳۰، ۲۳۱، کشاف القناع ۱/ ۱۸۷، المغنی ۱/ ۷۲، فتح القدیر ۸/ ۱۶۶-۱۶۷، الاختیار ۴/ ۱۰۱، ۱۰۲، جواہر الاکلیل ۱/ ۹)۔

ملک العلماء علامہ کاسانی امام محمد کا مفتی بقول کی توجیہ ان الفاظ میں کی ہے:

''نجاست جب بدل جائے، اس کے اوصاف اور بنیادی عناصر بدل جائیں، تو ناپاک ہونے سے خارج ہوجائے گی، کیونکہ نجاست بہ اوصاف ذات کا نام ہے، لہٰذا ان بنیادی عناصر واوصاف کے معدوم ہونے سے نجاست بھی معدوم ہوجائے گی اور یہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ شراب ازخود سرکہ بن جائے'' (بدائع الصنائع ۱/ ۴۴۳ طبع کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)۔

شوافع اور حنابلہ کے نزدیک شراب کو چھوڑ کر کوئی بھی نجس العین یا غیر نجس العین کی ماہیت وحقیقت بدلنے کے باوجود پاک نہیں ہوں گے، جبکہ احناف اور مالکیہ کے نزدیک مطلق انقلاب ماہیت سے پاک ہوجائیں گے، جیسا کہ دونوں فریق کے دلائل کے ساتھ اوپر بحث گذر چکی ہے، اسی طرح اگر غیر نجس العین کی نجاست وحرمت کے بنیادی عناصر دور ہوجائیں تو پاک ہوجائے گا، مثلاً مردار کا چمڑا اس سے رطوبت اور دم سائل دور کردینے سے پاک ہوجاتا ہے، حالانکہ انقلاب ماہیت نہیں ہوا: ''ولأن نجاسة الميتات لما فيها من الرطوبات و الدماء السائلة، و إنها تزول فتطهر كالثوبِ النجس إذا غسل'' (بدائع الصنائع ۱/ ۴۴ طبع نعیمیہ دیوبند)۔

قلب ماہیت کے اسباب

۵- قلب ماہیت کے اسباب یہ ہیں:

الف-مرورزمانہ: مرورِ زمانہ سے شئی کی حقیت وماہیت بدل جائے، جیسے: خنزیر، کتا وغیرہ خواہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، نمک کی کان میں یا برف کے حوض میں گر کر مر جائیں اور مرورِ زمانہ سے نمک یا برف بن جائیں، ملک العلماء علامہ کاسانی نے اصول ذکر کیا ہے:

''النجاسة إذا تغير بمضى الزمان وتبدلت أو صافها تصير شيئا آخر عند محمد فيكون طاهراً (بدائع الصنائع ۱/ ۲۴۳، نیز دیکھئے: حاشیہ طحطاوی علی المراقی الفلاح/ ۷۸، خانیہ ۱/ ۴۲)۔

ب-مٹی: اس میں تبدیلی کی صلاحیت ہے، اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ زمین اپنے بطن میں نہ جانے کتنی چیزوں کو اور کس کس طرح کی اشیاء کو ہضم کر جاتی ہے، اس لئے علامہ کاسانی نے لکھا ہے:

''کیونکہ زمین کی فطرت ہے کہ اشیاء کو بدل دیتی ہے اور اپنی طبیعت کی طرف منتقل کر دیتی ہے، اسی طرح مرورِ زمانہ سے مٹی ہو جاتی ہیں، اور نجس باقی نہیں رہتیں'' (حوالہ سابق)۔

اسی وجہ سے انسانی غلاظت اور مردار اندرون زمین میں دفنانے کے کچھ عرصہ کے بعد مٹی بن جاتے ہیں، اور جب مٹی بن گئے تو پاک ہو گئے، اس طرح اگر کنواں میں کوئی جانور گرا اور نیچے کیچڑ میں چلا گیا اور کیچڑ بن گیا تو وہ پاک ہو گیا (حوالہ سابق، نیز دیکھئے: درمختار وردالمحتار ۱/ ۵۳۴)۔

ج - دھوپ اور ہوا: زمین ناپاک ہو جائے تو خشک ہونے کے بعد پاک ہو جاتی ہے، خواہ زمین دھوپ کی وجہ سے خشک ہوئی ہو یا ہوا سے۔ اسی طرح مردار کے چمڑے سے اس کی رطوبت دھوپ یا ہوا سے زائل ہو گئی ہو تو چمڑا پاک ہو جائے گا، کیونکہ دھوپ اور ہوا سے بھی دباغت ہو جاتی ہے (دیکھئے: خانیہ ۱/ ۴۲، اور اس کے بعد کے صفحات، حاشیہ طحطاوی ومراقی الفلاح/ ۷۸ اور اس کے بعد کے صفحات، بدائع ۱/ ۸۵ ۲، کبیری/ ۱۵۳)۔

د- دباغت: تمام ناپاک چمڑے دباغت سے پاک ہوتے ہیں، اس سے خنزیر اور انسان کے چمڑے مستثنیٰ ہیں، چونکہ خنزیر کے چمڑے کی ناپاکی کی علت خون اور رطوبت نہیں ہیں، بلکہ اس کی پوری ذات نجس العین ہوتا ہے، اور دباغت سے صرف خون اور رطوبت کا ازالہ ہوتا ہے، نہ کہ انقلاب ماہیت، جہاں تک انسان کے چمڑے کی بات ہے تو قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ پاک ہوجائے، لیکن چونکہ اس سے انتفاع بوجہ احترام واکرام درست نہیں ہے، اس لئے دباغت سے کچھ حاصل نہیں، شوافع نے کتا کا بھی استثناء کیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک کتا بھی نجس العین ہے (دیکھئے: بدائع ۱/ ۴۴۳، ۴۴۴، المہذب ۱/ ۱۷، الوجیز ۱/ ۱۷)۔

ھ- ذبح: بالاتفاق ماکول اللحم جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنے سے اس کے سارے اعضاء پاک ہوجاتے ہیں سوائے خونِ مسفوح کے، غیر ماکول اللحم کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنے سے اس کے چمڑے اور وہ اعضاء جن میں خون نہیں ہوتا ہے جیسے بال وغیرہ پاک ہوجاتے ہیں، جہاں تک اس کے گوشت اور چربی کی بات ہے تو صحیح قول پر پاک ہوجائیں گے، اسی طرف صاحب بدائع کا رجحان معلوم ہوتا ہے (بدائع ۱/ ۴۴۵، درمختار وردالمحتار ۱/ ۵۱۸، حاشیہ طحطاوی ومراقی الفلاح/ ۸۹، کبیری ۱/ ۱۴۵)۔ شوافع کے نزدیک غیر ماکول اللحم کا چمڑا پاک نہیں ہوگا (دیکھئے: المہذب ۱/ ۱۷، الوجیز ۱/ ۱۷)۔

و- آگ: انقلاب ماہیت کے اسباب میں سے اہم سبب آگ ہے، جانور اور انسان کی غلاظت جلنے کے بعد راکھ ہوجائے تو پاک ہوجاتی، ناپاک مٹی سے مشک، مٹکا اور گھڑا بنایا گیا اور آگ میں پکادیا تو پاک ہوجائے گا (ہندیہ ۱/ ۴۴، بزازیہ بہامش الھندیہ ۴/ ۳۰، حاشیہ طحطاوی ومراقی الفلاح/ ۸۹، درمختار وردالمحتار ۱/ ۵۱۸، ۵۱۹)۔

شوافع کے قدیم قول کے مطابق آگ مطہر ہے (روضۃ الطالبین ۱/ ۱۳۹)، حنابلہ میں سے بہوتی کا بیان ہے کہ آگ کی وجہ سے نجاست پاک نہیں ہوگی، کشاف القناع میں ہے: ''ولا تطهر نجاسة بنار، فالرماد من الروث النجس نجس'' (۱/ ۱۸۶، ۱۸۷)۔

آگ مطہر اس وقت ہے جبکہ نجاست کوجلا کر اس کی ماہیت وحقیقت بدل دے، یا اس کا اثر زائل ہوجائے، چنانچہ راکھ بننے کی صورت میں مکمل انقلاب ماہیت ہوجاتا ہے، ناپاک مٹی سے بنے ہوئے برتن پاک ہوجاتے ہیں، اس میں نجاست کے اثر کا ازالہ ہوتا ہے، اسی طرح اگر شراب میں گیہوں کے دانے پھول گئے، تو تین بار آگ پر پانی میں جوش دیکر ٹھنڈا کرنے سے پاک ہوجاتے ہیں، اسی طرح اگر گوشت شراب میں پکایا گیا، تو تین بار آگ پر پانی جوش دیکر ٹھنڈا کرنے سے پاک ہوجائے گا (ہندیہ ۱/ ۴۴، درمختار وردالمحتار ۱/ ۵۴۴)، وجہ نجاست کے اثر کا ازالہ ہے۔

ز- تخلیل: شراب کوسرکہ بنانے اور بننے کی بابت فقہاء کا اختلاف گزر چکا ہے، یہاں صرف اتنا بیان کرنا ہے کہ شراب سے نجاست وحرمت کی بنیادی علت اسکا رزائل ہونے سے پاک ہوجاتی ہے، خواہ ازخود زائل ہوجائے جیسا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے، یا دوسری اشیاء ملانے کی وجہ سے زائل ہوجائے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۶- ماء جاری اور اس کے حکم میں ماء کثیر کے ناپاک ہونے کے بارے میں فقہاء لکھتے ہیں کہ نجاست ظاہر ہوجائے "لو وقع بول فی عصیر عشر فی عشر لم یفسد أی مالم یظهر أثر النجاسة، ولو سال دم رجله مع العصیر، ولم یظهر فیه أثر الدم" (درمختار و ردالمحتار ۱/ ۳۳۲)، یا اس کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ میں سے ایک وصف بھی ظاہر ہوجائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا "وبتغیر أحد أوصافه من لون أو طعم أو ریح ینجس الکثیر ولو جاریا إجماعا" (درمختار مع الرد ۱/ ۳۳۲)۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر گندہ پانی جاری ہو یا ماء کثیر ہو اس سے بذریعہ فلٹر یا کسی مشین سے گندگی کے عناصر کو اس طرح الگ کردئے جائیں کہ اس میں نجاست نظر نہ آئے، اور نہ ہی اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو، مزہ) میں سے کوئی وصف باقی ہو، تو پانی پاک ہوجائے گا، اور اگر ماء قلیل ہے تو بغیر قلب ماہیت کے پانی پاک نہیں ہوگا۔

۷- چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز باقی نہ رہیں اور نہ ممتاز کی جاسکیں، تو فقہاء ایسے اختلاط کو استہلاک عین کہتے ہیں، اس استہلاک عین کو قلب ماہیت نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ اس میں ہر جزء اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود ہوتا ہے، تاہم ناپاک ملی ہوئی شئی اگر نظر نہ آئے، اور نہ ہی اس کے بنیادی عناصر موجود ہوں تو وہ مرکب پاک ہوگا۔ آج کل انگریزی دواؤں میں بکثرت الکحل کا استعمال ہے جو اصل شراب ہے، کا حکم یہ ہوگا کہ اگر ان دواؤں میں اسکار کی کیفیت نہ ہو اور نہ ہی شراب کی بو ہو، تو پاک ہوں گی اور ان کا استعمال درست ہوگا، اور اگر ان میں اسکار کی کیفیت باقی ہو یا شراب کی بو محسوس ہو رہی ہو، تو عام حالات میں اس طرح کی دواؤں کا استعمال درست نہیں ہوگا، ہاں اگر یہی دوائیں علاج کے لئے متعین ہو جائیں تو از راہ ضرورت استعمال درست ہوگا۔ کیونکہ فقہاء کا اصول ہے: "الضرورات تبیح المحظورات" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم/۸۵)۔

۸- فقہاء نے صابن کے بارے میں صریح جزیہ لکھا ہے:

"جعل الدهن النجس فی الصابون یفتی بطهارته لأنه تغیر کذا فی الذاهدی" (ہندیہ ۱/۴۵) (ناپاک تیل صابن میں ڈالا گیا، صابن کے پاکی کا فتویٰ دیا جائے گا، اس لئے کہ اس تیل میں تبدیلی آچکی ہے)۔

اس جزئیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صابن میں کوئی ناپاک شئی ملائی جائے اور وہ اپنی حقیقت کو کھودے تو صابن پاک ہوگا، جہاں تک صابن میں مردار کی چربی کی ملاوٹ کی بات ہے، تو اگر چربی کی بنیادی عنصر وسومت باقی رہتی ہے، تو چربی ملی ہوئی شئی کا استعمال درست نہیں ہوگا، خواہ وہ صابن ہو، یا ٹوتھ پیسٹ ہو، یا بسکٹ یا کوئی بھی شئی ہو، اس لئے کہ مردار کی چربی عین نجاست ہے، اس سے چمڑے کی دباغت تک کو فقہاء نے نادرست قرار دیا ہے (درمختار وردالمحتار ۱/۵۳۹)۔

اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کے پاؤڈر کا ملا ہونا جہاں مردار، خنزیر کی

ہڈیوں کے ہونے کا بھی شبہ ہے، اگر یہ ہڈیاں اپنی ماہیت کھو دیتی ہیں، تو ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال درست ہوگا۔ اور اگر ان ہڈیوں کی ماہیت برقرار رہتی ہے تو ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال درست نہیں ہوگا۔

لہٰذا اس طرح چربی ملی ہوئی اور ہڈیوں کے اختلاط سے تیار شدہ چیزوں کے بارے میں تحقیق سے معلوم ہوجائے تو ان سے اجتناب واجب ہے، اور اگر تحقیق نہ ہو بلکہ شبہ ہو تو اجتناب بہتر ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے مشتبہ امور سے بچنے کی ترغیب دی ہے۔

۹- خون کی ذات کے باقی رہنے پر اس کا سرخ رنگ دلالت کرتا ہے، جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ شیرہ میں داخل شخص کے پیر سے خون بہا اور اس کے ساتھ اس کے پیر سے شیرہ بھی ٹپک رہا ہے اور خون کا اثر ظاہر نہ ہو تو وہ شیرہ ناپاک نہ ہوگا "**ولو سال دم رجله مع العصير أی والعصير يسيل ولم يظهر فيه أثر الدم لا ينجس**" (درمختار وردالمحتار ۱/ ۳۳۲)، خون کا اثر نمکینیت بھی ہے، لہٰذا اگر دوا میں خون کا رنگ سرخ اور نمکین نہ ہو، تو وہ دوا پاک ہے، کیونکہ وہ انقلاب ماہیت کے زمرہ میں داخل ہوجائے گی۔

۱۰- صورت مسؤلہ میں ذکر کردہ صورت قلب ماہیت کے تحت آئے گی، کیونکہ گلانے کے بعد چمڑہ اور ہڈی کی حقیقت ختم ہوجاتی ہے، اس لئے کہ قلب ماہیت کے اسباب میں سے احراق بھی ہے۔

انقلاب ماہیت اور اس کا دائرہ

مولانا ابو العاص وحیدی ☆

تمہیدی بحث

انقلاب ماہیت سے متعلق تمام سوالات کے جوابات سے پہلے دو اصولی مباحث پر روشنی ڈال رہا ہوں، ان دونوں مباحث کی حیثیت تمہید کی بھی ہے اور ان سے علاج وغیرہ کے بارے میں اسلامی تصور سمجھنے میں مدد بھی ملے گی انشاء اللہ۔ مبحث اول: تمام اشیاء اصلاً مباح ہیں، مبحث دوم: تداوی (علاج کرنا) واجب نہیں ہے۔

مبحث اول

کتاب وسنت کے مطالعہ سے ایک اہم اصول یہ سامنے آتا ہے کہ تمام عبادات اصلاً توقیفی ہیں یعنی ان کا علم وحی الٰہی کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے عبادت کا وہی طریقہ درست ہوگا جو کتاب وسنت سے ثابت ہو ورنہ وہ درست نہ ہوگا، اس کے برخلاف عادات ومعاملات وغیرہ میں اصلاً اباحت ہے، ان میں وہی چیزیں حرام وممنوع ہوں گی جنہیں قرآن وحدیث میں ممنوع قرار دیا گیا ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اس سلسلہ میں بڑی مفصل بحث کی ہے، میں جسے یہاں بہت

☆ جامعہ ضیاء العلوم ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)۔

اختصار سے نقل کر رہا ہوں، وہ لکھتے ہیں:

''اقوال وافعال میں بندوں کے تصرف کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم عبادات کی ہے جن سے دینی حالت درست ہوتی ہے اور دوسری قسم عادات کی ہے جن کی ضرورت دنیوی معاملات میں ہوتی ہے، شریعت کے اصولوں کا مطالعہ کرنے سے یہ قاعدہ کلیہ ابھر کر سامنے آتا ہے کہ عبادات جن کو اللہ تعالیٰ نے واجب یا مستحب ٹھہرایا ہے ان کی یہ حیثیت شریعت ہی سے ثابت ہوسکتی ہے، رہیں عادات تو دنیا کے معاملات میں لوگ ان کے عادی ہوتے ہیں اور وہ اصلاً غیر ممنوع ہیں، اس لئے جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نہ ممنوع قرار دیا ہے ان کے علاوہ کسی اور چیز کو ممنوع نہیں قرار دیا جا سکتا۔ امر ونہی کا معاملہ درحقیقت قانون الٰہی سے متعلق ہے اور عبادت کا معاملہ بھی سراسر اسی کے حکم پر موقوف ہے، لہٰذا جس بات کا حکم اس کے طرف سے نہیں ملا اس کی ممانعت کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے۔

اس لئے امام احمدؒ اور دیگر فقہاء اہل حدیث اس بات کے قائل ہیں کہ عبادات اصلاً توقیفی (جن کا علم وحی کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے) ہیں، لہٰذا مشروع وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہم پر صادق آئے گا۔ اور ہم عظیم جرم کے مرتکب ہوں گے:

''أم لهم شركاء شرعوا لهم من الدين ما لم يأذن به الله'' (الشوریٰ:۲۱)

(کیا ان کے لئے ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کے وہ طریقے مقرر کئے ہیں جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی)۔

البتہ عادات کا معاملہ اس سے مختلف ہے، وہ اصلاً مباح ہیں، اس لئے اس قبیل کی صرف ان چیزوں سے روکنا چاہئے جن کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، بصورتِ دیگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم پر صادق آئے گا:

''قل أرأيتم ما أنزل الله لكم من رزق فجعلتم منه حراماً و حلالاً'' (یونس:۵۹)

(کہو! تم نے یہ بھی سوچا کہ اللہ نے جو رزق تمہارے لئے نازل فرمایا ہے اس میں سے کسی کو تم نے حرام اور کسی کو حلال ٹھہرایا)۔

یہ نہایت ہی اہم اور مفید اصول ہے اور اس اصول کے پیش نظر ہم کہتے ہیں کہ بیع، ہبہ، اجارہ، وغیرہ عادات کے قبیل سے ہیں جن کے لوگ روزمرہ کی زندگی میں ضرورت مند ہوتے ہیں۔ مثلاً کھانا، پینا اور لباس، شریعت نے ان عادات کو آداب حسنہ سے سنوارا ہے جن عادات میں خرابی تھی ان کو حرام ٹھہرایا اور جو ضرورت کے قبیل سے تھیں ان کو لازم کردیا ہے، اس طرح جو عادات نامناسب تھیں ان کو ناپسندیدہ ٹھہرایا اور جن باتوں میں مصلحت کا پہلو غالب تھا ان کو مستحب قرار دیا۔

اس حقیقت کے پیش نظر لوگ اپنی مرضی کے مطابق لین دین اور اجرت پر معاملہ کرنے کے لئے آزاد ہیں جب تک کہ شریعت سے چیز کی حرمت ثابت نہ ہو جائے، اس کی مثال خورد ونوش ہے کہ لوگ محرمات کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق کھا پی سکتے ہیں اگرچہ بعض چیزیں استحباب اور بعض چیزیں کراہیت کے درجہ میں ہوتی ہیں، لیکن جب تک شریعت پابندی عائد نہ کرے وہ اپنی اصل اطلاقی حالت پر باقی رہتی ہیں'' (ماخوذ باختصار از القواعد النورانیۃ الفقہیۃ/ ۳۴-۳۵ طبع دوم ریاض)۔

مبحث دوم

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ نے ''کتاب التوحید'' میں ایک باب باندھا ہے ''باب من حقق التوحید دخل الجنة بغیر حساب'' اس کے تحت عبداللہ بن عباس کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے، حدیث طویل ہے جس میں ذکر ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے میدان قیامت کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا کہ میری امت میں ستر ہزار ایسے لوگ

ہوں گے جو بلا کسی حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہوں گے پھر آپ نے ان کے بارے میں فرمایا: ''هم الذين لما يسترقون ولا يكتوون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون'' (وہ ایسے لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے ہیں، (بطور علاج) داغنے کے لئے نہیں کہتے، شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں) (اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی واللفظ لمسلم)۔

حدیث مذکور میں بطور علاج ''کیّ'' (داغنا) کا ذکر آیا ہے اس طرح کہ اس کے تارک کی تعریف کی گئی ہے، اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کتاب التوحید کے شارح شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ لکھتے ہیں:

''علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''احادیث الکی'' چار طرح کی ہیں:

اول: بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خود کیا ہے۔

دوم: بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسے پسند نہیں کیا ہے۔

سوم: بعض احادیث سے ترک اکتواء کی تعریف معلوم ہوتی ہے۔

چہارم: بعض احادیث سے نہی عن الکی معلوم ہوتی ہے۔

بحمد اللہ ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں، اس لئے کہ فعل نبوی اس کے جواز کی دلیل ہے، پسند نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں، ثناء علی الترک سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ترک اولیٰ وافضل ہے اور نہی عن الکی تنزیہہ وکراہت کے طور پر ہے'' (فتح المجید شرح کتاب التوحید، ۵۲)۔

اس بحث کے ضمن میں شارح ''کتاب التوحید'' علاج کے بارے میں ائمہ وفقہاء کے مذاہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تداوی (علاج) کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا وہ مباح ہے اور اس کا ترک افضل ہے یا مستحب ہے یا واجب ہے؟

امام احمدؒ کا مشہور مذہب حدیث مذکور اور دوسری احادیث کے پیش نظر یہ ہے کہ تداوی مباح ہے اور اس کا ترک افضل ہے، شوافع کا مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ مستحب ہے، علامہ نوویؒ نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے کہ وہی جمہور سلف وخلف کا مذہب ہے، اسی کو وزیر ابو المظفرؒ نے اختیار کیا ہے، امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ تداوی مؤکد ہے جو واجب کے قریب ہے، اور امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ اس کا فعل وترک دونوں برابر ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا: ''لا بأس بالتداوی ولا بأس بترکه''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ جمہور علماء وائمہ کے نزدیک تداوی واجب نہیں ہے، بس اصحاب شافعیؒ واحمدؒ میں سے کچھ لوگوں نے اسے واجب قرار دیا ہے (فتح المجید شرح کتاب التوحید، ۵۴)۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تداوی بالحلال یا تداوی بالحرام سے قطع نظر مطلق تداوی کے بارے میں جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ وہ بہر حال واجب نہیں ہے، دلائل کی روشنی میں یہی رائے راجح معلوم ہوتی ہے، دراصل تمام چیزوں کے اسباب ووسائل پر اللہ تعالیٰ ہی کی حکمرانی ہے، اس لئے مذہب اسلام یہ چاہتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے ایمان ویقین والے اسباب ووسائل کی سطح سے بلند ہوکر زندگی گزاریں اور بلاحساب وکتاب دخول جنت کے مستحق ہوں مگر ملحوظ رہے کہ تداوی اور وسائل صحیحہ کا استعمال ایمان وتوکل کے منافی نہیں ہے، اس لئے کہ قولی وفعلی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج وغیرہ درست ہے، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے دوا پیدا کی ہے۔

سوالات کے جوابات

اب ہم انقلاب ماہیت سے متعلق تمام سوالات کے جوابات ترتیب سے دے رہے ہیں، اور آخر میں ایک اہم تجویز ذکر کریں گے۔

۱- جہاں تک کسی چیز کی فطری حقیقت و ماہیت کی بات ہے تو اس کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، فلاسفہ ومناطقہ نے مختلف اجناس وانواع کی جو ماہیات وحقائق بیان کئے ہیں وہ محل نظر ہیں، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی تصنیف: ''کتاب الرد علی المنطقیین''۔

البتہ دینی وشرعی طور پر تین ایسے بنیادی اوصاف ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی بھی وصف بدل جائے تو کہا جائے گا کہ وہ شی بدل گئی اور اس کا حکم بدل گیا وہ تینوں اوصاف ہیں: لون (رنگ)، ریح (بو) اور طعم (لذت) جیسا کہ پانی کے بارے میں سنن بیہقی وغیرہ میں یہ حدیث آئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''الماء طهور إلا أن تغير ريحه أو طعمه أو لونه'' (پانی پاک ہے الا یہ کہ اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف بدل جائے)۔

ظاہر یہ ومالکیہ کے یہاں اس مسئلہ میں ماء قلیل وکثیر کا کوئی فرق نہیں، لیکن جمہور ائمہ و فقہاء کے یہاں دوسرے دلائل کے پیش نظر ماء قلیل وکثیر میں فرق ہے، یہی بات درست بھی ہے (سبل السلام شرح بلوغ المرام کتاب الطہارۃ ۱/ ۸-۹ طبع قدیم دہلی)۔

اور طبی طور پر اگر کسی شی کے تمام اوصاف وخواص بدل جائیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اس کی ماہیت بدل گئی ورنہ انقلاب ماہیت کا تحقق نہ ہوگا۔

۲- انقلاب ماہیت کا کیا مطلب ہے؟ تو معلوم ہونا چاہئے کہ پورے طور پر اصل شی وعین شی کے تغیر کو انقلاب ماہیت کہا جا سکتا ہے، جیسے شراب کا سرکہ بن جانا، پاخانہ کو جلا کر راکھ بنا دینا ''حرق النجاسة مطهر خلافا للشافعية والحنابلة والمالكية'' (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ لعبد الرحمٰن الجزیری)۔

نمک کی کان میں کسی چیز کا گر کر نمک بن جانا وغیرہ، مذکورہ اشیاء میں ان کے تمام اوصاف وخصائص بالکل بدل جاتے ہیں یہ یقیناً یہ انقلاب ماہیت ہے، اسی طرح انقلاب ماہیت کی مثال میں جلاٹین کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

یہاں اصولی طور پر ایک بات جاننا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ مختلف اشیاء میں جو تبدیلیاں کی جاتی ہیں یا خود بخود تغیرات ہوتے ہیں ان کی دو شکلیں ہیں:

اول: کلی طور پر کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کا بدل جانا یا اسے بدل دینا اس کو فقہاء استحالۂ شی وتحول عین سے تعبیر کرتے ہیں۔

دوم: ایک شی کے مختلف اجزاء کو کسی طرح سے الگ کر دینا اس کو ''تجزیہ'' کہا جاتا ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ استحالۂ شی سے کبھی کبھی احکام بدل جاتے ہیں، البتہ اگر صرف ''تجزیہ'' ہے تو احکام نہیں بدل سکتے، اس کی مثال وہ پیشاب ہے جسے فلٹر کر دیا جائے تو اس سے پیشاب کی حقیقت نہیں بدلتی، محض اس کے بدبو دار اجزاء نکال لئے جاتے ہیں، اس لئے اس پیشاب کو ناپاک ہی کہا جائے گا، اس کو پینا یا وضو وغسل وغیرہ میں اسے استعمال کرنا جائز نہ ہوگا۔

''تجزیہ'' کی دوسری مثال پیشاب کا نمک بھی ہے، دراصل ہوتا یہ ہے کہ پیشاب کو پکایا جاتا ہے اور اس کی ''شوریت'' کو نکال کر نمک بنا دیا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اس نمک کا کھانا درست ہرگز نہ ہوگا، اس لئے کہ پیشاب کے اوصاف وخصائص میں سے ایک خاصیت ''شوریت'' بھی ہے جسے نمک بنا دیا گیا ہے۔

۳-اگر کسی شی میں تبدیل ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

اول: شی جدید میں ان اشیاء کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت برقرار نہ رہے جس سے وہ مل کر بنی ہے۔

دوم: شی جدید میں موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات برقرار رہیں۔

ان دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم نہیں ہونا چاہئے، پہلی صورت میں چونکہ انقلاب ماہیت کامل طور پر ہوا ہے اس لئے سابق حکم بدل جائے گا، اور دوسری صورت میں موروثی طور پر کچھ سابق خواص وکیفیات پائے جانے کی وجہ سے کہا جائے گا کہ اس میں کامل انقلاب ماہیت

نہیں ہوا ہے، لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ اس کا سابق حکم باقی رکھا جائے، مثال کے طور پر ایک دوا کئی چیزوں سے مل کر بنی ہے ان میں شراب بھی شامل ہے، اس دوا کے تمام سابق اجزاء میں انقلاب ماہیت ہوگیا ہے مگر شراب کی بعض کیفیات وخصوصیات اس دوا میں اب بھی موجود و محسوس ہیں، تو اس دوا کے استعمال کو حرام قرار دینا بہتر ہوگا۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان یقیناً فرق کرنا چاہئے، جو اشیاء نجس العین ہیں انقلاب ماہیت کے بعد بھی انہیں نجس مانا جائے گا (دیکھئے: جدید فقہی مسائل، جلد اول: بحث طب وعلاج تالیف مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

مگر یہ بات ملحوظ رہے کہ جانوروں میں کون نجس العین ہیں اور کون غیر نجس العین ہیں اس میں اختلاف ہے، شوافع وحنابلہ کے نزدیک خنزیر اور کلب نجس العین ہیں، حنابلہ نے اس پر اضافہ یہ کیا ہے کہ جو غیر مأکول اللحم جانور بلی سے بڑے ہیں وہ بھی نجس العین ہیں، حنفیہ کے نزدیک صرف خنزیر نجس العین ہے اور مالکیہ کے نزدیک مطلق طور پر کوئی بھی جانور نجس العین نہیں ہے، ان کے نزدیک خنزیر اور کتا اور ان سے پیدا ہونے والی تمام چیزیں طاہر ہیں (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ مبحث الاعیان الطاہرہ)۔

اس اختلاف میں راجح مسلک شوافع وحنابلہ کا ہے۔

۵- پوچھا گیا ہے کہ قلب ماہیت کے اسباب کیا ہیں؟ مگر یہاں قلب ماہیت کی تعبیر درست نہیں ہے، صحیح تعبیر یہ ہے کہ مختلف اشیاء میں انقلاب وتغیر یا قلب وتغیر کے اسباب کیا ہیں؟ اس لئے کہ مثال میں جو چیزیں ذکر کی گئی ہیں ان میں بعض کے اندر قلب ماہیت پایا جاتا ہے، اور بعض کے اندر محض تغیر اوصاف یا قلب خواص پایا جاتا ہے، بہر حال انقلاب وتغیر کے اسباب اس طرح ہیں:

اول: جلانا۔

دوم: دھوپ دکھانا۔

سوم: کسی شئ کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا۔

چہارم: سوکھی ہوئی کھال یا ہڈی میں جلاٹین کا عمل کرنا جیسا کہ ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی کی تحریر میں ذکر کیا گیا ہے اور بھی دوسرے اسباب ہوسکتے ہیں۔

البتہ جیسا کہ میں نے حاشیہ میں ذکر کیا ہے کہ ''جلانا'' مختلف فیہ ہے، حنفیہ کے نزدیک نجاست کو آگ سے جلانا سبب طہارت ہے، شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک جلانا سبب طہارت نہیں ہے، البتہ مالکیہ کے نزدیک شئ نجس کی راکھ طاہر ہے، اسی طرح قلب اور انقلاب میں بھی اختلاف ہے، ایک ہے کسی چیز کی ماہیت کو بدل دینا اسے قلب کہا جاتا ہے، اور انقلاب ہے کسی چیز کی ماہیت کا خود بدل جانا، جیسے حنفیہ و مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ شراب جب سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہے، چاہے خود بخود بن جائے یا نمک وغیرہ ڈال کر اسے سرکہ بنادیا جائے اور شافعیہ وحنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر شراب خود بخود سرکہ ہوجائے تو طاہر ہے اور اگر کسی عمل سے اسے سرکہ بنادیا جائے تو وہ طاہر نہ ہوگا، اس اختلاف میں مؤخر الذکر مسلک راجح ہے، دلیل یہ حدیث ہے: ''سئل رسول اللہ ﷺ عن الخمر تتخذ خلا قال لا'' (اخرجہ مسلم والترمذی)، معلوم ہوا کہ حرف انقلاب معتبر ہے۔

۶-فلٹر (Filter) کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے اسے قلب ماہیت نہیں کہا جائے گا بلکہ اسے تجزیہ (Decompose) کہا جائے گا، جیسا کہ جواب ۲ کے تحت ذکر کیا جاچکا ہے، اگر حلال و طاہر اشیاء میں فلٹر کا عمل کرکے جدید اشیاء تیار کی گئی ہیں تو ان کا استعمال جائز ہوگا اور اگر وہ عمل حرام ونجس اشیاء میں کیا گیا ہے اور ان سے کھانے یا پینے کی نئی چیزیں بنائی جائیں تو انھیں استعمال کرنا حرام ہوگا، جیسے نجس پانی سے نجاست کے عناصر کو الگ کرکے صاف پانی بنانا یا مختلف اقسام کی شرابوں سے ان کے جوہری اجزاء کو نکال کر دوسری چیزیں بنانا وغیرہ۔

۷- دوائیں جو مرکب ہوتی ہیں اور مختلف اجزاء وعناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، وہ خواہ جامد ہوں یا سیال، اگر وہ اجزاء وعناصر حرام ونجس ہوں تو ان دواؤں کا استعمال حرام ہوگا، اور اگر وہ اجزاء حلال وطاہر ہوں تو ان دواؤں کا استعمال درست ہوگا۔

فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں ''استہلاک عین'' کہتے ہیں تو اس استہلاک کو قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا، یہی حکم ان انگریزی دواؤں کا ہے جن میں الکحل کی آمیزش ہوتی ہے جو اصل شراب ہے، ظاہر ہے دواؤں میں شراب کے اختلاط سے '' اسکار'' کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے (دیکھئے: فتاوی نذیریہ ۵۶۶/۲ طبع قدیم دہلی)۔

میری یہ پوری بحث عام حالات سے متعلق ہے، اضطراری حالت سے متعلق نہیں ہے، تو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر کسی کو علاج کی مجبوری ہو یعنی شفا حاصل کرنے کے لئے کسی حرام چیز کا کھانا ناگزیر ہو جائے تو فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، ایک گروہ نے اس مجبوری کا اعتبار نہیں کیا ہے، ان کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'' إن الله لم يجعل شفائكم فيما حرم عليكم'' (اخرجہ البخاری)، (اللہ نے اپنی حرام کردہ چیزوں میں تمہارے لئے شفا نہیں رکھی ہے)۔

لیکن دوسرے فقہاء نے علاج کی مجبوری کا لحاظ کیا ہے اور علاج کو غذا کی طرح ضروری قرار دیا ہے، کیونکہ دونوں ہی چیزیں زندگی کے لئے ضروری ہیں، اس گروہ کا استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی تھی، حالانکہ ریشم پہننا ممنوع ہے اور اس پر وعید آئی ہے (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: الحلال والحرام فی الاسلام ۵۱)۔

آخری شرط کے سلسلے میں ایک بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں مسلم طبیب نہ

ہوں، وہاں غیر مسلم طبیب پر اعتماد کیا جا سکتا ہے، علامہ ابن القیمؒ اپنی کتاب ''الطرق الحکمیہ ۱۷۷/، مکتبۃ النھضۃ الحدیثیہ'' میں مالکیہ کا یہ مسلک نقل کیا ہے: ''وھم یجیزون شھادۃ طبیبین کافرین حیث لا یوجد طبیب مسلم'' (یعنی جہاں مسلم طبیب نہ مل سکے وہاں دو غیر مسلم طبیبوں کی شہادت جائز ہوگی) (موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل ۱۸۸/، تالیف: مولانا محمد برہان الدین سنبھلی)۔

۸- مردار جانوروں کے چربی سے جو صابن تیار کئے جاتے ہیں تو اس عمل سے چربی میں قلب ماہیت نہیں ہوتا، اس لئے کہ چربی کے بعض اوصاف وخواص صابن میں پائے جاتے ہیں، لہٰذا اس صابن کا استعمال درست نہ ہوگا، اسی طرح مغربی ممالک میں جس بسکٹ میں چربی ملائی جاتی ہے اس کا استعمال بھی درست نہیں، رہا معاملہ ہڈیوں کے پاؤڈر کا جسے ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ملایا جاتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

اول: وہ ہڈیاں ماکول اللحم جانوروں کی ہوں تو اس صورت میں اس ٹوتھ پیسٹ کا استعمال درست ہوگا۔

دوم: وہ ہڈیاں غیر ماکول اللحم جانوروں کی ہوں، اس صورت میں اس ٹوتھ پیسٹ کا استعمال ناجائز ہوگا۔

دراصل صابن، بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے استعمال کے لئے ''الضرورات تبیح المحظورات کا اصولی قاعدہ دلیل نہیں بن سکتا، اس لئے کہ وہ تمام چیزیں علاج کی مجبوری اور اضطراری ضرورت کے دائرہ سے بالکل الگ تھلگ ہیں، حالانکہ ہڈیوں کے پاؤڈر میں جلاٹین کا عمل ہوتا ہے جس سے قلب ماہیت ہوجاتا ہے، مگر چونکہ ٹوتھ پیسٹ اضطراری ضرورت نہیں ہے اس لئے ہم نے ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم کا فرق کیا ہے۔

یہاں میں دو باتیں ذکر کرنا چاہتا ہوں جن سے اس مسئلہ میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے:

اول: کھانے پینے وغیرہ کی جدید مشرقی ومغربی اشیاء کو اس وقت تک مباح سمجھا جائے گا جب تک قطعی طور پر حرمت کی دلیل معلوم نہ ہو، جیسا کہ ہم تمہیدی بحث میں ذکر کر چکے ہیں، اس بناء پر ایک فقہی قاعدہ ہے کہ جو چیز نظروں سے غائب ہے اس کی تفتیش میں نہیں پڑنا چاہئے، ڈاکٹر یوسف قرضاوی جامع صحیح بخاری وغیرہ کی بعض احادیث ذکر کر کے لکھتے ہیں:

''ایک مسلمان کے لئے ضروری نہیں کہ جو چیز اس کی نظروں سے غائب ہو اس کے بارے میں تفتیش کرے کہ اس کو کس طرح ذبح کیا گیا تھا؟ ذبح کی شرائط پوری کی گئی تھیں یا نہیں؟ اس پر اللہ کا نام لیا گیا تھا یا نہیں؟ بلکہ جو ہماری نظروں سے غائب ہو اور ذبح کرنے والا مسلمان ہو خواہ وہ جاہل ہو یا فاسق یا وہ اہل کتاب میں سے ہو تو اس کا کھانا حلال ہے (الحلال والحرام فی الاسلام الباب الثانی/ ۶۳، تیرہواں ایڈیشن طبع بیروت)۔

دوم: بعض فقہاء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم ہر مردار جانور کی کھال، ہڈی اور بال وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، ان کا خیال ہے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو مروی ہے: "أیما إهاب دبغ فقد طهر" (جس کھال کی بھی دباغت کی گئی وہ پاک ہوگئی) اس کا حکم عام ہے جس کا اطلاق تمام کھالوں پر ہوتا ہے، خواہ وہ کتے کی ہو یا خنزیر کی ہو، یہ اہل ظاہر کا قول ہے، امام ابو یوسفؒ سے بھی یہی منقول ہے اور امام شوکانیؒ اسے ترجیح دیتے ہیں (الحلال والحرام فی الاسلام ۵۰)۔

میں اس نقطۂ نظر سے اتفاق نہیں رکھتا، علامہ قرطبیؒ نے اس نقطۂ نظر کے دلائل کا بھرپور جائزہ لیا ہے اور سخت تردید کی ہے مگر موجودہ حالات میں غور وفکر کے بعد اس طرز فکر سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون جو مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ ''دم مسفوح'' (بہایا ہوا خون) جو نص قرآنی سے حرام ہے، اس لئے اگر یقین ہوجائے کہ

فلاں دواؤں میں اس خون کا استعمال ہوا ہے تو ان کا استعمال حرام ہوگا، البتہ مذکورہ شرائط کے ساتھ علاج کی مجبوری میں ان کا استعمال درست ہوگا۔

رہا مذبوح جانوروں کے دوسرے اجزاء کا معاملہ تو اگر وہ ماٴکول اللحم جانوروں کے اجزاء ہوں تو ان سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال درست ہوگا اور اگر غیر ماٴکول اللحم جانوروں کے اجزاء ہوں تو اکل وشرب اور بدن کے لئے ان کا استعمال ناجائز ہوگا، دوسرے کاموں کے لئے ان کا استعمال درست ہوگا۔

۱۰- ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جلاٹین بنانے کے تین طریقے ہیں:

اول: سوکھی ہوئی ہڈی یا کھال کو صاف کر کے اسے تیزاب، چونا اور دھوپ سے گزارنا اور پھر پیس کر پاؤڈر بنانا۔

دوم: بچھڑے کی کھال کو چونا اور گرم پانی سے گزارنا پھر جلاٹین بنانا۔

سوم: خنزیر کی کھال کو تیزاب اور گرم پانی سے گزارنا پھر جلاٹین بنانا۔

یقیناً جلاٹین کا جو عمل ہے وہ قلب ماہیت کے تحت آئے گا، لیکن جلاٹین اگر غیر ماٴکول اللحم کی ہڈی اور کھال اور خنزیر کی کھال سے تیار کیا جائے تو اکل وشرب اور بدن کے علاوہ دوسرے کام میں اس سے بنی ہوئی چیز استعمال کر سکتے ہیں اور اگر وہ ماٴکول اللحم جانور کی ہڈی اور کھال سے تیار کی جائے تو اسے ہر کام میں استعمال کر سکتے ہیں، اور اگر کسی کو یقینی علم نہ ہو تو کھود کرید اور تفتیش کی ضرورت نہیں، اسے ہر صورت میں ہر کام کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

میں نے اپنی یہ بات علامہ نوویؒ کی ایک تحقیق سے مستنبط کی ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ مردار کی چربی وغیرہ غیر اکل وغیر بدن کیلئے استعمال کر سکتے ہیں، اس مسئلہ میں ذکر اختلاف کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ مذکورہ نقطہ نظر بہت سے صحابہ، امام شافعیؒ، امام سفیان ثوریؒ امام ابوحنیفہؒ اور

ان کے اصحاب اور لیث بن سعدؒ وغیرہ کا مسلک ہے (الصحیح لمسلم مع شرحہ للنووی کتاب البیوع باب تحریم بیع الخمر والمیتۃ)۔

ایک تجویز

اس وقت عالمی طور پر جس انداز میں دواؤں کی کمپنیوں پر غیر اسلامی ذہن مسلط ہے اس کے پیش نظر میری تجویز ہے کہ مسلمانوں کو یونانی ادویہ کا استعمال کرنا چاہئے اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے سکریٹری جنرل سے میری گزارش ہے کہ وہ عالم عرب کو اس طرف متوجہ کریں کہ وہاں ایسی دواساز کمپنیاں قائم کی جائیں جن میں حرام سے اجتناب کیا جائے۔

تبدیلی احکام پر تبدیلی ماہیت کے اثرات

مولانا عبدالرشید قاسمی ☆

بنیادی عناصر

۱-کسی بھی شی کے بنیادی عناصر رنگ، بو اور ذائقہ (مزہ) ہیں، اگر کسی چیز میں یہ تینوں وصف پائے جائیں تو باعتبارِ شرعی اس کو حقیقت و ماہیت کی تبدیلی نہیں کہیں گے۔ گرچہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات کیوں نہ کر دیئے جائیں، چہ جائیکہ فقہاء نے ان اوصافِ ثلاثہ کو پانی کے سلسلہ میں بیان فرمایا ہے مگر درحقیقت یہ اوصاف تمام اشیاء کے لئے ہیں۔ ڈاکٹر وہبہ زحیلی ان اوصاف کے سلسلہ میں فقہاء اسلام کے نقطۂ نظر کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"إن خالط الماء شيئ طاهر ولم يغير لونه أو طعمه أو ريحه فهو ماء مطلق طهور وإن غير أحد هذه الأوصاف على أجزائه الثلاثة فهو طاهر عند المالكية والشافعية والحنابلة غير مطهر وعند الحنفية طاهر مطهر ما لم يطبخ أو يغلب" (الفقہ الاسلامی ۱/۱۱۶) (اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے جس سے رنگ، ذائقہ اور بو نہ بدلے تو یہ ماءِ مطلق ہے اور پاک ہے اور اگر ان اوصاف میں سے ایک وصف بھی بدل جائے تو مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک پانی پاک ہے، پاک کرنے والا نہیں اور حنفیہ کے نزدیک طاہر اور مطہر بھی ہے جب تک کہ وہ پکا نہ ہو یا پانی کے اجزاء پر کوئی چیز غالب نہ ہو)۔

☆ مدرسہ ریاض العلوم گورینی، جونپور، یوپی۔

علامہ ابن المنذر نے فرمایا کہ اہلِ علم کا اس پر اجماع ہے کہ قلیل یا کثیر پانی یہ ہے کہ جب اس میں کوئی نجاست پڑ جائے پھر پانی کا مزہ یا رنگ یا بو، بدل جائے تو وہ پانی ناپاک رہے گا، اس صورتحال تک آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پانی پاک ہے، اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی مگر جب کہ وہ چیز پانی کے مزہ اور رنگ وبو، پر غالب آجائے'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۴۸)۔

حاصل کلام

کسی بھی چیز کے بنیادی عناصر تین ہیں، اگر تغیرات کے باوجود اوصاف مذکورہ میں سے کوئی وصف علی حالہ باقی رہتا ہے تو درحقیقت یہ شکل تبدیل ماہیت کی نہ ہوگی۔

تبدیل ماہیت کی صورت

۲: الف- حضرات فقہاء نے تبدیل ماہیت کی صورت میں مختلف اشیاء کا مختلف حکم بیان فرمایا ہے، مثلاً اگر کوئی چیز ہے جس کا کوئی وصف ہی نہیں ہے تو وہاں تبدیلِ ماہیت باعتبار قلت وکثرت یا باعتبار اوزان ہوگی۔

ب- اور اگر کوئی ایسی چیز ہے جس میں تین اوصاف ہوں اور ان اوصاف میں سے دو وصف بدل جائے تو یہ تبدیل ماہیت کی صورت ہوگی۔

ج- اور اگر اوصاف ثلاثہ میں سے صرف ایک وصف بدلا ہو تو یہ تبدیل ماہیت نہ ہوگی۔

د- اور اگر کوئی ایسی چیز ہے جس میں دو وصف ہیں دو میں سے ایک بدل گیا تو یہ تبدیلِ ماہیت ہوگی۔

ہ- اور اگر دونوں وصف بدل گئے تو تبدیلِ ماہیت کی یہ صورت بدرجۂ اتم ہے۔

و- اور اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ جس میں ایک ہی وصف ہوتا، اور وہ وصف ختم ہوگیا تو یہ بھی تبدیل ماہیت کی صورت ہے (دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۲۰)۔

قلب ماہیت جائز ہے

۳- اگر شئ میں ایسی تبدیلی ہوئی جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہوگئے، نام بھی بدل گئے اور مجموعی طور پر مزاج بھی بدل گیا اور جن اشیاء سے مل کر یہ چیز وجود میں آئی ہے اگر ان کا کوئی بھی اثر اور خصوصیت برقرار نہیں رہی تو تبدیل ماہیت ہوگئی اور یہ شکل جائز ہے۔

لیکن اگر ایسی تبدیل ماہیت ہو کہ جو اجزاء اس چیز میں پڑے ہوئے ہیں ان میں سے کسی جزء کے مثلاً دو وصف ہیں یا تین وصف یا ایک وصف ہے، اگر ایک وصف والے کا مذکورہ وصف اور دو وصفوں والے کا دونوں وصف اور تین وصفوں والے کا صرف دو وصف بدل گئے تو یہ بھی صورت تبدیلِ ماہیت کی ہے، مگر کوئی چیز ایسی ہے کہ جس کا ایک وصف تھا اور وہ تبدیلی کی صورت میں ختم نہیں ہوا تو یہ صورت تبدیلِ ماہیت کی نہیں ہوئی۔

اشیاء نجس کا استعمال

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف اشیاء نجس کے مابین فرق نہیں ہوگا اور نجس العین غیر نجس العین کے درمیان بھی تفریق نہیں ہوگی، کیونکہ انقلاب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت و ماہیت بن جائے، نہ اس کا نام، کیفیت اور صورت باقی رہے، نہ اس کے آثار و امتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے، اثرات وعلامات وامتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے، موجودہ دور میں قلبِ ماہیت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ خالص نالوں (گٹر) کے پانی سے سبزیوں کی کاشت ہوتی ہے، مثلاً پالک وغیرہ اور ان سبزیوں کی

تر و تازگی میں کوئی فرق نہیں آتا یا کوبھی کے پودوں کی جڑ میں پاخانہ ڈالتے ہیں یا انگور کے پودوں میں خون ڈالا جاتا ہے، کیونکہ ان نجاستوں سے نشو ونما میں اضافہ ہوتا ہے، لہٰذا قلبِ ماہیت یہی ہے کہ چیز پہلے تھی اب وہ اسماً، حقیقۃً اور شکلاً نہیں ہے یا انسانی مادہ جب تک ہے جب تک وہ اپنی اصل پر ہے، مگر جب وہ گوشت کی شکل یا انسانی صورت میں ہوگیا تو وہ طاہر ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی اور علامہ ابن حجر نے تحفہ کے باب الانجاس میں فرمایا کہ فقہاء نے کسی چیز کے حقیقۃً بدلنے میں اختلاف کیا ہے، کیا پیتل کا سونا بننا ثابت ہے؟ ایک جماعت کے نزدیک یہ تبدیلی حقیقۃً ثابت ہے، اس لئے کہ لاٹھی کا سانپ بننا یہ حقیقۃً ثابت ہے، ورنہ معجزہ کا ابطال لازم ہوگا اور فقہاء کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ کسی چیز کا حقیقۃً بدلنا ناممکن ہے۔

حاصل اس کا یہ ہے کہ حقائق کا بدل جانا یہ ثابت ہے جیسا کہ ہم نے کہا اور یہی بات سچ ہے اور اس پر عمل بھی جائز ہے، ہاں حقیقت میں تبدیلی کا علم بھی ہو، ورنہ یہ دھوکا ہوگا، کیونکہ پیتل کو سونا یا حقیقۃً چاندی بنانا اور اگر ہم یہ کہیں کہ یہ شکل جائز نہیں، کیونکہ اس میں خداع ہے تو یہ عدم جواز کا حکم اس کے لئے ہے جو تبدیلی کا طریقہ نہیں جانتا، کیونکہ اس میں ضیاعِ مال اور مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے اور ہمارا مذہب حقائق انقلاب کے ثبوت میں ظاہر ہے، اسی دلیل سے جس کو فقہاء نے عین نجاست کی تبدیلی کے سلسلہ میں فرمایا ہے، جیسے شراب کا سرکہ ہونا اور خون کا مشک بننا، (دیکھئے: ردالمحتار ۱/۴۳)۔

علامہ ابن عابدین نے "لأنه لحمه لا يتغير" کے ذیل میں فرمایا ہے اور یہ ابومسعود میں ایک جزئیہ ہے کہ نجس پانی سے کھیتیوں کی سینچائی کرنا اکثر فقہاء کے نزدیک نہ حرام ہے اور نہ مکروہ (دیکھئے: ردالمحتار ۵/۲۱۷)۔

اسبابِ قلبِ ماہیت

۵- فقہاء احناف نے نجاست کو دور کرنے یعنی ازالہ کے لئے دس سے زائد اسباب

تحریر فرمائے ہیں:

۱-مطلق پانی اگر چہ وہ مستعمل ہو اس سے طہارتِ حقیقی اور حکمی ہو جائے گی: ''الماء المطلق ولو كان مستعملاً تحصل به الطهارة الحقيقية والحكمية''

۲- بہنے والی پاک چیزیں یعنی سیال طاہر: ''المائعات الطاهرة وهي التي تنعصر بالعصر أو تزيل النجاسة''

۳-رگڑنا یعنی ناپاک چیز کو زمین پر زور سے رگڑ دینا تا کہ اثر نجاست یا عین نجاست ختم ہو جائے:''الدلک وهو مسح المتنجسة على الأرض مسحا قويا بحيث يزيل به أثر أو عين النجاسة''

۴-ناپاک چیز کا صاف کر دینا تا کہ اثر نجاست ختم ہو جائے اور ایسی ثقیل چیز کو صاف کرنا جس میں مسامات نہ ہو: ''المسح الذي يزول به أثر النجاسة يطهر به الشئ الثقيل الذي لا مسام له كالسيف والمرآة والزجاج''

۵-دھوپ یا ہوا سے سکھانا تا کہ اثر نجاست ختم ہو جائے: '' الجفاف بالشمس أو الهواء والزوال أثر النجاسة''

۶- ایسے لمبے کپڑے میں چلنا جو پاک اور ناپاک زمین سے رگڑتے ہوں:''تكرار المشئ في الثوب الطويل الذي يمس الأرض النجسة والطاهرة يطهر الثوب''

۷-کھرچنا: ''الفرک يطهر به منی الإنسان إذا أصاب الثوب وجف''

۸- وضنا:''الندف ويطهر به القطن إذا ندف وذهب أثر النجاسة إذا كانت قليلة''

۹- نجاست اور اطرافِ نجاست کو شئ طاہر سے علیحدہ کرنا: ''التقوير أي عزل الجزء المتنجس عن غيره''

۱۰- ناپاکی کو پاکی سے علیحدہ کرنا: "قسمة المتنجس بفصل الأجزاء المتنجسة عن الطاهرة"

۱۱-اصل چیز کو بدلنا۔یعنی عین نجاست خود یا واسطہ سے بدل جائے جیسے ہرن کے خون کا مشک اور شراب کا ازخود سرکہ بننا یا شراب کا کسی چیز سے سرکہ بننا اور مردار کا نمک ہوجانا یا کتے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بننا اور گوبر جب کہ جل کر راکھ ہوجائے اور ناپاک تیل کا صابن بننا اور گٹر کی مٹی کا خشک اور اثر نجاست کا ختم ہونا اور جب زمین میں نجاست دفن کی گئی اور اس کا اثر مرورِ زمانہ سے ختم ہوگیا تو یہ تمام صورتیں امام محمدؒ کے فتوے کے مطابق پاک ہیں۔

سیدنا امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے، کیونکہ جب نجاست اپنے اوصاف اور معانی کے ساتھ بدل جائے تو وہ نجاست من حیث النجاسہ ہونے سے خارج ہوگئی، کیونکہ اسم ذات موصوفہ کا ہوتا ہے، لہذا وصف کا نہ ہونا ہی نجاسب کا ختم ہونا ہے۔اور شراب کا ازخود سرکہ بننا وہ تمام مذاہب کے مطابق پاک ہے۔

۱۲- ناپاک اور مردار کی کھال دباغت سے پاک ہوگئی: " الدباغ للجلود النجسة أو الميتة يطهرها كلها إلا جلد الإنسان والخنزير"

۱۳-شرعی طریقہ پر ذبح کرنا اگر ذابح مسلم یا کتابی ہو، مذبوح مأکول اللحم یا غیر مأکول اللحم ہو:"الزكاة الشرعية (الذبح) في تطهير الذبيح وهو أن يذبح مسلم أو كتابي حيوانا ولو غير مأكول اللحم"

۱۴- جلا کر پاک کرنا یعنی ناپاکی کو آگ میں جلا دینا: " النار تطهر في مواضع هي إذا استحالت بها النجاسة أوزال أثرها بها كحرق الفخار الجديد وتحول الروث من رباط و إحراق موضع الدم من رأس الشاة"

۱۵-کنویں سے نجاست کا نکالنا: "نزح البئر المتنجسة أو غوران ماء البئر

قدر ما نزحه منها مطهر لها كالنزح"

۱۶- ایک جانب سے پانی کا جانا اور دوسری طرف نکلنا: "دخول الماء من جانب وخروج الماء من الآخر من حوض صغير مسلماً كان فيه ثلاث مراتٍ فيصير ذلک بمنزلة غسله ثلاثاً"

۱۷-گڑھا کھودنا یعنی زمین کے اوپر والے حصہ کو نیچے اور نیچے والے کو اوپر کرنا: "الحفر (قلب الأرض) يجعل الأعلى أسفل يطهرها"

۱۸- کپڑے یا بدن کے کنارے کو دُھل دینا، یہ مکمل دھلنے کے برابر ہوگا جب کہ انسان نجاست کی جگہ کو دھلنا بھول جائے: "غسل طرف الثوب أو البدن يجزئ عن غسله كله إذا نسي المرء محل النجاسة" (الفقہ الاسلامی ۱/ ۹۳-۱۰۷)۔

فقہاء نے اسباب بالا کو قلبِ ماہیت کی بنیاد قرار دیا ہے، اس دور جدید میں اسباب مذکورہ کے علاوہ اور بھی سبب بن سکتے ہیں کیونکہ قلبِ ماہیت کی حقیقت صرف یہ ہے کہ پہلے جو نام، اثر اور رنگ وغیرہ تھا وہ بدل کر اب دوسرا نام، دوسرا اثر اور دوسری شکل ہوجائے، لہذا اسبابِ قلبِ ماہیت یہ کوئی حتمی اور یقینی نہیں ہیں۔

قلبِ ماہیت کی دو شکل

۶- اگر نجاست گاڑھی اور جسم دار ہے گرچہ وہ منی ہے تو جھاڑ دینے سے پاک ہوجائے گی۔(فقہاء کا اس پر اجماع ہے) اور اگر اس کے علاوہ جیسے پاخانہ اور جما ہوا خون، گوبر ہو تو وہ بھی امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جھاڑنے سے پاک ہو جاتا ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک دھلنے ہی سے پاکی ہوگی (بدائع الصنائع ۱/ ۸۴)۔

یہیں سے یہ بات بھی نکل آئی کہ اگر کوئی شخص ناپاک کپڑے کو دھلا اور دھلائی کی شکل

یہ ہے کہ کپڑا اور پٹرول کو مشین میں یا بالٹی میں ڈال کر جھنجھوڑ دیا، کپڑوں کے داغ دھبے خواہ نجاست کے ہوں یا کسی اور چیز کے وہ زائل ہوگئے تو کپڑا پاک ہوگیا، کیونکہ کپڑے میں پٹرول جذب ہوکر اڑ جاتا ہے اور اڑنے کے بعد اثر نجاست باقی نہیں رہتا بلکہ زائل ہوجاتا ہے تو کہنا پڑے گا کہ پٹرول ہی سے ازالہ ہوا اور تطہیر نام ہے اسی ازالۂ نجاست کا خواہ قلبِ ماہیت کی وجہ سے ہو جیسے شراب کا سرکہ بننا اور سرکہ کا پاک شمار کیا جانا یا محض روئی کے دھننے سے روئی کا پاک ہوجانا یا غسل بالماء کے ذریعہ یا کسی بھی سیال طاہر شئ سے غسل کے ذریعہ ہو اور یہ صورت یہاں بھی حاصل ہے۔

استہلاک عین

۷- عالمی پیمانہ پر عموماً دوائیں مرکب تیار ہورہی ہیں اب جب یہ دوائیں مرکب ہیں تو ان کی ترکیب مختلف اجزاء وعناصر سے ہوں گی ان میں جامد اور سیال اجزاء بھی ہوں گے، حلال وحرام بھی ہوں گے، حرام عناصر کے بارے میں عرض ہے کہ اگر کیمیاوی عمل کے بعد وہ جزء اپنی اصل ہیئت پر برقرار رہے تو پھر وہ حرام ہوں گی، ان کا استعمال جائز نہیں، لیکن عموماً ہوتا یوں ہے کہ حرام عناصر کو جب مختلف اجزاء میں ملایا جاتا ہے تو ملانے کی شکل تحلیلی ہوتی ہے۔ یعنی وہ اجزاء ایک دوسرے میں ایسا خلط ملط ہوتے ہیں کہ ان کا متمیز ہونا ناممکن ہوتا ہے۔

اطباء کے پاس دواؤں کو ملانے کے لئے کھرل نامی ایک برتن ہوتا تھا، اس میں دواؤں کو اس قدر گھستے تھے کہ مل جانے کے بعد اجزاء کا متمیز کرنا عموماً ناممکن ہوتا ہے، عام آدمی یہ بتانے سے بھی قاصر ہوتا ہے کہ ان میں کن کن چیزوں کا جزء شامل ہے، مگر طبیب حاذق چکھ کر عموماً بتادیتا، اس مشینری دور میں ایک عنصر کا دوسرے عنصر سے ملنے کے بعد علیحدگی ناممکن ہے اور یہ بھی قلبِ ماہیت کی شکل ہے اور اصطلاحِ فقہاء میں استہلاک عین ہے۔

احناف کے نزدیک سرکہ کڑواہٹ سے کھٹے پن کی تبدیلی کے بعد پہچانا جائے گا، بایں طور پر کہ شراب میں بالکل کڑواہٹ نہ ہو، پھر اگر شراب میں کڑواہٹ کا کچھ اثر باقی ہے تو اس کا پینا حلال نہیں، کیونکہ امام اعظمؒ کے نزدیک شراب سرکہ کے معنی میں مکمل سرکہ ہونے کے بعد ہوتا ہے جس طرح کہ امام صاحب کے نزدیک انگور کا رس شراب نہیں ہوتا مگر اس میں مکمل نشہ ہو، حاصل یہ ہوا کہ حرام اشیاء میں ایسی تبدیلی واقع ہو کہ وہ چیز ماقبل میں جیسی تھی ویسی بالکل نہ ہو، تو یہی استہلاک عین ہے اور یہ قلبِ ماہیت ہے اور اس عمل کے بعد حرام، حرام نہیں رہتا، بلکہ وہ مستقل شئ اور ایک جدید نام سے معروف ہو جاتا ہے (دیکھئے: ردالمحتار ۱/۱۴۱، الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/۵۴۱)۔

صابن وغیرہ میں مردار یا خنزیر وغیرہ کا استعمال

۸-خنزیر یا مردار کی چربی کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر صابن، بسکٹ آئس کریم اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں قلبِ ماہیت کے بعد استعمال جائز ہے، کیونکہ قلبِ ماہیت نام ہے ذات اور حقیقت کے بدلنے کا، نیز اس میں عموم بلوی ہے۔

علامہ شامی اشیاء نجس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور ناپاک تیل کو صابن بنانے سے وہ پاک ہو جائے گا، عمومِ بلوئی کی وجہ سے یہ فتوئی ہے، کسی نے ناپاک تیل کو صابن بنانے میں استعمال کیا تو اس کے پاک ہونے کا فتوئی دیا جائے گا، کیونکہ یہی تو تبدیل ماہیت ہے اور امام محمد کے نزدیک تبدیلِ ماہیت باعثِ طہارت ہے اور یہ فتوئی عمومِ بلوئی کی بناء پر ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں کہ میں نے منیۃ المصلی کی شرح میں پہلے قول کی تائید بھی دیکھا ہے اور اس پر اس مسئلہ کی فرع بھی ہے کہ اگر انسان یا کتا صابن کے گڈھے میں گر جائے اور پھر صابن ہو جائے تو یہ صابن حقیقت کے بدل جانے سے پاک ہوگا''

(ردالمحتار ۱/۲۹۱)۔

علت تطہیر

معلوم ہونا چاہئے کہ امام محمدؒ کے نزدیک علتِ تطہیر تبدیلی ماہیت وحقیقت ہے اور یہ فتویٰ عمومِ بلویٰ کی بناء پر ہے، گوبر کی راکھ پاک ہے اور نمک بھی گدھا یا خنزی کے گرنے سے ناپاک نہ ہوگا، کنویں کا پانی ناپاک نہ ہوگا، جب کہ کنویں میں پاخانہ گر کر کیچڑ ہوجائے، اس لئے کہ اصل نجاست تبدیل ہوچکی ہے۔

دواؤں میں خون کا استعمال

۹-خون حرام ہے خواہ ماٴکول اللحم یا غیر ماٴکول اللحم یا مذبوح جانوروں کا ہو، ارشادِ ربانی ہے:''إنما حرم علیکم المیتة والدم'' (الآیة)، البتہ اس کے استعمال کی آج دو شکل ہوسکتی ہے: پہلی شکل وہی قلبِ ماہیت کی ہے، لہذا اس کے بعد استعمال میں کوئی حرج نہیں اور اگر اپنی اصل پر ہے تو پھر ارشاد ربانی اور فرمانِ نبوی کے مطابق صرف مضطر کے لئے جائز ہے جیسا کہ حرام دواؤں سے جان بچانے کے لئے علاج کی اجازت ہے، علامہ ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:'' جن روایات میں حرام شئ سے نجات (شفاء) نہ ملنے کا ذکر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ حرام ہے، شفاء نہ ہوگی، لیکن جب وہ ضرورۃ حلال ہوگئی تو شفاء ہوگی، کیونکہ اب وہ خبیث یا حرام نہ رہی، نیز یہ کہ ان روایات میں بعض پر کلام کی گنجائش ہے۔

علامہ ابن حزم ظاہری کی تحریر بالا سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ فقہاء نے اشیاء محرمہ کے دواءً استعمال کی بضرورت اجازت قرآن مجید کی ان آیات کی بنیاد پر دی ہے جن میں حرام اشیاء کے استعمال کی مضطر کیلئے اجازت دی گئی ہے، اس طور پر کہ ان آیات کے اندر بھوک سے موت کا یقینی خطرہ پیدا ہوجانے کی صورت میں جان بچانے کے لئے مردار، خنزیر وغیرہ حرام اشیاء کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے، تو بیماری کی وجہ سے جان ختم ہونے کا یقینی خطرہ پیدا ہوجانے میں

کسی حرام چیز کے بطورِ دواء استعمال کرنے کا جواز بھی دلالۃ ثابت ہوتا ہے، لہٰذا بغیر قلبِ ماہیت کے دواؤں میں خون کا استعمال بحالت عذر ہی جائز ہے، لیکن عموماً آج کی دواؤں میں خون قلبِ ماہیت کے بعد ہی استعمال ہوتا ہے، لہٰذا حقیقت اور ماہیت کے بدل جانے کی صورت میں خون کا استعمال جائز ہے۔

الکحل

۱۰- دواؤں میں الکحل کا استعمال عالمی پیمانہ پر اس وقت ہو رہا ہے، فقہاء برصغیر علامہ رشید احمد لدھیانوی، مولانا مفتی نظام الدین، مولانا برہان الدین سنبھلی وغیرہم کی الکحل کے سلسلہ میں تحقیق یہ ہے کہ الکحل ایک عنصر ہے جو بہت سی چیزوں مثلاً پھلوں، ترکاریوں کے اندر قدرۃً موجود رہتا ہے، اسی عنصر کو بعض تدابیر سے علیحدہ کر کے بہت سے اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً خوشبو، ذائقہ بڑھانا، کسی چیز کو جلد خراب ہونے سے بچانا اور اس کا ایک خاص وصف یہ ہے کہ اس کے اندر ایسی بہت سی اشیاء بھی تحلیل ہو جاتی ہے جو کسی اور طرح نہیں ہو سکتی، اس میں ہلاکت خیز حد تک سکر اور نشہ ہوتا ہے یعنی اگر کوئی شخص خالص الکحل استعمال کرے تو نشہ کے ساتھ ہلاک بھی ہو سکتا ہے (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۶۱، تعمیر حیات ۱۰ فروری ۱۹۹۰ء)۔

اگر الکحل حقیقت بالاہی پر پایا جاتا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس مسئلہ کا حل آسان ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنی ہوئی شراب کو بطورِ دواء کے یا حصول طاقت کیلئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار سے نشہ نہ پیدا ہوتا ہو (فتح القدیر ۹/ ۱۶۰)۔

الکحل کی ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ جو الکحل دواؤں میں ملایا جاتا ہے اس کی ایک بڑی مقدار انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ، جو وغیرہ سے حاصل

کی جاتی ہے (فقہی مقالات ۱/ ۲۵۳)۔

لہذا دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس دواء کا استعمال جائز ہے بشرطے کہ وہ حد سکر تک نہ پہنچے اور بضرورتِ علاج ان دونوں امام کے مسلک پر عمل کی گنجائش ہے۔

اور اگر وہ انگور اور کھجور ہی سے حاصل کیا گیا تو اس دواء کا استعمال ناجائز ہے، البتہ اگر طبیب حاذق کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی اور دواء نہیں ہے، تو اس صورت میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے، اس لئے کہ ایسی حالت میں فقہائے احناف کے نزدیک بھی تداوی بالمحرم جائز ہے (البحر الرائق ۱/ ۱۱۹)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک خالص اشربہ محرمہ کو بطورِ دواء استعمال کرنا کسی حال میں جائز نہیں، لیکن اگر شراب کو کسی طرح حل کیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا ذاتی وجود ختم ہوجائے اور اس دواء سے ایسا نفع حاصل کرنا مقصود ہو جو دوسری پاک دواؤں سے حاصل نہ ہوسکتا ہو تو اس صورت میں بطورِ علاج ایسی دواؤ کا استعمال جائز ہے، جیسا کہ علامہ رملیؒ نہایۃ المحتاج میں فرماتے ہیں:

"أما مستهلكة مع دواء آخر فيجوز تداوى بها كصرف بقية النجاسات إن عرف أو أخبره طبيب عدل ينفعها و تعينها بأن لا يغنى بها طاهر" (نہایۃ المحتاج ۸/ ۱۲) ایسی شراب جو دوسری دواؤں میں حاصل ہوکر اپنا ذاتی وجود ختم کردے اس کے ذریعہ علاج کرنا جائز ہے، جیسا کہ دوسری نجس اشیاء کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ علم طب کے ذریعہ اس کا مفید ہونا ثابت ہو یا کوئی عادل طبیب اس کے نافع اور مفید ہونے کی خبر دے اور اس کے مقابل میں کوئی ایسی پاک چیز بھی موجود ہو جو اس سے بے نیاز کردے)۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ خالص الکحل کا استعمال بطورِ دواء کے نہیں کیا جاتا بلکہ ہمیشہ دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر ہی استعمال کیا جاتا ہے، لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی الکحل ملی ہوئی دواؤں کو بطورِ علاج استعمال کرنا جائز ہے، بہر حال موجودہ دور میں چونکہ ان دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے اس مسئلہ میں احناف یا شوافع کے مسئلہ کو اختیار کرتے ہوئے ان کے مسئلہ کے مطابق گنجائش دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

جلاٹین استعمال کرنے کا حکم

اگر جلاٹین مردار یا خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت و ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، جیسا کہ سوال ۸ میں امام محمدؒ کی علتِ تطہیر یعنی انقلاب ماہیت وحقیقت کی تبدیلی کے سلسلہ میں عرض کیا گیا ہے اور بطورِ مثال کے یہ بات بھی آئی ہے کہ اگر کنویں میں پاخانہ گر گیا اور وہ کنویں کی مٹی کے ساتھ کیچڑ ہو گیا تو وہ پاک ہے، اس لئے کہ حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی نام ہے اسی عمل کا کہ جو چیز پہلے تھی وہ اب اپنے نام اور اثر سے باقی نہیں ہے، بلکہ دوسرا نام اور اثر اور خاصیت اس کے اندر پیدا ہو گئی ہے، لہذا جلاٹین کا استعمال کرنا جائز ہے اور اگر کیمیاوی عمل کے بعد حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی یا یوں کہئے کہ کیمیاوی عمل غیر مؤثر ہوا تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے اور جلاٹین کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

انقلاب ماہیت کے اسباب اور الکحل کی حقیقت

مولانا محمد ارشاد القاسمی ☆

۱- کسی بھی شئ کے بنیادی عناصر اور مادہ وماہیت وہ ہے جس کے ذریعہ سے وہ شئ قائم ہو، جسے ''ما یقوم به الشئ'' کہا جاتا ہے، جیسے ہڈی، اس کی جسامت، اس کی سختی اور ٹھوسیت، اس کا گندا رنگ وغیرہ، اب احراق بالنار کی وجہ سے اس کی جسامت وٹھوسیت اس کا ایک خاص وصف ختم ہوکر اس کا دوسرا رنگ، دوسرا جسم اب سفوف کی شکل میں بھربھرا بن گیا، نام بھی بدل گیا، یہی انقلاب ہے، اگر ایسا نہ ہوتو اس میں انقلاب ماہیت نہ کہا جائے گا۔

استحالہ کا مطلب

۲- اس شئ کی ماہیت، ذات، اس کی بنیادی اساس جس ہیئت وحالت پر اس کا قیام ہو، اور جس وصف کی وجہ سے اس کا وہ خاص حکم ہو، بدل کر اس کی ذات، جنسیت ونوعیت وکیفیت اور اس کا وہ وصف بدل جائے جس کی بنیاد پر سابقہ حکم تھا، اس کا نام بھی عرف میں بدل جائے، یہی انقلاب کا مفہوم ہے۔

الف- ''حکم بطهارة المسک لأنها استحالت عن جمیع صفات الدم و خرجت عن اسم إلی صفات واسم یختص بها وظهرت لذلک کما

☆ استاذ حدیث وافتاء ریاض العلوم گورینی جونپور۔

يستحيل الدم وسائر ما يتغذى به الحيوان من النجاسات إلى اللحم فيكون طاهراً" (موسوعۃ الفقہ الاسلامی ۶/ ۱۰)۔

ب—" هي تبدل حقيقة الشئ وصورته النوعية إلى صورة أخرى" (موسوعۃ الفقہ الاسلامی ۶/ ۱۰)۔

ج— "استحالت صفات عين النجس أو الحرام فبطل عنه الاسم الذى ورد ذلك الحكم فيه وانتقل إلى اسم آخر وارد على مال طاهر فليس هو ذلك النجس ولا الحرام بل قد صار شيئاً آخر ذاحكم آخر" (محلی ۱/ ۱۳۸)۔

یعنی اس کا وہ وصف جس کی وجہ سے حکم لگایا گیا تھا، وہ بدل جائے، لہذا وہ بعض بنیادی وصف کا بدلنا ہی کافی ہے۔

"كذا فى الفتح والبحر وتنتفى الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها" (فتح القدیر/ ۲۰۱، البحر الرائق/ ۲۳۹)۔

معلوم ہوا کہ حقیقت وماہیت کا انتفاء بعض بنیادی وصف کے زوال سے بھی ہوجاتا ہے۔

۳—موروثی طور پر کچھ خصوصیات کو باقی رہ جائے مگر بنیادی وصف رنگ بو اور ہیئت نوعیہ میں تبدیلی ہوکر نام ہی بدل جائے تو یہ انقلاب ماہیت میں داخل رہے گا۔ جیسے شراب اور سرکہ میں موروثی اثر سیال ہونا باقی ہے مگر تمام اوصاف بدل گئے۔ لہذا انقلاب میں داخل ہوکر پاک، اسی طرح نجس کے کیچڑ بننے سے یہاں بھی کچھ موروثی اثر باقی ہے مگر ماہیت بدل گئی، لہذا تغیر میں داخل ہوکر پاک، اسی طرح علقہ سے مضغہ کا تغیر۔

۴ - انقلاب میں نجس اور نجس العین کے بارے میں جمہور علماء کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

ابن ہمام کی فتح القدیر میں ہے: "كالخنزير والميتة تقع فى المملحة

فتصير ملحاً توٴكل"(ص۲۰۰)۔

اسی طرح شرح منیہ میں ہے:"وكذا الكلب والخنزير لو وقع فيها فصار ملحاً أو وقع الروث و نحوه في البئر فصار حمأةً" (حلبی/۱۸۸)۔

معلوم ہوا کہ کتا جو بعض قول میں نجس العین ہے اور خنزیر جو بالاجماع نجس العین ہے قلبِ ماہیت سے پاک ہوجائے گا، البتہ علامہ عبد الحی فرنگی محلی نے حاشیہ شرح وقایہ میں نجس العین کو انقلاب ماہیت پر پاک ماننے سے انکار کیا ہے:" وكذا ملح كان حماراً غيره من الحيونات فوقع في المملحة فانقلب ملحا طاهراً بشرط أن لا يكون نجس العين" (عمدۃ الرعایہ۱/ ۱۴۴)۔

اس قول کے اعتبار سے نجس العین میں انقلاب کا اثر نہ ہوگا، بخلاف جمہور علماء بلکہ قریب قریب تمام اصحاب شراح وارباب فتاوی کے نزدیک ہوجائے گا۔

۵- قلبِ ماہیت کے بہت اسباب ہیں:

الف-تخمیر "جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير" (البحر الرائق/۴۲۹)۔

ب-تدفین:"العذرات إذا دفنت في موضع حتى صارت تراباً قيل تطهر"

ج- نزح الآبار: "كذا في البحر والعاشر نزح الآبار"۔

د- تدفین یا گیس بن جانا ہے:"دخان النجاسة طاهراً، (حلبی)، "أما النوشادر المجتمع من دخان النجاسة فهو طاهر(۳۲۵)۔

ہ-الاستہلاک:"الانتفاع بالاستهلاك وهو جائز في نجس العين"(البحر/۱۰۷)۔

و-الإحراق بالنار: "ولو أحرقت العذرة أو الروث فصار كل منهما رماداً" (کبیری/۱۸۸)، ابن ہمام نے فتح القدیر میں "النار" کو مطہر قرار دیا ہے۔

''وأدخل فی فتح القدیر التطهیر بالنار فی الاستحالة..... فإنه لو أحرق موضع الدم من رأس الشاة طهر'' (البحر/۲۳۹)۔

''ومنه الطین النجس إذا جعل منه الکوز أو القدر وجعل فی النار یکون طاهراً'' (البحر الرائق/۲۳۹)۔

۶- کیفیت اور خاصیت کو بدل ڈالنا جو مدار حکم تھا قلب ماہیت میں داخل ہے:

''فعرفنا أن استحالة العین تستتبع زوال الوصف المرتب علیها'' (فتح/۲۰۱)۔

''إذا استحالت صفة عین النجس أو الحرام فبطل عنه الاسم الذی ورد ذلک الحکم فیه وانتقل إلی اسم آخر واردٍ علی مال طاهر فلیس هو ذلک النجس'' (المحلی/۱۳۸، موسوعۃ الفقہ الاسلامی)۔

۷- استہلاک بھی مطہرات میں ہے، البحر الرائق میں ہے: ''الانتفاع بالاستهلاک وهو جائز فی نجس العین'' (ص۱۰۷)۔

'' إذا جری علی نجاسة فأذهبها واستهلکها ولم یظهر أثرها فإنه لا ینجس'' (البحر/۲۳۶)۔

الکوحل کا استعمال دواؤں میں اور دیگر مشروبات وغیرہ میں مثلاً رنگ وغیرہ میں جائز ہے، کذا فی احسن الفتاوی'' آج کی ضرورت تداوی اور عموم بلوئی کی رعایت کے پیش نظر شیخین کے قول پر فتوئی دیا جاتا ہے''۔

۸- قلب ماہیت میں داخل ہوکر پاک ہے، خنزیر کی جلی ہڈی کا پاؤڈر قلب ماہیت کی وجہ سے پاک ہے: ''لو وقع إنسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابونا یکون طاهراً'' (شامی/۳۱۶)۔

طبی جوہر میں ہے: راکھ ہر چیز کی پاک ہے..... انسان کی ہڈی کی راکھ اور سور کی ہڈی کی راکھ بھی پاک حلال ہے (ص۱۰۹)۔

۹-خون خواہ مذبوح جانور کا ہو ناپاک ہے، سوائے انقلاب ماہیت کے پاکی کی صورت متصور نہیں "والمسک طاهر حلال لأنه إن كان دماً فقد تغير فيصير طاهراً كرماد العذرة" (شامی/۲۰۹)۔

یا اس خون کا استعمال قلیل مقدار میں کسی چیز کے اندر کیا گیا ہو جس سے استہلاک یا فنا ہوگیا ہو۔

۱۰-جلاٹین کی مختلف صورتیں، تبدیل ماہیت، انقلاب ماہیت کے ذیل میں داخل ہوکر پاک اور مباح الاستعمال ہوجائے گی، اس لئے کہ جس طرح احراق بالنار سے قلب ماہیت ہوئی ہے، اسی طرح تیزاب میں ڈالنے اور کیمیاوی عمل سے انقلاب ہوکر پاک ہوجاتا ہے اور جس طرح کتا صابن کے دیگ میں گر کر انقلاب ماہیت سے پاک ہوجاتا ہے، اسی طرح کیمیاوی اور تیزابی عمل جو اس سے بھی زائد قوی اور مؤثر ہے، پاک ہوجائے گا۔ "وعليه يتفرع مالو وقع إنسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهراً" (شامی ۱/۳۱۶)۔

یہ انقلاب ماہیت کے موضوع پر مختصر جوابات تھے لیکن درج ذیل دو اہم اور نئے موضوعات پر ہم مزید تحقیق پیش کریں گے، تاکہ ان کے تمام پہلو ہمارے سامنے آجائیں، ان میں سے ایک الکحل اور دوسرے جلاٹین ہے۔

الکحل کی تعریف

یہ شراب کا جوہر ہے (عصر حاضر کے فقہی مسائل/۱۰۵)۔

اسپریٹ میں سے علم کیمیا کے ذریعہ خاص منشی چیز علیحدہ نکال لیتے ہیں، اسی کا نام الکحل ہے (علمی جوہر بہشتی زیور ۸/۱۰۲)۔

یہ موجودہ دور کا ایک نہایت ہی مشہور سیال چیز ہے جس کا استعمال کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ رنگ وغیرہ میں بکثرت استعمال ہوتا ہے، عموماً اس کا استعمال صفائی، جراثیم کشی،

دیر تک کسی چیز کے رکھنے کے لئے ہوتا ہے۔

الکحل کا مادہ اور اس کے اجزاء ترکیبی

جیسا کہ معلوم ہوا الکحل ایک تیز قسم کی شراب ہے، یا شراب کا جوہر ہے۔

اب اگر یہ اشربۂ محرمہ میں سے ہے، تو یہ بالکل حرام ہوگا، اور اس کا استعمال حسب بیان فقہاء ناجائز ہوگا، ہاں مگر جہاں استعمال اضطرار شرعی کی علت کی بنا پر ہو یا استہلاک یا انقلاب ماہیت میں داخل ہوکر مباح الاستعمال ہوگا۔

اگر اشربہ اربعہ (انگور کی کچی شراب، انگور کی پکی شراب، منقی کی شراب، کھجور کی شراب) سے نہ بنائی گئی ہو، جیسا کہ ارباب تحقیق نے لکھا ہے کہ یہ بہت ہی گراں پڑتا ہے، اس لئے اس کے علاوہ کی شراب سے اسپریٹ اور الکحل بناتے ہیں، جیسا کہ نظام الفتاویٰ کی عبارت سے معلوم ہورہا ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ شیخین کے نزدیک جائز ہے۔

اور اب ضرورت اور عموم بلوی کی وجہ سے مصالح زمانہ کے پیش نظر اسی قول پر جواز کا فتویٰ ہے۔

"إذا ضاق الأمر اتسع" (شامی)۔

خیال رہے کہ حضرات شیخین کے قول پر ضرورت کی وجہ سے فتویٰ ہے، خواہ داخلی استعمال ہو یا خارجی استعمال، لہذا جہاں ضرورت نہ ہوگی، مثلاً نشہ کیلئے اس کے چند قطرے پانی میں ڈال کر پینے تو یہ ناجائز ہوگا۔

اسی طرح اگر ضرر ہو، نقصان کا باعث ہو، صحت جسمانی پر استعمال نقصان دہ ہورہا ہو تو بھی اس مقدار میں اس کا استعمال ناجائز ہوگا، مستقل الکحل کا استعمال تو سخت نقصان دہ ہے اور شراب سے زیادہ اس کے مضر اثرات صحت جسمانی پر نمودار ہوتے ہیں، لہذا اس کی جتنی قسمیں اور شکلیں ہوں گی ان سب کا استعمال پینے کے طور پر ناجائز ہوگا۔

البتہ دواؤں کے ذیل میں اس کے تابع رہ کر یا رنگ وغیرہ میں دیر پائیگی اور سڑنے گلنے سے کچھ عرصہ تک محفوظ رکھنے کی غرض سے مندرجہ ذیل اسباب جواز کی وجہ سے جائز ہوگا۔

۱- استہلاک

کوئی نجس شئ پاک شئ میں اس طرح ملائی جائے کہ اس کی مقدار قلیل اس میں ہضم اور گھل مل جائے کہ اس کا اثر رنگ، بو اور احساس وغیرہ نہ ہو، اسے استہلاک کہتے ہیں، تو وہ پاک کے حکم میں ہوجاتی ہے، جیسا کہ البحر الرائق میں ہے:

'' **الانتفاع بالاستهلاک وهو جائز فی نجس العین**'' (ص۱۰۷) (ناپاک شئ کی (مقدار قلیل) بالکل مل کر ختم ہوجائے تو اس سے نفع جائز ہے)۔ اسی طرح نفع المفتی والسائل میں ہے:''**الانتفاع بالنجس بالاستهلاک جائز**''(ص۱۳۶)۔

ٹانک اور دواؤں میں، اسی طرح رنگ وغیرہ میں الکحل کی مقدار قلیل ڈالی جاتی ہے جو مستہلک ہوجاتی ہے، لہذا ایسی دواؤں اور ماکولات ومشروبات اور اشیاء مستعملہ کا استعمال جائز ودرست ہوگا، چنانچہ عصر حاضر کے فقہی مسائل میں ہے:

''عام طور پر دواؤں میں استعمال شدہ الکحل کی مقدار بہت کم ہوتی ہے جس میں نشہ پیدا کرنے کی قوت نہیں ہوتی اور اس کی حیثیت دوا کے اور دوسرے اجزاء کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے (عصر حاضر کے فقہی مسائل، ۱۰۷)۔

۲- تبدیل ماہیت

بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ الکحل شراب نہیں رہا، کیمیاوی تغیرات اور انقلاب ماہیت کی وجہ سے شراب سے نکل کر مثل سرکہ کے ہوگیا، چنانچہ مولانا بدر الحسن صاحب عصر حاضر کے فقہی مسائل میں لکھتے ہیں:

کیمیکل تبدیلیوں کی وجہ سے شراب ہونے کی اصل ماہیت اس میں باقی نہیں رہتی اور جس طرح شراب سرکہ بن جانے کے بعد اپنی ماہیت کھودینے کی وجہ سے پاک اورحلال ہوجاتی ہے (ص۱۰۷)۔

تحقیق

مگر عاجز کے نزدیک یہ تحقیق درست نہیں کہ اصل وصف نشہ اور دیگر اوصاف خمر کے اس میں پائے جائیں۔ اگر انقلاب ماہیت کے ذیل میں یہ آتا تو پھر بلا کسی مزید تحقیق کے انقلاب کے مطہر ہونے پر مطلقاً جائز الاستعمال قرار دے دیا جاتا، حالانکہ ارباب فتاویٰ اسے دواءً وضرورۃً جائز قرار دے رہے ہیں۔

۳-الضرورات تبیح المحظورات

علامہ شامی اس ضرورت پر کہ ''ضرورت کی وجہ سے ناپاکی پر پاکی کا حکم لگایا جاتا ہے'' فرماتے ہیں: ''قال شمس الأئمة نجس إلا أنه جعل عفوا فی الثوب والبدن للضرورة'' (شامی/۴۲۸)۔

دیکھئے نجس کو ضرورت کی وجہ سے مباح الاستعمال اور معفو عنہ قرار دیا گیا ہے۔

مواضع الضرورۃ میں نفی کو تیسیر اور تسہیل کا حکم ہے شدت کا نہیں، چنانچہ شامی میں ہے:

''لو أفتی مفتٍ بشیٔ من هذه الأقوال فی مواضع الضرورة طلباً لتیسیر کان حسناً'' (ص۴۸۹)۔

یہاں پر مواضع ضرورت میں نفی کو تیسیر کا حکم ہے: اب الکحل کی ضرورت کو دیکھا جائے، عصر حاضر کے فقہی مسائل میں ضرورت پر تبصرہ ہے: ''اب صورت حال یہ ہے کہ مختلف دواؤں خاص کر ٹانکوں میں اور بعض غذاؤں میں الکحل کا استعمال بے حد عام ہوگیا ہے، بلکہ بعض دواؤں

کی تیاری ہی اسی کے ذریعہ ہوتی ہے، یا ان کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے، دوسری طرف پرفیومز کی مختلف دستیاب قسموں پر اسپرٹ کا استعمال عام ہے جو الکحل ہی کی طرح کا مادہ ہے'' (۱۰۵/)۔

فی زمانہ اس کی ضرورت بہت زیادہ ہوگئی، ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں لے جانے میں بھی وقت لگتا ہے، اس وقت کے لگنے سے دوائیں خراب اور ضائع ہوتی ہیں، لہذا ضرورت کی وجہ اس کے استعمال کی اجازت دی جاتی ہے، مگر اس کا پیا ضرورت کے درجہ میں داخل نہیں، اس لئے خالص الکحل کو پی کر نشہ پیدا کرنا، اور نشہ کی جگہ کالینا، امام محمد رحمہ اللہ علیہ کے فتوئی کی بنیاد پر ناجائز ہوگا۔

۴-عموم بلوئی

خیال رہے کہ عموم بلوئی ایک ایسی حالت ہے جس کی وجہ سے ممنوع شئی مباح اور نجس چیز پاک ہوجاتی ہے، چنانچہ انقلاب ماہیت سے پاکی اور طہارت کا حکم عموم بلوئی کی بنیاد پر ہے، عموم بلوئی کی بنیاد پر پاکی کا حکم تمام کتب فقہیہ میں ہے۔

فقہاء اس امر کے قائل ہیں کہ ضرورت اور بلوئی کی وجہ سے ناپاک نہ ہوگا، ورنہ تو ناپاک رہے گا، پس اس کا حاصل یہ ہے کہ طہارت کا قول عموم بلوی کے پیش نظر اختیار کیا گیا ہے، اسی طرح موجودہ دور کے محققین مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا رشید احمد صاحب نے الکحل کے جواز اور مباح ہونے کا فتوئی اسی عموم بلوئی کی بنیاد پر دیا ہے (احسن الفتاوی/۹۵)۔

لہذا ضرورت کے تمام موقعوں پر دواؤں، پرفیومز میں، اسی طرح رنگ وغیرہ میں الکحل کا استعمال جائز ومباح ہے۔

جلاٹین بنانے کے مختلف طریقے اور اس کا شرعی حکم

حاصل اس کا یہ ہے کہ ہڈی کو صاف کرنے کے بعد اور کھال کو دباغت کے بعد تیز اب

میں ۱۰/ ۱۵/دن رکھتے ہیں۔پھر چونے میں ۴-۸ گھنٹے رکھتے ہیں، پھر گرم پانی میں، ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پیستے ہیں، یہاں تک کہ سفوف کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔

جلاٹین بنانے کے جو یہ تینوں طریقے سوال میں مذکور ہیں، یہ فقہی اصول اور جزئیات اور تعریف انقلاب کے پائے جانے کی وجہ سے انقلاب ماہیت میں داخل ہیں۔

ان احوال ثلثہ کے انقلاب ماہیت میں داخل ہونے کی دلیل

الف-فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ کتے اور خنزیر کا نمک کی کان میں گر کر یا جا کر نمک بن جانا، یہ انقلاب ماہیت ہے: ''وكذا الكلب والخنزير لو وقع فيها فصار ملحاً فإذا صارت الملحة ترتب عليه حكم الملح''۔

اب یہ غور کرنا ہے کہ جلاٹین بنانے کی صورتوں میں اس سے کم تبدیلی ماہیت کے اسباب اختیار ہوئے ہیں یا اس سے زائد۔

نمک کی کان میں صرف نمک کے ذریعہ اس میں تبدیلی کا عمل ہوتا ہے، اور یہاں تیزاب کے ذریعہ تبدیلی کا عمل ہوتا ہے، اور نمک کے مقابلہ میں تیزاب کے اندر سڑانے جلانے اور گلانے کی زیادہ طاقت ہے، لہذا نمک کی کان میں نمک کے ذریعہ سے جس طرح تبدیل ماہیت کا عمل ہوتا ہے، اس سے بدرجہ زائد تبدیل ماہیت کا عمل یہاں ہورہا ہے، کہ تیزاب گلا جلا کر ماہیت کے وصف کو بدل دیتا ہے۔

ب-فقہاء نے لکھا ہے کہ جل کر راکھ ہو جائے تو یہ بھی انقلاب ماہیت سے پاک ہو جانے کی صورت ہے: ''ولو حرقت العذرة أو الروث فصار كل منهما رماداً'' (کبیری/ ۱۸۸ مطبوعہ پاکستان، البحر الرائق/ ۲۳۹)۔

یہاں کیمیکل اور تیزاب کے ذریعہ جلا کر اسے سفوف بنایا جاتا ہے، پینے سے وہ راکھ

اور بھر بھرا ہو جاتا ہے، ''رماد'' میں صرف آگ کے ذریعہ جلا کر راکھ کا عمل ہے، یہاں اس سے زائد قوت محرقہ استعمال کر کے اس کی ماہیت، ہیئت اور صفت بدلی جا رہی ہے، لہٰذا اس اعتبار سے بھی اس میں انقلاب ماہیت کا عمل پایا جا رہا ہے، کہ کہاں کھال ہڈی سخت مرطوب بدبودار اور اب ایک ''رماد'' اور سفوف کی شکل۔

دم کا مشک بن جانا، علقہ کا مضغہ بن جانا

ج- ''یہ نہ کہا جائے کہ مشک تو خون ہے، وہ خون تھا مگر متغیر ہو گیا اور پاک ہو گیا، نطفہ، علقہ ناپاک ہے، یہ مضغہ بن جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے'' (البحر الرائق)۔

اب یہاں غور کیجئے، دم اور مضغہ میں صرف یہی انقلاب ہوا ہے، دسومت ختم ہو کر لحمیت میں تبدیل قدرتی طور پر ہوا ہے، اس کی صورت اور رنگ تھوڑی سی تبدیل ہوئی اور تبدیلی ماہیت میں بعض وصف خاص کا بدل جانا جس پر مدار حکم تھا کافی ہے، اب جو تبدیلی دم سے مشک اور نافہ بننے میں اور علقہ سے مضغہ بننے میں ہوئی اس سے کہیں زائد عمل اور تبدیل ماہیت کے اسباب جلائین کے بنانے کے عمل میں جاری ہو رہے ہیں، کہ ماہیت کا رنگ، وصف ہیئت، بو، مزہ سب متغیر اور متبدل ہو گئے ہیں، لہٰذا اس اعتبار سے بھی جلائین انقلاب ماہیت میں داخل ہے۔

شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنا دینا۔

د- شامی میں ہے: ''**العصیر طاهر فیصیر خمراً فینجس ویصیر خلاً فیطهر**'' (۱/ ۳۲۷)۔

یہاں شراب حرام اور ناپاک ہے، اس میں نمک ڈال کر چھوڑ دیا جاتا ہے، تو سرکہ بن جانے کی وجہ سے وہ پاک ہو جاتا ہے، جو فقہاء کے یہاں انقلاب ماہیت کے ذیل میں داخل ہے۔

اب جلاٹین پر غور کیجئے سرکہ بنانے سے زاید معتدل اور متغیر کرنے والی قوت محرقہ پائی جارہی ہے، اور یہاں تو سرکہ میں بعض ہی وصف نشہ اور مزہ کی تبدیلی ہوئی ہے، رنگ ہیئت سیالیت وغیرہ میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی ہے، بخلاف جلاٹین کے عمل کے، انقلاب ماہیت کے اسباب بھی زائد اور تغیرات بھی زائد کہ اصل کا کوئی وصف باقی نہیں رہا۔

صابن کے دیگ میں کتے کا گر کر مرجانا

ہ- شامی میں مذکور ہے:''وعلیه یتفرع مالو وقع إنسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاهراً''(۳۱۶/۱)۔

یہاں صابن کے دیگ میں کتا گر کر صابن میں مخلوط ہوجانے سے انقلاب کے ذیل میں داخل ہوکر پاک ہورہا ہے، جلاٹین میں تو صابن کے دیگ سے زائد تبدیلی ماہیت اور تغیرات کے اسباب اختیار کئے جارہے ہیں۔

صابن میں گلانے اور ملانے اور پکانے کا عمل تو ۲۴ گھنٹہ بھی نہیں ہوتا، اور یہاں جلاٹین بنانے میں تیزاب میں ۱۴-۱۵ دن رکھا جاتا ہے، جس سے محقق ہوگیا کہ صابن کے دیگ سے زیادہ گلانے اور تبدیل ماہیت وانقلاب کا عمل ہوتا ہے۔

عموم بلوی

و- دواؤں اور معالجات کی دنیا میں اس کا اس قدر لابدی استعمال ہے، روزمرہ کی زندگی میں اس کا اس قدر استعمال ہے کہ اصول فقہ کے قاعدہ ''عموم بلوی'' کے تحت داخل ہوکر یہ مباح الاستعمال ہوجائے گا، چنانچہ انقلاب ماہیت کو علامہ شامی نے عموم بلوئی کے تحت داخل کرکے پاک اور مباح قرار دیا ہے۔

''ومقتضاه عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل کل ماکان فیه تغیر و انقلاب حقیقة و کان فیه بلویٰ عامة'' (شامی ۱/۳۱۵)۔

اسی طرح اس انقلاب عین کو عموم بلوئی کی وجہ سے مطہر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''لکن قدمنا عن المجتبیٰ أن العلة هذه و أن الفتویٰ علی هذا القول للبلویٰ، مفاده أن عموم البلویٰ علة، اختیار القول بالطهارة بانقلاب العین'' (شامی ۱/۳۲۶)۔

بعضوں نے اس کی علت ضرورت، بعضوں نے اس کی علت انقلاب قرار دیا تو اس پر علاوہ شامی لکھتے ہیں:

''میں نے مجتبیٰ کے حوالہ سے پہلے ہی بیان کیا کہ اس کی وجہ یہ بھی ہے مگر انقلاب پر طہارت کا فتویٰ عموم بلوئی کی وجہ سے ہے''۔

خلاصہ

جلاٹین بنانے کی یہ تینوں شکلیں انقلاب ماہیت میں داخل ہیں، اور ضرورت عامہ اور عموم بلوئی کے پیش نظر اس کی نوعیت، شکل، بو، مزہ، حالت اور کیفیت بدل جانے کی وجہ سے جائز اور مباح الاستعمال ہے۔

تبدیلی ماہیت اور اس سے متعلق مسائل کا شرعی حکم

مولانا ابوبکر قاسمی ☆

تمہید

مذہب اسلام نے جہاں طہارت و نظافت کی اہمیت وضرورت اور اس سے متعلقہ مسائل واحکام کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے، وہیں نجاست کی اقسام، اس کی معفوعنہا مقدار، نیز نجاستوں کی تطہیر کے طریقوں کو بھی مفصل بیان کیا گیا ہے۔

نجاستوں کی تطہیر کے طریقوں کے ضمن میں اس کا ایک طریقہ انقلاب ماہیت بھی ہے، جس کے سبب بہت سی جگہوں میں نجاست کا حکم طہارت سے بدل جاتا ہے اور مندرجہ ذیل سطور میں انقلاب ماہیت ہی سے متعلق مسائل و دلائل کا ذکر کرنا مقصود ہے: ''اللھم وفقنی لما تحب و ترضی''۔

انقلاب ماہیت کا مطلب

۱، ۲ – انقلاب ماہیت کا لغوی معنی ہے: کسی ماہیت وحقیقت کا بدل جانا، رہا اس کا

☆ استاذ مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھروارہ، ضلع دربھنگہ (بہار)۔

اصطلاحی مفہوم تو اس کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی نظام الدین صاحبؒ نے منتخبات نظام الفتاویٰ جلد اول میں لکھا ہے: ''قلبِ ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت ونئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت وماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص وآثار وامتیازات باقی رہیں بلکہ سب چیزیں نئی ہوجائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے، اثرات وعلامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہوجائیں، جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے'' (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۲۶، ۲۷، مطبوعہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)۔

حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ نے بھی انقلاب ماہیت کے سلسلہ میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، دیکھئے: کفایت المفتی ۲/ ۲۸۳، ۲۸۴۔

بعض فقہاء نے انقلابِ ماہیت کو استحالہ اور تحول کے نام سے ذکر کیا ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں استحالہ کا لغوی واصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''الاستحالة لغة تغير الشيء عن طبعه ووصفه'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۳/ ۲۱۳، ۱۰/ ۲۷۸) (استحالہ کسی شئ کا اپنی طبیعت ووصف سے بدل جانے کا نام ہے)

استحالہ کا اصطلاحی مفہوم بھی وہی ہے جو لغوی معنی ہے، اب رہا یہ سوال کہ استحالہ کا تحقق کیسے ہوتا ہے؟ تو اس کی تفصیل الموسوعۃ الفقہیہ میں اس طرح ہے:

'' الأعيان النجسة كالعذرة والخمر والخنزير قد تتحول عن أعيانها وتتغير أوصافها وذلك بالاحتراق أولا بالتخليل أوبالوقوع في شئ طاهر كا الخنزير يقع في الملاحة فيصير ملحاً'' (سابقہ حوالہ) (نجس چیزیں جیسے پاخانہ، شراب اور خنزیر ان کے اوصاف واعیان کبھی بدل جاتے ہیں، اور یہ جلانے یا سرکہ بنانے یا کسی پاک چیز میں پڑکر مل جانے سے ہوتا ہے۔ جیسے خنزیر نمک کی کان میں پڑکر نمک بن جائے)۔

نیز الموسوعۃ الفقہیہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ جن بعض فقہاء کے یہاں استحالہ سے نجس چیزوں کو پاک مانا جاتا ہے ان کے یہاں استحالہ کا تحقق زوال وصف سے بھی ہوجاتا ہے۔

'' فمن يحكم بطهارتها يقول إن استحالة العين تستتبع زول الوصف المرتب عليها عند بعض الفقهاء'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۳/ ۱۲۳)۔

بلکہ الموسوعۃ الفقہیہ میں استحالہ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ کسی حقیقت کے مفہوم کے بعض اجزاء کے انتفاء سے حقیقت منتفی ہوکر استحالہ کا تحقق ہوجاتا ہے۔

''و تنتفى الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۹/ ۱۰۸)۔

بعینہ یہی بات علامہ شامیؒ نے بھی ردالمحتار کے باب تطہیر الانجاس میں انقلاب عین کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے، مزید انہوں نے چند شرعی نظائر کو پیش فرمایا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''انقلاب عین کی نظیر شرع میں نطفہ ہے جو نجس ہے، پھر یہ بدل کر علقہ (خون بستہ) ہو جاتا ہے، اور وہ بھی نجس ہے، پھر وہ مضغہ (گوشت کا ٹکڑا) ہوکر پاک ہوجاتا ہے، اور انگور کا شیرہ پاک ہے، پھر وہ شراب ہوکر نجس ہوجاتا ہے۔ اور پھر اسرکہ ہوکر پاک ہوجاتا ہے، اس سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ کسی ماہیت کی تبدیلی زوال وصف کے تابع ہے، جس کا کسی ماہیت پر ترتب ہوتا ہے'' (ردالمحتار ۱/ ۳۳۹، البحر الرائق ۱/ ۳۳۸، بدائع الصنائع ۱/ ۸۵ طبع پاکستان)۔

مذکورہ تفصیل سے جہاں قلب ماہیت کی یہ حقیقت واضح ہوکر سامنے آتی ہے کہ کسی چیز میں اس حد تک تغیر وتبدیلی واقع ہوجائے کہ اس کے آثار وخواص، علامات اور امتیازات، صور وکیفیات یہاں تک کہ نام بھی بدل جائے اور اس کا پہچاننا ناممکن ہوجائے تو شرعاً ایسی تبدیلی کو انقلاب ماہیت کہا جائے گا، وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر تبدیلی کو قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا۔

انقلاب ماہیت کے معتبر ہونے کا شرعی معیار

۳- اگر کسی شی میں ایسی تبدیلی ہوجائے کہ جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر بالکل ختم ہوجائیں، نام بھی بدل جائے اور اس کا مجموعی مزاج بھی تبدیل ہوجائے یہاں تک کہ جن اشیاء سے وہ شی بنے ان کا کوئی بھی اثر اور کوئی بھی خاصیت باقی نہ رہے، تو شرعاً اسے تبدیلی ماہیت قرار دیا جائے، جیسے گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک ہوجائے، یا پیشاب نمک کی کان میں پڑ کر نمک بن جائے، اور غیر متمیز ہوجائے، تو استہلاک عین کی وجہ سے اس پر پاکی کا حکم لگے گا (مستفاد از نظام الفتاوی ۱/ ۲۵)۔

لیکن اگر صرف نام کی تبدیلی ہو، اور وہ نئی چیز اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھے، تو شرعاً اسے تبدیلی ماہیت نہیں قرار دیا جائے گا، مثلاً پیشاب جو نجس العین ہے، اگر فلٹر کر کے اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا جائے اور باقی اجزاء پیشاب کے باقی رہیں تو یہ قلب ماہیت نہیں ہے، لہذا وہ اپنے جمیع اجزاء کے نجس العین ہونے کے سبب نجاست غلیظہ اور نجس العین رہیں گے (مستفاد از نظام الفتاوی ۱/ ۲۶)۔

انقلاب ماہیت کے بعد مختلف قسم کی نجس اشیاء کا حکم

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں مختلف قسم کی نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اگر ان کا انقلاب حقیقت کی طرف ہوا ہے تو بلاشبہہ انقلاب حقیقت کے بعد وہ پاک اور جائز الانتفاع ہوں گی ورنہ نہیں، اور اس حکم میں نجس العین غیر نجس العین کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے، اسی طرح انقلاب حقیقت کے بعد دونوں قسم کی چیزوں کے مختلف اجزاء باہم یکساں حکم رکھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے:

۱- گدھا، خنزیر، کتا، انسان، انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں، کچھ

تفاوت نہیں۔

(۲) یہ نمک کی کان میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں، دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے، یعنی میتہ جو نبض قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

(۳) انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے، اور خنزیر ومیتہ جن سے بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے، انقلاب ماہیت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر ومیتہ کا حکم باقی نہیں رہتا، بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہوجاتے ہیں، جب کہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔

(۴) نمک کی کان میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے، کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں، ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر ومیتہ یا کتے کی چربی سے انقلاب حقیقت ہیں۔ ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر ومیتہ اور کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابن کے جواز استعمال میں تردد کیا جائے (کفایت المفتی ۲/ ۲۸۲)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر قسم کی نجاست کا انقلاب اگر حقیقت طاہرہ کی طرف ہوجائے تو وہ شرعاً پاک ہوکر جائز الانتفاع ہوجاتی ہے، البتہ یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ کسی چیز کی طہارت جواز اکل کو مستلزم نہیں ہے، بلکہ جواز اکل کے لئے اس شئ کے ضرر رساں پہلو کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے، چنانچہ دور حاضر میں اسی اصول کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے کھانے پینے کی اشیاء اپنے اندر مضر اثرات رکھنے کے سبب مختلف قسم کے لاعلاج امراض کو منظر عام پر لا رہی ہیں۔

قلب ماہیت کے مختلف اسباب دلائل ونظائر کی روشنی میں

۵ - مختلف قسم کی اشیاء میں قلب ماہیت یا استحالہ عین کے لئے حضرات فقہاء نے

مختلف اسباب کو مؤثر مانا ہے جن میں سے چند کا دلائل ونظائر کی روشنی میں تذکرہ کیا جاتا ہے:

(۱) احراق (جلانا، راکھ بنادینا)، مالکیہ کا معتمد قول اور فقہاء حنفیہ میں امام محمد بن حسن شیبانی کا مفتی بہ قول اور حنابلہ کی غیر ظاہر الروایت کے مطابق جب کوئی نجس چیز اچھی طرح جلانے سے اپنی ماہیت واوصاف کو چھوڑ کر دوسری چیز بن جائے، مثلاً مردار چیز جل کر راکھ بن جائے تو شرعاً اس راکھ کو پاک مانا جائے گا، جیسے شراب سرکہ بن جائے، یا کچی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے۔ اور حضرات شوافع، فقہاء حنفیہ میں سے امام ابو یوسف علیہؒ اور مالکیہ کا غیر معتمد قول اور حنابلہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ جلانے کے بعد بھی نجس اشیاء کے اجزاء باقی رہتے ہیں، اس لئے نجاست علی حالہ باقی رہتی ہے، اور بعض فقہاء مالکیہ نے یہ تفصیل بیان کی ہے کہ اگر آگ نجاست کو پورے طور پر جلا کر راکھ بنالے تو وہ راکھ شرعاً پاک ہوگی، ورنہ نہیں (مستفاد از الموسوعۃ الفقہیۃ اصطلاح احراق ۴/ ۱۱۵)۔

الموسوعۃ الفقہیہ میں رماد بمعنی راکھ کی بحث میں جلانے سے متعلق حضرات فقہاء کے مذاہب واقوال کو نقل کیا گیا ہے، جس میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کا مذہب امام محمدؒ کے مطابق بیان کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو: الموسوعۃ الفقہیہ ۲۳/ ۱۳۸)۔

لفظ احراق اور رماد کے لغوی وعرفی معنیٰ کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جلا دینے سے قلب ماہیت والا قول ہی صحیح ہے، ''لأن معنى الإحراق، إذهاب النار الشيء بالكلية أو تأثيرها فيه مع بقائه'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۴/ ۱۱۵) (جلا دینے کا مفہوم یہ ہے کہ آگ کسی چیز کو بالکل ختم کردے یا وہ چیز تو باقی رہے لیکن اس کی تاثیر ختم ہوجائے)۔

اور رماد بمعنی راکھ یہ آگ کے جلا دینے کے بعد کوئلہ کے برادہ کو کہا جاتا ہے، اس لفظ (رماد) کے مادہ میں بھی ہلاک ہوجانے اور مٹ جانے کا مفہوم پایا جاتا ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

''أصل المادة ينبئ عن الهلاک والمحق، يقال رمد رماداً ورمادة ورمودة هلک ولم تبق فيه بقية'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۳/۱۳۷)۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اعمال کی مثال راکھ سے دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: '' مثل الذين كفروا بربهم أعمالهم كرماد اشتدت به الريح في يوم عاصف'' (سورہ ابراہیم: ۱۸) (کافروں کے اعمال کی مثال اس راکھ کی طرح ہے جس کو تیز ہوا گرم دن میں اڑا کر بکھیر دے)۔

مذکورہ تفصیل کو مدنظر رکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جلا ڈالنے سے بلاشبہ قلبِ ماہیت کا تحقق ہوجاتا ہے اور جلا ڈالنے کے بعد ناپاک چیز پاک ہوجائے گی۔

(۲) تخلل (شراب کا ازخود سرکہ بن جانا) اور تخلیل (شراب کا سرکہ بنالینا)، اگر شراب خود بخود سرکہ بن جائے یا شراب دھوپ میں رکھی ہوئی تھی، اس کو سرکہ بنانے کا ارادہ کئے بغیر سایہ میں رکھ دیا جائے، اور اس کا کڑواپن کھٹاپن میں مکمل تبدیل ہوجائے، تو شرعاً یہ تبدیل ماہیت ہے، اور اس صورت میں وہ سرکہ شرعاً حلال اور پاک ہوگا، کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے: ''نعم الإدام الخلّ'' (صحیح مسلم عن عائشہ ۲/۱۸۲)۔

نیز شراب کی حرمت سکر تھی جو زائل ہوگئی، ''لأن علة النجاسة والتحريم الاسكار وقد زالت والحكم يدور مع علته وجوداً و عدماً'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/۵۵)۔

البتہ شراب میں نمک، پیاز یا سرکہ وغیرہ ڈال کر یا شراب کو آگ پر ڈال کر بالقصد اسے سرکہ بنالیا جائے تو اس صورت میں فقہاء شوافع، حنابلہ اور فقہاء مالکیہ میں سے ابن قاسم کی روایت کے مطابق وہ سرکہ حلال وطاہر نہ ہوگا، کیونکہ مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہے: ''سئل النبی ﷺ عن الخمر تتخذ خلاً قال لا'' (صحیح مسلم عن انس ۲/۱۶۳) (حضور اکرم ﷺ سے شراب کو سرکہ بنالینے کی بابت پوچھا گیا تو حضور پاک ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی)

نیز شراب میں جو چیز ڈالی جائے گی وہ اول ملاقات ہی میں ناپاک ہوجائے گی، اب ظاہر ہے کہ جو چیز ناپاک ہو وہ کیونکر مفید طہارت ہوگی۔

"وما يلقى فى الخمر ينجس بأول الملاقاة وما يكون نجساً لا يفيد الطهارة" (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۵۵)۔

لیکن فقہاء احناف اور مالکیہ کا راجح قول یہ ہے کہ شراب کو سرکہ بنانا جائز ہے، کیونکہ یہ اصلاح ہے جیسا کہ مردار کی کچی کھال کو دباغت دینا جائز ہے، اور دباغت کے بعد طہارت کا حصول ہوجاتا ہے، اس لئے حدیث میں وارد ہے: "أيما إهاب دبغ فقد طهر" (رواہ النسائی عن ابن عباس ۴/ ۱۹۰ وأصلہ فی صحیح مسلم بلفظ: "إذا دبغ الإهاب فقد طهر" ۴/ ۱۵۹) (جس کچی کھال کو دباغت دیا جائے وہ پاک ہوجاتی ہے)۔

نیز ایک حدیث میں وارد ہے کہ مردار بکری کی کھال کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: "إن دباغها يحله كما يحل خل الخمر" (أخرجه الدارقطنى تفرد به فرج بن فضالة و هو ضعيف كما فى هامش الموسوعة الفقهيه ۵/ ۹۲)۔

(۳) تشمیس (دھوپ دکھانا)، جمہور فقہاء مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے یہاں دباغت دینے کے لئے دھوپ دکھانا کافی نہیں ہے: "صرح جمهور الفقهاء (المالكية والشافعية والحنابلة) بأنه لا يكفى فى الدباغة التشميس ولا التتريب" (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۰/ ۲۲۸)۔

لیکن فقہاء حنفیہ نے تشمیس کو دباغت حکمیہ کی ایک قسم قرار دیا ہے، لہذا اگر کچھ کھال کی رطوبت وبدبو خوب دھوپ دکھانے سے بالکل زائل ہوجائے تو وہ کھال شرعاً پاک مانی جائے گی، اور مفتی بہ قول کے مطابق وہ کھال تر ہونے کے بعد بھی ناپاک نہ ہوگی، چنانچہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں غنیۃ کے حوالہ سے حضرت مولانا عبدالحی فرنگیؒ نے کھال کے پانی سے بھیگنے کے باوجود نجاست نہ لوٹنے کو قول مختار تحریر فرمایا ہے (شرح وقایہ مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند ۱/ ۸۳)۔

(۴) کسی شئی کے اندر دوسری اشیاء کے ملانے سے ماہیت کا انقلاب ہوتا ہے، یا نہیں؟ اس کو سمجھنے کے لئے یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ مذہب اسلام نے پانی کا بدل مٹی کو قرار دیا ہے، چنانچہ جس طرح پانی طاہر مطہر ہے، اسی طرح مٹی بھی شرعاً پاک، پاک کرنے والی اور طہور ہے، اور پانی سے جس طرح حقیقی وحکمی دونوں قسم کی نجاستوں سے طہارت حاصل کی جاتی ہے، اسی طرح مٹی سے بھی دونوں قسم کے نجاستوں سے پاکی حاصل کی جاتی ہے، چنانچہ تیمّم کی مشروعیت نجاست حکمی سے پاکی کے لئے ہے، اور تیمّم کو شریعت نے وضو اور غسل دونوں کا خلیفہ قرار دیا ہے، ارشاد خداوندی ہے، "فإن لم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیباً" (سورہ مائدہ:۶)۔

مذکورہ تفصیلات میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی میں ازالۂ نجاست کی تاثیر رکھی ہے، اسی لئے فقہاء احناف نے کچی کھال کی دباغت کے لئے مٹی کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے، اور دباغت دی ہوئی کھال کو پاک مانا ہے جب کہ اس سے کچی کھال کی بدبو اور رطوبت کا بالکل ازالہ ہوجائے، نیز صاحب بدائع نے انجاس کی تطہیر کے طریقوں کے بیان میں لکھا ہے:

''زمین حقیقۃ پاک ہوتی ہے، کیونکہ زمین میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ وہ چیزوں کو بدل کر اپنے مطابق کر کے ایک زمانہ گزرنے کے بعد مٹی بنادیتی ہے اور ناپاکی بالکل باقی نہیں رہتی ہے، نیز نجاست کو جب زمین میں دفن کر دیا جائے، اور ایک زمانہ گزنے کے بعد اس کا اثر ختم ہوجائے، تو وہ پاک ہوجاتی ہے''

صاحب بدائع نے یہ تفصیل امام محمدؒ کے حوالہ سے لکھی ہے۔

۵۔ فلٹر کرنا

پانی صاف کرنے کے آلہ کے ذریعہ کسی بہنے والی چیز کو جس میں نجاست مل گئی ہو اگر اس کے نجس اجزاء کو الگ کر دیا جائے، اور وہ کثیر مقدار میں ہو تو شرعاً وہ چیز پاک ہوجائے گی، کیونکہ

قلیل مقدار میں نجاست کا اختلاط موجب نجس ہے اگر چہ بہنے والی شئ کا کوئی وصف نہ بدلے، لیکن کثیر مقدار میں اگر نجاست کے اختلاط سے اس کا کوئی وصف نہ بدلے تو شرعاً وہ چیز پاک رہے گی، البتہ پیشاب فلٹر کرنے سے پاک نہ ہوگا، کیونکہ پیشاب بجمیع اجزاہ نجس العین اور نجس بنجاست غلیظہ ہے (منتخبات نظام الفتاوی ۱/۲۶)۔

۶- کیمیاوی عمل کے ذریعہ ماہیت کو بدلنا

علامہ شامیؒ نے درمختار کے مقدمہ میں علم کیمیا کے متعلق بحث کرتے ہوئے انقلاب ماہیت کے قول کو مبنی بر حقیقت اور حق قرار دیا ہے اور لکھا ہے: " **والظاهر مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ما ذكروه في انقلاب النجاسة كانقلاب الخمر خلاً والدم مسكا و نحوذلك والله اعلم**" (ردالمحتار ۱/ ۳۴)۔

۷- ذبح کرنا

شرعی طریقے سے اگر جانور کو ذبح کیا جائے تو اس سے خنزیر کے علاوہ تمام ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم جانور پاک ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے: "**دباغ الأديم ذكاته**" (مسند احمد ۳/ ۴۷۶، ابوداؤد، مستدرک حاکم ۴/ ۱۴، وقال صحیح الاسناد ووافقہ الذھبی من حدیث سلمۃ ابن المحبق) (کھال کی دباغت جانور کو ذبح کرنا ہے)۔

البتہ غیر ماکول اللحم جانور کا گوشت شرعی طریقے سے ذبح کرنے کے باوجود ناجائز نہ ہوگا (الموسوعۃ الفقہیہ ۱/ ۱۳۹)۔

۸- دباغت دینا

خنزیر اور آدمی کے علاوہ تمام جانوروں کی کچی کھال خواہ وہ مردار ہو، دباغت دینے

سے پاک ہو جاتی ہے، چنانچہ حدیث نبوی ہے: "أیما إهاب دبغ فقد طهر" (مسند احمد ۳/ ۲۷۴، ۱۸۹۵، ترمذی، قال الترمذی حسن صحیح، عن ابن عباس)۔

نیز بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ کی مردار بکری کی کھال کو دباغت دیکر اس سے نفع اٹھانے کے متعلق فرمایا تھا تو صحابہ نے کہا کہ وہ تو مردار ہے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: صرف اس کا کھانا حرام ہے (بخاری، بحوالہ نصب الرایہ ۱/ ۱۱۶)۔

مطلب یہ ہے کہ مردار جانور کی کھال سے دباغت کے بعد کھانے کے علاوہ دوسرا فائدہ اٹھا سکتے ہیں، حضراتِ شوافع کے یہاں خنزیر کی طرح کتا بھی نجس العین ہے۔ اس لئے کتا کی کھال دباغت دینے سے پاک نہ ہوگی، امام طحاویؒ نے مختصر اختلاف العلماء میں لکھا ہے:

''امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ کتا اور خنزیر کی کھال کے علاوہ دیگر مردار جانوروں کی کھال سے صرف فائدہ اٹھا سکتے ہیں، لیکن مردار جانور کی ہڈیوں، بالوں اور اونوں سے فائدہ نہیں اٹھایا سکتا'' (مختصر اختلاف العلماء ۱/ ۱۶۱، مسئلہ: ۵۷)۔

اور امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت میں خنزیر کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جائے گی۔

خلاصہ میں امام ابو یوسفؒ کی یہ روایت ذکر کی گئی ہے کہ خنزیر جب شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے تو اس کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جائے گی (حاشیہ البحر الرائق ۱/ ۱۰۶)

مندرجہ تفصیلات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مختلف اشیاء میں مختلف طریقے سے انقلاب عین ہوتا ہے۔ اس لئے انقلاب عین جہاں ایک مسلمہ حقیقت بھی ہے، وہیں اس کے فیصلہ کے لئے دقت نظر کی ضرورت ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں انفرادی رائے پر عمل کرنے کے بجائے فقہاء عابدین کی طرف مراجعت کیا جائے، اور ان کی موافقت کے بعد کسی پہلو کو اختیار کیا

جائے ساتھ ہی انقلاب ماہیت کے سبب کسی نجس چیز کے پاک ہونے کا فیصلہ کرنے سے قبل حسب ذیل پانچ امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

۱- پہلی بات یہ ملحوظ رہے کہ عموم بلوئی یعنی ابتلاء عام ہو، اگر حلت وطہارت کا فتویٰ نہ دیا جائے تو حرج ودشواری واقع ہو، چنانچہ ناپاک تیل سے بنے ہوئے صابن کی طہارت کا ذکر کرتے ہوئے جہاں صاحب درمختار نے یہ لکھا ہے: ''**ویطهر زیت تنجس بجعله صابونا به یفتی للبلوی**'' (الدر المختار مع رد المحتار ۱/۲۳۱) تو وہیں علامہ ابن عابدین شامیؒ نے درمختار کی عبارت کے ذیل میں ردالمحتار میں لکھا ہے:

''انقلاب ماہیت کے سبب نجس چیز کی طہارت کا حکم صابن کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اس میں ہر وہ چیز داخل ہے جس میں تغیر اور انقلاب حقیقت ہو جائے اور ساتھ ہی عموم بلوئی ہو'' (ردالمحتار ۱/۲۳۱)۔

۲- دوسری چیز یہاں یہ ملحوظ رہے کہ انقلاب ماہیت کے سبب طہارت کا حکم حضرت امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہے۔ جس کو اکثر مشائخ نے عموم بلوئی کے سبب اختیار کیا ہے، لیکن امام ابو یوسفؒ کے یہاں انقلاب ماہیت کے سبب حرمت علی حالہ باقی رہتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی مدنظر رہے کہ کسی شئ میں تغیر وتبدل کے سبب قلب ماہیت ہوتی ہے یا نہیں؟ تو امام ابو یوسفؒ نے قلب ماہیت کے وقوع کا انکار کیا ہے، لیکن صحیح قول یہ ہے کہ قلب ماہیت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے، چنانچہ علامہ شامیؒ نے علم کیمیاء سے متعلق بحث کرتے ہوئے درمختار کے مقدمہ کے حاشیہ میں اس کی صراحت کی ہے۔

۳- یہاں تیسری بات یہ ملحوظ رہے کہ نجاست کی غلیظہ وخفیفہ والی تقسیم اور اس کی معفوعنھا مقدار کپڑے وبدن کے ساتھ مخصوص ہے، اگر بہنے والی کسی بھی چیز میں نجاست واقع ہو جائے اور وہ قلیل مقدار میں ہو (جس کی تخمینی مقدار احناف کے یہاں یہ ہے کہ دہ دردہ سے کم

ہو اور فقہاء شوافع کے بقول قلیتین سے کم ہو) تو وہ قلیل مقدار نجاست کے وقوع سے ناپاک ہوجائے گی، چنانچہ درمختار میں ہے: "ثم الخفيفة إنما تظهر في غير الماء فليحفظ" (درمختار ۱/۲۳۶)۔

نجاست کے خفیفہ ہونے کا فائدہ پانی کے علاوہ میں ظاہر ہوتا ہے، علامہ شامیؒ نے درمختار کی مذکورہ عبارت کی شرح میں لکھا ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں صرف پانی ہی نہیں بلکہ تمام بہنے والی چیزوں سے احتراز مقصود ہے، لہٰذا اگر کسی بہنے والی چیز میں نجاست واقع ہوجائے خواہ نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ اور خواہ قلیلہ ہو یا کثیرہ، وہ چیز ناپاک ہوجائے گی اور اس میں چوتھائی مقدار یا بقدر درہم کے معفو عنہ ہونے کا اعتبار نہیں ہے، ہاں اگر کپڑے اور بدن وغیرہ میں کوئی نجاست لگ جائے تو وہاں چوتھائی وغیرہ کا اعتبار ہوگا (ردالمحتار ۱/۲۳۶)۔

۴- یہاں پر چوتھی بات یہ یاد رکھنے کی ہے کہ کسی چیز کا نجس ہونا یا غیر ماکول اللحم ہونا اس کی خرید فروخت یا اس کے ذریعہ منافع حاصل کرنے کے منافی نہیں ہے، چنانچہ گدھا کھانا جائز نہیں ہے۔ تاہم اس کی بیع، اس پر سواری جائز ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة" (سورۃ النحل: ۸) (گھوڑے، خچر اور گدھا اس لئے ہیں تاکہ تم ان پر سوار ہو)۔

اسی طرح اگر پانی میں نجاست کے گرنے سے پانی کا رنگ، مزہ یا بو نہ بدلا تو ایسا پانی اگرچہ آدمی کے لئے پینا جائز نہیں ہے، تاہم ایسے پانی سے مٹی بھگائی جاسکتی ہے، اسی طرح چوپایوں کو پلایا جاسکتا ہے (ردالمحتار ۱/۱۴۸)۔

۵- پانچویں بات یہاں یہ یاد رکھنے کی ہے کہ انسان چونکہ احکام شرع کا مکلف ہے، اس لئے حلت وحرمت اور طہارت ونجاست کے احکام درحقیقت انسانوں ہی کے لئے ہیں، چنانچہ قرآن وسنت میں جہاں کہیں کسی چیز کی حلت وحرمت کا بیان کیا گیا ہے، وہاں اس کا مخاطب

انسان ہی ہے،مثلاً: ''إنما حرم علیکم...''(سورۃ البقرہ:۱۷۳)،''لم تحرم ما أحل الله لک''(سورہ التحریم:۱)،''ولأحل لکم بعض الذی حرم علیکم''(آل عمران:۵۰)،چونکہ غذا کے اثرات اجسام پر مرتب ہوتے ہیں، اس لئے قرآن پاک میں انبیاء ورسل اور مومنین کو یہ خصوصی حکم دیا گیا ہے کہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو، اور شکر خداوندی بجالاؤ: ''یا أیها الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا لله''(سورہ بقرہ:۱۷۲)۔

مندرجہ پانچوں ملحوظات کو سامنے رکھنے سے یہ بات عیاں ہوکر سامنے آتی ہے کہ قلب ماہیت سے بلاشبہ نجاست کے حکم میں تبدیلی ہوجاتی ہے، تاہم کسی چیز کے طاہر ہونے سے اس کے کھانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا، چنانچہ مٹی پاک ہونے کے باوجود اس کے مضر صحت ہونے کی وجہ سے اس کا کھانا جائز نہیں ہے، اس لئے کسی نجس چیز کے قلب ماہیت کے بعد جواز اکل کے لئے اس کے مضر صحت والے پہلو کو بھی پس نظر رکھنا ضروری ہے۔

قلب ماہیت کے مشابہ صورتوں کا حکم

۶- مختلف درختوں کے پھلوں، پھولوں اور پتیوں کے جوس یا عطر وغیرہ کشید کیا جاتا ہے چونکہ اس میں نام وخصائص کی تبدیلی نہیں ہوتی ہے، اس لئے یہ قلب ماہیت نہیں ہے، ہاں ان کے استعمال کا جواز خود ان کی اصل کے حکم کے تابع ہوکر شرعاً جائز ودرست ہے، اسی طرح مختلف قسم کی شرابوں سے جوان کے جوہری اجزاء الگ کئے جاتے ہیں، یہ بھی قلب ماہیت نہیں ہے، کیونکہ اس سے خصائص نہیں تبدیل ہوتے۔

رہا گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا تو اگر پانی کثیر ہو اور زمین سے صاف ستھرا پانی نکالنے کا کوئی آسان ذریعہ نہ ہو تو بحالت مجبوری پانی کے فلٹر کرنے کو قلب ماہیت تسلیم کر کے اس پانی کو استعمال کیا جائے گا، اور کیمیاوی عمل کے ذریعہ جو

کسی چیز کے اجزاء کو الگ کیا جاتا ہے، تو اگر اس سے نام وخواص کی تبدیلی ہوجاتی ہے تو شرعاً اس عمل کو قلب ماہیت قرار دیکر ابتلاء عام کے موقع پر اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، لیکن یاد رہے کہ کلیات کو جزئیات پر منطبق کرکے صحیح نتیجہ تک پہنچنا ہر شخص کا کام نہیں ہے، بلکہ ایسے موقعوں پر جزئیات پر حکم صادر کرنے کے لئے فقہاء عابدین کے مشوروں کی ضرورت ہے۔

الکحل وغیرہ ملی ہوئی دواؤں کا حکم

۷- دوائیں جو مختلف عناصر واجزاء کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال ان میں کسی شئ کا خلط واختلاط شرعاً قلبِ ماہیت کے دائرہ میں نہیں آتا، کیونکہ ہر چیز اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود رہتا ہے، چنانچہ اسی کے مطابق دواء مؤثر ہوتی ہے، رہا یہ سوال کہ فقہاء مختلف اشیاء کے اس قسم کے خلط کو جو جدا نہ ہوسکیں استہلاکِ عین کہتے ہیں، تو پھر اسے قلبِ ماہیت کہنا چاہئے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صورۃً استہلاکِ عین ہے، ورنہ حقیقۃً نہ یہ استہلاکِ عین ہے، اور نہ ہی قلبِ ماہیت ہے، بلکہ یہ استبقاءِ عین بصورت اختلاطِ عین ہے، چنانچہ انگریزی دواؤں میں الکحل کی ملاوٹ اسی غرض سے ہوتی ہے، اب رہی یہ بات کہ الکحل تو اصلاً شراب ہوتی ہے، اور اس میں اسکار کی کیفیت بھی باقی رہتی ہے، تو پھر ایسی دواء کے استعمال کا شرعاً کیا حکم ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک انگور وکھجور کے علاوہ دیگر اشیاء سے تیار کی ہوئی شراب اگر بطور دواء کے یا بطور تقوی کے اتنی مقدار میں پی جائے جس مقدار کے پینے سے نشہ پیدا نہ ہوتا ہو تو یہ جائز ہے، بلکہ اگر انگور وکھجور کی نبیذ یا اس کے شیرہ کو آگ پر قدرے پکا دیا جائے تو حضرات شیخین کے نزدیک اس کی بھی اتنی مقدار کا استعمال کرنا بطور تقوی یا بطور تداوی کے جائز ہے، جس سے نشہ پیدا نہ ہو (الموسوعۃ الفقہیہ ۵/ ۱۷، ۱۹)۔

بلکہ فقہاء احناف کے نزدیک حرام دواء سے بھی علاج جائز ہے، جب کہ اس دواء سے استشفاء کا علم ہو (ظن غالب ہو) اور دوسری دواء سے واقفیت نہ ہو (البحر الرائق ۱/ ۱۴۲)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک اگر چہ کسی قسم کی خالص شراب کو بطور دواء کے استعمال کرنا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے، تاہم اگر شراب کو دیگر دواؤں کے ساتھ اس طرح ملا دیا جائے کہ استہلاکِ عین ہو جائے اور دواء کا ذاتی وجود ختم ہو جائے تو ایسی دواؤں کا استعمال امام شافعیؒ کے نزدیک بھی جائز ہے، بشرطیکہ کسی ماہر ڈاکٹر کے بقول وہی دواء اس مرض کے لئے متعین ہو (الموسوعۃ الفقہیہ اصطلاح جمع التبرعوی بالحرام ۱۱/۱۱۹)۔

مالکیہ اور حنابلہ کے یہاں ایسی دواؤں کا پینا تو جائز نہیں، البتہ کھانے پینے کے علاوہ لگانے میں اس کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ مالکیہ کے بقول اس دواء کے ترک سے موت کا خوف ہو (الموسوعۃ الفقہیہ اصطلاح جمع التبرعوی بالحرام ۱۱/۱۱۹)۔

دور حاضر میں چونکہ الکحل ملی ہوئی دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے مسئلے میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے اس کے مطابق لوگوں کو گنجائش دینا مناسب ہے، اس رائے کی تائید ہمارے بزرگوں کی تحریروں سے بھی ہوتی ہے (دیکھئے: منتخبات نظام الفتاوی ۱/۳۹۶، فقہی مقالات ۱/ ۲۵۳، احسن الفتاوی ۶/ ۴۸۳، ۹۰ وغیرہ)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ابتلاء عام کی وجہ سے حضرات فقہاء اور مفتیانِ عظام نے الکحل ملی ہوئی دواؤں کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے، اور حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ نے الکحل سے متعلق بحث کرتے ہوئے ایسے اسپرے کو جن میں الکحل کا استعمال کیا گیا ہو، نجاست خفیفہ کے حکم میں رکھ کر لکھا ہے کہ جس حصے میں لگایا گیا ہو اگر چوتھائی حصہ سے کم ہو تو نماز درست ہو جائے گی (جدید فقہی مسائل ۱/ ۳۲۵، ۳۲۶ مطبوعہ نعیمیہ دیوبند)۔

اور احقر کے خیال میں الکحل ملی دواؤں کا بھی یہی حکم ہے۔

مردار یا خنزیر کی چربی یا ہڈی سے بنے ہوئے صابن، بسکٹ اور پاؤڈر کا شرعی حکم

۸- چربی کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر جو صابن بنایا جاتا ہے، وہ بہ اتفاق فقہاء قلب ماہیت میں داخل ہے، لہذا وہ چربی عام مردار کی ہو، یا خنزیر کی ہو، یا کسی اور حلال جانور کی ہو اس سے بنایا گیا صابن شرعاً قلبِ ماہیت کے سبب پاک ہے، اور اس صابن سے کپڑا وغیرہ دھونا جائز ہے، چنانچہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کفایت المفتی میں مردار جانور کی چربی سے بنائے گئے صابن کی طہارت اور اس کے استعمال کے جواز پر چار ورق پر مشتمل ایک طویل فتویٰ لکھا ہے، جسے وہاں دیکھا جاسکتا ہے (کفایت المفتی ۲/۲۷۷ تا ۲۸۴)۔

علامہ حصکفی نے درمختار میں لکھا ہے:

''ویطهر زیت تنجس بجعله صابونا به یفتی للبلوی'' (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۱/۲۳۱) (روغن ناپاک ہوجائے تو صابن بنالینے کے بعد پاک ہوجاتا ہے، اسی پر عموم بلوی کی وجہ سے فتوی دیا جاتا ہے)۔

علامہ ابن عابدین شامی اور علامہ ابراہیم کی صراحت کے لئے دیکھئے: رد المحتار ۱/۲۳۱، کبیری شرح منیۃ المصلی/۱۸۶۔

مذکورہ تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ناپاک چربی وغیرہ سے بنائے ہوئے صابن کا استعمال جائز ہے، اور وہ شرعاً پاک ہے۔ صابن کے علاوہ اگر مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں چربی ملائی جاتی ہو تو محض اس شبہ کی بناء پر کہ اس میں مردار کی چربی ملائی جاتی ہو اس بسکٹ کا استعمال ناجائز نہیں ہے، البتہ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے بسکٹ کا استعمال نہ کیا جائے، اور اگر عموم بلوی کی وجہ سے ایسے بسکٹ کے استعمال کرنے اور کھانے کا سابقہ پڑ جائے تو اکابر علماء وفقہاء کے کلام میں غور کرنے سے قلبِ ماہیت کے سبب اس کا جواز معلوم ہوتا ہے، چنانچہ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے جواباً لکھا ہے:

جیلی کی تحقیق

سوال- ڈبل روٹی پر جیلی لگا کر کھاتے ہیں، بعض لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں، کیونکہ یہ جانور کی کھال اور ہڈی سے بنتی ہے، آپ کی تحقیق کیا ہے۔

جواب- اولاً جیلی کا ہڈی اور کھال سے بنایا جانا ضروری نہیں، درختوں کے پتوں وغیرہ سے بھی بنائی جاتی ہے، ثانیاً اگر کھال وغیرہ سے بنائی گئی ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ کھال مردار ہی کی ہو، حلال ذبیحہ کی کھالیں غالب ہیں، ثالثاً جیلی کی صنعت میں تبدیل ماہیت کا احتمال بھی ہے، اس صورت میں حرام جانور کی کھال سے بنی ہوئی جیلی بھی حلال ہے، زیادہ تجسس اور کھود کرید کرنا اور احتمالات واوہام کی بناء پر احتراز کرنا دین میں تعمق وغلو ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے، اور بلادلیل شرعی حرمت کا حکم لگانا دین میں زیادتی اور تحریف ہے، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (احسن الفتاوی ۸/ ۱۲۸)۔

مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ کے مندرجہ فتویٰ سے مردار کی چربی سے بنے ہوئے بسکٹ کے استعمال کا جواز مستفاد ہوتا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ ٹوتھ پیسٹ وغیر اشیاء میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، اور ان ہڈیوں کے سلسلہ میں یہ امکان ہے کہ وہ مردار جانور اور خنزیر کی ہوں، تو احتیاط وتقویٰ اور غیرت ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے ٹوتھ پیسٹ کا استعمال نہ کیا جائے، کیونکہ جمہور فقہاء (مالکیہ شافعیہ اور حنابلہ) نے مردار ہڈی کو مطلقاً ناپاک قرار دیا ہے، اور اس کے استعمال کو حرام کہا ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۰/ ۱۵۹)۔

البتہ امام محمدؒ کے علاوہ فقہائے احناف کا مذہب، نیز شافعیہ کا ایک قول اور مالکیہ میں سے ابن وھب کا قول، اسی طرح امام مالک کی ایک روایت یہ ہے کہ ہاتھی کا دانت پاک ہے، اور علامہ ابن تیمیہ نے ہاتھی کے دانت کی طہارت کے قول کو درست قرار دیا ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۹/ ۲۱۲)۔

فقہاء احناف نے دیگر مردار جانوروں کی ہڈیوں کو بھی پاک قرار دیا ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۰/ ۱۶۰)۔

لہذا اگر کوئی شخص ہڈیوں سے بنے ہوئے ٹوتھ پیسٹ کو استعمال کرلے تو قلبِ ماہیت کے سبب فتویٰ کی رو سے یہ عمل جائز و درست ہوگا۔

مذبوح جانوروں کے خون اور دیگر اجزاء کا دواؤں میں استعمال کرنا

۹- خون مذبوح جانور کا، ہو یا غیر مذبوح جانور کا اسی طرح ماکول اللحم جانور کا ہو یا غیر ماکول اللحم کا شرعاً ناپاک اور نجس بہ نجاست غلیظہ ہے، نہ اس کا کھانا جائز ہے، اور نہ ہی اس سے دیگر نفع اٹھانا جائز ہے، اور اس سلسلہ میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

" اتفق الفقهاء على أن الدم حرامٌ نجس لا يؤكل ولا ينتفع" (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۱/۲۵، اصطلاح: الدم)۔

خون کی حرمت خود قرآن پاک میں منصوص و مصرح ہے، " إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير" (سورۃ البقرۃ ۱۷۳) ((اے لوگو) (تم پر اللہ تعالیٰ نے مردار جانور، خون اور خنزیر کے گوشت کو حرام کیا ہے)

لہذا خون کا دواؤں میں استعمال کرنا خواہ وہ مذبوح جانور کا ہو یا غیر مذبوح کا جائز نہیں ہے، حالتِ اضطرار میں خون چڑھانا یا خون سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال کرنا تداوی بالحرام کی شرائط کے ساتھ جائز ہے، حالت اختیار میں اس کا استعمال ہرگز جائز نہیں ہے، ماہر ڈاکٹر اگر یہ مشورہ دے کہ مریض کو اسی دواء سے فائدہ ہوگا، اس دواء کا بدل نہیں ہے تو صرف ایسی صورت میں خون سے بنی ہوئی دوا کا استعمال جائز ہوگا۔

جلاٹین کا شرعی حکم

جلاٹین ایک لیسدار مادہ ہے جو جانوروں کی ہڈی، کھال وغیرہ سے نکلتا ہے (فیروز

اللغات ۲/ ۴۵۴)، جلاٹین کا شرعی حکم دو درجہ رکھتا ہے: ایک ہے اس کا بنانا، دوم اس کا استعمال کرنا، جہاں تک بنانے کا تعلق ہے، تو اس کا حکم اس کے اجزاء کے تابع ہے، اگر ماکول اللحم مذبوح جانور کے جائز اجزاء ہڈیوں، کھالوں، گوشتوں اور آنتوں وغیرہ سے بنایا جائے تو جائز ہے، اسی طرح احناف کے یہاں مردار جانور کی ہڈیوں سے بھی جلاٹین کا بنانا جائز ہے، کیونکہ فقہائے احناف مردار جانوروں کی ہڈیوں کی طہارت کے قائل ہیں، (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۰/ ۱۶۰) اور غیر ماکول یا ماکول اللحم غیر مذبوح جانور کے اجزاء سے جلاٹین تیار کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اسی طرح خنزیر کے اجزاء سے جلاٹین تیار کرنا جائز نہیں ہے، خواہ مذبوح ہو یا غیر مذبوح ہو، کیونکہ خنزیر نجس العین ہے، نیز ناجائز چیزوں سے جلاٹین بنانے میں تعاون علی الاثم بھی ہے، رہا جلاٹین کا استعمال کرنا تو اگر ماکول اللحم مذبوح جانور کے ممنوع اجزاء کے علاوہ سے تیار کیا جائے تو اس کا استعمال ہر طرح جائز ہے، خواہ غذا کے طور پر استعمال کیا جائے یا دواء کے طور پر، یا دیگر امور میں کیا جائے، اور اگر خنزیر کے اجزاء سے یا غیر ماکول اللحم غیر مذبوح یا ماکول اللحم مذبوح جانور کے اجزاء سے تیار کیا جائے تو کھانے کے علاوہ دیگر ضرورتوں میں اس کا استعمال جائز ہے۔

اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ جلاٹین کس طرح تیار کی گئی ہے، تو اصل اشیاء میں اباحت کے اصول کے مطابق یا قلب ماہیت کے ضابطہ کو ملحوظ رکھ کر تمام ضروریات میں اس کا استعمال جائز ہوگا، خنزیر کے اجزاء سے بنی ہوئی جلاٹین سے متعلق سوال کے جواب میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے تبدیل ماہیت کی تقدیر رفع نجاست وحرمت اور عدم تبدیل ماہیت کی تقدیر پر حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے (فقہی مقالات ۱/ ۲۵۵) لیکن مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ نے حرام جانور کی کھال سے بنی ہوئی جیلی کو جسے ڈبل روٹی پر لگا کر کھایا جاتا ہے، تبدیل ماہیت کے احتمال پر حلال لکھا ہے (احسن الفتاوی ۸/ ۱۲۸)۔

انقلاب ماہیت کا شرعی جائزہ

مولانا سید اسرار الحق سبیلی ☆

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنی چیزیں بھی پیدا کی ہیں، سب میں کچھ نہ کچھ مفید اثرات ضرور ہیں، کسی چیز کو ہم بے کار نہیں کہہ سکتے، لیکن کچھ چیزوں میں صرف مفید اثرات ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو انسان کے لئے حلال قرار دیا ہے، اور جن چیزوں میں مفید اثرات کے ساتھ مضر اثرات بھی ہیں، ان کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ قرآن کا بیان ہے:

"یسئلونک عن الخمر والمیسر، قل فیھما إثم کبیر ومنافع للناس وإثمھما أکبر من نفعھما" (البقرۃ:۲۱۹) (لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے کچھ فائدے بھی ہیں، مگر ان کا گناہ اور نقصان ان کے فائدہ سے کہیں زیادہ ہے)۔

اور فرمایا: "یحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث" (الاعراف: ۱۵۷) (پاک چیزوں کو ان کیلئے حلال کرتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں)۔

یہ حلال وحرام کی پابندی ان ہی لوگوں کیلئے ہے جو اللہ کے فرماں بردار ہیں، اور ہر معاملے میں اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن جن لوگوں کی زندگی کا مقصد رصرف لذت اندوزی اور سرمایہ اندوزی ہو، ان کے لئے حلال وحرام کی سرحدیں کوئی معنی نہیں رکھتیں، موجودہ

☆ جامعۃ القرآن اکبر باغ، حیدرآباد ۶ ۳۵

سرمایہ دارانہ نظام میں یہی سب کچھ ہورہا ہے، بدقسمتی سے دنیا کے معاشی، طبی اور سیاسی نظام پر ایسے ہی لوگوں کا قبضہ ہے، معیشت اور طب کے میدان میں انہیں حلال وحرام کی کوئی فکر نہیں، مسلمانوں کے لئے جیسے بھی حالات ہوں، انہیں شریعت پر ہی عمل کرنا ہے، اور شرعی حدود میں رہ کر ہی زندگی گزارنی ہے، کھانے پینے اور دواء علاج وغیرہ کی چیزوں میں حرام وحلال کی تمیز نہ کرنے کی بناء پر ہم مسلمانوں کے لئے جو مسائل پیدا ہوگئے ہیں، ان کا ہمیں سنجیدگی سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور عوام کو ناجائز چیزوں سے بچنے، جائز چیزوں کو اختیار کرنے اور جائز وناجائز میں فرق بتانے کی ضرورت ہے، تاکہ نہ تو وہ ہر چیز کو جائز سمجھ لیں، اور اباحیت پسندی کی زد میں آجائیں، اور نہ ہی خواہ مخواہ کسی چیز کو حرام سمجھ کر تنگی میں مبتلا ہوجائیں۔

بنیادی عناصر

۱- کسی بھی چیز میں بنیادی عناصر دو ہوتے ہیں: وصف اور طبیعت، وصف اس کی ظاہری علامت کو کہیں گے، یا جس کا احساس ظاہری حواس سے ہوتا ہے، جیسے: کسی چیز کی صورت، شکل، رنگ، ڈھانچ، بو اور مزہ وغیرہ۔ طبیعت سے مراد اس میں باطنی کیفیات واثرات ہیں، مثلاً پانی کی طبیعت میں پتلاپن، بہاؤ اور سیرابی کی صلاحیت ہے، اسی طرح کسی چیز کی باطنی تاثیر جیسے گرم، سرد، بادی، سہل، زود ہضم ہونا وغیرہ طبیعت میں داخل ہے۔

انقلاب ماہیت کا مطلب

۲- انقلاب ماہیت، استحالۂ عین اور تحویل حقیقت کی واضح تعریف فقہاء کے یہاں نہیں ملتی ہے، البتہ الموسوعۃ الفقہیۃ میں المصباح المنیر کے حوالہ سے یہ تعریف لکھی گئی ہے:

"تغير شيئ عن طبعه ووصفه أو عدم الإمكان" (الموسوعۃ الفقہیہ ۳/ ۲۱۳، ۱۰/ ۲۸۷)

(کسی چیز کی طبیعت اور وصف کا بدل جانا یا پہلی حالت پر لوٹنے کا امکان ختم ہونا)۔

اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی حقیقت تبدیل ہونے کے لئے اس کی خاصیت، کیفیت، اثر، صورت، رنگ، بو اور مزہ وغیرہ کا بدلنا ضروری ہے، فقہاء نے غالباً اس کی تعریف اس لئے نہیں کی ہے کہ انہوں نے انقلاب عین کو اس کے لغوی معنی میں لیا ہے کہ کسی چیز کی پوری حقیقت بدل جائے، یعنی اس کے پچھلے تمام اثرات جو نفع ونقصان سے متعلق ہوں، تبدل ہوجائیں، یہاں تک کہ اس کا نام بھی تبدیل ہوجائے، تب ہی ''استحالہ حقیقت'' کہلائے گا، اگر اس کے پچھلے اثرات باقی رہے، صرف ظاہر میں تبدیلی آئی تو تحویلِ حقیقت نہیں سمجھی جائے گی، علامہ شامی کی اس تحریر سے اس پر کچھ رہنمائی ملتی ہے، مردہ جانور کے نمک میں گرنے پر انقلاب حقیقت کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فإن الملح غير العظم واللحم، فإذا صار ملحا ترتب حكم الملح..... فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المترتب عليها'' (ردالمحتار ۱/ ۵۳۴)

(کیونکہ نمک ہڈی اور گوشت کے علاوہ چیز ہے، اگر وہ نمک ہوجائے تو نمک کا حکم لگایا جائے گا..... اس سے معلوم ہوا کہ استحالۂ عین پورے وصف کے زائل ہونے کے بعد واقع ہوتا ہے)۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ استحالہ حقیقت کے لئے پورے اوصاف اور طبیعت کا بدلنا ضروری ہے، کہ تبدیلی کے بعد وہ بالکل دوسری چیز سمجھی جانے لگے۔

۳-لہٰذا اگر ایسی تبدیلی ہوئی کہ پہلے کا کوئی بھی اثر اور خاصیت باقی نہیں ہے، تو اس کا حکم بدل جائے گا، پہلے وہ چیز پاک تھی، تو اب ناپاک ہوجائے گی، اور پہلے ناپاک تھی تو تحویل حقیقت کی بناء پر پاک ہوجائے گی، جیسے رس پاک ہے، شراب بن جانے پر ناپاک ہوجائے گی، اور شراب ناپاک ہے، سرکہ بن جانے پر پاک ہوجائے گا۔

لیکن اگر تحویل سے پہلے اوصاف کا اثر تحویل کے بعد بھی باقی رہے، تو اس کا سابقہ حکم

برقرار رہے گا، کیوں کہ دراصل یہ انقلاب نہیں ہے، بلکہ اپنی پچھلی شکل کی ہی ایک دوسری صورت ہے، فقہاء کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تحویل حقیقت کے لئے مکمل تبدیلی کو ضروری قرار دیا ہے، کہ پچھلی کیفیت وخصوصیت کا نام ونشان باقی نہ رہے، علامہ شامی نے انقلاب حقیقت کے ذیل میں کانسہ کے سونا میں تبدیل ہونے پر بھی بحث کی ہے، اور یہ لکھا ہے کہ یہ بات محال ہے کہ انقلاب ماہیت کے بعد سونا ہونے کے ساتھ کانسہ بھی ہو، اور اس بارے میں قرآنی آیت: ''فإذا هی حیة تسعی'' پر ائمہ تفسیر کا اتفاق ذکر کیا ہے، کہ دو چیزوں میں سے کسی ایک کا ہی اعتبار ہوگا، ورنہ معجزہ باقی نہیں رہے گا: ''مقتضی ما مر ثبوت انقلاب الشئ عن حقیقته کالنحاس إلی الذهب والمحال إنما هو انقلابه مع کونه نحاسا لا متناع کون الشئ فی الزمن الواحد نحاسا وذهبا، ویدل علی ثبوته بأحد هذین الاعتبارین، کما اتفق علیه أئمة التفسیر قوله تعالی: ''فإذا هی حیة تسعی'' وإلا لبطل الإعجاز'' (ردالمحتار ۱/ ۵۳۴)۔

تحفۃ المحتاج کے مصنف علامہ ابن حجر ہیثمی شافعی نے بھی لکھا ہے:

''سونا میں تبدیل ہونے کے بعد اس کا کانسہ باقی رہنا محال ہے، کیوں کہ ایک ہی وقت میں ایک چیز کا کانسہ اور سونا بننا ممکن نہیں، اسی بنا پر ائمہ تفسیر عصاء موسیٰ کے بارے میں متفق ہیں کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا ہی اعتبار ہوگا، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مثال کے طور پر کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو وہ اپنی ناپاکی پر باقی رہے'' (تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج ۱/ ۳۰۶)۔

نجس العین اور غیر نجس العین کا فرق

۴- دیکھا جائے تو فقہاء کے نزدیک نجس العین اور غیر نجس العین کا فرق نہیں کیا گیا

ہے، جن فقہاء کے نزدیک استحالہ کے بعد چیز پاک ہو جاتی ہے، ان کے نزدیک مطلق پاک ہو جاتی ہے، چاہے استحالہ سے پہلے وہ چیز نجس العین ہو یا غیر نجس العین، اور جن فقہاء کے نزدیک استحالہ کے بعد بھی وہ چیز پاک نہیں ہوتی ہے، تو وہ مطلق پاک نہیں ہوتی، چاہے استحالہ سے پہلے وہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، چنانچہ حنفیہ، مالکیہ اور ایک روایت کے مطابق حنابلہ کے نزدیک نجس العین چیزیں بھی استحالہ کی بناء پر پاک ہو جاتی ہیں: "ذهب الحنفية والمالكية وهو رواية عن أحمد: إلى أن نجس العين يطهر بالاستحالة" (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰/۲۸۷)۔

فقہ حنبلی کی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

"ظاهر المذهب أنه لا يطهر شيئ من النجاسات بالاستحالة، إلا الخمرة إذا انقلبت بنفسها خلا وما عداه لا يطهر" (المغنی ۱۰/۵۶ طبع دار الفکر بیروت ۱۹۸۵ء) (ظاہر مذہب یہ ہے کہ استحالہ کی بناء پر کوئی ناپاک چیز پاک نہیں ہوگی، سوائے شراب کے، جب کہ وہ خود بخود سرکہ میں تبدیلی ہو جائے، اس کے علاوہ کوئی چیز پاک نہیں ہوگی)۔

اسی طرح نجس العین اور غیر نجس العین اشیاء کے اجزاء کا حکم بھی یکساں ہوگا۔

قلب ماہیت کے اسباب

۵- قلبِ ماہیت کے مندرجہ ذیل اسباب ہو سکتے ہیں:

۱- جلانا

۲- کسی چیز کی آمیزش

۳- ایک زمانہ تک کسی چیز کا یونہی پڑا رہنا

۴- دھوپ میں رکھنا

۵- زمین میں دفن کرنا (دیکھئے: ردالمحتار ۱/۵۳۴، بدائع الصنائع ۱/۲۴۳)۔

۶- کافی مقدار میں تیزاب ڈالنا وغیرہ

گندے پانی سے گندگی دور کرنا

۶- ناپاک اور گندے پانی میں کیمیکل ڈال کر گندے اور ناپاک اجزاء نکال لئے جائیں، اور ان کو بالکل صاف وشفاف شکل میں پیش کیا جائے، اسی طرح شرابوں سے ان کے جوہری اجزاء نکال لئے جائیں، تو یہ عمل قلبِ ماہیت نہیں کہلائے گا، بلکہ دراصل یہ تجزیہ (Decompose) ہے، اس طرح شفاف پانی اور شراب کا جوہر جز ءناپاک ہی سمجھے جائیں گے۔ شروع میں انقلاب ماہیت کی تعریف کرتے ہوئے یہ بات بتائی گئی ہے کہ انقلابِ ماہیت کے لئے طبیعت کا ازالہ ضروری ہے، جب کہ پانی کی طبیعت: رقت، بہاؤ اور سیرابی، سب یہاں پائے جارہے ہیں، علامہ شامی لکھتے ہیں:

''اگر ناپاک چیزوں کے قطرات حاصل کئے گئے، تو اس کا پانی ناپاک ہوگا، کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے، تو قیاس بلا تعارض کے باقی رہا، اس سے معلوم ہوا کہ تہہ میں جمی ہوئی شراب کے جو قطرات حاصل کئے جاتے ہیں، جس کو ملک روم میں ''عرق'' کہا جاتا ہے، تمام شرابوں کی طرح ناپاک اور حرام ہے'' (ردالمحتار ۱/ ۵۳۲)۔

کیا استہلاک عین قلبِ ماہیت ہے؟

۷- آج کل بعض دواؤں میں مختلف چیزوں کے ساتھ الکحل کا بھی کچھ حصہ ملایا جاتا ہے، اس طرح مختلف چیزوں کے مل جانے سے '' استہلاک عین'' پایا جاتا ہے، کہ کسی ایک چیز کی شناخت نہیں ہوسکتی، یہ مختلف تاثیروں کا مجموعہ ہوجاتی ہے، ہر جزء جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود رہتا ہے، اس لئے اس استہلاک عین کو انقلاب عین کا درجہ نہیں دیا جاسکتا ہے، انقلاب عین کے لئے ایسی تبدیلی ضروری ہے کہ پچھلا اثر، کیفیت اور خاصیت بالکل بدل جائے، جب کہ دواؤں میں الکحل ملانے کا مقصد ہی الکحل کے اثرات سے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے، یہ الگ بات

ہے کہ الکحل کی آمیزش کے بغیر دوا نہ ملنے پر الکحل ملی دواؤں کا استعمال جائز ہے (دیکھئے: الدر المختار و رد المحتار ۱/ ۳۶۵-۳۶۶)۔

صابن اور بسکٹ میں حرام چربی ملانا

۸ - صابن میں حرام اور مردار جانوروں کی چربی ملانا جائز ہوگا، صابن میں چربی ملانے سے چربی اپنی اصلی حالت وکیفیت میں باقی نہیں رہتی ہے، بلکہ اپنی حقیقت کھوکر صابن کا حصہ بن جاتی ہے، چربی کی خاصیت چکناہٹ ہے، صابن میں کاسٹک سوڈا وغیرہ ڈالنے سے چکناہٹ بالکل ختم ہوجاتی ہے، ہاتھ میں چربی لگ جانے سے چربی کی چکناہٹ دور کی جاتی ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں:

''ناپاک تیل کو صابن میں ڈال دیا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، کیوں کہ یہ تغیر ہے، امام محمدؒ کے نزدیک تغیر سے پاکی حاصل ہوجاتی ہے، ابتلاء عام کی بناء پر اس کا فتویٰ دیا جاتا ہے، معلوم ہونا چاہئے کہ امام محمد کے نزدیک علت یہی تغیر اور انقلاب حقیقت ہے، جیسا کہ ماقبل میں معلوم ہوچکا، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ حکم صابن کے ساتھ خاص نہ ہو، اس میں ہر وہ چیز داخل ہو جس میں تغیر اور انقلاب حقیقت واقع ہوا ہو، اور اس میں ابتلاء عام ہو'' (ردالمحتار ۱/ ۵۱۹)۔

البتہ بسکٹ میں حرام چربی ڈالنے سے اس کی حقیقت نہیں بدلے گی، بسکٹ تیار ہونے کے بعد اس میں چربی اور تیل بعینہ موجود رہتے ہیں، اس میں معمولی تغیر واقع ہوتا ہے۔

''اسی طرح جب عجل ناپاک ہوجائے، پھر اس کو پیس دیا جائے، تو وہ پاک ہوجائے گا، خصوصاً جب کہ اس میں ابتلاء عام ہو.....لیکن میرا خیال ہے کہ عجل کو جب گاہا جائے، تو اس میں صرف ایک وصف کا تغیر ہوا، جیسے کہ دودھ پنیر بن جائے، گیہوں آٹا بن جائے، آٹا روٹی بن

جائے، برخلاف شراب کے، جب وہ سرکہ بن جائے، اور گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، کیونکہ یہ تمام ایک حقیقت سے دوسری حقیقت میں تبدیل ہوگئے ہیں، نہ کہ صرف ایک وصف تبدیل ہوا ہے" (ردالمحتار ۱/۵۱۹-۵۲۰)۔

ٹوتھ پیسٹ میں مردار جانوروں کی ہڈیاں استعمال کرنا

حنفیہ کے نزدیک خنزیر کے علاوہ دوسرے مردار جانوروں کی ہڈیاں پاک ہیں، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا ایک قول بھی یہی ہے، امام ابن تیمیہ نے دلائل کی روشنی میں اسی قول کو درست قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ، بدائع الصنائع ۱/۱۹۹-۲۰۰)۔

لہذا خنزیر کے علاوہ کسی جانور کی ہڈی کا پاؤڈر پیسٹ میں ملایا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور خنزیر کی ہڈی کا پاؤڈر بھی اگر پیسٹ میں ملا دیا جائے، تو انقلابِ ماہیت کی بناء پر ایسے پیسٹ کو پاک ہی سمجھنا چاہئے، کیوں کہ ہڈی کے اجزاء کیمیکل میں تحلیل ہوکر صابن کی طرح ٹوتھ پیسٹ میں تبدیل ہوگئے ہیں، علامہ ابن ہمامؒ (م:۶۸۱) لکھتے ہیں:

"امام محمدؒ کے قول کے مطابق صابن کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے، جس کو ناپاک تیل سے تیار کیا گیا ہو، بعض حضرات نے اس کے مطابق اس مسئلہ کا بھی حکم لگایا ہے کہ جب ناپاک پانی اور مٹی آپس میں مل جائیں، اور گارا بن جائے، تو گارا پاک سمجھا جائے گا۔ کیوں کہ یہ دوسری چیز بن گئی، یہ بعید بات ہے، جب کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر ان میں سے ایک پاک ہو، تو کہا گیا ہے کہ اعتبار پانی کا ہے، اگر وہ ناپاک ہے تو مٹی بھی ناپاک ہوگی، ورنہ پاک ہوگی، اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ اعتبار مٹی کا ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ اعتبار غلبہ کا ہوگا، اکثر حضرات کا خیال ہے کہ ان میں سے جو بھی پاک ہو، مٹی پاک سمجھی جائے گی" (فتح القدیر ۱/۲۰۲ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)۔

اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ اگر پاؤڈر کی مقدار غالب نہ ہو، بلکہ بہت معمولی ہو، تو ایسے ٹوتھ پیسٹ کو پاک سمجھا جائے۔

دواؤں میں خون کا استعمال

۹- ڈاکٹر اصغر علی صاحب (جامعہ ہمدرد نئی دہلی) نے صراحت کی ہے کہ دواؤں میں خون کا استعمال نہیں ہوتا، صرف سمیت اور زہر کو ختم کرنے کیلئے جانوروں کا خون لے کر Anti body ٹیکے بنائے جاتے ہیں، خون چڑھانا جائز ہے، تو ایسے ٹیکے لینا بھی جائز ہونا چاہئے۔

البتہ حرام جانوروں کے دوسرے اجزاء دواؤں میں استعمال کئے جاتے ہیں، جیسے کتے کی زبان کا مرہم بنایا جاتا ہے، تو یہ ناپاک ہی شمار کیا جائے گا، کیوں کہ خنزیر کی طرح کتے کا گوشت بھی ناپاک ہے: "ولا خلاف فی نجاسة لحمه" (درمختار ۱/ ۳۶۳)۔

مگر دوسرے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کے اجزاء دواؤں میں ڈالے جائیں، تو ایسی دواؤں کا بیرونی استعمال (External use) جائز ہوگا، ایسی دواؤں کا کھانا جائز نہیں ہوگا۔

"گوشت اور چربی کے پاک ہونے میں اختلاف ہے، امام کرخیؒ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ جانور جو دباغت کی بناء پر پاک ہوجاتا ہے، اس کی کھال ذبح کرنے سے پاک ہوجائے گی، یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس کا گوشت، چربی اور تمام اجزاء پاک ہوجاتے ہیں، کیونکہ جانور اجزاء کا مجموعہ ہے۔ ہمارے مشائخ اور بلخ کے مشائخ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ جانور جس کا چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہے، ذبح کرنے پر بھی اس کا چمڑا پاک ہوجائے گا، البتہ گوشت اور چربی وغیرہ پاک نہیں ہوگی، پہلا قول زیادہ درست ہے، کیوں کہ یہ بات گزر چکی ہے کہ ناپاکی کی وجہ بہتا خون ہے، ذبح کرنے سے وہ نکل چکا ہے" (بدائع الصنائع ۱/ ۸۴)۔

آخر میں مذکور علت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس کے لئے ذبح شرعی کی بھی

ضرورت نہ ہو، چنانچہ فقہاء کی رائے اس بارے میں مختلف ہے:

''کیا اس کی کھال کے پاک ہونے کے لئے ذبح شرعی کی شرط ہے کہ ذبح شرعی کا اہل ہو اور بسم اللہ پڑھا گیا ہو؟ ایک قول ہے کہ ہاں، اور ایک قول ہے کہ نہیں، پہلا قول زیادہ ظاہر ہے، کیوں کہ مجوسی اور جان کر بسم اللہ چھوڑنے والے کا ذبح صرف ذبح ہے، اگر چہ دوسرا قول بھی صحیح ہے، زاہدی نے قنیہ اور مجتبیٰ میں اس کو صحیح قرار دیا ہے اور بحر میں اسی کو برقرار رکھا گیا ہے''

(الدر المختار وردالمحتار ۱/ ۳۵۸، ۳۵۹)۔

علامہ شامی اس کے ذیل میں صاحب بحر کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''ویدل علی أن هذا هو الأصح أن صاحب النهاية ذكر هذا لشرط: أی كون الذكاة شرعية بصيغة قيل معزيا إلى الخانية'' (ردالمحتار ۱/ ۳۵۹) (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قول ہی زیادہ صحیح ہے کہ صاحب نہایہ نے یہ شرط: یعنی ذبح شرعی کے ہونے کو صیغۂ مجہول (قیل: کہا گیا) کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور اس کو فتاویٰ خانیہ کی طرف منسوب کیا ہے)۔

اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر کتا اور خنزیر کے علاوہ جانوروں کو ذبح کیا جائے، چاہے ذبح کرنے والا غیر مسلم ہی ہو، تو مذبوح جانور کے اجزاء پاک ہو جائیں گے، اور مرہم وغیرہ بیرونی استعمال کی دواؤں میں یہ اجزاء ڈالے جائیں تو ان کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جلاٹین کا حکم

۱۰- جلاٹین کا عمل قلب ماہیت قرار نہیں دیا جاسکتا ہے، اس میں تیزاب کا استعمال ایک سے لیکر پانچ فی صد تک ہوتا ہے، جس سے مردار اور خنزیر وغیرہ کا چمڑا اور ان کی ہڈیوں کی حقیقت تبدیلی ہو جانا ممکن نہیں، نیز چمڑے یا ہڈیوں کو چونے میں رکھنے، گرم پانی میں ڈالنے اور

پھر ان کو پینے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی ہے، علامہ شامی کی اس تحریر سے اس کا موازنہ کیا جاسکتا ہے:

''جب **خل** ناپاک ہوجائے، پھر اس کو پیس دیا جائے، تو وہ پاک ہوجائے گا۔ خصوصاً جب کہ اس میں ابتلاء عام ہے.....لیکن میرا خیال ہے کہ **خل** کو جب گاہا جائے اور اس کا تیل اس کے اجزاء سے مل جائے، تو اس میں صرف ایک وصف کا تغیر ہوا، جیسے کہ دودھ پنیر بن جائے، برخلاف شراب وغیرہ کے، جب وہ سرکہ بن جائے.....کیوں کہ یہ تمام ایک حقیقت سے دوسری حقیقت میں تبدیل ہوگئے، نہ کہ صرف ایک وصف تبدیل ہوا'' (ردالمحتار ۱/۵۱۹، ۵۲۰)۔

لہٰذا اگر خنزیر، کتا کے چمڑے اور ان کی ہڈیاں اور مردار کے چمڑوں سے جلاٹین حاصل کیا جائے تو یہ ناپاک ہوگا، کھانے کی چیزوں میں اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا، البتہ ضرورت کی بناء پر کیپسول میں اس کا استعمال جائز ہوگا۔

خنزیر اور کتے کے علاوہ جانور کی ہڈیوں سے جلاٹین حاصل کیا جائے تو وہ پاک سمجھا جائے گا، اس سے بنایا ہوا گوند (Gum) استعمال کرنا جائز ہوگا، لیکن کھانے کی چیزوں میں یہ جلاٹین استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے ——— البتہ اگر حلال مذبوح جانور کے چمڑے یا ان کی ہڈیوں سے جلاٹین حاصل کیا گیا ہو تو وہ پاک ہوگا، کھانے کی چیزوں میں اس کو ملایا جائے تو اس کا کھانا جائز ہوگا۔

خلاصۂ جوابات

۱- کسی بھی چیز کے بنیادی عناصر دو ہیں: وصف اور طبیعت

۲- انقلاب ماہیت کے لئے مکمل اوصاف، طبیعت، کیفیت اور خاصیت کا بدل جانا ضروری ہوگا۔

۳- اگر پہلے کا کوئی بھی اثر اور خاصیت باقی نہ ہوتو حکم بدل جائے گا۔ پہلے ناپاک ہوتو اب پاک سمجھا جائے گا، اور پہلے پاک ہوتو اب ناپاک سمجھا جائے گا۔لیکن اگر پہلے کا کچھ اثر، خصوصیت اور کیفیت باقی رہے،تو اس کا سابقہ حکم باقی رہے گا۔، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، اور یہ انقلاب حقیقت نہیں سمجھا جائے گا۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کا کوئی فرق نہیں ہے۔

۵- انقلاب حقیقت کے اسباب حسب ذیل ہیں:

الف- جلانا

ب- کسی چیز کی آمیزش

ج - ایک زمانہ تک یونہی پڑا رہنا

د- دھوپ میں رکھنا

ہ- زمین میں دفن کرنا

و- کافی مقدار میں تیزاب ڈالنا، یا تیزاب میں رکھنا

۶- گندے پانی سے گندگی دور کرنا، یا شراب سے اس کے جوہری جزء کو نکالنا قلب ماہیت نہیں، بلکہ یہ صرف تجزیہ ہے۔

۷- استہلاک عین کو استحالۂ عین کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

۸- صابن میں ناپاک چربی ملانے سے اس کی حقیقت تبدیل ہوجاتی ہے،لیکن بسکٹ میں ملانے سے تحویل حقیقت نہیں سمجھی جائے گی۔ٹوتھ پیسٹ میں ناپاک جانور کی ہڈیوں کے پاؤڈر اپنی حقیقت کھودیتے ہیں۔

۹- جانوروں کے خون سے بنے ٹیکے کا استعمال جائز ہے، کتا اور خنزیر کے اجزاء سے بنی دوائیں ناپاک ہوں گی، ان دونوں کے علاوہ حرام جانور کو ذبح کے بعد ان کے اجزاء دوا میں

ملائے جا سکتے ہیں، اگر چہ ذبح کرنے والا غیر مسلم ہو، ان دواؤں کا بیرونی استعمال جائز ہوگا۔ کھانے کی دواؤں میں ان اجزاء کا ملانا جائز نہیں ہوگا۔

۱۰- جلاٹین کا عمل قلب ماہیت قرار نہیں دیا جا سکتا ہے، اس لحاظ سے حرام جانوروں کی ہڈیوں اور چمڑوں سے حاصل ہونے والے جلاٹین کو کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا اور ان کا کھانا جائز نہیں ہوگا۔

تبدیلی ماہیت کے بعد اس پر مرتب ہونے والے احکام

مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی آوا پوری ☆

۱- کسی بھی شئ کے بنیادی عناصر یہ ہیں کہ وہ اپنی حقیقت اصلیہ پر برقرار رہے، اگر چہ اس میں مختلف قسم کے دیگر تغیرات ہوئے ہوں، مثلاً کوئی سائنس داں قارورہ میں پیشاب کر کے اس پر تجربہ اور تجزیہ کر کے اس کے تمام اجزاء متعفنہ وضاریہ کو مشین سے کشید کر کے اس کو ختم کردے اور مثل پانی کردے، تب بھی یہ پیشاب ہی رہے گا، اس کی حقیقت، اصل اور ماہیت نہیں بدلی، صرف اجزاء کے تبدیل ہونے سے احکام شرعیہ میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوگی، استاد محترم مفتی نظام الدین اعظمیؒ اس موضوع پر یوں رقمطراز ہیں: اس کشید کا حاصل تو صرف یہ ہے کہ پیشاب کے اندر سے اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا، اور باقی جو اجزاء بچے وہ اسی پیشاب کے اجزاء ہیں، اور پیشاب بجمیع اجزاء نجس العین اور نجس بنجاست غلیظہ ہے، اس لئے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس العین اور نجاست غلیظہ ہی رہیں گے، اس میں تقلیب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی، اس کو قلب ماہیت نہیں کہہ سکتے ہیں، بلکہ یہ تجزیہ وتخزجہ ہوا نہ کہ قلب ماہیت، قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت ونئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت وماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے اور نہ اس کے خواص وآثار وامتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہوجائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی

☆ استاذ مدرسہ اسلامیہ شکر پور، بھروارہ ضلع دربھنگہ بہار (الہند)۔

دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے، اثرات وعلامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں، جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے (منتخبات نظام الفتاوی ۱/۲۶، ۲۷ طبع اسلامک فقہ اکیڈمی نئی دہلی طبع اول ۱۹۹۴ء الدر المختار علی ہامش رد المحتار ۱/۱۳۲، ۱۳۳ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ طبع اول ۱۳۹۹ھ)۔

''إذا تخللت الخمر بنفسها بغير قصد التخليل يحل ذلك الخل بلا خلاف بين الفقهاء لقوله ﷺ: نعم الإدام الخل'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۵/۲۷) (جب شراب خود بخود سرکہ بن جائے، اپنا ارادہ سرکہ بنانے کا نہ ہو تو وہ سرکہ جمہور فقہاء کے نزدیک بلا اختلاف حلال ہے، حلال ہونے کی دلیل آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: سالنوں میں بہتر سرکہ ہے)۔

اپنے ارادے سے شراب کا سرکہ بنالیا جائے تو وہ سرکہ بھی حلال ہے، کیونکہ حقیقت تبدیل ہوگئی، انقلاب حقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے، حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کا یہی مسلک ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۵/۲۹، الکویت طبع دوم ۱۹۸۶ء-۱۴۰۶ھ)۔

زبدۃ الخلاصہ

ایک ہے کسی شئ کی ماہیت اور حقیقت کو تبدیل کر دینا اور دوسری چیز اس کا تجزیہ کرنا، اگر کسی چیز کی حقیقت ہی یکسر بدل دی جائے تو اس کے احکام بھی بدل جائیں گے، اور اگر محض اس کے بعض اجزاء کسی طرح الگ کر لئے جائیں تو اس کی وجہ سے اس کے احکام نہیں بدلیں گے، مثلاً پاخانہ جلا کر راکھ بنادیا جائے تو اب وہ راکھ ناپاک شئ نہ ہوگی (رد المحتار ۱/۱۵۳)، شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنادیا جائے تو اس کی حرمت اور ناپاکی ختم ہو جائے گی (الموسوعۃ الفقہیہ ۵/۲۷، ۲۹، البحر الرائق ۸/۲۴۹، ہدایہ ۴/۳)۔

جدید ٹکنالوجی اور کیمیکل کے ذریعہ پاخانہ کے تعفن کو دور کر دیا جائے پھر بھی وہ کسی طرح شرعی نقطۂ نظر سے حلال وپاک نہیں ہوسکتا ہے، انقلاب ماہیت نہیں پایا گیا، صرف تجزیہ ہوا

ہے، تجزیہ سے احکام نہیں بدلیں گے، اسی طرح پیشاب وشراب کو سائنسی طریقہ پر اس کے بعض اجزاء نکال لئے جائیں، جس سے بو ختم ہوجائے، اس کے باوجود ناپاک رہیں گے۔

پیشاب فلٹر کرنے کی وجہ سے غالباً اپنی حقیقت نہیں کھوتا، بلکہ محض اس کے بدبودار اجزاء نکال لئے جاتے ہیں، اس لئے وہ ناپاک ہی رہے گا، اس کا پینا یا وضو اور غسل وغیرہ کے لئے استعمال جائز نہ ہوگا، اور وہ جسم کے حصے کو لگ جائے تو اسے ناپاک سمجھا جائے گا (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۱/۱۳۲، ۱۳۳)، ان تمام معروضات کی روشنی میں میری رائے ہے کہ یہاں انقلاب حقیقت معدوم ہے، اس لئے وہ حرام اور نجس ہی رہیں گے۔

۲- انقلاب ماہیت، تحویل ماہیت، تحول عین، استحالہ کا مطلب صاف ظاہر وباہر ہے کہ کوئی چیز اپنی اصلی حالت کو چھوڑ کر دوسری حالت پر آجائے، ایک ہے حقیقت کا بدل جانا جس کو فقہاء عظام ''انقلاب ماہیت، تحول عین اور استحالہ'' وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں، دوسرے ایک شئ کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے علاحدہ کردینا ''تجزیہ'' کہلاتا ہے، کسی شئ کی حقیقت بدل جائے تو احکام بدل جاتے ہیں، مگر محض ''تجزیہ'' سے احکام نہیں بدلتے، ''گوبر جلا کر راکھ کردیا جائے، یا گدھا نمک کی کان میں گر جائے اور مرجائے یا مر کر گر جائے، اسی طرح کتا یا سور گر جائے اور نمک بن جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہوجاتا ہے اور اکثر مشائخ نے امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتوی ہے، کیونکہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر لگایا تھا جو بالکلیہ زائل ہوگئی۔ کیونکہ نمک اور چیز ہے، ہڈی گوشت اور چیز ہے، پس جب حقیقت نمک بن گئی تو نمک کا حکم اس پر لگ گیا، یہاں تک کہ اس کا کھانا بھی جائز ہوگیا اور اس کی نظیر نطفہ ہے کہ وہ ناپاک ہے، پھر خون بستہ بن جاتا ہے، وہ بھی ناپاک ہے، پھر گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اور پاک ہوجاتا ہے، اسی طرح شراب کہ نجس ہے، سرکہ بن کر پاک ہوجاتی ہے، اور امام احمدؒ کے اس قول پر اس صابن کی طہارت بھی متفرع ہے جو ناپاک تیل سے بنایا جائے، اور اسی قول پر یہ مسئلہ

بھی متفرع ہوا ہے کہ انسان یا کتا صابن کی دیگ میں گر کر صابن بن جائے تو وہ پاک ہوجائے گا، کیونکہ حقیت بدل گئی" (غنیۃ المستملی بحوالہ کفایت المفتی ۲/ ۲۸۰، ۲۸۱)۔

ان روایات منقولہ سے امور ذیل بصراحت ثابت ہوگئے:

۱- انقلاب حقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔

۲- یہ حکم طہارت بہ انقلاب حقیقت امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

۳-صابن میں روغن نجس یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب عین حاصل ہوجاتا ہے۔

پانی کے بنیادی عناصر رنگ، بو، مزہ میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے یا بعض کا، اس کے لئے فقہی اصول کا جاننا ضروری ہے، پانی دو طرح کا ہوتا ہے:

۱- بہتا ہوا پانی "ماء جاری"۔

۲-ٹھہرا ہوا پانی "ماء راکد"۔

پھر یہ ٹھہرا ہوا پانی بھی یا تو زیادہ مقدار میں ہوگا یا کم، اگر کم ہے تو تھوڑی سی بھی نجاست گر جائے پانی ناپاک ہوجائے گا، چاہے اس نے پانی کے اوصاف ثلاثہ: رنگ، بو اور مزہ میں سے کوئی تبدیلی پیدا کی ہو یا نہ کی ہو، اور اگر پانی جاری یا کثیر مقدار میں ہے تو تھوڑی بہت نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، ہاں اتنی مقدار میں نجاست گر جائے کہ پانی کے اوصاف ہی بدل جائیں تو اب پانی پاک ہوجائے گا۔

پھر پانی کے کثیر یا قلیل مقدار کا تعیین ایک مشکل بات تھی، اس لئے فقہاء احناف نے اس کے لئے ایک مخصوص اور واضح حد متعین کردی کہ اگر حوض دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو یا دوسرے لفظوں میں وہ دہ در دہ ہو تو یہ کثیر ہوگا اور اتنی مقدار میں نہ ہو تو قلیل، اسی پر

فتوی ہے (منیۃ المصلی / ۳۴ تا ۴۵)۔

۳- اگر کسی شئ میں یعنی ناپاک تیل چربی میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے، لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جن اشیاء سے مل کر یہ شئ بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت اس شئ میں برقرار نہ رہے، جیسے ناپاک تیل و چربی یا دیگر ناپاک اجزاء سے مل کر صابن بنایا جائے تو یہ ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصل حقیقت کو کھو دیتے ہیں، اور کوئی ناپاک شئ جب اس حد تک بدل جائے کہ اپنی اصل حقیقت ہی کھو دے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، صابن بن جانے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے، اور اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی اور روغن روغن نہ رہا، بلکہ صابن ہو کر پاک ہو گیا، جیسے مشک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے، لیکن مشک بن جانے کے بعد وہ پاک اور جائز الاستعمال ہو جاتا ہے، زباد اصل میں نر بلا کا مادہ منویہ ہے جو ناپاک ہے مگر جب یہ خوشبو میں تبدیل ہو جاتا ہے تو پاک اور اس کا استعمال کرنا جائز ہو جاتا ہے، خون حرام ہے مگر جب وہی خون بستہ ہو کر کلیجی کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے تو پاک اور اس کا کھانا حلال ہو جاتا ہے، انقلاب عین ہو جانے کی بناء پر، یہی امام محمدؒ کا مسلک ہے اور اسی پر فتوی ہے (تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے: کفایت المفتی ۲/ ۲۷۷-۲۸۴، فتح القدیر ۱/ ۲۰۰-۲۰۳، الدر المختار وردالمحتار ۱/ ۳۳۹)۔

۲- پہلی صورت کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، اب یہاں سے دوسری صورت کا ذکر کیا جا رہا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ نئی پیدا ہونے والی شئ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہے، اس لئے دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم نہیں ہوگا، نیز سابق خصوصیات و کیفیات کے باوجود کچھ نہ کچھ بنیادی عناصر میں تبدیلی ہوتی ہے، مگر اس کے باوجود اسے تبدیلی ماہیت کا درجہ نہیں دیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہاں پر انقلاب ماہیت نہیں پائی جاتی ہے۔

مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں:

''بعض آثار کا زائل ہوجانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں، جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندلیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے، یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا، لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے، اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے، اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے، چونکہ شراب کے اجزاء کم تھے اور آٹے کے زیادہ، اسی لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں، پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب (کفایت المفتی ۲/ ۲۸۳، ۲۸۴، بدائع الصنائع ۱/ ۷۸)۔

اگر کوئی ناپاک شئ مثلاً شراب و پیشاب پر عمل تقطیر کیا تو اس سے حاصل شدہ عرق ناپاک ہوگا، کیونکہ یہاں انقلاب ماہیت نہیں ہے بلکہ ''تجزیہ'' ہے اور ''تجربہ'' ہے، ''تجزیہ'' اور ''اختلاط'' سے حکم نہیں بدلتا ہے، وہ ناپاک کا ناپاک ہی رہے گا (ردالمحتار ۱/ ۲۳۸، فتاوی قاضی خاں ۱/ ۲۰، فتاوی ہندیہ ۱/ ۴۷)۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان بھی کوئی فرق نہ ہوگا، نجاست کے حکم میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان اور اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء سب یکساں حکم رکھتے ہیں، اس موضوع پر سب سے بہتر کلام حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے کیا ہے:

اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ روایات مذکورہ سابقہ سے روغن نجس کے صابن کا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے، لیکن ممکن ہے کہ یہ حکم روغن کے ساتھ خاص ہو، کیونکہ اصل اس کی پاکی ہے، ناپاکی باہر سے اسے عارض ہوئی ہے، پس اس سے خنزیر کی چربی کے صابن کا حکم نکالنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ

خنزیر اور اس کے اجزاء نجس العین ہیں۔

تو اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے، مشک بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے، خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہو جانا بھی روایات ذیل سے ثابت ہے:

''ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً ولا قذر وقع فى بئر فصار حمأة لانقلاب العين به يفتى'' (درمختار ۱/۲۳۹)۔

یعنی وہ نمک ناپاک نہیں جو دراصل گدھا یا خنزیر تھا، اور وہ پلیدی بھی جو کنویں میں گر کر کیچڑ بن جائے، کیونکہ انقلاب حقیقت ہوگیا، اسی پر فتویٰ ہے۔ ''قوله لانقلاب العين علة للكل وهذا قول محمداً و ذكر معه فى الذخيرة و المحيط أباحنيفةؒ'' حلیۃ المحتار ۱/۲۳۹)، یعنی مصنف کا قول کہ انقلاب عین موجب طہارت ہے، یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پلیدی کے کیچڑ بن جانے کے بعد پاک ہو جانے کی دلیل ہے، اور یہ امام محمدؒ کا قول ہے اور الذخیرہ اور المحیط میں امام ابوحنیفہ کو بھی امام محمد کے ساتھ ذکر کیا ہے، (نیز دیکھئے: فتح القدیر ۱/ ۲۰۰، ۲۰۱، البحر ۱/۲۳۹)۔

الف- گدھا، خنزیر، کتا، انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں، کچھ تفاوت نہیں۔

ب- یہ نمک کی کان میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں، دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے۔ یعنی میتہ جو نبض قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

ج- انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے اور خنزیر و میتہ جن سے بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے، انقلاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر و میتہ کا حکم باقی نہیں رہتا، بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں، جب کہ انقلاب حقیقت

طاہرہ کی طرف ہو۔

د- نمک کی کان میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں، جیسا کہ کبیری شرح منیہ کی عبارت میں صراحۃ مذکور ہے (کفایت المفتی ۱/ ۲۸۱، ۲۸۲، الموسوعۃ الفقہیہ ۱/ ۲۷۸، ۲۷۹، الموسوعۃ الفقہیہ ۳/ ۲۱۳، الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۵۵، الموسوعۃ الفقہیہ ۵/ ۲۷-۳۰)۔

۵-قلب ماہیت کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

غسل (دھونا)، دلک وفرک (رگڑنا، کھرچنا)، جفاف (خشک ہونا)، مسح فی الصیقل (تلوار پوچھنا، صاف کرنا)، احراق (جلانا)، انقلاب العین (حقیقت وماہیت کا تغیر وتبدل ہونا، کسی شئ کا فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدیل ہونا)، وقوع الشئ (کسی ناپاک چیز کا پاک چیزوں میں گر کر مل جانا)، تخلیل (شراب وتاڑی کا سرکہ بن جانا) وغیرہ جس کی تفصیل کتب فقہ میں منقول ہے، وہاں دیکھ لیا جائے (کفایت المفتی ۹/ ۱۳۰)۔

یہ سب امور قلب ماہیت اور طہارت کے اسباب ہوئے، ان مذکورہ ذرائع سے ناپاک چیزیں پاک ہوجاتی ہیں، اختلاط (کسی شئ کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا) تجزیہ (ایک شئ کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا) یہ دونوں قلب ماہیت کے اسباب نہیں ہیں اور نہ ہوسکتے ہیں۔

۶- فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے، ایک شئ سے دوسری، دوسری سے تیسری، سلسلہ وار نکالنا جیسے خوشبو دار پتیوں اور پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرنا اور نکالنا، شرعی نقطۂ نظر سے اس کا استعمال کرنا جائز ہے، کیونکہ درختوں اور پھولوں کے پتے پاک ہیں، اس لئے فلٹر کرنے یا کشید کرنے کے نتیجے میں جو عرق برآمد ہوا وہ بھی پاک ہے، یہ عمل قلب ماہیت کے زمرہ میں شامل نہ ہوگا، بلکہ تجزیہ کے زمرہ میں شامل ہوگا، اگر اس میں مزید حرام شئ کی

آمیزش کر کے عطر کشید کا عمل کرتے ہیں تو پھر اس کے اوپر عدم جواز کا حکم لگے گا، کیونکہ یہ اختلاط ہے، نہ کہ انقلاب، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا، پیشاب کو فلٹر کر کے پانی بنانا، پیشاب پکا کر نمک بنانا، پاخانہ کو جوش دے کر کیمیکل کے ذریعہ اس کے تعفن کو دور کرنا، مختلف قسم کی شرابوں سے ان کے جوہری جزء کو نکالنا اور کوکا کولا، لمکا، پیپسی وغیرہ کا مارکہ لگا کر سپلائی کرنا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئ کے اجزاء کو علیحدہ کر دینا، اس کی کیفیات اور خاصیت کو بدل ڈالنا، یہ سب تجزیہ ہے، انقلاب واستحالہ نہیں ہے، انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے، تجزیہ سے احکام میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے، شراب و پیشاب اور گندہ پانی وغیرہ کو فلٹر کر کے پانی اور مشروبات بنانا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا ہو تو بھی یہ سب حلال وجائز نہیں ہوں گے، کیونکہ باقی جو اجزاء ہیں وہ بھی اسی شراب اور پیشاب وگندہ پانی کے اجزاء ہیں اور شراب و پیشاب اور پاخانہ وگندہ پانی مجموع اجزاء نجس العین اور نجاست غلیظہ ہے، اس لئے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس العین اور نجاست غلیظہ ہی رہیں گے؛ کیونکہ اس میں انقلاب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی، اس لئے اس کو انقلاب ماہیت اور استحالہ نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ یہ تجزیہ ہوا (موسوعہ فقہیہ ۵/ ۲۷، منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۲۵-۲۷)۔

''الکحل'' ملی ہوئی دواؤں کا حکم

۷- الکحل ملی ہوئی دواؤں کا مسئلہ اب صرف مغربی ممالک تک محدود نہیں رہا، بلکہ اسلامی ممالک سمیت دنیا کے تمام ممالک میں آج یہ پیش آرہا ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو اس مسئلہ کا حل آسان ہے، اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب کو بطور دواء کے یا حصول طاقت کے لئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار سے نشہ پیدا نہ ہوتا ہو (فتح القدیر ۱۰/ ۱۰۲، دار الفکر بیروت، لبنان، ھدایہ ۴/ ۴۸۱ مکتبہ رشیدیہ دہلی)۔

دوسری طرف دواؤں میں جو ''الکحل'' ملایا جاتا ہے اس کی بڑی مقدار انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ، جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے، (انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا ۱/ ۵۴۴)، لہٰذا دواؤں میں استعمال ہونے والا ''الکحل'' اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہے تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس دواء کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ وہ حد سرک تک نہ پہنچے اور علاج کی ضرورت کے لئے ان دونوں اماموں کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

اور اگر وہ ''الکحل'' انگور اور کھجور ہی سے حاصل کیا گیا ہے تو پھر اس دواء کا استعمال ناجائز ہے، البتہ اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی اور دوا نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے، اس لئے کہ اس حالت میں حنفیہ کے نزدیک تداوی بالمحرم جائز ہے (البحر الرائق ۱/ ۱۱۶-۱۲۰، ۱۲۱ دار المعرفۃ بیروت طبع سوم ۱۹۹۳ء ۱۴۱۳ھ)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک خالص اشربہ محرمہ کو بطور دواء استعمال کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں، لیکن اگر شراب کو کسی دواء میں اس طرح حل کر دیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا ذاتی وجود ختم ہو جائے اور اس دواء سے ایسا نفع حاصل کرنا مقصود ہو جو دوسری پاک دواء سے حاصل نہ ہو سکتا ہو تو اس صورت میں بطور علاج ایسی دواء کا استعمال جائز ہے، جیسا کہ علامہ رملیؒ ''نہایۃ المحتاج'' میں فرماتے ہیں:

''ایسی شراب جو دوسری دواء میں حل ہو کر اس کا ذاتی وجود ختم ہو جائے اس کے ذریعے علاج کرنا جائز ہے، جیسا کہ دوسری نجس اشیاء کا بھی یہی حکم ہے، بشرطیکہ علم طب کے ذریعہ اس کا مفید ہونا ثابت ہو، یا کوئی عادل طبیب اس کے نافع اور مفید ہونے کی خبر دے اور اس کے مقابلہ میں کوئی ایسی پاک چیز بھی موجود نہ ہو جو اس سے بے نیاز کر دے'' (نہایۃ المحتاج ۸/ ۱۴)۔

اور خالص ''الکحل'' کا استعمال بطور دواء کے نہیں کیا جاتا، بلکہ ہمیشہ دوسری دواؤں

کے ساتھ ملا کر ہی استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی ''الکحل'' ملی ہوئی دواؤں کو بطور علاج استعمال کرنا جائز ہے۔

مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک میرے علم کے مطابق تداوی بالمحرم حالت اضطرار کے علاوہ کسی حال میں بھی جائز نہیں، بہر حال موجودہ دور میں چونکہ ان دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے اس مسئلہ میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے ان کے مسلک کے مطابق گنجائش دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

پھر اس مسئلہ کے حل کی ایک صورت اور بھی ہے جس کے بارے میں دواؤں کے ماہرین سے پوچھ کر اس کو حل کیا جا سکتا ہے، وہ یہ کہ جب ''الکحل'' کو دواؤں میں ملایا جاتا ہے تو کیا اس عمل کے بعد ''الکحل'' کی حقیقت اور ماہیت باقی رہتی ہے؟ یا اس کیمیاوی عمل کے بعد اس کی ذاتی حقیقت اور ماہیت ختم ہو جاتی ہے؟ اگر ''الکحل'' کی حقیقت اور ماہیت ختم ہو جاتی ہے اور اس کیمیاوی عمل کے بعد وہ ''الکحل'' نہیں رہتا بلکہ دوسری شئ میں تبدیل ہو جاتا ہے تو اس صورت میں تمام ائمہ کے نزدیک بالاتفاق اس کا استعمال جائز ہے، اس لئے کہ شراب جب سرکہ میں تبدیل ہو جائے اس وقت تمام ائمہ کے نزدیک حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہے (فقہی مقالات ۱/ ۲۵۳-۲۵۵، زمزم بکڈپو دیوبند طبع مارچ ۱۹۹۵ء، الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۱۱۸-۱۲۰، ردالمحتار ۱/ ۱۵۴، فتاوی ہندیہ ۵/ ۳۵۵، احسن الفتاوی ۸/ ۴۸۳-۴۸۶، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۵۳، ۳۹۶، جدید فقہی مسائل ۵/ ۳۲۵، ۳۲۶ وغیرہ)۔

ناپاک اشیاء سے تیار ہوئے صابن کا شرعی حکم

۸- مغربی ممالک سے آئے ہوئے صابنوں میں جب تک حرام چربی یا سور کی چربی کا ملا ہوا ہونا دلائل شرعیہ سے ثابت و یقینی نہ ہو جائے اس وقت تک ان کا استعمال کو ناجائز نہیں کہہ

سکتے ہیں، کیونکہ اشیاء میں اصل حلت واباحت ہے، البتہ اس کے استعمال کرنے سے ان حالات میں اجتناب کرنا تقویٰ واحتیاط کہا سا سکتا ہے (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۴۴)۔

''وفی شرح المنار للمصنف: الأصل فی الأشیاء الإباحة عند بعض الحنفیة و منهم الکرخی'' (الاشباہ والنظائر/ ۳۳ "قاعدة: هل الأصل فی الأشیاء الإباحة" ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)۔

(اور مصنف کی کتاب شرح المنار میں منقول ہے کہ اشیاء میں اصل حلت واباحت ہے، بعض حنفیہ کے نزدیک اور ان میں امام کرخی شامل ہیں)۔

''و عبارة المجتبیٰ جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر و التغیر یطهر عند محمد و یفتی به للبلوی'' (ردالمحتار ۱/ ۳۳۱)۔

(اور مجتبیٰ کی عبارت یہ ہے کہ ناپاک تیل صابن میں ڈالا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، اس لئے کہ وہ تغیر وتبدل ہوگیا اور تغیر واستحالہ سے امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہوجاتا ہے، اور عموم بلوئی کی بناء پر اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے)۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ کا موقف:۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے جزئیات کا حکم متفرع ہوتا ہے اور نہ صرف صابن بلکہ یورپ کی تمام مصنوعات کی طہارت ونجاست اسی قاعدے کے نیچے داخل ہے، ولایتی کپڑے اور بالخصوص رنگین کپڑے جو مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں، کسے خبر ہے کہ ان رنگوں میں کیا کیا چیزیں ملائی جاتی ہیں اور کن پاک یا ناپاک اشیاء کی آمیزش ہوتی ہے، لیکن قاعدہ مذکورہ کی بناء پر ان چیزوں کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک یقینی طور پر یا بہ گمان غالب یہ ثابت نہ ہوجائے کہ کوئی ناپاک چیز ملائی جاتی ہے، ناپاکی کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

طہارت ونجاست کے باب میں کتب فقہیہ میں بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں جن

میں محض گمان اور شک کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا، ماہرین کتب فقہ پر یہ امر واضح ہے۔

ثانیاً۔ اگر اس امر کا ثبوت اور کوئی دلیل بھی موجود ہو کہ صابن میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے تاہم صابن کا استعمال جائز ہے، کیونکہ صابن میں جو ناپاک تیل یا چربی پڑتی ہے وہ صابن بن جانے کے بعد پاک ہوجاتی ہے۔

''ویطهر زیت تنجس بجعله صابوناً به یفتی للبلوی کتنور رش بماء نجس لا بأس بالخبز فیه'' (ردالمحتار ۱/۲۳۱) (یعنی روغن ناپاک ہوجائے تو صابن بنالینے سے پاک ہوجاتا ہے، اسی پر عموم بلوی کی وجہ سے فتویٰ دیا جاتا ہے، جیسے تنور میں ناپاک پانی چھڑک دیا جائے تو اس میں روٹی پکانے میں مضائقہ نہیں) (نیز دیکھئے: ردالمحتار ۱/۲۳۱ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ طبع اول ۱۳۹۹ھ، فتح القدیر ۱/ ۲۰۰-۲۰۱ دارالفکر بیروت لبنان، البحر الرائق ۱/۲۳۹ دارالمعرفہ بیروت طبع سوم ۱۹۹۳ء)۔

مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں غیر مأکول اللحم جانوروں کی جو چربی ملائی جاتی ہے، جس میں خنزیر اور غیر خنزیر دونوں کی چربی ہوتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، یہ ہڈیاں مردار اور خنزیر دونوں کی ہوتی ہے، مردار اور خنزیر بجمیع اجزاء نجس بعینہ اور غیر مباح الاکل ہے، اس لئے استعمال ناجائز ہی رہے گا، ہاں اگر بیکری اور ٹوتھ پیسٹ کے دیگ میں ان دونوں کی چربی ڈال دی جائے اور غیر متمیز ہوجائے اور اپنی اصلی حقیقت کو چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہوجائے تو ''الخلط استہلاک'' کے مطابق مردار اور خنزیر کی چربی کا حکم باقی نہ رہے گا، انقلاب ماہیت وحقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے، اور اختلاط اور تجزیہ کی صورت میں انقلاب ماہیت وحقیقت کسی بھی حال میں متحقق نہیں ہوتا ہے، اصولی اعتبار سے جب تک بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ میں حرام چربی یا سور کی چربی کا ملا ہوا ہونا دلائل شرعیہ سے ثابت ویقینی نہ ہوجائے اس وقت تک ان کے استعمال کو ناجائز نہیں کہہ سکتے ہیں، کیونکہ

اشیاء میں اصل حلت واباحت ہے، البتہ اشتباہ وشکوک کی بناپر اس کے استعمال کرنے سے ایسے مواقع پر اجتناب کرنا تقویٰ واحتیاط کہا جاسکتا ہے اور مسلمانوں کی شان کے لائق یہی ہے۔

انکشاف حقیقت

پوری دنیا کے مسلمانوں کو عموماً اور ہندوستان کے مسلمانوں کو خصوصاً ہوشیار وچوکنا رہنے کی ضرورت ہے، خنزیر کے انگریزی میں مختلف نام ہیں، اس کی معلومات رکھنی چاہئے، پگ، سوائن، ہاگ، پور، سائیو، پورکر، فارو، خنزیر کے جو مختلف اجزاء مختلف اشیاء میں ملائے جاتے ہیں ان کے نام یہ ہیں: اسپیک، لارڈ، بیکن، جیلیٹین، پسپین، انمل سارننگ، بورک، بٹیم، وہ اشیاء جن میں خنزیر کی چربی کی آمیزش ہے: لکس صابن، لتا صابن، کاپری صابن، پرفس چاکلیٹ پیپسی، کوکا کولا، برل کریم، لب اسٹک، کرافٹ پنیر، مارک پنیر، آوری صابن، کولگیٹ پسٹ، سب کا پیسٹ، مامولو کریم، وغیرہ (خاتون مشرق دہلی ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۹۴ء)۔

ان مذکورہ اشیاء پر تحقیق وتفتیش اور ریسرچ کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں:

پروفیسر امجد صفر بیروت لبنان، ڈاکٹر محسن رضا پاکستان سائنس فاؤنڈیشن کے محقق، سید عارف علی رضوی ریسرچ اسکالر بمبئی یونیورسٹی۔

مقالہ نگار کی رائے مندرجہ ذیل ہے

خنزیر کی چربی صابن میں پڑنے کے بعد اس کی ذات اور حقیقت بدل جاتی، نیز اس میں عموم بلویٰ بھی ہے، اس لئے جائز الاستعمال ہے، اسی طرح اگر واقعی بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ میں حرام جانور کتا، سور، بندر، ریچھ، ہاتھی، والرس، شیر، چیتا، گینڈا، ببون، بن مانس، شارک، کنگارو، سانپ وغیرہ کی چربی ملائی جاتی ہے تو اس کی ذات اور حقیقت بدل جاتی ہے، اس لئے بلاشبہہ

جائز الاستعمال ہے۔ اگر وہ چربی اختلاط اور تجزیہ کی صورت میں ملائی جاتی ہے تو بلاشبہہ اس کا استعمال ممنوع وحرام ہوگا۔

مذبوح جانوروں کے خون کی خرید وفروخت اور دواء میں ڈالنے کا شرعی حکم

۹-دم مسفوح خواہ حیوان ناطق کا ہو، خواہ حیوان غیر ناطق کا ہو، اس کی خرید وفروخت قطعی حرام ہے اور اس کی قیمت سے انتفاع حاصل کرنا بھی مسلمانوں کے لئے حرام ہے اور اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے:

"إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير" (سورۃ البقرۃ ۱۷۳)۔

وحی غیر متلو سے بھی حرمت ثابت ہے: "إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام" (بخاری ۱/ ۲۹۸) (بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، سور اور بت کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا ہے)۔

فقہا فرماتے ہیں: "إذا كان أحد العوضين أو كلاهما محرما فالبيع فاسد كالبيع بالميتة أو بالدم أو بالخمر أو بالخنزير" (قدوری/ ۸۸، ۸۹، ہدایہ ۳/ ۳۳، کنز الدقائق/ ۲۳۸) (جب عوضین میں سے کوئی ایک یا دونوں حرام اشیاء ہو تو بیع فاسد ہے جیسے مردار یا خون یا شراب یا سور کی بیع)۔

مذبوح جانوروں کا خون اور اس کے دیگر اجزاء مختلف صورتوں میں دواؤں میں ڈالا جاتا ہے تو اتنی وافر مقدار میں خون کی خریداری حکومت وقت مسلم قوم قصاب ہی سے کرے گی، اور مسلمانوں کے لئے خون کی خرید وفروخت قطعاً حرام ہے، فی الواقع اصل کے اعتبار سے خون کی بیع باطل ہے اور بیع باطل سے حاصل شدہ رقم کا استعمال بائع کے لئے جائز نہیں ہے، سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ خون کی رقم کو اپنے غریب ونادار مسلم مفلس بھائیوں پر بلانیت ثواب کے

صرف کردے جیسا کہ برصغیر کے مفتیان کرام نے بینک کی سودی رقم کو حکومت سے لینے کو جائز قرار دیا ہے تاکہ وہاں سے لے کر بلانیت ثواب کے مسلم فقراء پر صرف کردے، ان کے پیش نظر وہ فقہی قواعد ہیں جن کے مطابق ضرورت کی بنا پر ناجائز چیزیں جائز قرار پاتی ہیں: ''الضرورات تبیح المحظورات'' مشقت پیدا ہوجائے تو یسر وآسانی کی راہ اختیار کی جاتی ہے: "المشقة تجلب التيسير" اور اس سلسلے میں پیش نظر قرآن مجید کی دو آیات ہیں جن میں جان بچانے کے لئے حالت اضطرار میں حرام چیزوں کے کھانے یا حالت اکراہ میں کلمۂ کفر زبان سے ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے (الاشباہ والنظائر مع شرح الحموی ۱/ ۱۴۰)۔

بہر کیف خون کے نجس اور اس کی بیع باطل ہونے کے باوجود حالت اضطرار میں مریض کو خون کے پینے کی اجازت فقہاء عظام نے دی ہے (دیکھئے: فتاوی ہندیہ ۵/ ۳۵۵)۔

خون کی بیع اور ہبہ اضطراری حالت میں جائز ہے، اس کی دلیل وہ روایت ہے جو سنن ابی داؤد (۲/ ۵۴۰)، ابن ماجہ (۲/ ۲۵۷)، مسلم (۲/ ۲۲۵) میں ہے کہ شراب حرام ہے، لیکن اضطراری حالت میں یعنی اگر کھانا کھاتے وقت لقمہ حلق میں اٹک جائے اور پانی اور اس کے مثل کوئی پاک مشروبات اس کے پاس موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ لقمہ کو نیچے اتارا جاسکے تو ایسی صورت میں شراب پی کر لقمہ کو حلق کے اندر داخل کرنے کی اجازت ہے (حاشیہ ابن ماجہ ۲/ ۲۵۸، الاشباہ والنظائر مع شرح الحموی ۱/ ۱۴۹، نووی ۲/ ۱۵۳)۔

بسا اوقات غیر اضطراری حالت میں بھی جب کہ تکلیف شدید ہو، بعض ناجائز چیزوں کے استعمال کرنے کی گنجائش شریعت مطہرہ نے دی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: "عرفجة ابن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفامن ورق فأنتن عليه فأمره النبي ﷺ فاتخذ أنفا من ذهب" (ابوداؤد ۲/ ۵۸۱، ترمذی ۱/ ۲۰۹، نسائی ۲/ ۲۸۵، شرح معانی الآثار ۲/ ۳۴۹، مشکوۃ ۲/ ۳۷۹، مسند امام احمد بن حنبل ۵/ ۲۳، المکتب الاسلامی بیروت لبنان طبع چہارم ۱۹۸۳ء، ۱۴۰۳ھ)

(حضرت عرفجہ بن اسعد کی ناک زمانہ جاہلیت میں کلاب کی جنگ میں کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگائی تھی لیکن جس اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو سونے کی ناک بنوا کر لگانے کا حکم فرمایا)۔

حرام جانوروں کے چربی وروغن اور مرہم کا شرعی حکم

غیر ماکول اللحم جانور جن کا کھانا حرام ہے یا کیڑے مکوڑے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی چربی یا کسی اور چیز کا روغن، مرہم، طلاء وغیر بنا کر استعمال کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں اصولی طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو اشیاء ''نجس بعینہ'' یعنی اپنے پورے وجود سمیت ناپاک ہیں، ان کو نہ کھانا درست ہے اور نہ ان کا خارجی استعمال یعنی جسم پر لگانا بھی جائز نہیں، جیسے خون، مردار کا گوشت جس میں بہتا ہوا خون بھی پایا جاتا ہو، سور، شراب، پیشاب اور پاخانہ وغیرہ۔

بعض اشیاء وہ ہیں جن کو فقہاء عظام نجس الغیرہ قرار دیتے ہیں، جیسے سور کے علاوہ وہ جانور جن کا کھانا حلال نہیں ہے، ایسے کیڑے مکوڑے جن میں بہتا ہوا خون نہیں ہے، ان کا خارجی استعمال جائز ہے۔

خلاصۂ بحث

بیشتر فقہاء کے نزدیک حالت اضطراری میں محرمات کا استعمال جائز ہی نہیں فرض ہو جاتا ہے، اضطرار میں کسی نے اگر ان کے استعمال سے اجتناب کیا اور جان چلی گئی تو یہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔

علامہ ابوبکر حصاص حنفی فرماتے ہیں:

''مضطر کے لئے مردار کا کھانا فرض ہو جاتا ہے، اور اضطرار ممانعت کو ختم کر دیتا ہے،

اس لئے مضطر اگر اسے نہ کھائے اور اس کی موت واقع ہوجائے تو وہ خود اپنا قاتل ہوگا، اس شخص کی طرح جس کے مکان میں روٹی اور پانی ہو اور وہ کھانا پیا چھوڑ بیٹھے اور مر جائے تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور خودکشی کرنے والا ہوتا ہے" (احکام القرآن ۱/۱۴۹)۔

مذبوح جانور کا خون دواؤں میں ملانا اور بنی ہوئی دواؤں کا استعمال کرنا حالت اضطرار میں میرے نزدیک بلاحرمت وکراہیت کے جائز ہے۔

جلاٹین استعمال کرنے کا شرعی حکم

۱۰-جلاٹین (Gelatin) ایک لیس دار مادہ ہے جو جانوروں کی ہڈی کھال وغیرہ سے نکلتا ہے (اسٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری/ ۶۸، فیروز اللغات/ ۴۶۷)۔

جلاٹین کا معاملہ آج کل بہت عام ہے، اور اس کی بابت بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوال ہوتا ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ چمڑا اور ہڈی سے حاصل شدہ جلاٹین کا حکم اور اس کی تفصیل یہ ہے:

۱-چمڑا اور ہڈی اگر ماکول اللحم جانور کا ہو اور شرعی قاعدہ سے ذبح کیا ہوا ہو تو جلاٹین کا بنانا اور کھانا بلا تامل روا اور مباح ہے، کیونکہ حلال جانوروں کا چمڑا حلال ہے، اگر کوئی شخص صرف کھال ہی کو پکا کر کھانا چاہے تو کھا سکتا ہے، کچھ ممانعت نہیں ہے، چنانچہ اگر دباغت اور کیمیاوی عمل کے ذریعہ کھال کی حقیقت وماہیت بالکل ہی تبدیل ہوجائے اور اس کا نام بھی بدل کر جلاٹین ہوجائے تو اس کا کھانا شرعی نقطۂ نظر سے حلال ہے۔

۲-چمڑا اور ہڈی اگر غیر ماکول اللحم جانور نجس العین یا غیر نجس العین کا ہو اور شرعی قاعدہ سے ذبح کیا ہوا ہو یا غیر مذبوح ہو تو دباغت اور کیمیاوی عمل سے کھال اور ہڈی اپنی شکل وصورت کو چھوڑ کر دوسری شکل جلاٹین میں بدل گئی تو اس صورت میں اس کی نجاست وحرمت طہارت

وحلت میں تبدیل ہوجائے گی، بلاریب اس کی خرید فروخت اور اکل وشرب حلال ہوگی اور اگر اس کی ماہیت اور حقیقت نہیں بدلی تو پھر جوں کی توں رہے گی، یعنی نجاست وحرمت برقرار رہے گی۔ جس چیز میں اس کی آمیزش کی جائے گی وہ بھی نجس وحرام ہوگی۔

۳-سوال نامہ میں جلاٹین کی جیسی تصویر کشی کی گئی ہے اگر واقعی ہو بہو یہ سچ ہے تو بلاشبہ یہ انقلاب عین اور قلب ماہیت کے تحت آئے گا اور اس کی خرید فروخت اور اکل وشرب حلال و جائز ہوگا۔

۴-جلاٹین کی پیدائش بجائے انقلاب عین کے اختلاط اور تجزیہ کی روپ میں ہوگی تو پھر یہ حد جواز کے تحت نہیں آئے گی، کیونکہ انقلاب حقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔ اور اختلاط اور تجزیہ سے طہارت ونجاست کا حکم نہیں بدلے گا (مستفاد از البحر الرائق ۸/ ۲۳۳، دار المعرفہ بیروت لبنان ۱۹۹۳ء ۱۴۱۳ھ)۔

اس مسئلہ میں مفتی رشید احمد لدھیانوی اور مولانا محمد تقی عثمانی کے موقف کو جاننے کے لئے دیکھئے: (احسن الفتاوی ۸/ ۱۲۸ طبع زکریا دیوبند، فقہی مقالات ۱/ ۲۵۵ طبع دیوبند)۔

ماہیت کی تبدیلی اور فقہی احکام پر اس کا اثر

مولانا ابو الرضا نظام الدین ندوی ☆

قدیم وجدید دور کی بیش تر متداول فقہی کتابوں میں ماہیت کی تبدیلی اور فقہی احکام پر اس کے اثر کا مسئلہ زیر بحث آیا ہے، یہ موضوع طہارت ونجاست اور حلال وحرام کے باب سے متعلق ہے۔ اسی سے یہ حکم بھی متفرع ہوتا ہے کہ کیا مختلف طریقوں سے اشیاء سے استفادہ اور ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اس سوال کا حاصل یہ ہے کہ کیا کسی شئ کی تبدیلی اس سے متعلق احکام میں مؤثر ہے اور کیا اس کی ماہیت کے بدل جانے سے اس کا حکم بدل جائے گا یا نہیں بدلے گا؟

بعض فقہاء نے ماہیت کی تبدیلی اور اس کے تغیر کو اشیاء کی طہارت ونجاست کی علت اور تمام احکام میں اسے مؤثر مانا ہے اور بعض نے اسے مطلقاً علت قرار نہیں دیا ہے، البتہ انہوں نے اپنے پاس موجود دلائل کی وجہ سے بعض اشیاء میں اس علت کی بناپر حکم کی تبدیلی کو راجح قرار دیا ہے اور بعض میں اس سے اختلاف کیا ہے۔

تمام مشہور ائمہ اور بڑے فقہاء ایک مسئلہ پر متفق ہیں اور وہ یہ کہ شراب کا حکم ماہیت کی تبدیلی سے بدل جائے گا، لہذا اگر شراب سرکہ میں تبدیل ہوجائے تو وہ تمام ائمہ کے نزدیک پاک ہوگی (یہ حکم اس صورت میں ہے جب شراب خود بخود تبدیل ہوجائے، لیکن اگر اس میں تبدیلی کسی چیز کے ڈالنے کی وجہ سے ہو تو شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک وہ پاک نہیں ہوگی، لہذا اتفاق صرف ایک صورت میں پایا گیا) ۔مختلف طریقوں

☆ بنگلہ دیش۔

سے اس کا استعمال کرنا، اس کے ذریعہ معاملہ کرنا اور اس سے استفادہ کرنا دیگر تمام قیمتی اموال کی طرح جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر جوس یا سرکہ شراب بن جائے تو وہ تمام ائمہ کے نزدیک ناپاک ہوگا۔ سرکہ کے پاک ہونے سے متعلق آپ ﷺ کا صریح ارشاد ہے: "نعم الإدام الخل" (بہترین سالن سرکہ ہے) اور شراب کی نجاست آیات واحادیث سے ثابت ہے۔

سرکہ کے علاوہ دیگر تمام اشیاء میں قلب ماہیت کے مؤثر ہونے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، اس موضوع پر بحث اس لئے بھی ضروری ہے کہ آج کے دور میں ایسی چیزیں تسلسل کے ساتھ عام ہورہی ہیں جن کے احکام اس موضوع سے متعلق ہیں یہاں تک کہ ان میں سے بعض چیزیں تو روزمرہ زندگی کے لوازمات میں شامل ہوچکی ہیں۔ ہم سب سے پہلے کتب فقہ کی عبارتیں، فقہاء کے اقوال اور مذاہب اربعہ کی آراء اور ان کے دلائل نقل کریں گے، اس کے بعد ہم موضوع سے متعلق متنوع اشیاء کے حکم کے بارے میں اپنی رائے مع دلائل ذکر کریں گے۔

ابن قدامہ کی کتاب ''المغنی'' میں ہے:

''ظاہر مذہب یہ ہے کہ کوئی نجاست تبدیلی سے پاک نہیں ہوگی سوائے شراب کے جو خود بخود سرکہ بن جائے۔ اس کے علاوہ دوسری نجس چیزیں پاک نہیں ہوں گی جیسے وہ نجس چیزیں جو جل کر راکھ بن جائیں یا خنزیر جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے....

اس سے یہ مسئلہ تخریج کیا جائے گا کہ تبدیل شدہ شراب، دباغت دی گئی مردار کی کھال اور روک کر رکھے گئے غلاظت کھانے والے جانور پر قیاس کرتے ہوئے تبدیلی کے ذریعہ تمام ناپاک چیزیں پاک ہوجائیں گی۔ پہلا قول ظاہر مذہب ہے اور ہمارے امام رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں اس تنور میں روٹی پکانے سے منع فرمایا ہے جس میں کوئی سور بھونا گیا ہو'' (المغنی لابن قدامہ ۱/۷۹)۔

الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

''فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ شراب تبدیلی کے ذریعہ پاک ہوجائے گی، لہذا اگر شراب سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہوجائے گی (حاشیۃ ابن عابدین ۱/۲۰۹، الشرح الکبیر مع حاشیۃ الدسوقی ۱/ ۵۴، نہایۃ المحتاج ۱/ ۲۳۰، کشاف القناع ۱/ ۱۸۷)۔ شراب کے علاوہ کسی نجس العین شی کے تبدیلی سے پاک ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے؛ چنانچہ شافعیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ کوئی نجس عین چیز تبدیلی سے پاک نہیں ہوگی، اس لئے کہ نبی ﷺ نے غلاظت کھانے والے جانور کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے (حدیث: ''نہی النبی ﷺ عن أکل الجلالۃ وألبانہا'' کی روایت ترمذی ۱/ ۲۷۰ نے حضرت ابن عمر کے حوالہ سے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)۔ یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ ایسا جانور نجاست کھاتا ہے، لہذا اگر یہ نجاست تبدیلی کے ذریعہ پاک ہوجائے تو ممانعت اس سے متعلق نہیں ہوگی، رملی کہتے ہیں: کوئی نجس چیز دھونے سے مطلقاً پاک نہیں ہوگی اور نہ تبدیلی سے جیسے وہ مردار جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا جل کر راکھ بن جائے (نہایۃ المحتاج ۱/ ۲۳۰)۔ حنابلہ میں سے بہوتی کہتے ہیں: کوئی نجاست آگ کے ذریعہ پاک نہیں ہوگی، لہذا ناپاک لید کی راکھ ناپاک ہے، وہ صابن جو نجس تیل سے تیار کیا جائے ناپاک ہوگا، اسی طرح اگر کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا صابن کی فیکٹری میں گر کر صابن بن جائے تو وہ بھی ناپاک ہوگا۔

لیکن حنابلہ نے یہ صراحت کی ہے کہ اگر علقہ مضغہ میں تبدیل ہوجائے تو وہ ناپاکی کے بعد پاک ہوجائے گا، اس لئے کہ اس کی نجاست علقہ ہونے کی صورت میں ہے، اگر یہ علت زائل ہوگئی تو وہ اپنی اصل حالت کی طرف لوٹ آیا جیسے وہ ماء کثیر جس میں نجاست کے ذریعہ تبدیلی آجائے (کشاف القناع ۱/ ۱۸۶ - ۱۸۷ بحوالہ الموسوعۃ الفقہیہ شائع کردہ وزارت اوقاف واسور اسلامی کویت)۔

حنفیہ اور مالکیہ کی رائے ہے کہ تبدیلی سے نجس عین چیز پاک ہوجاتی ہے، اس لئے کہ شریعت نے نجاست کے وصف کو اسی حقیقت پر مرتب کیا ہے اور جب اپنے مفہوم کے بعض اجزاء

کی نفی سے ایک حقیقت کی نفی ہوجاتی ہے تو پورے مجموعہ کی نفی سے اس کی نفی کیوں نہ ہوگی؟ اس کی نظیر نطفہ ہے جو نجس ہوتا ہے، یہ علقہ ہونے کی صورت میں بھی نجس ہوتا ہے مگر جب مضغہ ہوجاتا ہے تو پاک ہوجاتا ہے۔ جوں پاک ہے اگر وہ شراب ہوجائے تو ناپاک ہوجائے گا اور اگر سرکہ بن جائے تو پاک ہوجائے گا۔ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ عین کی تبدیلی کے نتیجہ میں اس پر مرتب ہونے والا وصف بھی زائل ہوجاتا ہے (اس طرح کی عبارت شیخ ابن الہمام حنفی کی کتاب فتح القدیر میں ہے)۔ حنفیہ نے اس کی صراحت کی ہے جس چیز کی نجاست یا جس چیز کا اثر آگ کے ذریعہ تبدیل ہوجائے وہ پاک ہوجائے گی جیسا کہ ان کے نزدیک عین کی تبدیلی سے نجاست دور ہوجاتی ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ بیشتر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے، البتہ امام ابو یوسف نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اس سے متفرع ہونے والے مسائل میں سے ایک وہ مسئلہ بھی ہے جسے ابن عابدین نے ''المجتبی'' کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر ناپاک روغن کسی صابن میں ڈال دیا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتوی دیا جائے گا، کیونکہ اس میں تغیر واقع ہوگیا جو امام محمد کے نزدیک پاک کرنے کا ذریعہ ہے اور عموم بلوی کی صورت میں اسی پر فتوی دیا جائے گا۔ اسی سے یہ مسئلہ بھی متفرع ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان یا کتا صابن کی ہانڈی میں گر کر صابن بن جائے تو حقیقت کے تبدیل ہوجانے کی وجہ سے وہ ہانڈی پاک ہوگی۔ ابن عابدین کہتے ہیں: علت امام محمد کے نزدیک تغیر اور حقیقت کی تبدیلی ہے اور عموم بلوی کے پیش نظر فتوی اسی پر دیا جائے گا۔ اس علت کا تقاضا یہ ہے کہ اس حکم کو صابن کے ساتھ خاص نہ کرکے اس میں ہر اس چیز کو شامل کیا جائے جس میں حقیقت بدل جاتی ہو اور جس میں ابتلاء عام ہو جیسا کہ مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر شراب منجمد ہوجائے تو وہ نشہ کے زائل ہوجانے کی بنا پر پاک ہوگی، اسی طرح ان کے نزدیک ناپاک چیز کی راکھ پاک ہے، کیونکہ آگ اسے پاک کردیتی ہے۔ دسوقی کہتے ہیں: اس حکم میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ آگ نے نجاست کو پوری طرح جلایا ہو یا

اسے پوری طرح نہ جلایا ہو، لہٰذا انجس لید سے پکائی گئی روٹی پاک ہے اگر چہ اس سے کچھ راکھ چپکی

کے جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا پاخانہ کے جو راکھ یا کالی بدبودار مٹی میں تبدیل ہوجائے۔ ان مثالوں میں ایک حقیقت دوسری حقیقت میں تبدیل ہوئی صرف وصف نہیں بدلا ..... ابتلائے عام ہی وہ علت ہے جس کی بناپر عین کی تبدیلی کی وجہ سے کسی چیز کے پاک ہونے کے قول کو اختیار کیا جاتا ہے'' (ملاحظہ ہو: ردالمحتار ۱/۳۱۶، ۳۲۶)۔

ابن عابدین کہتے ہیں:

''یہ خیال نہ کرو کہ ہر وہ چیز جسے تم آگ میں ڈال دو، پاک ہوجائے گی جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ یہی سمجھتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ جس چیز کی ناپاکی یا اس کا اثر آگ کے ذریعہ تبدیل ہوجائے وہ پاک ہوجائے گی، اسی لئے ''منیہ'' وغیرہ میں ''چند مقامات'' کی قید ہے'' (ردالمحتار ۱/۳۱۵، نیز دیکھئے: شرح منیۃ المصلی ۱/۱۷۷)۔

معاصر علماء میں سے شیخ ڈاکٹر وہبہ زحیلی فرماتے ہیں:

''خلاصہ یہ ہے کہ شافعیہ اور حنابلہ نے پاک کرنے والی اشیاء میں اس پہلو پر غور کیا کہ شارع کا مقصود زیادہ مکمل طریقہ پر کس چیز سے پورا ہوتا ہے جب کہ حنفیہ نے ان اشیاء کے سلسلہ میں توسع سے کام لیا اور بعض اوقات مالکیہ بھی ان کے ہم خیال ہوگئے۔ عملی صورت حال، لوگوں کی ضرورت اور ان کا دستور یہ سب کے سب حنفیہ کے مسلک پر عمل کی تائید کرتے ہیں''

(الفقہ الاسلامی وادلتہ از شیخ ڈاکٹر وہبہ زحیلی ۱/ ۱۱۳)۔

شیخ ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاوی میں اسے ثابت کیا ہے کہ نجاست کی تبدیلی سے اس کی ناپاکی اور اس کی حقیقت زائل ہوجاتی ہے، لہذا تبدیلی کے بعد اس کی نجاست کا حکم باقی نہیں رہے گا اور وہ پاک ہوجائے گی (حوالہ مذکور ۱/ ۱۱۴)۔

فقہاء کی مذکورہ بالا عبارتوں سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

اول: تمام علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر شراب سرکہ میں تبدیل ہوجائے تو وہ

پاک ہوگی اور اسے مال متقوم قرار دیا جائے گا، جس کا کھانا، بیچنا، معاملہ کرنا اور مختلف طریقوں سے اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہوگا۔ اس کی دلیل وہ حدیث نبوی ہے جو صراحتاً اس پر دلالت کرتی ہے اور جس کا ذکر پہلے ہو چکا۔

دوم: امام ابو یوسفؒ کو چھوڑ کر بقیہ فقہاء حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ ماہیت کی تبدیلی تمام اشیاء کے احکام میں موثر ہوگی، لہذا ماہیت کے تغیر سے نجس عین چیز پاک ہو جائے گی، اسی طرح اس کے برعکس صورت میں شی کے نجس ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ ان حضرات کا استدلال نطفہ اور اس کے مضغہ میں تبدیل ہونے اور شراب اور اس کے سرکہ میں تبدیل ہونے سے ہے۔ اسی طرح انہوں نے دباغت کے بعد مردار کی کھال کے پاک ہونے سے بھی استدلال کیا ہے جس کی دلیل نبی ﷺ سے مروی احادیث میں موجود ہے (دباغت کے سلسلہ میں بہت سی احادیث مروی ہیں ان ہی میں سے ایک نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے "أيما إهاب دبغ فقد طهر" (جس کھال کو بھی دباغت دے دی جائے وہ پاک ہے)، اس کی روایت ترمذی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے کی ہے۔ حدیث نمبر یہ ہے: ۱۷۲۸، اسی حدیث کی روایت مسلم نے ان الفاظ میں کی ہے: "إذا دبغ الإهاب فقد طهر" (جب کھال کو دباغت دے دی جائے تو وہ پاک ہو جائے گی)، حدیث نمبر یہ ہے: ۳۶۶)۔

سوم: شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ ماہیت کی تبدیلی اشیاء کے حکم میں موثر نہ ہوگی اور تبدیل ہونے والی چیز حکم میں اپنی اصل کے تابع ہوگی۔ ان حضرات نے اس سلسلہ میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں غلاظت کھانے والے جانور کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے (اس حدیث کی روایت احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)۔

البتہ حنابلہ نے ایک مسئلہ کا استثناء کیا ہے اور یہ علقہ کی مضغہ میں تبدیلی ہے۔

اسی طرح صاحب المغنی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ تبدیلی ان تمام کے نزدیک

احکام میں موثر ہوگی۔ یہ ایک ہی قول ہے جو ظاہر مذہب کے خلاف ہے۔ظاہر مذہب ان کے نزدیک پہلا قول ہے اور وہ یہ کہ ماہیت کی تبدیلی اشیاء کے حکم میں موثر نہیں ہے، نیز یہ کہ امام احمد بن حنبل نے ایسے تنور میں روٹی پکانے سے منع فرمایا ہے جس میں خنزیر بھونا گیا ہو۔

فقہاء کی عبارات پر تبصرہ

اپنی رائے کا ذکر کرنے سے پہلے ہم فقہاء کے استدلالات اور ان کی مذکورہ آراء پر ایک سرسری نظر ڈالنا چاہیں گے تا کہ ان مختلف آراء اور استدلالات کے درمیان موازنہ کرسکیں اور ہمیں موضوع سے متعلق مختلف اشیاء کے حکم کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرنے میں آسانی ہو:

ہم کہتے ہیں: شراب اور سرکہ ایک جیسی چیزیں ہیں، ان کا حکم نشہ کے وصف کے بدلنے سے بدل جائے گا۔علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر شراب سرکہ میں تبدیل ہوجائے تو وہ پاک ہوجائے گی۔شاید اگر سرکہ کی پاکی سے متعلق حدیث مذکور نہ ہوتی تو اس میں بھی اختلاف واقع ہوتا، اس لئے کہ شراب اور سرکہ میں فرق (واللہ اعلم) صرف نشہ پیدا کرنے کی قوت ہی ہے، اس کے علاوہ ان دونوں کے درمیان کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔لہذا جب کبھی ایک ہی جیسی چیزوں میں تغیر واقع ہو اور ان کی حقیقت تبدیل ہوتو مناسب یہ ہے کہ ان کا حکم بھی تبدیل ہو۔ ظاہر یہ ہے کہ سرکہ ایک سیال چیز ہے،لوگ اسے بھی ایک مشروب کے طور پر پیتے ہیں اور کسی چیز کا سیال ہونا اور بطور خاص اس کا مشروب ہونا احتیاط کا متقاضی ہے۔قرین صواب اس کا ممنوع ہونا ہے۔ اس کے باوجود اس کے پاک ہونے اور وصف کی تبدیلی سے اس کے حکم کے بدلنے کے سلسلہ میں نص وارد ہے، علاوہ ازیں یہ حدیث ابتلاء عام کی وجہ سے اس کے پاک ہونے کے سلسلہ میں وارد نہیں ہوئی ہے، کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ اگر کسی چیز میں ابتلاء عام ہوتو اس کے بارے میں حکم تخفیف اور آسانی کا ہوگا بشرطیکہ وہ کسی واضح شرعی دلیل سے متصادم نہ ہو۔ یہاں شراب

سے متعلق حدیث زیر بحث موضوع کے سلسلہ میں صریح اور واضح دلیل شمار کی جائے گی خصوصاً اس دور میں جب کہ اس طرح کی اشیاء میں ابتلاء عام کی صورت پیدا ہوگئی ہے۔

ہماری اس بات کی تائید ابن قدامہ حنبلی کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے:

''اس سے یہ مسئلہ تخریج کیا جائے گا کہ تبدیل شدہ شراب، دباغت دی گئی مردار کی کھال اور روک کر رکھے گئے غلاظت کھانے والے جانور پر قیاس کرتے ہوئے تبدیلی کے ذریعہ تمام ناپاک چیزیں پاک ہوجائیں گی''۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ اس عبارت میں مذکور علت ابتلاء عام کی صورت میں مستدل قرار پاسکتی ہے اور یہ بات کہ امام احمد نے ایسے تنور میں روٹی پکانے سے منع فرمایا ہے جس میں سور بھونا گیا ہو، شیخ ابن قدامہ کی اس صریح عبارت کے بعد عمومی احوال کے لئے دلیل نہیں بن سکتی ہے، کیونکہ امام احمد کا یہ قول اس حکم کے بارے میں صریح نہیں ہے اور دونوں نظائر میں مکمل مناسبت بھی نہیں پائی جاتی بطور خاص اس میں ابتلاء عام کا تحقق نہیں ہوتا۔

اسی طرح حنابلہ علقمہ کے مضغہ میں تبدیل ہونے کی صورت میں حنفیہ اور مالکیہ کے ہم خیال ہیں، البتہ ان کے نزدیک علت حنفیہ اور مالکیہ کی ذکر کردہ علت سے مختلف ہے، لیکن ہمارے نزدیک واضح یہی ہے کہ علقمہ میں موثر علت بعینہ وہی علت ہے جس کا ذکر حنفیہ اور مالکیہ نے کیا ہے، حنابلہ نے جو پہلو ذکر کیا ہے اس طرح کی چیز علت شمار نہیں کی جاتی بلکہ اس میں ایک مستقل علت کے ذکر کی ضرورت باقی رہتی ہے اور یہ وہی علت ہے جس کا ذکر حنفیہ اور مالکیہ نے کیا ہے، ایسا کیوں نہ ہو؟ پاک مضغہ بعینہ وہی علقمہ ہے جو ناپاک ہے، اسی طرح سرکہ بعینہ وہی شراب تو ہے جو ماہیت کی تبدیلی کے بعد پاک ہوگئی ہے۔ علاوہ ازیں حنابلہ نے جو نظیر پیش کی ہے وہ علقمہ کے مسئلہ سے کلی طور پر ہم آہنگ بھی نہیں ہے۔

یہاں ہم یہ بھی ذکر کردیں کہ شافعیہ نے غلاظت کھانے والے جانور کے گوشت

کھانے کی ممانعت سے متعلق حدیث سے جو اپنے مسلک پر دلیل قائم کی ہے وہ ان کی رائے کی دلیل بننے کے کافی نہیں ہے۔ اس طرح کے نظائر اور دلائل اس کے برعکس صورتوں میں بھی پائے جاتے ہیں، کیونکہ غلاظت کھانے والے جانور کو اگر کچھ دنوں کے لئے روک لیا جائے تو وہ اپنی اصل یعنی حلت کی طرف لوٹ آتا ہے۔

جہاں تک علماء حنفیہ اور مالکیہ کے اس قول کا تعلق ہے کہ خنزیر اور کتا اگر نمک کی کان یا صابن کی فیکٹری میں گر جائیں تو ان کا حکم تبدیل ہوجائے گا اور بغیر کسی قید کے ان دونوں کو پاک نمک یا پاک صابن کے حکم میں شمار کیا جائے گا تو یہ محل نظر ہے (واللہ اعلم)۔

یہ قول سرکہ، مضغہ اور دباغت شدہ کھال میں موجود حلت سے ہم آہنگ نہیں ہے، کیونکہ شراب اور سرکہ میں تبدیل ہونے والا جوس، پاکی میں تبدیل ہونے والی ناپاک کھال، روکنے کے بعد حلت کی اصل کی طرف لوٹ آنے والا وہ جانور جو غلاظت کھاتا ہو، اسی طرح مضغہ میں تبدیل ہونے والا علقہ، ان تمام اشیاء میں ایک حقیقت دوسری حقیقت میں تبدیل ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی ان میں ایک نیا وصف بھی پیدا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ پہلی دو چیزوں سرکہ اور دباغت شدہ کھال کے بارے میں شرعی نص بھی وارد ہوئی ہے۔ علماء حنفیہ اور مالکیہ کے اس قول کے محل نظر ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مثال کے طور پر خنزیر یا کتے یا انسان کے نمک کی کان یا صابن کی فیکٹری میں گرنے میں ابتلاء عام کی شدت متصور نہیں ہے، کیونکہ اگر نمک کی کان میں کتے یا گدھے یا خنزیر کے گرنے کے باوجود ہم نمک کے پاک ہونے کی رائے اختیار کریں تو اشیاء کو ناپاک قرار دینے کا دروازہ بند ہوجائے گا اور کوئی چیز ممنوع نہیں رہ جائے گی، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نمک کی کان میں اس طرح کے جانوروں کے گرنے سے نمک کم سے کم ناپاک تو قرار پائے گا اور مناسب یہی ہوگا کہ اس نمک کا کھانا ناجائز قرار دیا جائے۔ یہ بات معلوم ہے کہ نمک ماکولات کے باب سے ہے۔ ہمیں یہ بات بہت پسند آئی کہ محقق ابن عابدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ

نے اس رائے کا جائزہ لیا ہے کہ کھجور کا پکایا جانے والا شیرہ جو خشکی کی حالت میں ناپاک ہو، پکانے کے بعد پاک ہوجائے گا اور انہوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے کھجور کے شیرہ میں حقیقت تبدیل نہیں ہوتی اور یہ کہ وہ ایک جوس ہے جو پکانے کی وجہ سے جم جاتا ہے۔ یہ بات صاف ہے کہ نمک بھی ایک ایسی ہی چیز ہے جس میں ایک ناپاک چیز مل جاتی ہے جس سے کوئی اختلاف نہیں کرے گا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں پائی جاتی۔

ہمارے نزدیک (واللہ اعلم) راجح یہ ہے کہ نمک میں تبدیلی متحقق نہیں ہوتی اگر چہ مثال کے طور پر خنزیر کی ماہیت تبدیل ہوجائے اور نمک خنزیر کے گرنے کے بعد بھی ناپاک ہی رہتا ہے۔ ہاں اگر مثال کے طور پر خنزیر صابن کی فیکٹری میں گر کر صابن بن جائے تو وہ صابن پاک ہوگا، کیونکہ صابن کے اصل اجزاء دوسری ماہیت میں تبدیل ہوگئے اور تبدیل ہونے والی چیزوں میں خود خنزیر بھی شامل ہے، علاوہ ازیں صابن کھانے اور پینے سے متعلق بھی نہیں ہے اور صابن کی مثال ان اشیاء کی سی ہے جن سے احتراز انسانی زندگی میں ممکن نہیں ہے، لہذا نمک اور صابن دونوں کا حکم مختلف ہوا۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ حنفیہ اور مالکیہ کی اس رائے کے پس پشت کہ ماہیت کی تبدیلی احکام میں موثر ہے اور ماہیت کی تبدیلی سے حکم بدل جاتا ہے، متعدد شرعی دلائل ہیں۔ اسی طرح حنابلہ اور شیخ محقق ابن تیمیہؒ نے بھی اجمالاً اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے، لہذا جب کسی چیز کی ماہیت میں تبدیلی واقع ہو اور ابتلاء عام کی صورت پیدا ہوجائے اور یہ کسی واضح شرعی دلیل سے متصادم نہ ہو تو اس تفصیل کے مطابق جس کا ذکر ہم آگے کریں گے اس پر فتوی دیا جائے گا۔

خلاصہ بحث اور مسئلہ سے متعلق ہماری رائے

اس موضوع سے متعلق اشیاء بے شمار ہیں، ان کا احاطہ ممکن نہیں، ہم ان میں سے محض

بعض انواع واقسام اوران کے احکام کا ذکر کریں گے۔ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح کی اشیاء کی دوقسمیں ہیں:

اول: جامداورغیر سیال اشیاء۔

دوم: سیال اورغیر جامداشیاء۔

ان میں سے ہر ایک قسم یا تو انسان کے کھانے اور پینے سے متعلق ہے یا اس کا تعلق کھانے اور پینے کے علاوہ دیگر استعمالات سے ہے، پھر ان میں سے ہر چیز یا تو انسانی زندگی کا لازمہ ہےاوراس میں ابتلاء عام کی صورت ہے یا صورت حال ایسی نہیں ہے:

۱- جامداورغیر سیال اشیاء جن کا تعلق کھانے سے نہ ہو بلکہ ان کا استعمال خارجی ہواور ان میں ابتلاء عام ہو،ہر حال میں بلاشبہ پاک ہیں جیسے کہ اگر ناپاک مٹی سے تیار کئے گئے برتن پک جائیں وہ تو تغیر ماہیت کی وجہ سے پاک ہیں، ان کا معاملہ کرنا جائز ہے اور اگر پانی ان چیزوں میں مل جائے تو ناپاک نہ ہوگا، دباغت شدہ کھالوں اورکھالوں سے تیار کئے گئے موزوں اورمشکیزوں کا بھی یہی حکم ہوگا۔

۲- وہ جامد اشیاء جوکھائی نہ جاتی ہوں اور پانی میں ملنے سے سیال ہوجاتی ہوں اوران میں عموم بلوی کی صورت ہوجیسے صابن تو اگر ان میں نجس اشیاء کے مل جانے کا یقین ہوتو یہ ہر حال میں تغیر ماہیت کی وجہ سے پاک ہیں اوران کا معاملہ کرنا جائز ہے۔اس صورت میں صابن سے نکلنے والا پانی، اسی طرح اس سے ملنے والا پانی بھی بہرصورت پاک ہے۔یہی حکم ان نجس چیزوں کی راکھ کا بھی ہوگا جن کی ماہیت آگ کے ذریعہ تبدیل ہوجائے ،لہٰذا اگر راکھ پانی میں مل جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگی اور ایسی راکھ کا اوراس سے تیار کی گئی اشیاء کا بیچنا اورخریدنا بلاشبہ جائز ہوگا۔

۳- کھائی جانے والی پاک چیزوں کا حکم خواہ وہ جامد ہوں یا غیر جامد جیسے نمک وغیرہ، اسی طرح اگر گیہوں میں چوہا گر کر مرجائے اورتبدیل ہوجائے ، یہ ہے کہ اگر ان میں کوئی نجس چیز

گر جائے جیسے جانور اور اس کی حقیقت تبدیل ہو جائے تو وہ پاک ہیں لیکن نمک اور آٹے میں ماہیت کی تبدیلی متحقق نہیں ہوتی، لہذا یہ دونوں چیزیں پاک نہیں ہوں گی، ان کا کھانا اور ان کا معاملہ کرنا جائز ہوگا، کیونکہ ان کے اصل اجزاء بلاشبہ نجس اشیاء سے ملے ہوئے ہیں اور کسی دوسری ماہیت میں تبدیل نہیں ہوئے ہیں، اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اس طرح کی اشیاء میں عموم بلوی متحقق نہیں ہے، البتہ اگر چوہے کی ایک یا دو مینگنیاں گیہوں میں پڑ جائیں، اسی طرح اگر کوئی معمولی چیز نمک میں گر جائے اور عام حالات میں اس سے احتراز ممکن نہ ہو اور وہ تبدیل ہو جائے تو ایسے نمک اور آٹے کے کھانے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس میں عموم بلوی متحقق ہے۔

۴- کھائی جانے والی جامد اشیاء جیسے پنیر کے ٹکڑے اور وہ ہلکے کھانے جو مختلف اشیاء کے آٹے، دودھ اور چربی سے تیار کئے جاتے ہیں اور عالمی منڈی میں دستیاب ہیں جیسے چاکلیٹ (Chocolate) اور چیونگم (Chuingum) اگر ان میں ناپاک اجزاء مل جائیں تو یہ اشیاء عام حالات میں پاک ہیں، البتہ اگر ان اشیاء میں سے کسی متعین شئ کے بارے میں یقینی طور پر یہ ثابت ہو جائے کہ اس میں نجس اجزاء ملے ہوئے ہیں تو ایسی صورت میں اس اختلاط کی وجہ سے یہ چیزیں ناپاک ہوں گی۔ کیونکہ عام حالات میں ان اشیاء کا پاک ہونا تغیر ماہیت کے متحقق ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اپنی اصل یعنی اباحت کے حکم پر باقی رہنے کی وجہ سے ہے اور یقین شک کی بنا پر زائل نہیں ہوتا۔

۵- جامد اشیاء جن میں تغیر متصور ہے جیسے صابن ان میں معمولی تغیر واقع ہوتا ہے اور کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہوتی، ظاہر یہ ہے کہ اگر اس طرح کی چیزوں میں نجس اجزاء مل جائیں اور ان کے بارے میں یقینی علم حاصل ہو جائے تو وہ پاک ہوں گی اور ابتلاء عام کی شدت کی وجہ سے ان کا کھانا اور ان کا معاملہ کرنا جائز ہوگا۔ جہاں تک سیال دواؤں کا تعلق ہے تو اگر وہ نشہ آور شراب کی طرح ہوں تو ان کا پینا اور معاملہ کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ نبی ﷺ نے شراب کے

ذریعہ علاج کرنے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "إنها داء ليس بدواء" (صحیح بخاری، کتاب اللباس، حدیث نمبر: ۵۸۳۹) (یہ بیماری ہے نہ کہ علاج)، البتہ اگر تھوڑی نشہ آور دیگر پاک سیال چیزوں سے مل جائے اور ان کی دوا تیار کرلی جائے نیز دیگر پاک اجزاء کے غلبہ کی وجہ سے نشہ پیدا کرنے کی قوت زائل ہوجائے تو ایسی صورت میں ان دواؤں کے استعمال کی گنجائش ہے بشرطیکہ دوسری پاک دواؤں کے حصول میں کامیابی نہ ملے۔ یہ جواز ابتلاء عام، نیز اس وجہ سے ہے کہ ماہیت میں معمولی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ ایسی دوا کا معاملہ کرنا جائز ہے، لیکن دوا کے طور پر ان کے استعمال کی حد سے آگے بڑھ کر ایسی اشیاء کا کھانا اور پینا عام حالات میں جائز نہیں ہوگا اور نہ ان کا معاملہ کرنا ہی درست ہوگا، البتہ ہمارے نزدیک علاج اور معاملہ سے ہٹ کر ان کے خارجی استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ الگ بات ہے کہ زیادہ بہتر احتیاط ہی ہے۔

۶- ناپاک سیال اشیاء یا مشروبات جو پاکی میں تبدیل ہوجائیں جیسے شراب سرکہ بن جائے، یہ بلاشبہ ماہیت کی تبدیلی کی بنا پر پاک ہیں، اس کی دلیل صریح حدیث ہے، ان کا پینا، معاملہ کرنا اور مختلف طریقوں سے ان سے استفادہ کرنا جائز ہے۔

۷- جو مشروبات اصلاً پاک اور غیر نشہ آور ہیں اگر ان میں ناپاک اجزاء کے مل جانے کا شک ہوجائے جیسے عالمی منڈی میں رائج مشروبات تو ان میں بھی تغیر ماہیت متحقق نہیں ہوتا ہے لیکن عام حالات میں ان اشیاء کے پاک ہونے، ان کے جائز ہونے اور ان سے معاملات کے درست ہونے ہی کا حکم لگایا جائے گا، کیونکہ قاعدہ ہے: "اليقين لا يزول بالشك" (یقین شک کی بنا پر زائل نہیں ہوتا)۔

مختصر مقالات:

استہلاک عین کے بعد مرتب ہونے والے احکام

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی ☆

۱، ۲ – حقیقت کا بدلنا، ایک معروف تجرباتی، کویا بدیہی اور مشاہداتی تغیر ہے، جس سے کسی چیز کی اصل خاصیت وتاثیر میں بسا اوقات رنگ، بو اور مزے میں بھی بہت نمایاں فرق ہوجاتا ہے جسے جاننے اور اس کے ادراک کے لئے بس حواس کی درستگی اور ذوق سلیم کی موجودگی کی ضرورت ہے۔

صرف رنگ وبو میں یا ان جیسے دوسرے عوارض میں تبدیلی آجانا حقیقت کا بدلنا نہیں ہے، مثلاً خنزیر یا حمار، جو گوشت پوست وغیرہ کا مجموعہ ہوتا ہے، کا بدل کر نمک یا صابن بن جانا یعنی جماد ہوجانا۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی ہر صحیح الحواس وسلیم العقل، حتی کہ بچہ بھی محسوس کرلیتا ہے۔ اسے فقہی زبان میں ''انقلاب العین'' کہا جاتا ہے، علامہ شامیؒ نے ماتن کے قول ''انقلاب العین'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے: "لأن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة و تنتفى الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل فإن الملح غير العظم واللحم فإذا صار ملحاً ترتب حكم الملح، ونظيره فى الشرع النطفة نجسة ..... و تصير مضغة فتطهر والعصير طاهر فيصير خمرا فينجس

☆ استاذ تفسیر وحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

و يصير خلا فيطهر فعرفنا أن الاستحالة تستتبع زوال الوصف المرتب عليها" (۱/۲۱۷) علامہ موصوف نے اسی کو "هو المختار" کہا ہے۔

۳- اوپر (نمبر ۱۔۲ کے تحت) مذکورہ تفصیلات سے اس سوال (نمبر ۳) کا جواب بھی نکل آتا ہے، وہ یہ کہ صرف کچھ خصوصیات کے برقرار رہنے کے باوجود بھی حقیقت (اور نتیجتاً حکم) میں تغیر ہو جانا بعید نہیں، بشرطیکہ جوہری وصف یعنی اصل خصوصیت یا خصوصیات میں بنیادی تبدیلی آجائے، مثلاً شراب کے سرکہ بن جانے (اسی طرح بالعکس صورت میں بھی) سیلان رقت، بلکہ بہت حد تک رنگ جیسے اوصاف عموماً برقرار رہتے ہیں، مگر چونکہ اصل خاصیت اور جوہری وصف سکر، بدل جاتا ہے، اس لئے حقیقت بدل جاتی ہے اور اسی وجہ سے حکم میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔

۴- فقہاء کی عبارات سے بظاہر فرق نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ وہ جہاں ایک طرف "قذر" کو "رماد" بن جانے اور خنزیر کے نمک ہوجانے کی مثالیں دیتے ہیں وہیں حمار کے نمک یا صابن ہوجانے کا حکم بھی یہی بیان کرتے ہیں، یعنی جو حکم خنزیر کے نمک بن جانے کا (دیکھئے حوالہ بالا ۱/۲۱۷)، "لا يكون نجسا رماد قذر وإلا لزم نجاسة الخبز..... ولا ملح كان حمارا و خنزيرا"۔

۵- اسباب کی تحدید کرنا مشکل ہے، یہ دراصل عملی، مشاہداتی، تجرباتی چیز ہے، محض عقلی اور قیاسی نہیں، سوالنامہ میں جو اسباب ذکر کئے گئے ہیں وہ بھی ہوسکتے ہیں اور ان کے علاوہ بھی، بلکہ بعض مرتبہ محض قدرتی اسباب، تغیرِ حقیقت کا موجب ہوجاتے ہیں، مثلاً نطفہ کا علقہ، اور علقہ کا مضغہ بننا۔

۶- بنیادی سبب اور اصل وجہ حقیقت کا بدلنا ہے، چنانچہ علامہ شامی بصراحت فرماتے ہیں: "إن العلة عند محمد رحمه الله هي التغير و انقلاب الحقيقة و أنه يفتى به"

(ردالمحتار مع درالمختار ۱/ ۲۱۰ مکتبہ نعمانیہ، دیوبند)۔

اس لئے اگر حقیقت نہیں بدلتی تو حکم میں تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے، بنابریں فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا حکم معلوم ہوسکتا ہے۔

نوٹ

اگر فلٹر کرنے یا کشید کرنے کو بخار، (یا بخار کے مشابہ) کہنا درست ہوتو اس کا حکم کتب فقہ میں مذکور ہے، وہ یہ ہے: "**وما یصیب الثوب من بخارات النجاسة، قیل ینجسه وقیل لا وهو الصحیح، وأما النوشادر المستجمع من دخان النجاسة فهو طاهر**" (ردالمحتار ۱/۲۱۶)۔

اسی سوال کے تحت یہ بھی مذکور ہے کہ گندے پانی کو گندگی سے الگ کردینے سے کیا پانی پاک ہوئے گا؟

اس بارے میں اگر چہ کوئی صریح جزئیہ تو راقم کی نظر سے گزرا یا دنہیں، البتہ حدیث نبوی ﷺ (جو سنن میں ملتی ہے: "**الماء طهور لا ینجسه شئ**" (ابوداؤد، ترمذی) کے ذیل میں بعض کبار اساتذہ حدیث شریف کی تقاریر سے معلوم ہوتا ہے، اصل بات یہ ہے کہ پاک پانی کے اجزاء میں نجاست کے اجزاء (پانی میں نجاست پڑجانے سے) مخلوط ہوجاتے ہیں، اس طرح ناپاک پانی کے استعمال کرنے سے پانی کے ساتھ نجاست کے اجزاء بھی مستعمل ہوجاتے ہیں، اس لئے ایسے پانی سے طہارت حاصل نہیں ہوتی بلکہ نجاست سے تلوث کی بناپر وہ جگہ یا چیز بھی ناپاک ہوجاتی ہے، جہاں یہ پانی لگ گیا، ورنہ خالص پانی تو ناپاک ہوتا ہی نہیں، علامہ کشمیریؒ کی درسی تقریر ترمذی "**العرف الشذی**" کی حسب ذیل عبارت سے بھی یہ مستفاد ہوتا ہے: "**أی الماء طهور لا یبقی نجسا أبدا بحیث لا یکون بطهارته سبیل، فإن هذا التعبیر**

أقرب إلى لفظ الحديث'' (العرف الشذی ۱/ ۲۰، مطبوعہ مع تقریر ترمذی وغیرہ ناشر اشرفی بکڈپو، دیوبند)۔

اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر پانی سے گندگی کے اجزاء نکل جائیں یا نکال دئے جائیں تو پانی پاک ہوجائے گا۔ نیز کنویں سے نجاست نکالنے اور اسے پاک کرنے کے جو مسائل عام طور پر کتبِ فقہ میں ملتے ہیں ان میں بعض سے اس سوال کا بھی جواب ملنے پر کچھ مدد مل سکتی ہے، واللہ اعلم۔

۷ – استہلاک، قلب ماہیت کو مستلزم نہیں، اگر ناپاک جزء کی حقیقت نہیں بدلتی تو وہ مجموعہ (پاک وناپاک سے مخلوط) ناپاک ہی رہے گا، بعض یونانی دواؤں کے استعمال کا ممنوع ہونا بصراحت معتبر کتب فقہ میں ملتا ہے، یہ اس کا شاہد عدل ہے، اسی وجہ سے الکحل ملی ہوئی دواؤں کے بلاضرورت استعمال کو متعدد مستند فقہاء نے ممنوع قرار دیا ہے۔

۸ – ایسے صابن کی طہارت کا صریح حکم کتبِ فقہ میں ملتا ہے، مثلاً شامی میں ہے: ''ویطهر زیت تنجس بجعله صابونا، به یفتی''۔ متن کی مذکورہ عبارت کی شرح کرتے ہوئے علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں: ''وعلیه یتفرع مالو وقع إنسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابونا یکون طاهرا کتبدل الحقیقة..... ثم اعلم أن العلة عند محمد هی التغیر وانقلاب الحقیقة وأنه یفتی به'' (۱/ ۲۱۰)۔

۹ – دم مسفوح چونکہ نجاست حقیقی ہے، اس لئے اس کے پاک ہونے کی، اسی طرح اس کی بیع وشراء کے جواز کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں۔

۱۰ – جلاٹین بن جانے سے اگر ناپاک اشیاء کی حقیقت بدل جاتی ہے تو پاک ہوجانے کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہوگا، اس فن کے بعض ماہرین نے راقم کو جنوبی افریقہ میں، جلاٹین بنانے کے ایک کارخانہ میں لے جاکر مشینوں کے ذریعہ اس کے بننے، بنانے کے مختلف مدارج اور جن چیزوں سے بنتا ہے ان کا مشاہدہ کروایا اور بتایا کہ اس طریقہ سے (جلاٹین

بن جانے سے) حقیقت بدل جاتی ہے اور پچھلے اثرات (جن ناپاک اشیاء سے یہ بنتا ہے اس کے اثرات) بالکل ختم اور تبدیل ہو جاتے ہیں۔

لیکن وہاں کے بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ حقیقت نہیں بدلتی، اگر حقیقت نہیں بدلتی تو ناپاک اشیاء سے تیار شدہ مال پاک نہیں ہوگا، اس لئے اس کے استعمال کا حکم بھی دیگر ناپاک اشیاء کے استعمال جیسا ہوگا۔ واللہ اعلم

انقلاب ماہیت کا مسئلہ

مولانا زبیر احمد قاسمی ☆

انقلاب ماہیت یا تحول عین اور استحالہ شئی کی شرعی حقیقت متعین کرنے میں ہمارے خیال کے مطابق فقہاء کرام کی ان بحث وتحقیق سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، جو کتب فقہ کے مختلف ابواب میں پائے جاتے ہیں۔

اور جہاں تک میں نے غور کیا ہے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ انقلاب ماہیت اور تحول عین میں اصل دخل شئی کے حکم واثر کے زوال کو حاصل ہے، اگر کوئی شئی کسی بھی وجوہ واسباب کے بناپر اپنا اصل حکم واثر باقی نہ رکھ سکے تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ شئی اپنی ماہیت کو کھوکر کوئی دوسری چیز بن چکی ہے، یعنی انقلاب ماہیت اور تحول عین ہو چکا ہے۔

مثلاً اپنی جگہ یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ ماء مطلق کا حکم واثر یہ ہے کہ وہ نجاست حکمیہ کو زائل کرکے انسان کو پاک کردیتا ہے، گویا پانی کا حکم واثر اس کا مطہر ہونا ہے، اب اگر پانی کسی بھی بنا پر اپنے اس وصف تطہیر اور دافع حدث ہونے کے اثر سے محروم ہوجائے تو "زوال الأثر یدل علی زوال المؤثر" کے مسلمہ اصول کے مطابق یہی کہا جائے گا کہ یہ پانی پانی نہ رہا کچھ اور بن گیا اور یہی تحول عین اور استحالہ شئی کہلاتا ہے۔

اب فقہاء کرام نے جیسی بحث اور جتنی تفصیلات "باب المیاہ" کے تحت کی ہیں، ان

☆ ناظم جامعہ عربیہ اشرف العلوم کھوا ساں سیتامڑھی (بہار)۔

بحث وتفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ پانی کے اثر یعنی اس کے وصف تطہیر کا زوال مختلف صورتوں میں ہوجاتا ہے۔

الف- مثلاً اگر کیلے کے درخت اور انگور وغیرہ کی بیلیں ماء مطلق کو اپنے اندر جذب کرلیں اور اس انجذاب کے بعد جسے فقہاء کمال امتزاج اور تشرب نبات سے تعبیر کرتے ہیں، اگر اس درخت اور بیلوں کو نچوڑ کر جمع کرلیا جائے تو یہ پانی ماء مطلق نہ ہوکر اپنے اثر وصف تطہیر سے محروم ہی رہتا ہے، گویا یہ پانی پانی نہیں بلکہ درخت وبیل کا عرق ہی کہلاتا ہے۔

ب- اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ماء مطلق میں کوئی پاک چیز ڈال کر پکایا جاتا ہے جس کا مقصد پانی کی صفائی وتنظیف کے سوا کچھ اور ہوتا ہے تو کو بعض صورتوں میں فقہی اصطلاح و تعبیر کے مطابق پانی اصل حقیقت یعنی رقت وسیلان اور اس کے اوصاف ثلاثہ رنگ وبومزہ تک باقی بھی رہ جاتے ہیں تاہم محض طبخ وتبدل اسم کے سبب فقہاء اس کو ماء مطلق نہیں کہتے اور اسے رافع حدث نہیں مانتے۔ گو بظاہر یہاں طبخ وتبدل اسم کا بھی یک گونہ تحول عین میں دخل محسوس ہوتا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ اس طبخ وتبدل اسم کے نتیجے میں اس ماء مطلق کا سابقہ اور ذاتی اثر وحکم اور خاصہ یعنی اس کا رافع حدث ہونا ختم ہوجاتا ہے، اور اسی اثر وخاصہ کے زوال کی بناپر وہ پانی پانی نہیں بلکہ کچھ اور بن جاتا ہے۔

ج- ایسا ہی اگر ماء مطلق میں کوئی جامد وسیال چیز مل کر رل مل جاتی ہے اور پھر یا تو پانی کی رقت وسیلان ختم ہوجائے یا ملنے والی چیز کے دو وصف اور کبھی ایک وصف کا ظہور ہوجائے یا کبھی اس کے اجزاء ومقدار پانی سے بڑھ جائیں گویا پانی مغلوب ہوکر کالمعدوم ہوجائے تو بھی عند الفقہاء پانی کا سابقہ اثر وخاصہ یعنی وصف تطہیر ختم ہوجاتا ہے۔ اور وہ ماء مطلق نہیں رہ پاتا، یہاں بھی شئی آخر کے غلبہ کے نتیجے میں جب پانی کا ذاتی اور سابقہ اثر وحکم یعنی وصفِ تطہیر زائل ہوگیا تو ماء مطلق نہیں کچھ اور کہا گیا۔

د- پھر کبھی کسی شئ کو اگر جلا دیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ شئ اپنے تمام سابقہ اور ذاتی اثرات وخصوصیات سے خالی ہوجاتی ہے تو بھی انقلاب ماہیت اور تحول عین ہوجاتا ہے اور اس کا نام اور حکم سب کچھ بدل جاتا ہے، مثلاً قاذورات، نجاست، گوبر، پاخانہ وغیرہ جس کے ذاتی اثرات وخصوصیات یقیناً کچھ اور ہی ہوتے ہیں، جلنے جلانے کے بعد اس کے سارے اثرات و خصوصیات کلیتاً ختم ہوجاتے ہیں اور اس کا نام راکھ یا کچھ اور ہوجاتا ہے جس کا حکم شرعی بھی بدل جاتا ہے اور پاک سمجھا جاتا ہے۔

ھ- اسی طرح کبھی طول مکث اور مرورِ زمانہ کے نتیجے میں بھی جب کسی شئ کا ذاتی اثر وخاصہ زائل ہوجاتا ہے تو انقلاب ماہیت اور تحول عین ہوجاتا ہے۔ اسی کی مثال ''ہر چہ درکانِ نمک رفت نمک شد'' والے حمار وخنزیر ہیں، کنویں میں گر کر بعد مدت کیچڑ بن جانے والے قاذورات ہیں، ''النجاسة إذا دُفنت في الأرض و ذهب أثرها'' اور انسانی لاشیں بھی ہیں جو مرورِ زمانہ کے بعد مٹی بن جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے غور وتدبر کے بعد جو حقیقت منقح اور ہمارے لئے واضح ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ انقلاب ماہیت اور تحول عین میں اصل دخل وہی شئ کے اپنے سابقہ حکم واثر اور خاصے کے زوال ہی کو ہے، خواہ اسکے اسباب کچھ بھی ہوں: سوکھنا، سُکھانا، جلنا جلانا، ملنا ملانا، پکنا پکانا، یا ایک مدت مدید کا گذرنا گذارنا اور دفنانا، ان تمام تصریحات کے لئے دیکھئے: درمختار وشامی ۱/ ۲۱۰-۲۲۱، بدائع الصنائع ۱/ ۸۵ وغیرہ۔

ان تمہیدی اور اصولی گفتگو کے بعد ضابطہ کا جواب سلسلہ وار یہ ہے:

۱- مندرجہ بالا تمہیدی معروضات وتفصیلات کی روشنی میں میرا خیال یہی ہے کہ شئ کی حقیقت وماہیت اس وقت تک ہرگز بدلی ہوتی نہیں کہی جاسکتی، خواہ اس میں کتنے ہی قسم کے تغیرات ہو چکے ہوں، جب تک ان تمام تغیرات کے باوجود شئ کا ذاتی اثر اور بنیادی خاصہ

باقی رہے۔

۲- انقلاب ماہیت، استحالہ عین اور تحول شئی کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس میں تمہیدی سطور کے اندر مندرجہ اسباب میں سے کسی بھی سبب سے اس کا سابقہ اثر وحکم اور اس کا بنیادی خاصہ بدل جائے، خواہ بنیادی عناصر رنگ وصورت اور مزہ وغیرہ سب کے سب بدل جانے سے یا کسی ایک ہی کے بدلنے سے۔

۳- اگر شی میں مختلف تبدیلیوں کے باوجود اس شی کا اپنا اثر وخاصہ اب تک باقی وموجود ہے تو تحول عین نہیں ہوا، اس پر سابقہ حکم لاگو رہے گا۔ لیکن اگر اس ملی ملائی ہوئی چیزوں کے ذاتی اثرات اور بنیادی خصوصیات بھی کسی حد تک اس میں ظاہر وموجود ہوجائیں تو اس پر جواز وعدم جواز، طہارت ونجاست کا وہی حکم لگے گا جو ان ملی ملائی ہوئی چیزوں کے اثرات وخصوصیات کا شرعی حکم ہوگا۔

۴- جب انقلاب ماہیت اور تحول عین اپنے شرائط یعنی زوال اثر وخاصہ کے ساتھ متحقق ہوجائیں تو اس کے بعد نجس العین یا غیر نجس العین یا ان کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا سب کا حکم یکساں ہی ہوگا۔

۵- قلبِ ماہیت کے اسباب کی تفصیل اوپر تمہیدی سطور کے اندر مختلف دفعات میں لکھی جا چکی ہیں، لہٰذا اس کے لئے دفعہ (ھ) کو دیکھا جائے۔

۶- فلٹر کرنے اور کشید کرنے کا جو عمل آج کے سائنسی اور ٹکنالوجی دور میں ہونے لگا ہے اس کے نتیجے میں اگر کوئی ناپاک پانی یا کوئی بھی اشیاء مجسمہ فلٹر وکشید کے مرحلے سے گذر کر اپنے ساتھ رنگ وصورت کو چھوڑ کر اور اس میں اب تک جو اثرات وخصوصیات موجود تھے اس سے نکل کر ایک جدید رنگ وروپ اور مستقل نئے اثرات وخصوصیات کے حامل ہوجائیں تو بلاشبہ یہ تحول عین اور انقلاب ماہیت کے تحت آجائے گا۔

۷- جو دوائیں مختلف اجزاء وعناصر حامد وسیال سے ملا کر بنائی جاتی ہیں، اگر یہ اجزاء وعناصر اپنے جملہ اثرات وخواص کے ساتھ موجود رہ جاتے ہیں تو گو غایت خلط واختلاط اور باہم متمیز نہ ہونے کے سبب فقہاء کی اصطلاح میں استہلاک عین کہہ دیا جائے مگر اسے قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا ہے۔

قلب ماہیت میں ایک شئ اپنے اثرات وخصوصیات سے جدا ہوکر گویا بالکلیہ ختم و معدوم ہوجاتی ہے اور ایک دوسری نئی چیز بن کر اسی کی خصوصیات واثرات کی حامل ہوکر ہویدا ہوتی ہے، جیسے پیتل سونا بن جاتا ہے جس کی پہچان شئ اول کے اثرات وخصوصیات کے اختتام و زوال اور ایک نئے اثرات وخصوصیات کے پیدا ہوجانے سے ہوا کرتی ہے، جبکہ استہلاک عین اس وقت بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ شئ اپنی اصل سے موجود ہوتے ہوئے بھی قابل استفادہ وانتفاع نہ رہ سکے، عین موجود ہو مگر غیر مفید ہوجائے تو ہلاک واستہلاک کا تحقق ہوسکتا ہے۔

اس کے ساتھ جہاں تک آج کل انگریزی دواؤں کا مسئلہ ہے تو اولاً ''الضرورات تبیح المحظورات'' اور ''تداوی بالحرام'' کے قبیل سے مان کر استعمال کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

ثانیاً: تحقیق یہ ہے کہ انتہائی تیز شراب جسے تیزی کے سبب بغیر پانی وغیرہ ملائے پیاس نہ جاسکے ایسی تیز شراب سے کیمیاوی علم وعمل کے ذریعہ نشہ آور اجزاء کی تخفیف وتقلیل کردی جاتی ہے، جسے الکحل کہا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ شراب مختلف چیپ دار چیزوں سے بنائی جاتی ہے مثلاً بیر، مہوا، جو، گیہوں انگور، کھجور اور منقی وغیرہ، ان میں انگور کی کچی شراب خمر، پکی شراب، باذق، طلاء منصف اور کھجور کی شراب سُکر اور منقی کی شراب نقیع زبیب تو قطعیت وظنیت اور غلظت وخفت کے فرق کے ساتھ حرام ونجس ہے۔ لیکن ان چاروں اشربہ محرمہ کے علاوہ بقیہ دیگر شرابوں کی حرمت ونجاست کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قدر قلیل جو مُسکر نہ ہو حلال ہے، امام شافعیؒ کا بھی ایک قول اسی طرح یجوز للتداوی کا ملتا ہے (تفسیر مظہری)۔

اس لئے جس الکحل کے متعلق یہ یقینی علم ہو کہ یہ اشربہ اربعہ محرمہ سے بنایا گیا ہے تو اس کے اوپر اور اس کی آمیزش والی دواؤں پر بھی حرام ونجس ہونے کا حکم لگے گا۔ لیکن جہاں ایسا نہ ہو وہاں اس سے بچنا مقتضائے تقویٰ تو ہوسکتا ہے، مگر حکم فتویٰ نہیں۔

اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اگر کسی دوا میں الکحل کی قسم اول ملی ملائی گئی ہوگی اور اس کا ذاتی اثر اور خاصہ مثلاً مُسکر ہونا وغیرہ باقی ہو تو ایسی دواؤں کا داخلی یا خارجی ہر دونوں نوع کا استعمال ممنوع رہے گا ''بحرمتہ ونجاستہ'' لیکن آمیزش کے بعد اگر اس کی خاصیت، اثر اور اسکار وسرور ختم ہوکر قلب ماہیت ہو چکا ہے تو پھر اس کا استعمال مباح کہا جاسکتا ہے۔ اور جن دواؤں میں الکحل کی قسم ثانی ملی ملائی گئی ہوگی اس کا استعمال بغرضِ تداوی علی الاطلاق مباح ہوگا۔

لیکن اس کی تحقیق اور یہ پتہ چلالینا کہ کس دوا میں کسی قسم کے الکحل کی آمیزش ہوتی ہے، اور آمیزش کے بعد قلب ماہیت ہوکر اس کے جوہری خصائص واثرات زائل ہو چکے ہیں یا نہیں، نہایت دشوار بلکہ عامۃ الناس کے لئے تقریباً ناممکن ہے۔ اس لئے "الحرج مدفوع بالشرع" اور "یرید اللہ بکم الیسر" وغیرہ فقہی اور شرعی اصول کے تحت فتویٰ یہی دیا جانا چاہئے کہ مطلقاً الکحل کی آمیزش سے تیار کردہ انگریزی دوائیں بغرض تداوی استعمال کی جاسکتی ہیں، مگر اجتناب اولیٰ اور مستحسن ہوگا۔

نیز کسی بھی الکحل کے بدن یا کپڑے میں لگ جانے کے بعد "الیقین لایزول بالشک" جیسے اصول کے تحت بلا دھوئے نماز پڑھی جاسکتی ہے، ویسے دھولینا بہتر اور اولیٰ ہوگا۔

۸- علامہ شامی نے مجتبیٰ سے نقل کیا ہے "جعل المدھن النجس فی صابون یفتیٰ بطھارتہ لأنہ التغییر، و التغییر یطھر عند محمد و یفتیٰ بہ للبلویٰ، لو وقع

إنسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهراً لتبدل الحقيقة“ (شامی ۱/ ۲۱۰)۔

اس عبارت سے ہر قسم کے صابن، بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے استعمال کا جواز مستفاد ہوتا ہے خواہ اس میں چربی مردار یا خنزیر کی ملائی گئی ہو یا ان کے ہڈیوں کا پاؤڈر ملایا گیا ہو، امام محمدؒ کا یہ قول اکثر مشائخ کا مختار قول ہے (دیکھئے شامی ۱/ ۲۱۰، ۲۱۷)۔

۹- مذبوح جانوروں کے خون یا اس کے دیگر اجزاء کا استعمال جو دواؤں میں ہوتا ہے وہ یقیناً مختلف کیمیاوی عمل کے مرحلے طے کرنے کے بعد ہی ہوتا ہے جس سے اس کا رنگ روپ اور صورت سب کچھ بدل جاتا ہے۔ اور ان تبدیلیوں کے نتیجے میں اس کے جوہری اثرات وخواص بھی قطعاً بدل جاتے ہیں، تو قلب ماہیت اور تحول ہو چکا، ایسی دواؤں کا استعمال مباح ہوگا، بلکہ تداوی بالحرام کہہ کر بھی اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

۱۰- جلاٹین کی جو وضاحت اور تصویر کشی کی گئی ہے، اس کے بنانے کے جو طریقے بیان کئے گئے ہیں اس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ جانور حلال ہوں یا حرام، نجس العین ہوں یا غیر نجس العین، ان کی ہڈیاں اور چمڑے جلنے، پکانے، پیسنے اور گلانے وغیرہ کے اتنے مختلف مراحل سے گذارے جاتے ہیں اور ان چمڑوں اور ہڈیوں کی صورت وہیئت اس حد تک بدل جاتی ہے کہ ان تغیرات کے بعد چمڑوں اور ہڈیوں کے جوہری اثرات وخصائص یقیناً ختم ہوجاتے ہوں گے، اس لئے انہیں قلبِ ماہیت اور تحول عین کے تحت مانا جاسکتا ہے۔

انقلابِ ماہیت کے اسباب اور جلاٹین حاصل کرنے کے ذرائع

مولانا اشتیاق احمد الاعظمی ☆

۱- کسی بھی شئی کے بنیادی عناصر رنگ، صورت اور کیفیت (مزہ، بو اور خاصیت) ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے، اگرچہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہوئے ہوں۔

۲- انقلاب ماہیت (استحالۂ عین وتحول عین) کا مطلب یہ ہے کہ وہ شئی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہوجائے۔ جیسے شراب سرکہ بن جائے یا خون، مشک بن جائے، نطفہ گوشت کا لوتھڑا ہوجائے کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہوگئے۔ حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جاسکتا ہے کہ حقیقت اولیٰ منقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلۂ مذکورہ میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہوجاتے ہیں (کفایۃ المفتی ۲/ ۲۸۳)۔

نواب صدیق حسن خان صاحبؒ الروضۃ الندیۃ میں تحریر فرماتے ہیں: "والاستحالة مطهرة أی إذا استحال الشئی إلی شئی آخر حتی کان ذلک الشئی الآخر مخالفاً للشئی الأول لوناً وطعماً وریحاً کاستحالة العذرة رماداً" (الروضۃ الندیۃ/ ۴۴)۔ اس

☆ دارالعلوم مئو ناتھ بھنجن (یوپی)۔

سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ تحویل شدہ شئی ،محول عنہ کے جب آثار ثلٰثہ (لون وطعم وریح) من کل وجوہ مخالف ہوجائے مثلاً پاخانہ کہ خاک بن جائے تو ایسی صورت میں انقلاب ماہیت ہوا کرتی ہے۔

تاہم فقہاء کی ایسی تصریحات بھی ملتی ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شئی کے تمام بنیادی عناصر کا بدل جانا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے آثار مختصہ کا بدل جانا ضروری ہے،شرح ہدایۃ فتح القدیر میں ہے: "**وتنتفی الحقیقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فکیف بالکل**" (۱/۱۷۶)۔مثلاً شراب جب سرکہ بن جائے تو اُسے طہارت کا حکم مل جائے گا،لیکن شراب کی حقیقت،سرکہ میں کب متبدل ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شراب کی مخصوص خاصیت "مرارت"،یعنی اس کی تیزی اور شدت ہے جب یہ مرارت،حموضت یعنی ترشی میں متبدل ہوجائے تو اُسے سرکہ تسلیم کرلیا جائے گا،لیکن اس میں بھی صاحبین اور امام صاحب کا اختلاف ہے۔امام صاحب کے یہاں شراب اس وقت سرکہ مانا جائے گا جب اس کی مرارت بالکلیہ ختم ہوکر مکمل حموضت یعنی ترشی آجائے اور صاحبین کے نزدیک تھوڑی سی حموضت کا ظہور بھی سرکہ بن جانے کے لئے کافی ہے(دیکھئے:بدائع الصنائع ۴/۲۷۸،۲۷۹ طبع مکتبۃ زکریا دیوبند)۔

البتہ کسی شئی کے اندر محض وصف کی تبدیلی سے ماہیت کی تبدیلی کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، علامہ شامیؒ نے چند مثالیں پیش کرکے انقلاب ماہیت اور انقلاب وصف کے فرق کو خوب واضح فرمایا ہے، لکھتے ہیں:"**قلت لکن قد یقال: إن الدبس لیس فیه انقلاب حقیقة، لأنه عصیر جمد بالطبخ.... ففیه تغییر وصف فقط کلبن صار جبناً وبرٌّ صار طحیناً و طحین صار خبزا بخلاف خمر صار خلا و حمار وقع فی مملحة فصار ملحاً ... فإن ذلک کله انقلاب حقیقة إلی حقیقة أخریٰ لا مجرد انقلابَ وصفٍ**"

(ردالمحتار ۱/۵۱۹، ۵۲۰ طبع زکریا دیوبند)۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نجس شیرۂ انگور کو آگ پر پکایا گیا اور وہ گاڑھا منجمد ہوکر دبس بن گیا تو اس صورت میں انقلاب ماہیت نہیں ہوا بلکہ وہ پکانے سے پہلے بھی شیرہ تھا اور پکانے کے بعد بھی شیرہ ہی ہے، فرق صرف انجماد، عدم انجماد کا ہے، جو کہ ایک وصف ہے نہ کہ حقیقت کی تبدیلی، تو یہ ایسے ہی ہوا جیسے کہ دودھ پنیر بن جائے اور گیہوں پس جانے کے بعد آٹا اور آٹا پکنے کے بعد روٹی بن جائے، برخلاف شراب کے جو کہ سرکہ بن جائے اور گدھا کے جو کانِ نمک میں گر کر نمک بن جائے... تو ان ساری صورتوں میں ایک حقیقت کا انقلاب دوسری حقیقت کی جانب ہوا ہے نہ کہ ان میں محض وصف کی تبدیلی ہے۔

۳۔شئی میں تبدیلی ایسی ہو کہ اس کے جوہری عناصر ختم ہوکر نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے اور جن اشیاء سے مل کر یہ شئی بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت اس میں نہ رہے تو اُسے تبدیلیٔ ماہیت قرار دیا جانا چاہئے۔ اور اگر نئی پیدا ہونے والی شئی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات برقرار رکھتی ہے، تو ہماری ناقص رائے میں امام اعظمؒ کے اصول کے مطابق اسے تبدیلی ماہیت نہیں کہنا چاہئے جبکہ صاحبین کے اصول کے مطابق اسے انقلاب ماہیت کہنے کی گنجائش موجود ہے، جیسا کہ جواب (۲) میں امام صاحب اور صاحبین کے یہاں تھوڑی سی حموضت کے ظہور سے بھی شراب سرکہ تسلیم کرلی جاتی ہے (دیکھئے: بدائع الصنائع ۴/۲۷۸، ۲۷۹)۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں مختلف نجس اشیاء کے درمیان فرق وعدم فرق کے سلسلے میں فقہاء کرام کے دو اقوال ملتے ہیں:

۱۔نجس العین، قلب ماہیت کی بناپر طہارت کا حکم حاصل کرلیتا ہے، یہ قول حنفیہ، مالکیہ اور امام احمد سے بھی یہی ایک روایت ہے (دیکھئے: موسوعہ فقہیہ کویتیہ ۱۰/۲۷۸، ۲۷۹)۔

اعیان نجسہ کے اندر انقلاب ماہیت کے نتیجہ میں حصول طہارت کا مسئلہ حنفیہ میں سے

امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے جبکہ امام ابو یوسف عدم طہارت کے قائل ہیں۔ حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی میں ہے:"(والاستحالة تطهر الأعيان النجسة) وهو قول محمد ورواية عن الإمام و عليه أكثر المشائخ وهو المختار فى الفتوىٰ وقال أبويوسف: لا تكون مطهرة لأن الباقى أجزاء النجاسة" (مراقی ۱/۷۰)۔

شافعیہ اور حنابلہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ نجس العین قلب ماہیت کی بنا پر پاک نہیں ہوا کرتا (دیکھئے: الموسوعہ ۱۰/ ۲۷۸)۔

ان حضرات نے مذکورہ بالا حکم سے شراب کو مستثنیٰ رکھا ہے، کیونکہ شراب جب خود بخود سرکہ بن جائے تو اس کی پاکی مجمع علیہ ہے، لیکن شراب اگر کسی خارجی فعل کے سبب سرکہ بن جاتی ہے تو اس صورت میں بھی وہ غیر طاہر ہی ہوگی۔

انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں طہارت کے قائلین کے یہاں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان اور اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ کفایت المفتی میں ہے:" انقلاب ماہیت سے پاک ہوجانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے مشک بن جانے سے پاک ہوتا ہے، خود خنزیر کا انقلاب حقیقت سے پاک ہوجانا بھی ثابت ہے" (کفایت المفتی ۲/۲۸۱)۔

۵- انقلاب ماہیت مختلف صورتوں میں ہوا کرتا ہے، کبھی احتراق کے ذریعہ ہوتا ہے اور کبھی تخلیل کے ذریعہ اور کبھی کسی شئی نجس کے کسی طاہر کے ساتھ اختلاط کی بنا پر بھی ہوتا ہے (دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیہ)۔

البتہ شراب کی تخلیل جس سے اس کا قلب ماہیت ہوجایا کرتا ہے اس کی مختلف صورتیں ہوا کرتی ہیں، کبھی یہ شراب خود بخود سرکہ بن جاتی ہے، کبھی اس کے اندر دوسری چیز ڈال کر سرکہ بنایا جاتا ہے جیسے نمک، سرکہ، مچھلی یا گرم روٹی، پیاز اور شراب کے قریب آگ جلا کر بھی اس میں ترشی

پیدا کرلی جاتی ہے، ان مختلف اسباب کے تحت شراب، سرکہ بن جایا کرتی ہے، حنفیہ کے نزدیک اس کا پینا حلال ہے (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/ ۵۴۴)۔

۶- اگر کسی شئی سے کشید کر کے کوئی دوسری شئی حاصل کی جاتی ہے یعنی اس کا جوہر کشید کیا جاتا ہے تو حکم اُسی شئی کے تابع ہوگا جس سے وہ کشید کی گئی ہے، مثلاً نجس شئی سے کشید کی جانے والی شئی، نجس ہی ہوگی، مراقی الفلاح میں ہے: ''**والمستقطر من النجاسة نجس كالمسمىٰ بالعرقي حرام**'' (مراقی الفلاح/ ۱۰۹)، لہٰذا اگر کسی پاک خوشبو دار پتی یا پھول سے اس کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرلیا جائے تو وہ بھی پاک ہوگا۔

اور اگر گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا اس طرح پر ہو کہ نجاست کے سارے آثار اس گندے پانی سے بالکل دور ہوجائیں اور پانی بالکل صاف ستھرا اور مزے میں اصل پانی جیسا ہو کہ اصل پانی اور اس فلٹر شدہ پانی میں کوئی تمیز نہ کی جاسکے تو وہ پانی پاک ہوگا، سعودی فتاویٰ کی کتاب میں ایک سوال اسی قسم کے پانی کے بارے میں کیا گیا ہے تو وہاں کے علماء کی ایک کونسل کا متفقہ فیصلہ ویسا ہی ہے جو ہم نے بھی ذکر کیا (اس جواب کے لئے دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث والافتاء فتوی: ۴۴۳۱)۔

۷- دواؤں میں مختلف اجزاء وعناصر کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے، دوائیں سیال بھی ہوتی ہیں اور جامد بھی۔ فقہائے کرام ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے میں مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں، استہلاک عین کہتے ہیں، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں استہلاک کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے: ''**اصطلاحاً كما يفهم من عبارة بعض الفقهاء ... أو اختلاطهُ بغيرِه بصورة لا يمكن إفراده بالتصرف كاستهلاك السمن في الخبر**'' (۱۴۹/۴)۔

استہلاک عین کو قلب ماہیت نہیں قرار دیا جاسکتا، کیونکہ بصورت استہلاک، ماہیت کی

تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔

آج کل جن انگریزی دواؤں میں الکحل کا استعمال ہوتا ہے اگر وہ اصل شراب ہے یعنی اگر یہ الکحل شراب کی ان چار انواع سے حاصل کیا گیا ہے جن کی تحریم اور نجاست، منصوص بہ نص قطعی ہے اور وہ چار شراب یہ ہیں: طلاء، عصیر، سکر اور نقیع زبیب، تو یہ الکحل بھی حرام اور نجس ہوگا اور اس کا استعمال کسی بھی طرح جائز نہ ہوگا (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۴۳۷)۔

لیکن مفتی نظام الدین صاحب علیہ الرحمۃ اس کے آگے رقم طراز ہیں: ''آج کل عام طور سے جو الکحل دواؤں وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے، اصل شراب نہیں ہے، چونکہ یہ بہت ارزاں اور سستا ہوتا ہے جبکہ کسی شئی کا جوہر اور اصل تو اُس شئی کے مقابلہ میں کافی گراں ہوا کرتا ہے، مروجہ الکحل کا سستا ہونا یہ دلیل ہے کہ اس کی اصل، وہ قیمتی شراب نہیں جو حقیقی معنوں میں شراب ہوتی ہے، بلکہ اسے شکر قند اور آلو وغیرہ ایسی سستی چیزوں سے بناتے ہیں جن سے الکحل کافی سستا پڑتا ہے اور مقصد بھی اس الکحل کے دواؤں میں ڈالنے سے یہ ہوتا کہ دوائیں جلد خراب نہ ہوسکیں، نہ اس کا مقصد نشہ پیدا کرنا ہوتا ہے، اس لئے بھی اس نقی الکوحل کے ناپاک ہونے کا حکم نہ ہوگا اور اس کا استعمال بھی ممنوع نہ کہا جائے گا جب تک کہ اس میں نشہ نہ پیدا ہوجائے، اسی طرح جس کے نزدیک اصل الکحل کی ملاوٹ کا یقین ہوجائے اس کو بھی ان ملاوٹ والی چیزوں کا استعمال کرنا جائز نہ رہے گا'' (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۴۱۴)۔

مفتی صاحبؒ ایک دوسرے مقام پر اسی نقی الکحل کے بارے میں لکھتے ہیں: ''اور اگر کوئی بطور احتیاط استعمال نہ کرے تو اچھی بات ہوگی اور تقویٰ ہوگا۔ فتویٰ نہ ہوگا، انہی وجوہ سے اب انگریزی روشنائی کے استعمال کو منع نہیں کیا جاتا... اور نہ ہومیو پیتھک علاج کو حرام کہا جاتا ہے اور نہ ایلو پیتھک رقیق دواؤں کے استعمال سے منع کیا جاتا ہے اور نہ ایسے لیکوئیڈ سے ملے ہوئے عطریات کے استعمال سے منع کیا جاتا ہے اور نہ اس کی تجارت کو حرام کہا جاتا ہے، ہاں اگر ان میں

سے کسی چیز کے اندر خمور اربعہ کے الکحل کی آمیزش کا یقین ہوجائے یا کسی لکوئیڈ وغیرہ میں سڑ جانے وغیرہ سے نشہ پیدا ہوتو ہرگز اس چیز کا استعمال کرنا، بیع وشرا اور تجارت کرنا کچھ بھی جائز نہ رہے گا" (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۴۳۸)۔

۸- صابن عموماً چربی سے بنتے ہیں، یہ چربی خواہ مردار کی ہو یا خنزیر کی یا کتا کی، ان تمام صورتوں میں وہ صابن لائق استعمال رہتا ہے، کیونکہ متعدد کتب حنفیہ میں یہ صراحت موجود ہے کہ چربی سے صابن بن جانے پر اس میں انقلاب ماہیت ہوجاتا ہے۔

فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے: "**وعلی قول محمد فرعوا الحکم بطهارة صابون صنع من زیت نجس**" (۱/ ۱۷۶، نیز دیکھئے: مراقی الفلاح/ ۱۰۷، ردالمحتار ۱/ ۵۱۹)۔

اس سلسلہ میں مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کا فتوی بھی وہی ہے جو اوپر گذرا، وہ لکھتے ہیں:

"....ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا میتہ یا کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابن کے جواز میں تردد کیا جائے" (کفایت المفتی ۲/ ۲۸۲)۔

مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں اگر چربی ملائی جاتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے اور یہ ہڈیاں مردار خنزیر کی بھی ہوسکتی ہیں تو دریں صورت بسکٹ میں نجس چربی یا ٹوتھ پیسٹ میں نجس ہڈیوں کا پاؤڈر اگر فقط اختلاط کی صورت میں ہے تو اس بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں، جیسے کہ "**الخبز المعجون بالخمر**" کی تحریم میں شک نہیں، موسوعہ میں ہے: "**یکره تحریماً أکل الخبز المعجون بالخمر لوجود ذرات الخمر فیه**" (الموسوعہ الفقہیہ مادۃ اشربہ)۔

اور اگر بسکٹ میں نجس چربی یا ٹوتھ پیسٹ میں نجس ہڈیوں کا پاؤڈر فقط اختلاط کی حیثیت سے نہیں بلکہ ان میں قلب ماہیت ہوچکا ہو تو فقہ حنفی کی رو سے جواز کا فتوی ہونا چاہئے، لیکن سب سے اہم چیز اختلاط اور انقلاب کے فرق کو جاننے کا ہے کہ یہ نہایت ہی دقیق مسئلہ ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے، تو اس سلسلے میں یہ بات بالکل واضح اور نص قطعی سے ثابت ہے کہ دم مسفوح، نجس اور حرام ہے، خواہ وہ کسی بھی جانور کا ہو، ارشاد باری ہے:

"حرمت علیکم المیتة الدم و لحم الخنزیر و ما أهل لغیر الله به"

(مائدہ:۳)۔

اور اگر کیمیاوی عمل کے ذریعہ دم مسفوح کی ماہیت ہی بدل جائے تو فقہاء کرام کے لئے جواز کا قول کرنا کیا مشکل رہ جائے گا۔

۱۰- جلاٹین مختلف چیزوں سے حاصل کیا ہوا ایک Product ہے جو کہ جانوروں کی آنتوں، ہڈیوں کو ایک خاص شکل میں دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کبھی بھی اپنی اصل حالت میں واپس نہیں ہوتا، جلاٹین حاصل ہونے کے ذرائع عام طور سے جانوروں کی ہڈیاں اور کھالیں ہیں جس میں خنزیر کی کھال بھی شامل ہے۔

جلاٹین بنانے کے طریقے مختلف ہیں جیسا کہ ڈاکٹر اصغر علی صاحب (جامعہ ہمدرد نئی دہلی) کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔

صاحب احکام الاطعمہ جلاٹین کے بارے میں لکھتے ہیں: "مصدر الجیلاتین هو الکو لا جن الذی تحول بالمعالجة إلی الجیلاتین" یعنی جلاٹین کی اصل وہ کولاجن جسے مختلف تدابیر اختیار کر کے جلاٹین میں تبدیل کر لیا جاتا ہے، کولاجن (جو جلاٹین کا اصل روپ ہے) خنزیر سے حاصل ہوتا ہے، تاہم یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جلاٹین کی فیزیکل اور کیمکل خصوصیات اپنی اصل کولاجن سے مختلف ہوا کرتی ہیں (احکام الاطعمہ/۳۰۹)۔

ڈاکٹر اصغر علی صاحب کی تحریر ہو یا صاحب احکام الاطعمہ کی تصریحات، ان کی روشنی میں جلاٹین کے بارے میں تحقیقی طور پر ہمارے لئے حکم لگانا مشکل ہے کہ آیا اس میں جلد خنزیر کا

انقلاب ماہیت ہو چکا ہے یا نہیں۔

جلاٹین کی ذات اگر جلد خنزیر ہی ہے اور اس میں جو کچھ تبدیلیاں ہوتی ہیں وہ صرف وصف کی تبدیلی ہو تو اس صورت میں جلاٹین کی نجاست وحرمت میں کوئی کلام نہیں۔

اور اگر واقعۃً جلاٹین کی صورت میں جلد خنزیر اور عظم خنزیر کی حقیقت ایک دوسری حقیقت میں متبدل ہو چکی ہے جیسا کہ کانِ نمک میں گر کر خنزیر کا حال ہوتا ہے تو اس صورت میں حنفی مسلک کی روشنی میں عدم حرمت وعدم نجاست کا حکم لگے گا اور پھر اس کے استعمال میں کسی طرح کا کوئی کلام نہیں ہوگا۔ بحث کا خاتمہ مفتی محمد تقی عثمانی کے جواب سے کیا جارہا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت اور ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہوجائے گا، اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے اور جس چیز میں وہ عنصر شامل ہوگا وہ بھی حرام ہوگا (فقہی مقالات ۱/ ۵۵۲)۔

انقلاب ماہیت

ڈاکٹر مولانا سلطان احمد اصلاحی ☆

۱-معمولی تبدیلیوں کے باوجود جب تک کوئی چیز اپنی معروف خصوصیات کے ساتھ باقی رہتی رہے اور اس کی اپنے معروف نام سے شناخت ہوتی رہے، کہا جائے گا کہ وہ اپنی اصل حالت پر قائم ہے اور اس کا قلب ماہیت نہیں ہوا ہے۔

۲-کسی شئ کے اندر انقلاب ماہیت کے تحقق کے لئے بنیادی اور جوہری تبدیلی ضروری ہے، اس کے لحاظ سے اس کے رنگ، صورت اور کیفیت یعنی کہ اس کے مزہ، بو اور خاصیت ہر چیز بدل جانا ضروری ہے، اس کے بعد ہی اس کے اوپر انقلاب ماہیت کا اطلاق ہو سکے گا اور اس سے متعلق احکام اس پر مرتب ہو سکیں گے۔

۳-تبدیلی اگر اس درجہ کی ہے جس سے نام اور خاصیت تبدیل ہو جاتی ہے جیسے کہ نبیذ سے خمر اور شراب سے سرکہ تو اس پر تبدیلی ماہیت کا اطلاق ہو جائے گا، کچھ کیفیات اور خصوصیات کے برقرار رہنے سے اس میں فرق نہیں ہوگا جیسے کہ اوپر کی مثالوں میں ان کی برقراری سے ان کا الگ نام اور الگ حکم قائم ہو جاتا ہے۔

۴-اصولی طور پر انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں نجس اور غیر نجس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، ماہیت اقیاط اور روکی اور خلاف روکی کی بات الگ ہے، راکھ کنڈے کی ہو یا لکڑی کی جواز کی

☆ ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڈھ۔

حد تک دونوں کا حکم ایک ہی جیسا ہوگا۔

۵-فقیہ کی دلچسپی صرف اس سے ہے کہ کسی شی کی ماہیت تبدیل ہوجائے، یہ تبدیلی جس طریقے سے بھی ہو اس کے لئے سب کامیابی ہے، ترقی کے اس دور میں کیمیاوی، غیر کیمیاوی اس کے تحت نئے طریقے ہوسکتے ہیں، مفتی اور فقیہ کے لئے اس کی تفصیلات طے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۶- اس نمبر کی تمام مثالیں قلب ماہیت کے دائرہ میں آتی ہیں اور ان سب پر اس کا اطلاق ہوگا اور بدلی ہوئی صورت پر بدلے ہوئے احکام کا نفاذ ہوگا، کیمیاوی عمل سے گندے پانی کو صاف کردیا جائے تو وہ طاہر مطہر ہوگا، اور جواز کی حد تک اس کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔

۷-ہاں استہلاکِ عین قلب ماہیت کے حکم میں ہے، الکحل اس کی سب سے عام اور معروف مثال ہے، اس تبدیلی کے بعد اس کا حکم شراب سے مختلف ہوگا، جواز کی حد تک الکحل آمیز انگریزی دواؤں کے استعمال میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا ہے جب تک اس کا کوئی متبادل دریافت نہیں ہوتا ہے، یہ اضطرار کی کیفیت ہے، انقلاب ماہیت کی وجہ سے اس میں مزید اس وسعت کی راہ پیدا ہوتی ہے۔

۸- اس نمبر کی تمام مثالیں قلب ماہیت کے دائرے میں آتی ہیں، اور ایسے صابن، بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ کا استعمال جائز ہے، قرآن شریف میں حرمت صرف خنزیر کے گوشت کی ہے "ولحم الخنزیر" (مائدہ/۳ "أو لحم خنزیر فإنه رجس" سورہ انعام/۱۴۵، صاحب ہدایہ نے اس آیت کریمہ کے حوالہ سے "فإنه رجس" میں "ہ" ضمیر کے مرجع کو بجائے "لحم" کے "خنزیر" کی طرف راجع کرکے اس سے اس کے نجس العین ہونے کے نکتے کو ابھارا ہے لیکن حواشی میں اس کے برعکس رائے بھی دی گئی ہے کہ اس ضمیر کا مرجع "لحم" کو قرار دینا زیادہ مناسب اور مقصود سے قریب تر ہے "علی أن الخنزیر وإن کان قریباً لکن الحم مقصود بالذکر وعود الضمیر إلی المقصود أحق" اگرچہ اسی موقع پر خنزیر کے گوشت سے ہٹ کر

دباغت کے باوجود اس کی کھال کی نجاست کی صراحت ہے "کل إهاب دبغ فقد طهر ..... إلا جلد الخنزير" ہدایہ ۱/ ۲۴، ۲۵ رشیدیہ دہلی) اس کے بالوں کو بطور دھاگے کے استعمال کرنے کی گنجائش فقہ میں پہلے سے موجود ہے (ہدایہ ۱/ ۲۵ رشیدیہ دہلی، مجمع الانہر کے حوالہ سے امام محمدؒ کی رائے: "وشعر الميتة غير الخنزير إذ هو بجميع أجزائه نجس العين خلافا لمحمد في شعره" ہدایہ ۱/ ۲۵، بحوالہ بالا، اس موقع پر خنزیر کی ہڈی کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا ہے لیکن قیاس کہتا ہے کہ امام محمدؒ جب اس کے بال کی طہارت کے قائل ہیں تو ہڈی ان کے نزدیک بدرجہ اولی طاہر ہوگی)۔ جو حکم اس کے بال کا ہے وہی اس کی ہڈی کا ہے یا ہونا چاہئے، تو جب خنزیر کے ان اجزاء کا استعمال ان کی اپنی اصل صورت میں جائز ہے تو قلب ماہیت کی صورت میں بدرجہ اولی یہ جائز ہوگا، قلب ماہیت کے ذریعہ دوسرے مرداروں کی چربی کی طرح خنزیر کی چربی کا معاملہ بھی ان سے مختلف نہیں ہے، اس لئے ماہیت کی تبدیلی کے بعد محولہ مثالوں کے استعمال کے جواز میں کلام نہیں ہوسکتا ہے، لیکن امت مسلمہ اور عالم اسلام کے اندر اتنی سکت آگئی اور ان کے یہاں سائنس اور ٹکنالوجی کی اتنی ترقی ہوگئی ہے کہ وہ محرمات سے بچتے ہوئے حلال اور طیب اشیاء سے ضرورت کے استعمال کی ان چیزوں کو تیار کریں اور نہ صرف اپنے علاقوں اور ممالک میں بلکہ ہندوستان، چین اور امریکہ اور یوروپ جیسے ملکوں میں بھی ان حلال اور طیب چیزوں کو اتنی فراوانی سے دستیاب ہونی چاہئے کہ کم سے کم مسلمانوں کو صریح حرام نہ سہی پھر بھی مکروہ، خلاف احتیاط اور خلاف اولی چیزوں کے استعمال کی مجبوری نہ رہے، صابن، بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ جس میں سور کی چربی اور ہڈی کی آمیزش کی صراحت ہو، اس سے بچنا اولی ہے۔

۹- ماہیت کی تبدیلی کے بعد مذبوح جانوروں کا خون دواؤں میں استعمال ہوسکتا ہے، حلال جانوروں کے دوسرے اجزاء ہڈی، چمڑا، آنتیں وغیرہ مذبوح ہونے کی صورت میں جب انہیں اپنی اصل صورت میں استعمال کیا جاسکتا ہے تو بعد از قلب ماہیت ان کے استعمال میں کیا تردد ہوسکتا ہے، حلال جانوروں کے غیر مذبوح ہونے کی صورت میں ان کی ہڈی اور بعد از دباغت

یا قلب ماہیت ان کا چمڑا دواؤں میں استعمال ہوسکتا ہے، مذبوح جانوروں کو حلال نہ بھی ہو جب بھی قلب ماہیت کے بعد جواز کی حد تک دواؤں میں اس کے مختلف اجزاء کے استعمال میں کوئی تردد نہیں ہے، گو کہ یہ خلاف احتیاط ہو اور اس سے بچنا مناسب ہو، خنزیر کی صراحت کی صورت میں اس سے احتیاط مزید نہیں ہے۔

۱۰-جلاٹین (جناب ڈاکٹر اصغر علی صاحب کے مواد کی روشنی میں) استحالہ یا قلب ماہیت کی انتہائی ترقی یافتہ صورت ہے، اور بشمول اجزاء خنزیر اس کے استعمال کے جواز میں شبہ نہیں ہوسکتا ہے (جلاٹین کی صورت میں قلب ماہیت کے بعد اگرچہ خنزیر کی کھال کا استعمال جواز کے دائرے میں آجاتا ہے لیکن اوپر دباغت کے باوجود اس کے چمڑے کی نجاست کی صراحت کی صورت میں یہ کراہت سے خالی نہیں، اس لئے اس سے بچنا ہی اولی اور بہتر ہے)، لیکن مسلمان امت کو اب اس کا متبادل پیش کرنا چاہئے جس میں خنزیر وغیرہ کے محرمات سے بچا جاسکے، جیسا کہ اوپر نمبر ۸ کے تحت اس کی تفصیل کی گئی ہے، اس کی تبلیغ وتلقین میں علماء وفقہاء امت کے ساتھ امت داعیان کرام اور مصلحین وعمائدین کو بھی میدان میں آنا چاہئے۔

قلب ماہیت

مولانا مفتی شیر علی گجراتی ☆

استحالہ کی چند شکلیں بحوالہ عالمگیری:

۱-تخلل الخمر فی خابیة جدیدة طهرت بالاتفاق کذا فی القنیة۔

۲- الخبز الذی عجن فی الخمر لا یطهر بالغسل ویصب فیه الخل۔

لیکن درج ذیل صورتوں میں استحالہ شرعی نہ پائے جانے کی وجہ سے طہارت اور حلت کا حکم نہیں لگایا گیا۔

ناپاک تیل جس کو صابن بنالیا جائے وہ انقلاب عین کی وجہ سے مفتیٰ بہ قول کے مطابق پاک ہوجاتا ہے بعض مشائخ نے اسی پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا:

''وکذا فی الدبس المطبوخ إذا کان زبیبه، متنجسا، ولا سیما إن الفار یدخله فیبول ویبعر فیه وقد یموت فیه''۔

☆ استاذ حدیث دار العلوم فلاح دارین ترکیسر گجرات۔

انقلاب ماہیت وحقیقت

مفتی ذاکر حسین نعمانی ☆

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے زندہ رہنے کے لئے مختلف چیزیں پیدا کی ہیں جو چیزیں انسان کے لئے جسمانی اور روحانی لحاظ سے فائدے مند تھیں ان کا استعمال بطور غذا یا دوا کے جائز قرار دے دیا اور جو چیزیں انسانوں کے لئے جسمانی اور روحانی لحاظ سے مضر تھیں ان کے استعمال سے روک دیا، حرام کی دو قسمیں ہیں: جو فی نفسہ حرام ہیں جیسے خنزیر اور مردار وغیرہ ان کے استعمال میں جسم اور روح دونوں کا نقصان ہے، ایک وہ حرام ہے جو فی نفسہ حرام نہ ہو بلکہ ملک الغیر ہونے کی وجہ سے حرام ہو، مثلاً کسی کی مرغی بلا اجازت کھانا، اس میں اگر چہ جسم کا فائدہ ہے لیکن روح کا نقصان ہے۔

حلال اور جائز اشیاء کا استعمال

پھر ان حلال، پاک اور جائز اشیاء کا استعمال کبھی اپنی شکل میں ہوتا ہے، کبھی شکل بدل جاتی ہے، یہ تبدیلی کبھی کسی شئ کے اختلاط کی وجہ سے ہوتی ہے، اختلاط کبھی حلال اور حرام اشیاء کا ہوتا ہے اور کبھی پاک اشیاء کا، اختلاط سے کبھی اشیاء کی حقیقت بدل جاتی ہے کبھی نہیں بدلتی۔ اختلاط کی وجہ سے کبھی اشیاء و اجزاء مختلطہ کا نام بھی بدل جاتا ہے، کسی شئ کی حقیقت کبھی مصنوعی

☆ جامعہ عثمانیہ پشاور (پاکستان)۔

عمل سے بدلتی ہے۔جیسے انگور کے شیرہ سے شراب بنانا یا شراب سے سرکہ بنانا، کبھی فطری تبدیلی ہوتی ہے جیسے نطفہ سے مضغہ، علقہ اور انسان کا بننا ہے، نطفہ پلید ہے اور انسان پاک ہے۔پھلوں اور سبزیوں اور اناجوں کے کھیت کو کبھی گندے نالوں کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔فصلوں کو خوب بارآور کرنے کے لئے گوبر اور مینگنیوں کی کھاد ڈالی جاتی ہے پھر پانی سے سیراب کرتے ہیں، گندہ پانی یا کھاد تو پلید ہے، لیکن یہ پانی قدرتی طور پر فلٹر ہوکر صاف پانی ہر اگنے والے درخت کے ہر جز کا حصہ بنتا ہے۔

اناج، سبزی اور پھل میں گندگی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ضروری نہیں کہ ہر مصنوعی عمل سے کسی چیز میں تبدیلی آکر اس کی حقیقت بدل جائے۔فطری تبدلی پر قیاس صحیح نہیں، اس لئے کہ فطری تبدیلی میں اللہ کی قدرت استعمال ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ جس طرح نئی چیز پیدا کرنے پر قادر ہیں اسی طرح کسی شئی کی حقیقت کو بدل بھی سکتے ہیں۔مثلاً گوشت سے پتھر بنادیں۔لیکن مصنوعی طریقہ میں بندہ کی ہنرمندی کا دخل ہوتا ہے، بندہ صرف اسباب کو استعمال کرتا ہے، ان کے ذریعے کبھی کسی شئی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور کبھی نہیں بدلتی، بندہ کو کسی شئی کی حقیقت بالکل بدل دینے پر قدرت حاصل نہیں۔

اختلاطِ اشیاء اور اس کے حکم سے قبل یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ حرام اور پلید اشیاء کی تین قسمیں ہیں:

۱-کسی چیز کا بالذات پلید اور حرام ہونا اس کی پلیدی اور حرمت میں کسی خارجی شئی اور عمل کا دخل نہیں ہوتا۔اس میں ضروری نہیں کہ ذات کی پلیدی کی وجہ سے کچھ ایسے اوصاف بھی ہوں جن کی وجہ سے پلیدی کا حکم لگ جائے اگر وہ اوصاف نہ ہوں تو پلیدی اور حرمت کا حکم نہ لگے۔مثلاً خنزیر اور اس کا گوشت، مردار جانوں اور خنزیر کا گوشت اپنی ذات کے اعتبار سے پلید ہے، ان کے گوشت میں اوصاف کا اعتبار نہیں کہ رنگ، بو اور ذائقہ کا لحاظ رکھا جائے۔اگر قصائی

کے تخت پر، خنزیر، کتے، مردار اور حلال جانور کا گوشت رکھا جائے تو تخت پر پڑے ہوئے مختلف اقسام کے گوشت میں ناواقف آدمی فرق نہیں کرسکتا کہ کون سا گوشت حلال ہے کون سا حرام ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض بد بخت قسم کے قصائی لوگوں کے ہاتھ حرام اور مردار گوشت فروخت کر کے کھلاتے ہیں، کھاتے وقت ناواقف لوگ محسوس نہیں کرسکتے ہیں، یہ گوشت حرام ہے، البتہ جس شخص کو علم ہوگا وہ کہے گا کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے۔ یہ حرام ہے اور یہ حلال۔ حاصل یہ نکلا کہ بعض اشیاء جو ذات کے اعتبار سے پلید اور حرام ہوں ان کی حرمت کسی ٹیسٹ یا حواس خمسہ سے معلوم نہیں کی جاتی جب تک اس کو قطعی طریقہ سے معلوم نہ ہو کہ یہ خنزیر اور مردار کا گوشت ہے۔ اس قسم کی پلیدی اور حرمت اکثر جامد اور ٹھوس اشیاء میں ہوتی ہے۔

۲- دوسری قسم کی پلیدی اور حرام شئ سیال چیز ہے جس کو مائع (Ligued) کہتے ہیں۔ یعنی بہنے والی چیز، اس کی دو قسمیں ہیں: ذات (عین) اور اوصاف کے لحاظ سے پلید اور حرام۔ یہ سیال چیز بھی دراصل ذات اور عین کے لحاظ سے حرام ہوتی ہیں، لیکن اوصاف صرف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ فلاں حرام بہنے والی چیز ہے۔ یہ اوصاف جہاں پائے جائیں فوراً اس کا نام اور حکم سامنے آجاتا ہے مثلاً پیشاب سفید اور بھوسے (تبن) کے رنگ کی طرح ہوتا ہے اور انتہائی ناقابلِ برداشت گندی بدبو ہوتی ہے۔ ہر آدمی بدبو سونگھ کر جان لیتا ہے کہ پیشاب ہے، منی کا رنگ سفید ہوتا ہے، بو کیلے کی طرح ہوتی ہے۔ گاڑھا پن ہوتا ہے، خون سرخ ہوتا ہے اور ایک خاص قسم کی بو رکھتا ہے، پیپ زرد اور گاڑھی ہوتی ہے کبھی سفید ہوتی ہے، ان مذکورہ سیال پلیدیوں کے اپنے اپنے اوصاف ہیں جن کا احساس کر کے ہر شخص اس کو جان لیتا ہے کہ خون ہے پلید ہے، منی ہے پلید ہے اور پیشاب ہے پلید ہے۔

مذکورہ سیال مادے کسی خارجی عمل کی وجہ سے پلید نہیں ہوتے بلکہ اپنی فطرت اور پیدائش کے لحاظ سے پلید اور حرام ہیں۔

۳-سیال اشیاء کی دوسری قسم اور حرام کی تیسری قسم وہ ہے جو اپنی ذات ،فطرت اور پیدائش کے لحاظ سے حرام نہیں بلکہ کسی خارجی عمل، اختیاری یا غیر اختیاری کی وجہ سے اس میں کچھ اوصاف ایسے پیدہوجائیں جس کی وجہ سے اس پر پلیدی اور حرمت کا حکم لگ جاتا ہے، مثلاً شراب کی مختلف اقسام اور پلید پانی جو انگور، کھجور، شہد، شیرہ، جو، مکئی اور گنے سے بنائی جاتی ہے، یہ شراب اصل کے اعتبار سے پاک ہے مثلاً انگور، کھجور اور گنے کا شیرہ ان میں مصنوعی عمل کے ساتھ سکر کا وصف پیدا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان شرابوں کا استعمال حرام ہوجاتا ہے، اسی طرح پلید پانی اصل کے اعتبار سے طاہر اور مطہر ہے لیکن کبھی اس میں گندگی گر جاتی ہے یا ملائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ پانی پلید ہو جاتا ہے۔گندگی ملنے سے کبھی تو پانی کے اوصاف ، رنگ، بو اور ذائقہ بدل جاتے ہیں ۔جیسے تھوڑے پانی میں زیادہ خون ملایا جائے یا گٹر کا پیشاب، پاخانہ، کبھی پلیدی کی ملاوٹ سے پانی کے اوصاف نہیں بدلتے ،لیکن پانی اپنی قلت کی وجہ سے اس گندگی کا تحمل نہیں کرسکتا ہے اور پلید ہوجاتا ہے۔مثلاً ایک گھڑا پانی میں چند قطرے پیشاب کے ڈال دینے سے گھڑے کا پانی پلید ہوجائے گا۔ حالانکہ پانی کی حرمت اور پلیدی معلوم کرنے کے لئے قطعی علم یا کسی خبر دینے والے کی ضرورت ہے ورنہ ناواقف آدمی اس پلید پانی کی حرمت معلوم نہیں کرسکتا۔

اور اگر پانی کثیر ہے تو گندگی ملنے سے پلید نہیں ہوتا جب تک گندگی کا اثر جاری پانی میں ظاہر نہ ہو، اس وجہ سے شہروں میں بہنے والے تمام گندے نالوں کا پانی پلید ہے کیونکہ ان پانیوں میں گندگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اگر پانی میں ملنے والی کوئی پاک ٹھوس چیز ہے جیسے صابن اور زعفران وغیرہ تو اس طرح پانی پلید نہیں ہوتا، البتہ وضو کے جواز کے لئے پانی کی طبیعت (رقت اور سیلان) کا بقاء ضروری ہے۔

اگر پانی کی طبیعت یعنی رقت اور سیلان باقی نہیں رہا تو اس ملاوٹ والے پانی سے وضو

جائز نہیں۔ اور اگر پانی میں ملنے والا مائع ایسا ہے جس کا کوئی وصف نہیں جیسے عرق گلاب جس کی کوئی خوشبو باقی نہ رہی ہو تو اس میں غلبہ کا اعتبار ہوگا بہ لحاظ وزن کے۔ صاف پانی کے ساتھ ماء مستعمل مل جائے تو پھر بھی اس کا یہی حکم ہوگا، مثلاً ایک کلو صاف پانی ہے اور اس کے ساتھ آدھا کلو ماء مستعمل ملا دیا جائے تو اس پانی کے ساتھ وضو نا جائز ہے۔ اگر کوئی دو وصف والا مائع مثلاً دودھ پانی کے ساتھ مل جائے اور اس کا کوئی ایک وصف پانی میں ظاہر ہو جائے تو اس پانی سے وضو جائز نہیں اور نہ دودھ والے پانی کو کوئی پانی کہتا ہے۔ مثلاً دودھ کی سفیدی پانی میں آجائے، دودھ میں مزہ اور رنگ ہوتا ہے مگر بو اس میں بہت ہلکی نہ ہونے کی برابر ہوتی ہے اور اگر بہنے والی شی کے تین اوصاف میں دو وصف پانی میں ظاہر ہو گئے تو پانی سے وضو جائز نہ ہوگا۔ جیسا کہ سرکہ۔

تشریح بالا سے چند چیزوں کا حکم معلوم کرنا آسان ہے، مثلاً شوربا اور یخنی، گائے، بھینس یا مرغی کے گوشت میں پانی ڈال کر ابالیں تو اس پانی میں گوشت کا رنگ اور ذائقہ آجائے گا، اور اس پانی کا نام اب شوربا اور یخنی ہے، اب یہ شوربا مطلق پانی نہیں بلکہ مقید پانی ہے، لہذا اس شوربے کے ساتھ وضو جائز نہیں اگر چہ اس میں پانی کے اجزاء وافر مقدار میں موجود ہیں۔

وہ پلید مائع جو کسی معنوی وصف کی وجہ سے پلید ہو تو اس میں تبدیلی آسان ہوتی ہے مثلاً شراب میں اصلی اور فطری پلیدی نہیں ہوتی بلکہ خارجی عمل کی وجہ سے اس میں معنوی وصف سکر پیدا ہو جاتا ہے۔ شراب کے استعمال سے اس وصف کی وجہ سے انسان مدہوش ہو جاتا ہے۔ لیکن شراب کو سرکہ میں تبدیل کرنا بڑا آسان ہے۔ شراب میں نمک ڈال دیں تو معنوی وصف سکر ختم ہو کر یہی حرام شراب جائز سرکہ میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس لئے کہ شراب سے حرمت کا وصف بالکل ختم ہو گیا ہے اور شراب کا سرکہ میں تبدیل ہونا حقیقی تبدیلی ہے۔ شوربے کے ساتھ وضو نا جائز ہے لیکن اگر اس میں پانی ملاتے جائیں یہاں تک کہ یہ شوربے کے اثرات ختم ہو جائیں اور پانی کے اوصاف نمایاں ہو جائیں تو یہ شوربے میں تبدیلی ہوگی۔ اب اس کے ساتھ وضو جائز ہوگا۔

اگر گندے پانی کو مشین کے ذریعہ فلٹر کیا جائے اور پانی قلیل نہ ہو بلکہ کثیر یا اس کے حکم میں ہو یعنی دہ دردہ ہو اور کشیدگی کے عمل سے گندگی کے اثرات ختم ہو جائیں تو پانی پاک ہو جائے گا۔

جاری پانی اس وقت پلید ہوتا ہے جب اس میں گندگی کے آثار ہوں جیسے کہ نور الایضاح میں ہے: "أو جارياً وظهر فيه أثرها" یعنی جاری جانی میں گندگی کا اثر ظاہر ہو جائے تو پلید ہے۔ "والأثر طعم أو لون أو ريح" پانی میں اگر گندگی کے تین اوصاف (مزہ، رنگ اور بو) میں سے کوئی ایک اثر بھی ظاہر ہو جائے تو پانی اگر چہ کثیر ہو پلید ہوگا، لہذا وہ گندہ پانی جو کثیر ہو اس کو فلٹر کرنے میں ضروری ہے کہ گندگی کے اثرات ثلاثہ ختم ہو جائیں۔

استہلاک عین

اختلاط اشیاء میں ضروری نہیں کہ استہلاک عین ہو۔ اگر چہ اشیاء مختلطہ کا نام بدل جائے، استہلاک عین تو اس وقت ہوگا جب اشیاء مختلطہ کے اثرات کسی طرح بالکل ختم ہو جائیں۔

دودھ، پتی، شکر اور پانی ملا کر ابالیں تو اس کو چائے کہتے ہیں اور تسمیۃ الکل باسم الجزء ہے، دودھ کی مقدار زیادہ ہو تو دودھ پتی کہتے ہیں، چائے میں دودھ، پتی اور شکر کے اثرات مکمل طور پر محسوس ہوتے ہیں، صرف پانی کے اوصاف بدل جاتے ہیں، ورنہ پانی کے اجزاء بھی موجود ہوتے ہیں لیکن محسوس نہیں ہوتے۔

شراب اور نمک ملائیں تو نام بدل کر سرکہ پڑ جائے گا۔ اور شراب کا وصف سکر ختم ہو کر شراب کا استہلاک عین ہوگا کیونکہ شراب کے اسکاری اثرات بھی ختم ہو گئے اور نام بھی بدل گیا۔ یہ استہلاک عین اور حقیقتا تبدیلی ہے، پانی میں اتنا دودھ ملائیں کہ پانی کے اوصاف باقی نہ رہیں۔ پانی کا نام بھی بدل گیا اور اوصاف بھی نہ رہے یہ پانی استہلاک اور حقیقت کی تبدیلی ہے اگر چہ پانی کے اجزاء موجود ہیں۔ گدھا نمک کی کان میں ہلاک ہو جائے اور گل سڑ کر بالکل فنا ہو

جائے تو استہلاک عین ہے۔

نمک کی کان میں گدھے کے اجزاء بالکل باقی نہیں رہتے، نمک کا غلبہ اور اثرات ایسے ہیں کہ گدھے کے اجزاء کے اثرات بالکل محسوس نہیں ہوتے، بڑی کان میں ایک گدھا کیا بے شمار حلال اور حرام جانوں مرکر گل سڑ جاتے ہیں۔ گدھے کی مثال تو اس لئے دی ہے کہ گدھے پر نمک کے ڈلے لاد کر لائے جاتے ہیں گدھا نمک کی بڑی کان کو پلید نہیں کرسکتا۔ جس طرح تھوڑی گندگی جاری پانی کو پلید نہیں کرسکتی۔ رہی الکحل ملی دوائیاں تو ان میں شراب اور دیگر ادویات کے اجزاء شامل ہوتے ہیں، ان اجزاء کے اختلاط سے استہلاک عین نہیں ہوتا، بلکہ دوا تو اس لئے بنائی جاتی ہے کہ ہر جز کا اثر موجود ہو اور وہ مریض کے بدن میں داخل ہوکر اپنا اثر دکھائے۔ شراب اس لئے ملائی جاتی ہے کہ دوا دیر پا رہے، جلدی زہریلے اثرات پیدا نہ ہوں، جلدی خراب نہ ہوں۔ الکحل کا اثر ختم نہیں ہوتا بلکہ الکحل ان اجزاء کے اثرات کو باقی رکھنے کیلئے خود باقی ہے۔ میری تحقیق کے مطابق ان دواؤں میں انگور اور کھجور کی شراب نہیں ملائی جاتی بلکہ دیگر اشیاء سے بنی ہوئی شراب ہوتی ہے خاص کر گنے کی شراب۔

اگر یہ الکحل انگور اور شراب اور کھجور سے بنائی گئی ہو تو ایسی شراب کا استعمال اتنی مقدار میں جائز ہے کہ نشہ پیدا نہ کرے اور اگر ادویات کی الکحل انگور اور شراب کی ہے تو صرف ضرورت کے تحت بطور دوا اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔

ابن نجیم فرماتے ہیں: "**الاستشفاء بالحرام یجوز إذا علم أن فیه شفاء ولم یعلم دواء آخر**" (البحر الرائق ۱/ ۱۶۰)۔

بعض ٹھوس چیزوں کے اختلاط کے بعد ضروری نہیں کہ قلبِ ماہیت ہو بلکہ اختلاط ہوتا ہی اس لئے ہے کہ ان کے اثرات باقی ہوتے ہیں جیسے صابن، بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے بنانے میں چربی استعمال ہوتی ہے، چربی کبھی حلال جانور اور کبھی مردار اور خنزیر کی ہوتی ہے۔

حرام اور مردار جانوں کی چربی بھی حرام ہے، بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ اور صابن میں ان کا استعمال جائز نہیں۔ ان اشیاء کا استعمال نہ تداوی ہے اور نہ مجبوری ہے بلکہ صرف سینہ زوری ہے، البتہ حرام اور مردار جانوروں کی ہڈی، سینگ، بال اور دباغت شدہ کھال کا استعمال کسی بھی شکل میں جائز ہے مثلاً مردار اونٹ یا بھیڑ بکریوں کے بالوں سے اون تیار کر کے پھر سویٹر بنایا جائے تو اس سویٹر کا استعمال جائز ہے، کھال کا بوٹ اور جوتا جائز ہے اور ان کی ہڈی کی تمام مصنوعات جائز ہیں، لیکن خنزیر کا ہر جزء حرام ہے اس کا استعمال کسی طرح بھی جائز نہیں۔

جلاٹین

کھال اور ہڈی کا پاؤڈر بنایا جاتا ہے، پھر بسکٹ، ٹافی اور آئس کریم میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اشیاء کے سیال مادہ میں گاڑھاپن اور جماؤ پیدا کرنے کے لئے اس پاؤڈر کا استعمال ہوتا ہے اور لذت بھی بڑھاتے ہیں، یہ پاؤڈر کبھی مردار، حرام اور خنزیر کی کھال اور ہڈی کا ہوتا ہے، کبھی حلال جانور کی کھال اور ہڈی کا۔ کھال اور ہڈی کا پاؤڈر بنانے سے ان کی حقیقت نہیں بدلتی۔ حقیقت اور اثر باقی رہتا ہے، اس لئے تو ان کی ملاوٹ کی جاتی ہے۔ ورنہ سیال مادہ میں جماؤ اور لذت کہاں سے آئے گی، صرف کھال اور ہڈی کی شکل بدل گئی ہے۔ اگر یہ پاؤڈر مردار اور حلال جانوں کا ہے تو جلاٹین کا استعمال جائز ہے اور اگر خنزیر کا ہے تو استعمال حرام ہے۔ قلب ماہیت تو اس وقت ہوگی جب جلاٹین کے ساتھ دیگر چیزوں کا وافر مقدار میں اختلاط ہو کہ جلاٹین کے اثرات ختم ہو جائیں۔ جیسے نمک کی کان میں گدھا گل سڑ کر بالکل نسیاً منسیاً ہو جاتا ہے۔

انقلاب ماہیت

مولانا محمد ظفر عالم ندوی ☆

شریعتِ اسلامی کی مجملہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت و امتیاز یہ بھی ہے کہ اس نے "یحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث" کا واضح اصول مرتب کیا ہے، جب تک کوئی چیز خباثت میں سے ہے وہ رکس اور رجس ہے، شریعت نے اس کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ دوسری طیبات اور حلال اشیاء میں ان سے کفایت کا سامان رکھا ہے، اگر کوئی چیز نجس اور ناپاک ہے تو فطرت سلیم اور صحیح عقل بھی اس سے دور رہنے کا تقاضہ کرتی ہے، مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اس بارے میں بڑے نکتہ کی بات کہی ہے جس سے شریعت اسلامی کا مزاج واضح ہو جاتا ہے، فرماتے ہیں: "واعلم أن فی الحدیث بابا لا یوجد فی الفقه وهو أن الشارع إذا يحكم على شئ بالنجاسة لا يحب المعاملة معه والملابسة به و يأمر الاجتناب و التحرز عنه .....وإذا حكم على شئ بكونه نجسا أمر بالتحرز عنه ونهىٰ عن قربانه فعلم أن الإجتناب والتحرز من لوازم النجس والرجس" (فیض الباری ۱/ ۲۷۱)۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ نجاست کے نجاست ہوتے ہوئے، خباثت کے خباثت رہتے ہوئے، اس کا استعمال تو درکنار اس کے قریب جانا بھی نہ شریعت کی رو سے درست ہے،

☆ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

اور نہ عقل کی رو سے، اور نہ ہی فطرت کی رو سے، ہاں اگر نجاست ختم ہوجاتی ہے تو پھر اس کا حکم ممانعت مرتفع ہوجاتا ہے، اسی نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے فقہاء نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے، جس کو ہم یہاں مختصراً ذکر کررہے ہیں، نجاستوں کے دور کرنے کے جو طریقے فقہاء نے بیان کئے ہیں ان میں ایک طریقہ ''انقلاب ماہیت'' تحویل عین یا ''استحالہ'' کا بھی ہے، فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے بلکہ اس کی بنیاد پر بہت سارے فقہی جزئیات بھی قائم کئے ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جارہا ہے: ''إزالة النجاسات تكون تارة بالإزالة كالغسل بالماء و تارة بالإحالة كالخمر إذا صار خلاً ...'' (الذخیرۃ للقرافی ۱/ ۱۶۷، نیز دیکھئے: الفروق للقرافی ۱/۱۱۱، الدر المختور فی القواعد ۱/ ۲۶۸)۔

موسوعہ فقہیہ میں ہے: '' الاستحالة قد تكون بمعنى التحول كاستحالة الأعيان النجسة من العذرة والخنزير و تحويلها عن أعيانها و تغير أو صافها'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰/ ۲۷۸، ابن عابدین ۱/ ۱۰۹، الدسوقی ۱/ ۵۲، ۵۳، المغنی ۱/ ۴۷)، رد المحتار میں ہے: ''الاستحالة إلى الطيبة، وهي من المطهرات عندنا'' (رد المحتار ۱/ ۱۴۰، نیز دیکھئے: مجمع الانہر ۱/ ۵۱، الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/ ۴۶)۔

فقہاء کی مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ تحویل عین یا انقلاب ماہیت سے ازالہ نجاست کا تحقق ہوتا ہے، بلکہ اس قاعدے کا اثبات ہوتا ہے، '' إن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰/ ۲۷۸، اصطلاح: ''تحول'')۔

مذکورہ بالا بنیادی باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اب ہم سوالنامہ کے جوابات ذیل میں بالترتیب درج کررہے ہیں:

۱- پہلا سوال ہے کہ کسی بھی شئ کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شئ کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلی ہے، اگر چہ اس میں مختلف قسم کے دیگر تغیرات

ہوئے ہوں؟

اس بارے میں متعین طور پر اشیاء کے عناصر متعین کرنا مشکل ہے، البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ سابق حقیقت بالکل ختم ہو جائے اور دوسری حقیقت وجود میں آجائے تو حقیقت و ماہیت کا بدلا جانا کہا جائے گا، ورنہ محض تغیرات سے ماہیت وحقیقت کا بدلنا نہیں کہا جائے گا، مفتی نظام الدین صاحب نے اس ذیل میں فرمایا ہے: قلبِ ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت یا ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام، نہ اس کی صورت وکیفیت، نہ اس کے خواص وآثار وامتیازات باقی رہیں، بلکہ چیز نئی بن جائے، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے، اثرات وعلامات بھی دوسری، امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں (منتخبات نظام الفتاوی ۱/۲۶، ۲۷)۔

۲- دوسرا سوال جس میں یہ کہا گیا ہے کہ انقلابِ ماہیت کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کے لئے کسی شئ کا کس حد تک بدلنا مطلوب ہے، کیا شئ کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک کا بدلنا ضروری ہے یا بعض کا کافی ہے؟ اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شئ کے بنیادی عناصر بدل جانے ہی سے انقلابِ ماہیت اور تحویلِ عین کا اطلاق ہوگا، بالفاظ دیگر شئ کی سابق حقیقت ختم ہو جائے اور دوسری حقیقت وجود میں آجائے تب انقلابِ ماہیت کہلائے گا۔

اس بارے میں مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ نے اپنی کتاب نظام الفتاویٰ میں بڑی اچھی تشریح کی ہے، میں مسئلہ کی وضاحت کے لئے انہی کی عبارت کو نقل کر رہا ہوں، مولانا مرحوم فرماتے ہیں: ''قلب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت یا ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام، نہ اس کی صورت وکیفیت...'' (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/۲۶، ۲۷)۔

مولانا موصوف کی مذکورہ بالا عبارت سے بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے، اس

لئے اس میں زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳-شئ کے جوہری عناصر ختم ہوجانے ،نام بدل جانے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیل آجانے کے بعد جو دوصورتیں ہوسکتی ہیں ان میں انقلاب ماہیت کا اطلاق اسی صورت پر ہوگا جس میں سابق شئ کا کوئی اثر اور خاصیت وعلامت باقی نہ رہے۔

رہی دوسری صورت جس میں کہ نئی پیدا ہونے والی شئ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہے اس پر انقلاب ماہیت کا اطلاق نہیں ہوگا اور نہ کوئی نیا حکم لگایا جائے گا۔

۴- اشیاء کے نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان بعض فقہاء کی تصریحات سے فرق معلوم ہوتا ہے، دونوں کے اجزاء یکساں نہیں ہیں، بلکہ فرق ضرور ہے، آگے جواب نمبر ۶ کی تفصیلات سے اس کی وضاحت ہوجاتی ہے۔

۵-قلبِ ماہیت کے اسباب تو بہت ہوسکتے ہیں، جن کو علم کیمیاء کے ماہرین زیادہ بتاسکتے ہیں، لیکن میرے ناقص خیال میں اس بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ کن اسباب کو استعمال کیا جائے کہ ماہیت بدل جائے، کیونکہ اولاً تو حرام اشیاء کی ماہیت بدل کر حلال بنانے کا جذبہ ہی بہتر نہیں ہے، صحیح روایت میں یہ موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہم لوگ خمر کا سرکہ بنائیں تو آپ ﷺ نے منع فرمایا، اس روایت کی تخریج امام مسلم اور ترمذی دونوں نے کی ہے، ترمذی نے اس کو صحیح حسن قرار دیا ہے، ان کے علاوہ امام احمد اور دار قطنی نے بھی اس کو نقل کیا ہے (فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام ۱/ ۳۰، باب ازالۃ النجاسات)۔

مذکورہ بالا روایت کی روشنی میں یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ حرام اشیاء کی ماہیت بدل کر حلال بنانے کے اسباب تلاش کرنا شریعت اسلامی میں کوئی مستحسن کام نہیں، ہاں اگر کوئی شئ خود بخود بدل جائے اور اس میں قصد وارادہ کو کوئی دخل نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بالقصد

ماہیت بدلنے کی کوشش کرنا اور اس کے اسباب تلاش کرنا شریعت اسلامی کی روح سے میل نہیں کھاتا، اگر چہ اس کو ناجائز مقرر دیا جاسکتا، لیکن کم از کم بہتر نہیں ہے۔

۶- سوال نامہ میں سوال نمبر ۶ کا تعلق کسی چیز کو فلٹر یا کشید کرنے سے ہے، اس جدید طریقہ سے صفائی ضرور حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر واضح رہنا چاہئے کہ اگر یہ عمل کسی پاک چیز میں ناپاکی مل جانے کے بعد اس کو صاف کرنے کے لئے کیا جارہا ہے، مثلاً مائعات کو صاف کرنے کے لئے کیا جارہا ہے، تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے جیسا کہ شیخ عبدالرحمٰن الجزیری کی درج ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے: " أما المائعات المتنجّسة كالزيت والسمن فإنها تطهّر بصب الماء عليها و رفعه عنها ثلاثاً، أو توضع في إناء مثقوب ثم يصب عليه الماء فيعلو الدهن و يحرّكه ثم يفتح الثقب إلى أن يذهب الماء و هذا إذا كان مائعاً" (الفقہ علی المذاہب الأربعہ ۱/ ۲۳)۔

اور اگر کسی نجس العین مثلاً پیشاب وغیرہ کو فلٹر کیا جائے اور اس عمل کے ذریعہ اس کے گندے اجزاء کو دور کیا جائے تو صاف ہونے کے بعد بھی جائز نہیں، اسی طرح حرام ہے جس طرح پہلے تھا، کیوں کہ نجس العین بجمیع اجزاء نجس ہوتا ہے، کچھ اجزاء کو نکالنے سے وہ پاک نہیں ہوگا، اس مسئلہ کے لئے مفتی مولانا نظام الدینؒ کا فتوی ملاحظہ ہو (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۴۶)۔

یہی حکم تمام نجس العین اشیاء کا ہوگا، جانوروں میں مأکول وغیر مأکول کے درمیان جو اختلاف ہے وہ یہاں بھی باقی رہے گا، کیوں کہ اس عمل کے ذریعہ قلبِ ماہیت نہیں پائی جاتی ہے، اور نہ یہ عمل قلبِ ماہیت واستحالہ کے ذیل میں آتا ہے۔

۷- سوال یہ ہے کہ وہ دوائیں جن میں الکحل ملا ہوا ہوتا ہے ان کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح اگر پاک اشیاء میں کوئی حرام چیز ملی ہوئی ہو مثلاً شراب وغیرہ مل جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور یہ قلبِ ماہیت ہے یا نہیں؟ جہاں تک الکحل وغیرہ ملی ہوئی دواؤں کا تعلق ہے تو اس کے لئے

چوں کہ ایک ضرورت ہے اور پھر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک گنجائش ہے کہ انگور اور کھجور سے بنی ہوئی شراب کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب بطور دواء یا حصول طاقت کے لئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس سے سکر نہ ہو، معلوم ہوا کہ دواؤں میں اگر ان دو چیزوں کے علاوہ کوئی اور الکحل ملا ہوا ہو تو امام صاحب کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے ضرورت کی وجہ سے جائز ہے، مگر پھر بھی یہ جواز بطور فتوے کے اور اجتناب بطور تقوے کے ہوگا۔

دوسری طرف یہ کہ دواؤں میں جو الکحل ہوتا ہے اس کی اکثر مقدار کھجور اور انگور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ اور جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے، اور جب یہ چیزیں ایک ساتھ مل کر غیر متمیز ہو جاتی ہیں تو اگرچہ قلبِ ماہیت نہیں ہے، مگر ''الخلط استہلاک'' کے مطابق اس پر سابق حکم باقی نہیں رہے گا۔

۸، ۹- جانوروں کی چربی، یا ان کا خون یا ہڈیوں کا پاؤڈر کسی چیز میں ملا کر استعمال کرنا یہ قلبِ ماہیت نہیں ہے، کیونکہ سابق عناصر نے اپنی حقیقت نہیں بدلی، بلکہ صرف خلط پایا گیا، اور خلط قلبِ ماہیت میں نہیں داخل ہوتا ہے، قلبِ ماہیت کے لئے تغیر عین وتغیر اوصاف دونوں ضروری ہیں، جہاں تک جانوروں کے اجزاء کے استعمال کی بات ہے تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے:

۱- اگر جانور ماٴکول ہے اور شرعی طریقہ سے ذبح کا گیا ہے تو اس کے ان اجزاء کے علاوہ جن کا کھانا درست نہیں دوسرے تمام اجزاء سے انتفاع، اس کا خارجی استعمال (مرہم، صابن وغیرہ کی شکل میں لگانا) اور داخلی استعمال (کھانے میں استعمال) دونوں طرح جائز ہے۔

۲- اگر غیر ماٴکول اللحم نجس العین نہ ہو مگر شرعی طریقہ سے مذبوحہ ہو تو صرف خارجی استعمال جائز ہوگا، داخلی نہیں۔

۳- اگر شرعی طریقہ سے مذبوحہ نہ ہو (میتہ ہو) اس کا استعمال خواہ خارجی ہو یا داخلی

جائز نہیں۔

۴-اگر نجس العین ہے تو اس کا استعمال صرف اضطراری صورت میں ہے (جب کہ اس کے علاوہ کوئی علاج نہ ہو) اس کا استعمال جائز ہے۔

جہاں تک خون کے دواؤں میں استعمال کی بات ہے تو چوں کہ خون (دم مسفوح) نجس العین بہ نجاست غلیظہ ہے اس کا استعمال کسی طرح بھی جائز نہیں ہے اور چونکہ اس دواء کے اندر اس کے اجزاء ہیں، اس لئے وہ جائز نہیں، بلکہ اس سے اجتناب ضروری ہے، اس کی نظیر وہ جزئیہ ہے جس میں فقہاء نے شراب ملا ہوا پانی ناجائز قرار دیا ہے: " **یحرم بالاتفاق شرب الماء المزوج بالخمر لمافیه من ذرات الخمر و یعزر الشارب و یجب الحد إن کان الخمر أکثر من الماء**" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/۵۳۷)۔

اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی مغلوبیت یا غیر مغلوبیت بالفاظ دیگر خمر کی قلت وکثرت کا بھی اعتبار نہیں، اسی طرح وہ ادویہ جن میں خون ملا ہوا ہے وہ جائز نہیں، الا یہ کہ اضطراری حالت ہو۔

۱۰-دسواں سوال جلاٹین سے متعلق ہے، اس کے اندر یہ ہوتا ہے کہ کسی جانور کا چمڑا یا ہڈی بشمول خنزیر، مردار وذبیحہ کے امتیاز کے بغیر صاف کر کے اس کو گلا کر کھانے کی چیزیں تیار کرتے ہیں، اس سلسلہ میں مولانا تقی عثمانی کا ایک فتویٰ شائع ہو چکا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی ماہیت وحقیقت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہے، تو اس صورت میں اس کی نجاست کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی، تو پھر وہ عنصر نجس وحرام ہے، جس چیز میں یہ شامل ہوگا وہ بھی حرام ہوگی (فقہی مقالات ۱/۲۵۵، از مولانا تقی عثمانی)۔

لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ انقلاب ماہیت نہیں ہوتا، کیونکہ ایسی شکل میں چمڑے کی حقیقت معدوم نہیں ہوتی، بلکہ اس کی شکل بدل جاتی ہے، اس کے جوہری

عناصر ختم نہیں ہوتے ، اس سلسلہ میں درمختار کا یہ جزئیہ قابلِ توجہ ہے:''ویرفع الحدیث بما ینعقد به ملح لا بماء حاصل بذوبان ملح لبقاء الأول علی طبیعته الأصلیه و انقلاب الثانی إلی طبیعته الملحیة'' (الدرالمختار علی ردالمحتار ۱/ ۱۴۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ نمک اگر پگھل کر پانی بن جاتا ہے تو اگر چہ اس کی شکل بدل گئی مگر جوہری عناصر نہ بدلنے کی وجہ سے اس کا سابق حکم باقی رہا، اسی طرح یہاں بھی کہ چمڑے پر دباغت کا عمل کرنے کے بعد بس اس کی شکل کو بدل کر گلا دیا ہے، لیکن جوہری عناصر نہیں بدلے ہیں۔

اور یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ دباغت کے ذریعہ سے اگر چہ احناف کے نزدیک پاکی حاصل ہوجاتی ہے، مگر اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

''ومتی طهر فقد صحّ استعماله فی الصلاة و غیرها إلا أکله فإنه یمتنع'' (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/ ۴۶، کتاب الطہارۃ فی ماتزال بہ النجاسۃ)۔

اور ظاہر ہے جب جلاٹین کے مسئلہ میں قلبِ ماہیت نہیں ہوا، مزید یہ کہ دباغت کی پاکی کے بعد اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہوا، تو پھر جن اشیاء میں اس کو ملایا جائے گا ان اشیاء کا استعمال بھی درست نہیں ہوگا، خواہ اس کو اعلیٰ قسم کے بسکٹ و آئس کریم میں ملایا گیا ہو۔

مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے لکھا ہے: بسکٹ و نان پاؤ جس کے خمیر میں تاڑی مخلوط ہو اس کا کھانا ناجائز ہوگا، مثل خمیر خمر، کیوں کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے '' إذا عجن الدقیق بالخمر لا یؤکل'' (مجموعہ فتاوی عبدالحیؒ/ ۵۳۰)۔

قلب ماہیت کی حد اور دواؤں میں الکحل کا استعمال

مولانا اعجاز احمد قاسمی ☆

انقلابِ ماہیت کا مفہوم

لغت میں حقیقت کو بدل دینا انقلاب ماہیت ہے اور اصطلاح فقہ میں انقلاب ماہیت یا تحول عین کا مفہوم یہی ہے کہ پہلی حقیقت معدوم ہوکر نئی ماہیت پیدا ہوجائے، نہ نام باقی رہے اور نہ اس کی صورت وخصلت باقی رہے، اور نہ سابق حقیقت کی خصوصیات وامتیازات باقی رہیں۔ نئی حقیقت کے مقاصد ومنافع حقیقت سابقہ کے منافع ومقاصد سے بالکل جدا اور مختلف ہوجائیں۔

شئی کی حقیقت کا بدل جانا، شئی کا ایک منفعت سے دوسری منفعت اور اثر کی جانب منتقل ہوجانا ثابت اور امر واقع ہے، جیسا کہ ردالمحتار میں ہے: ''اللہ تعالیٰ کے قول: "فإذا هي حية تسعىٰ" میں ائمہ تفسیر کا اس پر اتفاق ہے کہ شئی کی حقیقت بدل جاتی ہے، ورنہ حقیقت ''عصا'' کا ''ثعبان'' بن جانا نبی کا اعجاز نہیں رہے گا'' (۳۰۲/۱)۔ لہٰذا بعض لوگوں کی رائے کہ شئی کی حقیقت بدل نہیں سکتی عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے۔

قلب ماہیت کی حد

قلب عین کے تحقق کے لئے کسی شئی کے بنیادی عناصر رنگ، بو، مزہ، کیفیت وخاصیت

☆ استاذ وقاضی شریعت دارالقضاء مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ مدھوبنی (بہار)۔

سب کا بدل جانا ضروری ہے، من کل الوجوہ جملہ عناصر سابقہ سے انحراف کے بعد ہی تبدل عین کا حکم لگایا جا سکے گا، شئی کے بعض اثر کا باقی رہنا من وجہ اپنی حقیقت پر باقی رہنا سمجھا جائے گا، من وجہ تغیر تبدل حکم کے لئے کافی نہ ہوگا، بالخصوص موضع احتیاط میں جہاں نجاست سے طہارت کی طرف انتقال کی صورت ہو۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: ''پکائے ہوئے گاڑھے شیرہ میں انقلاب حقیقت نہیں ہے، اس لئے کہ وہ رس ہے پکنے کی وجہ سے جم گیا ہے، اسی طرح تل جب اس کو پیس دیا جائے اور اس کا تیل اس کے اجزاء کے ساتھ مل جائے تو اس میں صرف وصف کا تغیر ہے۔ جیسے دودھ کا پنیر ہو جانا اور گیہوں کا آٹا ہو جانا وغیرہ۔ برخلاف خمر کے جب وہ سرکہ ہو جائے اور گدھے کے جب وہ نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، اس لئے کہ یہ سب ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف بدل جانا ہے نہ کہ محض کسی وصف کا بدل جانا۔ معلوم ہوا کہ تبدل عین کے لئے ضروری ہے کہ عین کا کوئی اثر اور کسی طرح کا کوئی عنصر باقی نہ رہے۔ بعض اثر اور کیفیت کے باقی رہتے ہوئے نہیں کہا جا سکتا ہے کہ حقیقت بدل چکی'' (شامی ۱/۲۹۱)۔

قلبِ ماہیت ذریعہ طہارت

قلب ماہیت کے بعد نجاست کی طہارت کا مسئلہ فقہاء کے درمیان مختلف فیہ ہے:

حضرت امام ابو حنیفہ، امام محمد، امام مالک اور احمد بن حنبل کا ایک قول یہ ہے کہ قلبِ ماہیت تطہیر نجس ہے۔ دوسری طرف احناف میں امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ ''تغیر عین'' تبدل حکم کی جانب مفضی نہیں ہے۔ صحیح اور مفتیٰ بہ قول اول ہے کہ انقلاب عین کے بعد جب نجاست کا من کل الوجوہ اثر اور اس کی کیفیت ختم ہو جائے گی تو شئی پر ناپاکی کا حکم لگانا بلاوجہ ہوگا۔ لہٰذا اس کو پاک کہا جائے گا۔ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''صحیح قول یہ ہے کہ سب پاک ہوگا جب نجاست کا کوئی اثر (مزہ، رنگ اور اس کی بو) باقی نہیں رہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے

پاک چیزوں کو مباح اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اور یہ اعیان کے صفات وحقائق کے تابع ہوا کرتے ہیں۔ پس جب عین نمک یا سرکہ ہوگیا تو وہ ان پاک چیزوں میں داخل ہوگیا جن کو اللہ نے مباح قرار دیا ہے، وہ ان ناپاک چیزوں میں داخل نہیں ہوسکتا جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح مٹی اور راکھ وغیرہ تحریم کے نصوص میں داخل نہیں ہوں گی'' (فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/۴۸۲)۔ اسی طرح علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں: ''فتح القدیر میں ہے کہ یہی مختار ہے، اس لئے کہ شریعت نے وصف نجاست کو مرتب کیا ہے اس حقیقت پر اور حقیقت ختم ہوجاتی ہے حقیقت کے مفہوم کے بعض اجزاء کے منتفی ہوجانے سے تو کل حقیقت کے اجزاء کے منتفی ہوجانے سے، حقیقت کس طرح باقی رہ سکتی ہے؟ اس لئے کہ نمک ہڈی اور گوشت کا غیر ہے، جب ہڈی یا گوشت نمک بن گیا تو اس پر نمک کا حکم مرتب ہوگا۔ اور اس کی نظیر شریعت میں موجود ہے، ''نطفہ'' ناپاک ہے جب علقہ ہوجاتا ہے تو بھی ناپاک رہتا ہے۔ اور جب وہی نطفہ مضغہ بن جاتا ہے تو پاک ہوجاتا ہے، ان باتوں سے یہ صاف ہوجاتا ہے کہ عین کا استحالہ اس وصف کے زوال کو اپنے پیچھے لاتا ہے جو اس عین پر مرتب تھا'' (البحر الرائق ۱/۲۲۷)۔

فقہاء کی تصریحات اور استحالہ عین کے مفہوم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہی انقلاب واستحالہ احکام میں مؤثر ہوسکتا ہے، جس میں سابق حقیقت کا کوئی اثر رنگ بو اور مزہ باقی نہ رہے، اپنے جملہ خواص وصفات اثرات وکیفیات مقاصد ومنافع سے من کل الوجوہ نکل جائے، حقیقتِ سابقہ کی بعض خصوصیت وکیفیت کا کسی درجہ میں باقی رہنا تغیر حکم اور حکم تطہیر کے لئے کافی نہ ہوگا۔

نجس العین وغیر نجس العین کے درمیان کوئی فرق نہیں

انقلاب ماہیت کے بعد نجاست کی تطہیر میں نجس العین اور غیر نجس العین میں کوئی فرق

نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: ''وہ نمک ناپاک نہیں رہے گا، جو سابق میں گدھا یا خنزیر تھا نہ وہ گندگی ناپاک رہے گی جو کنویں میں گر کر کیچڑ بن گئی حقیقت کے بدل جانے کی وجہ سے اور اسی پر فتویٰ ہے'' (درمختار مع ردالمحتار ۱/۳۰۱)۔

علامہ ابن تیمیہ کی زبان میں ہے: ''اللہ تعالیٰ نے خبائث یعنی دم، میتہ اور لحم خنزیر وغیرہ کو حرام قرار دیا ہے، پس جب یہ سب چیزیں پانی وغیرہ میں گر کر ہلاک ہوگئیں تو وہاں پر نہ خون باقی رہا، نہ مردار اور نہ ہی لحم خنزیر بالکلیہ، پھر ان کو حرام کہنے کی کوئی وجہ نہیں'' (فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۵۱۴)۔

مذکورہ بالا فقہاء کی عبارات سے واضح ہوجاتا ہے کہ استہلاک عین اور تغیر ماہیت سے حکم میں تبدیلی کے لئے نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہے۔

قلبِ ماہیت کے اسباب

یہ مختلف ہوسکتے ہیں، جیسے جلانا، دھوپ دکھانا، سایہ میں رکھنا، مٹی میں ڈال دینا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ بنیادی عناصر کو ختم کردینا، ان کے علاوہ ہر وہ چیز قلب ماہیت کا سبب بن سکتی ہے، جو شئی کے عناصر کو ختم کرنے میں مؤثر ہوسکے جو خبث کو زائل کردے اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔

فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا عمل

فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا حاصل یہ ہے کہ شئی کے اندر سے بعض اجزاء غیر نافع یا ناپاک ضرر رساں اجزاء کو نکال لیا جائے، جیسے شراب کے اندر سے اس کے جوہری جز ء کو نکالدینا، گندے پانی سے گندگی کو نکال دینا، تو یہ عمل قلبِ ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، یہ فقط اجزاء کا

تجزیہ ہے جس سے شئی کی حقیقت نہیں بدلتی ہے، اس عمل سے ناپاک پاک ہوجائے گا اور مباح الاصل کی گندگی دور ہوجائے گی۔ اس لئے کہ وہ اصلاً پاک تھا ناپاکی خارج سے آئی تھی۔ اور جب فلٹر کرنے سے گندگی کشید کرلی گئی تو شئی اپنی اصل پر لوٹ آئے گی، نجس العین میں کشید کرنے کے عمل سے وہ پاک نہیں ہوگا، اس لئے کہ نجس العین کا ہر جز ناپاک ہے۔ اور فلٹر کرنے سے بعض اجزاء کا تخزیہ ہوا ہے، دوسرے اجزاء بہ دستور اس میں موجود ہیں، اس لئے نجس العین اس عمل کے باوجود ناپاک رہے گا، اس لئے کہ یہاں قلبِ ماہیت نہیں ہے بلکہ ماہیت کے بعض اجزاء کا اخراج ہے۔

دواؤں میں ''الکحل'' کا استعمال

موجودہ زمانے میں ایسی دواؤں کو تلاش کرنا تقریباً ناممکن ہے جس میں الکحل کا استعمال نہ ہوا ہو، ان حالات میں ضروری ہے کہ ان دواؤں کا شرعی حکم تلاش کیا جائے۔ الکحل جو دراصل شراب ہے جس سے کسی شئی میں سُکر کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے، ظاہر ہے کہ اس کا استعمال قطعاً حرام ہے۔ مگر جب اس کو دوسرے اجزاء مختلفہ کے ساتھ ملا دیا جائے اس طرح کہ ہر شئی کی انفرادی خصوصیات ختم اور فنا ہوکر اجتماعی حالت میں ایک نئی خصوصیت اور نیا اثر پیدا ہوجائے اور ایک شئی نئی حقیقت بن جائے اور الکحل کی حقیقت اجتماعی حالت میں بالکل ختم ہوجائے، تو ظاہر ہے کہ یہ صورت قلبِ ماہیت کے تحت آئے گی اور ان دواؤں کے استعمال میں کسی طرح کا کوئی مضائقہ نہیں رہے گا۔ اور اگر اس خلط کے نتیجہ میں الکحل کی حقیقت نہیں بدلتی جیسا کہ سوالنامہ میں موجود ہے کہ ہر چیز اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور اس کے مطابق دوا مؤثر ہوا کرتی ہے تو ایسی صورت میں قلب ماہیت کے تحت لانا صحیح نہیں ہوگا۔ پھر ان دواؤں کے استعمال میں وہ تفصیل ہوگی جو تداوی بالمحرم کے سلسلہ میں فقہاء نے کی ہے۔ اصلاً ان دواؤں کا

استعمال جائز نہ ہوگا، البتہ ماہر ڈاکٹر یہ کہتے ہیں کہ اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی اور دوا نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے استعمال کی اجازت ہوگی (درمختار علی ہامش ردالمحتار ۱/ ۱۹۴)۔حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک بھی اگر شراب کو کسی دوا میں حل کردیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا وجود ختم ہوجائے اور اس دوا سے ایسا علاج ممکن ہو جو کسی پاک دوا سے ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں اس دوا کا استعمال درست ہے۔نہایۃ المحتاج میں علامہ رملی فرماتے ہیں: ”أما مستهلكة مع دواء آخر فيجوز التداوى بها كصرف بقية النجاسات إن عرف أو أخبره طبيب عدل بنفعها و تعيينها بأن لا يغنى عنها طاهر“ (نہایۃ المحتاج للرملی ۸/ ۱۲)۔اور چونکہ ہمیشہ الکحل کا استعمال دوسری چیزوں کے ساتھ ملا کر ہی کیا جاتا ہے، اس لئے امام شافعیؒ کے نزدیک ماہر ڈاکٹر کے مشورہ سے ان دواؤں کا استعمال جائز ہے، ان دواؤں کا استعمال عام ہوچکا ہے، جس سے اجتناب تقریباً ناممکن ہوگیا ہے، اس لئے احناف وشوافع کی رائے کے مطابق عمومِ بلوئی کی وجہ سے متبادل نہ ہونے کی صورت میں ان دواؤں کے استعمال کی گنجائش ہوگی۔

صابن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ جس میں نجس کی آمیزش کی گئی ہو

صابن یا ٹوتھ پیسٹ جس میں مردار، خنزیر کی چربی کا بھی استعمال کیا جاتا ہے اولاً ”الأصل فى الأشياء الإباحة، اليقين لايزول بالشک“ جیسے اصول کی روشنی میں حلال ومباح رہے گا۔بالفرض یقین سے ثابت ہوجائے کہ اس صابن یا پیسٹ وغیرہ میں خنزیر یا مردار کی چربی استعمال کی گئی ہے تو بھی قلب ماہیت کی وجہ سے صابن وغیرہ کا استعمال درست ہی رہے گا۔نجس چربی کی حقیقت صابن وپیسٹ کی حقیقت سے بالکل مختلف ہے، رنگ، بو اور مزہ سب بدل چکا ہے، مقصد اور منفعت سب تبدیل ہوچکی ہے۔سارے امتیازات ختم ہوچکے ہیں، لہٰذا ان اشیاء کا استعمال جائز ہوگا (دیکھئے: درمختار علی ہامش ردالمحتار ۱/ ۴۹۱)۔

جلاٹین استعمال کرنے کا حکم

جلاٹین کی جوصورت سوالنامہ میں بیان کی گئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ خنزیر یا کسی مردار کے چمڑے یا ہڈی کو عمل تدبیغ، تطہیج، تشمیس، گلانے کی تدبیر، نیز کیمیاوی عمل وغیرہ کے ذریعہ شئی کی حقیقت بالکل بدل جاتی ہے۔خنزیر یا مردار کے کسی جزء کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا ہے، اس کی شکل وصورت اور بنیادی عناصر (رنگ، بو اور مزہ) سب بدل جاتے ہیں تو ایسی صورت میں نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہوجائے گا، جلاٹین کی مذکورہ صورت قلبِ ماہیت کے تحت آئے گی اور اس پر قلب ماہیت کا حکم لگایا جائے گا۔

قلب ماہیت

مولانا محمد اعظمی ☆

انقلاب ماہیت کے نام سے مسئولہ صورتیں محل نظر ہیں، کیونکہ حکماء وعقلاء کے نزدیک قلب ماہیت ممتنع ہے، اسی لئے فقہاء نے تحویل عین، استحالہ و استہلاک عین جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں، کسی شئ کی اصل حالت وخصوصیت باقی نہ رہنا، چاہے وہ چیز کلی طور پر ہلاک وفنا ہو جائے یا دوسری ذات وصفت میں بدل جائے، اس موضوع سے متعلق اتنے زیادہ سوالات بے ضرورت ہیں، ان سب کو دو تین سوالوں میں سمیٹا جاسکتا ہے، بہر حال مذکورہ تمہید کی روشنی میں جواب دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

۱، ۲- کسی شئ کے بنیادی عناصر وہ ہوا کرتے ہیں جن سے شئ کی ذات قائم وباقی رہتی ہے، اہل علم وفقہ کسی شئ کی ذات کے قیام وبقاء اور اس کے استحالہ وانقلاب کے لئے عام طور پر ہیئت وصفت اور نام وخاصیت کا اعتبار کرتے ہیں، ہر چیز میں استحالہ وانقلاب کے لئے رنگ وبو اور مزہ کا تغیر کافی نہیں ہے، اگر چہ بعض چیزوں میں ان اوصاف کے تغیر سے حکم بدل جاتا ہے، مثلاً مختلف قسم کی شرابوں میں یہ اوصاف جدا جدا ہوتے ہیں پھر بھی مسکر ہیں۔

۳- استحالہ عین کے بعد اگر حرام یا نجس چیز کا اثر ظاہر نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، مثلاً شراب سے بنائے گئے سرکہ میں اگر سکر کی صفت زائل ہوگئی تو اصح مذہب میں جواز کا حکم ہے،

☆ مئو، یوپی۔

امام ابن حزم لکھتے ہیں:

''وکان ما رمی فیه من الحرام قلیلاً لا ریح له فیه ولا طعم ولا لون، ولا یظهر للحرام فی ذلک أثر أصلا فهو حلال حینئذ'' (المحلی بالآثار ۶/۱۰۰)۔

اگر تبدیل شدہ مخلوط چیز میں کوئی حرام ونجس جزء کی صفت وخاصیت بظاہر موجود ہے تو انقلاب عین میں داخل نہیں ہے، یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے۔

۴-فقہاء اسلام نے نجس العین اور غیر نجس العین اوران دونوں کے اجزاء کا حکم یکساں نہیں قرار دیا ہے، اس لئے استحالہ عین کے بعد بھی ان دونوں کا حکم ضرور مختلف ہوگا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: بدایۃ المجتہد ۲/۱۴۶-۱۴۷)۔

۵-ہر شئی کے قلب عین کے اسباب وعوامل مختلف ہوتے ہیں، خاص کر اس مشینی و سائنسی دور میں ان اسباب کو احاطۂ علم میں لانا مشکل ہے، البتہ قلب عین کے عمل میں یہ لحاظ کرنا ضروری ہے کہ غیر شرعی طریقہ یا حرمت ونجاست کا کوئی پہلو نہ ہو۔

۶-اس سوال کی کچھ صورتیں قلب عین کے تحت آتی ہیں، مگر گندے پانی، دودھ اور ہر جامد سیال چیز کو فلٹر کرنے اور گندگی کشید کرنے سے پاک تو ہو جاتی ہے، لیکن ان کی ذات نہیں بدلتی ہے، اس لئے ان پر قلب عین کے اطلاق میں تأمل ہے۔

یہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ نجس اشیاء دو قسم کی ہوتی ہیں: ایک یہ کہ کوئی چیز خالص نجس ہو، یا اس کے تمام اجزاء نجس ہوں اس میں طاہر چیز کی آمیزش نہ ہو، دوسری قسم یہ ہے کہ طاہر وحلال چیز میں نجاست مخلوط ہو، فقہاء کے نزدیک پہلی قسم کی نجاست کو نجاست عین کہا جاتا ہے، جو تغیر وانقلاب کے باوجود نجس ہی رہے گی، جیسے بول وبراز، دوسری قسم یعنی نجاست مخلوطہ کو نجاست مجاورہ کہتے ہیں، جو کسی کیمیاوی عمل سے زائل ہو جاتی ہے (دیکھئے: بدایۃ المجتہد ۲/۱۴۷-۱۴۸)۔

خلاصہ یہ کہ بعض حلال وطیب چیز میں مخلوط نجاست کا ازالہ کسی عمل تطہیر سے ہو جاتا ہے،

لیکن اس چیز کی ذات اور نام میں کوئی تغیر نہیں ہوتا، اس لئے وہ استحالہ عین کی مصداق نہیں قرار پائے گی۔

۷- یہ ابتدائی سوالات کی ایک کونہ تفصیل ہے جو تفصیلی جواب کی بھی متقاضی ہے، مختلف اجزاء کو ملا کر تیار کی گئی مرکب دوا کے اجزاء اگر نجس وحرام ہیں، اور باہمی امتزاج و اختلاط کے باوجود ہر چیز اپنی جملہ صفات وخصوصیات کے ساتھ موجود ہے، تو اسے استہلاک عین نہیں کہا جائے گا، اور نہ ایسی مرکب دوا مباح لأکل والشرب کے حکم میں آئے گی، رہا یہ مسئلہ کہ انگریزی دواؤں میں الکحل کی شمولیت وامتزاجیت جو اسکار کی کیفیت پیدا کرتی ہے، غور طلب امر ہے، اس بارے میں شیخ وہبہ زحیلی کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے:

''الف-شراب کسی دوسری چیز کے ساتھ اس طرح گھل مل جائے کہ اس کی ذات (اسکار) ختم یا منقلب ہوجائے تو اس دوا کا استعمال جائز ہے۔

ب-تریاق زود اثر دوا میں ملی ہوئی شراب وغیرہ کا استہلاک عین ہو، اور طاہر وحلال دواؤں میں اس کا کوئی متبادل نہ ہو تو اس کا استعمال درست ہے۔

ج-جلد شفایابی کے لئے شراب اور نجس گوشت وپیشاب وغیرہ سے علاج کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ قابل اعتماد مسلم طبیب نے بتایا ہو۔

د- اس قسم کی دواؤں کی مستعمل مقدار اتنی تھوڑی ہو کہ مسکر کی کیفیت پیدا نہ ہوسکے''

(دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴/ ۵۴۲)۔

انگریزی دواؤں میں الکحل کا امتزاج اگر چہ عام ہے، اور عالمی پیمانے پر ان دواؤں کا استعمال بھی رائج بلکہ ایک ضرورت بن چکا ہے، نیز تجربات وواقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ الکحل ملی ہوئی دواؤں میں اسکار کی کیفیت محسوس نہیں ہوتی، اگر کسی دوا میں محسوس ہوتی ہے تو اس حد تک نہیں جو حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ '' الخمر ما خامر العقل''البتہ کچھ دوائیں مسکر

ہیں جو ایسر جنسی اور حالت اضطرار میں بقدر ضرورت استعمال کی جاسکتی ہیں، عام حالت میں نہیں، بشرطیکہ طاہر وحلال دواؤں میں اس کا کوئی بدل موجود نہ ہو۔

ہمارے نزدیک وہ دوائیں جن میں الکحل کے امتزاج سے اسکار کی کیفیت ظاہراً محسوس نہ ہو وہ مسکر نہیں بلکہ مسکن ہیں اور انقلاب عین کے تحت آتی ہیں، دوسرے یہ کہ اکثر انگریزی دوائیں اس قسم کی ہیں جن کا بدل طاہر وپاک دواؤں میں نہیں ہے، تیسرے یہ کہ انگریزی دواؤں کا استعمال ساری دنیا میں اس قدر عام اور ضروت بن گیا ہے جو عموم بلوی اور ''الضرورات تبیح المحظورات'' کے تحت آتا ہے، ان باتوں کے علاوہ یہاں دو مفسدوں میں سے ایک ناگزیر ہے، ایک ارتکاب نجاست کا، دوسرا مرض وعدم عافیت جو اعظم واضر ہے، اس صورت میں شرعی اصول کے مطابق اہون کو اختیار کیا جاتا ہے۔

ان وجوہ کی بناء پر الکحل میں تیار شدہ دواؤں کا بقدر ضرورت استعمال رفع حرج ودفع مرض کے لئے شرعاً مباح ودرست ہے۔

۸ -تمام ائمۂ دین اور علماء وفقہاء امت کے نزدیک بالاتفاق خنزیر نجس العین بجمیع اجزاء ہے، اس لئے اس کے کسی جزء کو انفراداً یا اختلاطاً، اصالۃً یا استہلاکا استعمال کرنا بالکل جائز نہیں، خنزیر کے علاوہ مردار کی چربی یا اور کسی جزء کا مسئلہ ائمہ دین واہل فقہ کے درمیان مختلف فیہ اس لحاظ سے ہے کہ اس کو کھانے پینے کے علاوہ امور میں استعمال کرنا یا اس سے استفادہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ ابن رشد نے بدایۃ المجتہد میں بحث کی ہے اس میں یہ صراحت ہے کہ نجس روغن وغیرہ بالاتفاق محرم الاکل اور بالاختلاف مباح المنافع ہے، امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک نجس روغن وغیرہ سے بلاشرط استہلاک عین، چراغ روشن کرنا اور صابن بنانا جائز ہے، پس مردار کی چربی سے بنائے گئے صابن وغیرہ کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔

خنزیر کے علاوہ مردار کی چربی اگر دوسری حلال چیزوں کے ساتھ ملا کر پکائی یا بھونی

جائے اور اس سے اس کی ذات وصفت بدل جائے تو مباح الاکل ہے (دیکھئے: المحلی ۲/ ۹۵ طبع بیروت)۔

مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں جو چربی ملائی جاتی ہے وہ بالعموم خنزیر کی چربی ہوتی ہے جو نجس عین ہے، اس لئے مغربی ممالک کے تیار کردہ بسکٹ وغیرہ کے مباح لأکل ہونے کا فتویٰ محل نظر ہے، خنزیر کے علاوہ مردار کی ہڈیوں کے بارے میں اصح بلکہ حق مذہب یہ ہے کہ وہ طاہر اجزاء میں سے ہیں، استہلاک اور انتقال عین الی عین آخر کے بعد ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوا ٹوتھ پیسٹ کا استعمال اور دوسرے انتفاعات بدرجہ اولیٰ مباح ہیں (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: فقہ السنہ ۴/ ۱۲-۱۳، الفقہ الاسلامی وادلتہ)۔

۹- مذبوح اور مردار دونوں قسموں کے جانوروں کا خون اگر مسفوح وکثیر ہے تو حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "أو دما مسفوحاً"، البتہ اس کی تھوڑی مقدار معفو عنہ ہے، دواؤں میں دم مسفوح بعینہ کی قلیل مقدار کا استعمال لاباس بہ کے درجہ میں ہے (دیکھئے: فقہ السنہ ۴/ ۱۳)۔

اگر دواؤں میں خون کا استحالہ ہو جائے تو قلیل وکثیر کی کوئی قید نہیں ہوگی، امام ابن حزم لکھتے ہیں: "فإذا استحال الدم لحماً أو الخمر خلاً أو الميتة بالتغذى أجزاً فى الحيوان الآكل لها من الدجاج وغيره فقد سقط تحريمه" (المحلی ۲/ ۱۰۰)۔

رہا خون کے علاوہ اجزاء کا معاملہ تو ان کی حلت کا بیان جواب نمبر ۸ میں گزر چکا ہے۔

۱۰- جلاٹین کا مسئلہ سوال نمبر ۸ ہی کی دوسری تعبیر وتشریح ہے، اس لئے مکرر جواب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، جلاٹین کی مذکورہ صورت استحالہ عین کی ایک مثال ہے، جب جلد مدبوغ کے عین کی طہارت منصوص علیہ ہے تو اس کے استحالۂ عین کی طہارت وحلت اور مباح لأکل والانتفاع ہونے میں کیا کلام ہوسکتا ہے؟۔

نوٹ- ڈاکٹر اصغر کی تحقیق جو جلاٹین اور الکحل سے متعلق ہے، وصول ہوئی، پہلے کا جواب وہی ہے جو جلاٹین نمبر ۱۰ میں مذکور ہوا، رہا الکحل کا مسئلہ تو اس کے بارے میں ہم نے اپنی

تحقیق جواب نمبر ۷ میں لکھدی ہے، اگر ڈاکٹر اصغر کی تحقیق کے مطابق دوسری قسم کی الکحل بہمہ وجوہ ضرر و زہر ہے، اور دواؤں میں یہی استعمال ہوتی ہے تو سرکار یا وزارتِ صحت اس کو فی وقت کرنے اور استعمال کرنے کی اجازت کیوں دے رہی ہے؟ یہ صرف شریعت اسلامیہ کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ ادارہ حقوق انسانی اور صحت عامہ کے لئے کھلا چیلنج ہے۔

تبدیلی احکام میں انقلاب ماہیت کا اثر

مفتی عبدالرحیم قاسمی ☆

۱- قلب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت ونئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت وماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے اور نہ اس کے خواص وآثار و امتیازات باقی رہیں بلکہ سب چیزیں نئی ہوجائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے اور اثرات وعلامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہوجائیں جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے (منتخبات نظام الفتاوی ۱/۴۶، ۴۷)۔

۲- انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شیٔ فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں بدل جائے جیسے شراب سرکہ ہوجائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہوگئے۔

حقیقت بدلنے کا حکم اسی وقت دیا جاسکتا ہے کہ پلٹ جانے والی پہلی حقیقت کے خاص آثار اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہوجاتے ہیں (کفایت المفتی ۲/۳۱۷)۔

۳- بعض آثار کا زائل ہوجانا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں ہے

☆ ناظم جامعہ خیر العلوم فوجل روڈ بھوپال (ایم پی)۔

جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل مقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا، لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے، چونکہ شراب کے اجزاء کم تھے اور آٹے کے زیادہ اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں، پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب، اسی طرح حقیقت منقلبہ کی بعض کیفیت غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں جیسے کہ شراب کہ سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت (پتلا پن) باقی رہتی ہے یا صابن میں قدرے دسومت (چکنائی) روغن نجس کی باقی رہتی ہے، کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دھنیہ کے ساتھ مختص نہیں (کفایت المفتی ۳۱۸/۲)۔

۴- انقلاب عین سے پاک ہوجانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے، مشک بن جانے سے پاک ہوجاتا ہے، خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہوجانا بھی عبارات ذیل سے ثابت ہے: ''ولا ملح كان حمارا أو خنزيرا ولا قذر وقع في بئر فصار حمأة لا نقلاب العين به يفتى'' (درمختار)، (وہ نمک ناپاک نہیں جو دراصل گدھا یا خنزیر تھا اور وہ پلیدی بھی جو کنویں میں گر کر کیچڑ بن جائے ناپاک نہیں کیونکہ انقلاب حقیقت ہوگیا، اسی پر فتویٰ ہے)، اس کی تشریح کرتے ہوئے صاحب حلیہ کہتے ہیں: ''منصف کا قول کہ انقلاب عین موجب طہارت ہے یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پلیدی کے کیچڑ بن جانے کے بعد پاک ہونے کی دلیل ہے اور یہ امام محمد کا قول ہے اور ذخیرہ اور محیط میں امام ابوحنیفہ کو بھی امام محمد کے ساتھ ذکر کیا ہے'' (نیز دیکھئے: رد المحتار ۲۱۷/۴، ۲۱۸)۔

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں:

الف- گدھا، خنزیر، کتا اور انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں۔

ب- یہ کان نمک میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے یعنی میتہ جو بنص قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

ج- انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے انقلاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر ومیتہ کا حکم باقی نہیں رہتا بلکہ انقلاب حقیقت کے بعد پاک اور جائز الانتفاع ہوجاتے ہیں جب کہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔

د- کان نمک میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کبیری شرح مینہ کی عبارت میں صراحۃ مذکور ہے۔

۵- قلب ماہیت کے متعدد اسباب ہیں مثلاً جلانا، دھوپ میں سکھانا، کسی چیز میں دوسری اشیا ملانا، گوبر جب جل کر راکھ ہوجائے تو اس کی حقیقت، ماہیت، نام اور صفت وغیرہ سب بدل جاتا ہے، لہذا گوبر کی راکھ پاک سمجھی جائے گی (فتاوی رحیمیہ ۴/ ۲۵۷)۔ دھوپ میں سکھانے سے دباغت اور دباغت سے طہارت اور غیر ماکول کے سفوف نمک ہوجانے سے قلب ماہیت ہوکر اکل کا حلال ہونا ثابت ہے۔ اور خنزیر کی ہڈی جل کر راکھ ہوکر قلب ماہیت ہوکر اکل کا حلال ہونا ظاہر ہے (جامع الفتاوی ۱/ ۳۸۱)، لیکن خنزیر کی کھال دباغت دینے سے پاک نہیں ہوگی، کیونکہ وہ نجس العین ہے اس معنی کر کے اس کی ذات تمام اجزاء کے ساتھ نجس ہے، زندہ ہو یا مردہ تو اس کی نجاست دیگر جانوروں کی طرح خون کی وجہ سے نہیں، اسی بنا پر ظاہر الروایہ کے مطابق وہ تطہیر کو قبول نہیں کرے گا (دیکھئے شامی ۱/ ۳۶۱)۔

انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور و احتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب واختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے اور انقلاب کو اختلاط یا

اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔

۶- پیشاب فلٹر کرنے سے پاک نہیں ہوسکتا، کشید کا حاصل تو صرف یہ ہے کہ پیشاب کے اندر سے اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا اور باقی جو اجزاء بچے وہ اسی پیشاب کے اجزاء ہیں اور پیشاب بجمیع اجزاء نجس العین اور نجاست بنجاست غلیظہ ہے، اس لئے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس بنجاست غلیظہ ہی رہیں گے، اس میں تقلیب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی یہ تجزیہ وتخریج ہوا نہ کہ قلب ماہیت (منتخبات نظام الفتاوی ۱/۴۶)۔

۷- اسپرٹ اگر انگور، کشمش یا کھجور سے حاصل کی گئی ہو تو بالاتفاق نجس ہے اور ان کے سوا کسی دوسری چیز سے بنائی گئی ہو تو شیخینؒ کے نزدیک پاک اور امام محمدؒ کے نزدیک نجس ہے، تحقیق سے معلوم ہوا کہ آج کل اسپرٹ اور الکحل کے لئے انگور اور کھجور استعمال نہیں کی جاتی ہے، لہذا شیخینؒ کے قول کے مطابق پاک ہے، حضرات فقہاؒ نے اگر چہ فساد زمان کی حکمت کی بنا پر امام محمدؒ کے قول کو مفتی بہ قرار دیا ہے، مگر آج کل ضرورت تداوی وعموم بلوئی کی رعایت کے پیش نظر شیخینؒ کے قول پر طہارت کا فتوی دیا جاتا ہے، ویسے بھی اصول فتوی کے لحاظ سے شیخینؒ کے قول کو ترجیح ہوتی ہے (احسن الفتاوی ۱/۹۵)۔

۸- مردار کی چربی سے بنا ہوا صابن پاک ہے، اس لئے کہ اس میں دوسری چیزیں ملا کر پکانے سے اس کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب حقیقت سے شئ کا حکم بدل جاتا ہے (احسن الفتاوی ۱/۱۹)، خنزیر کی چربی صابن میں پڑنے کے بعد اس کی ذات اور حقیقت بدل جاتی ہے، نیز اس میں عموم بلوئی بھی ہے، اس لئے جائز الاستعمال ہے (دیکھئے: فتاوی رحیمیہ ۴/۲۵۹)۔

کان نمک اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے، یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کبیری شرح مینہ کی عبارت میں صراحۃ مذکور ہے ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا میتہ یا کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابن کے جواز استعمال میں

تردد کیا جائے ، اور یہ شبہ کوئی وقعت نہیں رکھتا کہ خنزیر بنص قرآنی حرام اور نجس ہے، پس صابن بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ ہوگا، جواب اس کا یہ ہے کہ یہ نص قرآنی کا معارضہ نہیں، نص قرآنی نے خنزیر یا میتہ کو نجس بتایا ہے لیکن نمک یا صابن بن جانے کے بعد وہ خنزیر یا میتہ ہی کہاں رہا۔

اصل یہ ہے کہ شریعت نے جس حقیقت پر نجاست کا حکم لگایا تھا وہ حقیقت ہی نہیں رہی اور انقلاب کے بعد جو حقیقت متحقق ہوئی وہ شریعت کے نزدیک پاک ہے پس یہ حکم طہارت بھی حکم شرعی ہے نہ کہ غیر (کفایت المفتی ۳۱۶/۲)۔

۹- ماکول اللحم جانوروں کے سات اعضاء کو کھانا حرام ہے: ''بہتا ہوا خون، نر کی پیشاب گاہ، دونوں خصیے (فوطے)، مادہ کی پیشاب گاہ، غدود، مثانہ، پتہ (شامی ۱۹۷/۵)۔

۱- مذکورہ ساتوں اعضاء کے علاوہ ماکول اللحم جانوروں کے تمام اعضاء واجزاء سے حاصل دواؤں کا استعمال خارجی و داخلی یعنی کھانا لگانا ہر طرح جائز ہے (منتخبات نظام الفتاوی ۳۹۶/۱)۔

۲- غیر ماکول اللحم جانور جو خنزیر کی طرح نجس العین نہ ہوں ان کو شرعی قاعدے سے ذبح کرلیا جائے تو ان کے اعضاء واجزاء سے بنی ہوئی دواؤں کا خارجی استعمال یعنی لگانا اور ملنا وغیرہ جائز رہے گا مگر کھانا اور داخلی استعمال جائز نہیں۔

۳- اگر شرعی قاعدے سے ذبح کیا ہوا نہ ہو تو خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم اس جانور کے کسی عضو سے بنی ہوئی دوا کا استعمال شرعاً درست نہیں ہے، اگر بدن پر مالش وغیرہ خارجی استعمال کرلیا گیا تو جب تک اسکو دھوکر اس کے اثر کا ازالہ نہ کردیا جائے جسم و کپڑے کی پاکی نہیں ہوگی۔

۴- وہ جانور اگر نجس العین ہو جیسے خنزیر تو اس کا استعمال خارجی و داخلی کسی صورت میں

درست نہ ہوگا، سوائے اس صورت کے جس میں اضطرار کی وجہ سے خون یا شراب کے پینے کی گنجائش ہوگی (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۹۷)۔

۱۰- خنزیر کے چمڑے یا ہڈی اور مردار سے بنایا ہوا جلاٹین حرام ہے، اس سے بنی چیز کھانا حرام ہے، اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت وماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہوجائے گا (فقہی مقالات ۱/ ۲۵۵)۔

انقلاب ماہیت اور فقہاء کا نقطہ نظر

مولانا عبد الاحد تارا پوری ☆

استحالہ وقلب کی تعریف

عین نجاست کا بدل جانا، خود بخود یا کسی واسطہ سے جیسے ہرن کے خون کا مشک بن جانا، یا شراب کا سرکہ بن جانا، یا کسی واسطے اور عمل سے شراب کو سرکہ بنادینا، یا جیسے مردار کا نمک بن جانا، یا کتا کا نمک کے کان میں نمک ہوجانا، یا گوبر کا جلا دینے سے راکھ بن جانا، یا ناپاک تیل کا صابن بنادینا، یا نجس کیچڑ جب سوکھ جائے اور اس کا اثر زائل ہوجائے، یا نجاست زمین میں دفن کردی جائے اور مرور زمانہ سے اس کا اثر زائل ہوجائے۔

حنفیہ میں سے امام محمدؒ کے نزدیک نجاست جب اپنی حالت سے بدل جائے، یا اس کے اوصاف بدل جائیں تو نجاست کے حکم سے نکل جاتا ہے، کیونکہ اصل نام وصف کے معدوم ہونے سے بدل گیا اور وہ مثل شراب کے ہے، جبکہ اس کا سرکہ بنادیا جائے تو تمام مذاہب متفق ہیں کہ وہ پاک اور حلال بن جاتی ہے، امام ابو یوسف کا اس میں اختلاف ہے (بحوالہ الفقہ الاسلامی وادلتہ از دکتور وھبۃ الزحیلی)۔

حنفیہ کے علاوہ ائمہ کے نزدیک شراب اور اس کے برتن پاک ہوجاتے ہیں جب سرکہ بن جائے، خود بخود یا دھوپ اور سایہ میں نقل وحمل کے ذریعہ (بحوالہ القوانین الفقہیہ / ۴۴، بدایۃ المجتہد / ۴۶۱)۔

☆ دار العلوم ہٰذا راندیر گجرات۔

علت وسبب

سکر کی شدت کے زائل ہونے سے نجاست زائل ہوگی اور حرمت بھی، اس لئے کہ اس کے بنیادی عناصر اور جوہر سکر اور نام بھی بدل گیا جیسے شراب پاک ہوجاتی ہے، مالکیہ کے نزدیک جبکہ سرکہ بن جائے۔

شوافع وحنابلہ کے یہاں پاک نہیں ہوتی ہے کسی واسطہ اور عمل سے سرکہ بنادینے سے، چاہے پاک چیز ملاکر بنایا جائے، جیسے لہسن، پیاز، اس لئے کہ پاک چیز ناپاک چیز میں ملنے ہی سے وہ ناپاک ہوجاتی ہے، اس کے علاوہ نجس چیز پاک نہیں ہوگی نہ استحالہ سے نہ آگ سے، نہ نجس تیل سے بنا ہوا صابن پاک ہے حتی کہ نجس بدن سے پانی کا دھواں بھی نجس ہے، گدھے خچر کے لید سے ملی ہوئی مٹی اور غیر ماکول اللحم کے برابر سے سب نجس ہے، چاہے اس کو جلا دیا جائے، اور کتا نمک میں مل کر نمک بن جائے یا صابن نجس چیز سے بنایا جائے، نجس ہے، البتہ اس مسئلہ میں مالکیہ نجس چیز کی راکھ اور اس کا دھواں پاک کہتے ہیں۔

سکر ونجاست یہ دو بنیادی عناصر ہیں، جس کے باقی رہتے ہوئے کسی بھی انقلاب وتغییر سے حقیقت وماہیت کا بدلنا نہیں کہا جائے گا، اس لئے کہ جوہری عناصر ختم نہیں ہوئے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی نہیں آئی ہے، چاہے نام بدل جائے۔

دوائیں جو مختلف اشیاء سے ملاکر تیار کی جاتی ہیں اس اختلاط کی وجہ سے اگر اشیاء کی حقیقت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آتی ہے بلکہ اشیاء اپنی حقیقت پر موجود ہیں تو محض شکل وصورت کی تبدیلی کو انقلاب ماہیت نہیں کہا جائے گا۔

انگریزی دواؤں میں جو الکحل کا استعمال کیا جاتا ہے اس کے استعمال کرنے میں تھوڑی تفصیل ہے، یہ تسلم شدہ حقیقت ہے کہ الکحل شراب اور ایک نشہ آور چیز ہے، اور شراب حرام ہونے کے ساتھ ساتھ ناپاک بھی ہے، لہذا محض لذت یاقوت کے لئے الکحل ملی ہوئی مشروبات کا

استعمال درست نہیں، البتہ دواء اور علاج کے معاملہ میں چونکہ ایک گونا مجبوری اورضرورت پائی جاتی ہے اس لئے حرام اورنجس دواؤں کے استعمال کرنے کے مسئلہ میں فقہاء امت کے درمیان اختلاف ہے۔بعض حضرات کا کہنا ہے کہ بغیر اضطرار کے کتنی بھی تکلیف ہوحرام وناجائز چیزوں کا استعمال درست نہیں ہے۔مباحات ہی سے علاج کرایا جائے، ان کی دلیل صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے: "إن الله لم يجعل شفاء كم في ما حرّم عليكم"۔لیکن جمہورفقہاء نے اس مسئلہ میں واقعہ اہل عرینہ سے استدلال کیا ہے کہ یہ لوگ بیماری میں مبتلا تھے،رسول اللہ ﷺ نے ان کواونٹ کا دودھ اور پیشاب استعمال کرنے کی اجازت دی، دوسرا استدلال جمہورفقہاء کا اس واقعہ سے ہے جوعرفجہ بن اسعد صحابی کوکوفہ اوربصرہ کے درمیان جنگ کلاب میں پیش آیا تھا کہ ان کی ناک کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کرلگالی،مگر اس میں بدبو پیدا ہوتی تھی تو حضور اکرم ﷺ نے ان کوسونے کی ناک بنوا کرلگانے کا حکم دیا، کیونکہ سونا سڑتا نہیں ہے، حالانکہ مردوں کے لئے سونے کا استعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرمایا ہے،حضرت عرفجہؓ کو سونے کی ناک لگانے کی اجازت ظاہر ہے کہ دوااورعلاج کے درجہ میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بعض ناجائز چیزوں کا استعمال بطوردواءوعلاج درست ہے،جبکہ اس کے علاوہ کوئی اورمباح دواءدستیاب نہ ہو، اس لئے فقہاء کے عام اصول "الضرورات تبيح المحظورات" کے تحت داخل ہوکر الکحل ملی ہوئی دواؤں کا استعمال درست ہوگا، نیز کتب فقہ میں اس سلسلہ میں بعض صراحتیں موجود ہیں (دیکھئے ردالمحتار ۱/۵۴۱)۔

خون خواہ مذبوح جانورکا ہو یا غیر مذبوح جانورکا ناپاک ہے، البتہ دواء اور علاج کے معاملہ میں چونکہ ایک گونا مجبوری اورضرورت پائی جاتی ہے اورجب بطوردواوعلاج کے خون پینے کی اجازت ہے اگرطبیب حاذق نے یہ کہا ہوکہ اس بیماری کا علاج سوائے اس کے کسی اور سے نہیں ہوسکتا ہے تو ایسی دواء کے جس میں خون استعمال کیا گیا بدرجۂ اولیٰ استعمال کرنے کی

اجازت ہوگی۔نیز فقہاء کرام کے عام اصول "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت داخل ہوگی اور ایسی دواؤں کا استعمال کرنا درست ہوگا بشرطیکہ دوسری مباح دواء دستیاب نہ ہو، ورنہ ایسی دواء کے استعمال کرنے سے احتراز کیا جائے (دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۱۰۰، ۱۰۷، فتاوی ہندیہ ۵/ ۳۵۵)۔

جلاٹین جو چمڑا اور ہڈی کو گلا کر کوند اور اس جیسی دوسری اشیاء تیار کرتے ہیں، اس طرح کرنے سے انقلاب ماہیت نہیں ہوتا ہے، لہٰذا اس کے ذریعہ کھانے کی چیزیں یا کھانے کی چیزوں میں ملانا خاص طور پر اعلیٰ قسم کی بسکٹ، ٹافیوں اور آئس کریم وغیرہ میں جائز نہیں، اگر یہ کھال اور ہڈی خنزیر کا ہے تو نجس العین ہونے کی وجہ سے دباغت سے بھی پاک نہ ہوگا، اور اگر مردار ذبیحہ کی ہو تو ہڈی چمڑا دباغت سے پاک ہوگا، لیکن اس کا کھانا درست نہیں ہوگا، نیز اس میں کوئی ضرورت بھی نہیں "الضرورات تبیح المحظورات" کے قاعدہ کے تحت داخل کیا جائے۔

انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، جس طرح شراب اگر سرکہ بن جائے تو انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاک ہے اور اس کا کھانا درست ہے، اسی طرح اگر خنزیر جو نجس العین ہے اگر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو انقلاب ماہیت کی وجہ سے نمک پاک ہوگا اور نمک کا کھانا درست ہوگا کتب فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے (دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۲۴۷)۔

اول تو یہ اطلاع کہ صابن میں چربی ملائی جاتی ہے یقینی اور معتبر اطلاع نہیں، محض ظن اور گمان کے درجہ کی چیز ہے، اور شریعت اس قسم کے ظن وگمان کو پسند نہیں کرتی ہے، دوسرے فقہاء کرام نے اس کو دو وجوہ سے پاک قرار دیا ہے، ایک یہ کہ ایسے ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصل حقیقت کھو دیتے ہیں، اور کوئی ناپاک شئی جب اس حد تک بدل جائے کہ اپنی اصل حقیقت ہی کھو ڈالے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، مثلاً منی ناپاک ہے، جب وہ خون بن

جائے تب بھی ناپاک ہے، اس کے بعد جب گوشت بن گیا تو پاک ہے، غیر ماکول اللحم کی ہڈیاں بھی حرام ہیں، مگر جب ان کا نمک بنادیا گیا تو اب حلال ہیں۔

دوم: اس کے استعمال کی اس قدر کثرت ہو کہ اس سے احتراز دشوار ہو، ایسی چیزوں کو اصطلاحِ فقہاء میں عمومِ بلوئی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور فقہی اصول ''المشقة تجلب التيسير'' کے تحت داخل ہوگی، جس کی وجہ سے حکم میں تخفیف پیدا ہوجاتی ہے، لہٰذا اگر یہ چیز یقینی بھی ہو کہ صابن میں چربی ملائی جاتی ہے تو عموم بلوئی کی وجہ سے اور انقلابِ ماہیت کی وجہ سے ایسے صابن کے استعمال کی اجازت ہوگی، خلاصہ یہ ہے کہ یہاں پر قلبِ ماہیت پایا جارہا ہے، لہٰذا صابن کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ مغربی ممالک میں چربی بسکٹ وغیرہ میں ملائی جاتی ہے، یہ کوئی تحقیقی خبر نہیں ہے، جب تک تحقیقی خبر سے یہ معلوم نہ ہو کہ بسکٹ وغیرہ میں حرام مردار چیز شامل ہے اس کا کھانا درست ہوگا، اور فقہی اصول ''الأصل في الأشياء الإباحة'' کے تحت داخل ہوگا، اور اگر تحقیقی خبر سے معلوم ہوجائے کہ واقعی چربی ملائی جاتی ہے تو چوں کہ یہاں پر عمومِ بلوئی نہیں پایا جارہا ہے، لہٰذا ایسے بسکٹ کے استعمال کی اجازت نہیں ہوگی (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۲۱۹، بدائع الصنائع ۱/ ۸۵)۔

انقلاب ماہیت کی جدید شکلیں

مولانا خورشید احمد اعظمی ☆

۱- کسی بھی شئ کی صورت اور رنگ کے ساتھ ساتھ اس کے کچھ خاص اوصاف اور مختص آثار ہوتے ہیں، جو اس کو دوسری اشیاء سے ممتاز کرتے ہیں ، لہذا بنیادی عناصر وہی خاص اوصاف اور آثار مختصہ ہوں گے، جو شئ کا مابہ الامتیاز ہیں، لہذا جب شئ کی صورت کے ساتھ ساتھ اس کے وہ خاص اوصاف بھی منعدم ہوجائیں گے تب اس شئ کی حقیقت اور ماہیت کے بدلنے کا اطلاق کیا جائے گا۔

۲- استحال الشئ: "تغير عن وصفه وطبعه" (المصباح المنير)۔

لہذا انقلاب ماہیت اور استحالہ عین کا مطلب یہ ہوگا کہ شئ اپنی طبیعت ، اپنے خاص اوصاف اور مختص آثار کے ساتھ منعدم ہوکر دوسری طبیعت اور دوسرے اوصاف وآثار کو اختیار کرلے۔

تحویل عین کے لئے بنیادی عناصر اور اوصاف خاصہ سب کا بدلنا ضروری ہے صرف نام، رنگ اور ایسے آثار جو دوسری اشیاء کے ساتھ مشترک ہوں ان کا بدلنا کافی نہیں، (اس سلسلہ میں احادیث اور ان کی تشریحات کے لئے (دیکھئے: صحیح مسلم، مرقاۃ المفاتیح ۶/ ۴۰، النہایۃ لابن اثیر، سنن ابن ماجہ کتاب القضاء باب العقوبات)۔

☆ المکتب العلمی رکھوا تھ پورہ مئوناتھ بھنجن یوپی۔

۳-جن اشیاء سے مل کر یہ نئی شی بنی ہے، اگر اس نئی شی میں اصل اشیاء کے بنیادی عناصر یا محدود آثار واوصاف میں سے کوئی عنصر یا وصف اور خاصہ برقرار رہتا ہے تو اس پر تبدیلی ماہیت کا اطلاق نہیں کریں گے، ہاں وہ آثار جو اصل شی کا خاصہ نہ ہوں نئی شی میں بھی برقرار رہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، تبدیلی ماہیت کا قول کیا جائے گا۔

۴-انقلاب ماہیت وسائل طہارت میں سے ایک وسیلہ اور ذریعہ ہے جس سے نجس شی طاہر ہو جاتی ہے، اس میں غیر نجس اور نجس العین دونوں کا حکم یکساں ہے (دیکھئے: البحر الرائق ۱/۲۴۷)۔

البحر الرائق میں امام محمدؒ کے قول کو ہی مفتی بہ قرار دیا گیا ہے اور ''الخلاصہ'' میں کہا گیا ہے کہ اسی پر فتوی ہے (۱/۱۱۷)۔

ایسا نمک جو پہلے گدھا یا خنزیر تھا نجس نہیں ہوگا، اور اس سلسلے میں متن میں جو صرف حمار کا ذکر کیا گیا ہے وہ قید احترازی نہیں ہے بلکہ مثال کے طور پر اس کا ذکر ہے خنزیر کا بھی وہی حکم ہوگا (دیکھئے: ردالمحتار ۱/۵۳۴)۔

قلب ماہیت کے بعد شی نجس کے طاہر ہونے کا قول امام محمدؒ کا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ شی نجس باقی رہتی ہے، ''وعند أبی یوسف لا یصیر شیئا آخر فیکون نجسا'' (بدائع ۱/۴۴۳)۔

۶-فلٹر یا کشید کے عمل سے شی کی ماہیت میں انقلاب نہیں ہوتا، بلکہ اس عمل کے ذریعہ اس کے اجزاء میں سے بعض جزء کو الگ کر لیا جاتا ہے، اس لئے اس پر انقلاب ماہیت یا تحول عین کا اطلاق صحیح نہیں ہوگا، لہذا فلٹر یا کشید کا عمل شی طاہر سے ہوگا تو فلٹر شدہ شی بھی طاہر ہوگی، اور اگر شی نجس سے ہوگا تو کشیدہ شی بھی نجس ہوگی۔

۷-اس طرح کا اختلاط کہ مختلف اشیاء مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں جس کو استہلاک عین

سے تعبیر کیا گیا ہے اسے انقلاب ماہیت یا تحول عین نہیں کہا جائے گا۔

الکحل کے بارے میں یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر وہ شراب سے ماخوذ ہو تو نجس ہے، اور غیر شراب سے ماخوذ ہو تو اس کا استعمال بطور دوا، یا دیگر امور جائز اور درست ہوگا (اس سلسلہ کی تفصیلات کے لئے دیکھئے: تکملہ فتح الملہم ۱/ ۵۱۵، ۳/ ۶۰۸)۔

۸- نجس چربی کی ملاوٹ سے تیار کردہ صابن کی طہارت کے فتاوے ملتے ہیں، اور صراحۃً یہ مسئلہ مذکور ہے:

''ویطهر زیت تنجس بجعله صابونا'' (الدر المختار مع رد المحتار ۱/ ۵۱۹)۔

''وعلی قول محمدؒ فرعوا الحکم بطهارة صابون صنع من زیت نجس'' ''وفی المجتبی: جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر، والتغیر یطهر عند محمدؒ ویفتی به للبلوی'' (البحر الرائق ۱/ ۲۲۷)۔

اور یہ حکم صرف صابن کے ساتھ ہی خاص نہیں ہوگا، بلکہ کوئی بھی استعمالی شی جس میں اس چربی یا نجس کی حقیقت وماہیت بدل گئی ہو طاہر ہوگی۔

''ومقتضاه عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل فیه کل ما کان فیه تغیر وانقلاب وکان فیه بلوی عامة'' (رد المحتار ۱/ ۵۱۹)۔

بسکٹ یا ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ان اشیاء کا استعمال قلب ماہیت کے بعد ہو تو اس کا استعمال درست ہوگا اور قلب ماہیت سے پہلے ہو اور ان کے ذریعہ سے ہڈی یا چربی کی حقیقت نہیں بدلتی تو ان کا استعمال درست نہیں۔

۹- دم مسفوح نجس اور اس کی بیع حرام ہے، انقلاب ماہیت کے بعد اس کا استعمال وہی حکم رکھتا ہے جو دیگر نجس اشیاء کا۔

۱۰- جلاٹین کے بارے میں سوالنامہ میں جو صورت بیان کی گئی ہے اس سے بظاہر تو

یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حقیقت وماہیت بدل جاتی ہے، اس سلسلے میں ''الفقہ الإسلامی وادلتہ ۷/ ۵۱۱۱'' کی عبارت نظر سے گزری جس میں مذکور ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

''انقلاب ماہیت کے بعد اگر چہ نجس اشیاء کی طہارت پر فتویٰ ہے، لیکن کسی مسلمان کے لئے اشیاء کے قلب ماہیت اور پھر اس کا استعمال احتیاط اور تقویٰ کے خلاف ہے''۔

انقلاب ماہیت اور تبدیلی احکام

مفتی سعید الرحمٰن فاروقی ☆

۱ – جب کسی چیز میں انقلاب وتبدیلی اس حدتک ہوجائے کہ وہ اپنی حقیقت کھودے ، اثرات وخواص اس میں باقی نہ رہیں اور اس کو اس کا پہلا نام دیا جانا درست نہ ہو، ایسی صورت میں اس کے عناصر کا قیام ممکن نہ ہوگا، نہ شئ کا وجود رہ سکے گا۔ اس طرح کسی بھی شئ کے بنیادی عناصر کی تعیین ممکن ہوگی ،یعنی ہر چیز کے بنیادی عناصر وہ اوصاف وخواص ہوں گے جن کے بغیر شئ کا قیام ممکن نہ ہو سکے، جیسے پانی کی حقیقت رقت وسیلان انبات وارواء ہے (مراقی الفلاح ۱۷/)، اس لئے یہ اوصاف اس کے بنیادی عناصر ہیں اب اگر کسی چیز میں رقت وسیلان تو ہومگر انبات و قیام حیات اشیاء نامیہ نہ ہوتو وہ ماء مطلق وماء طہور نہ ہوگا جیسا کہ وہ پانی جو نمک سے رس رس کر یا گل کر پانی بن گیا ہو، اس میں رقت وسیلان دونوں چیزیں ہوں گی مگر دوسرے اوصاف نہ ہونے کی وجہ سے وہ ماء مطلق نہیں ہے، اس کی حقیقت کچھ اور ہے، خواص اور، پانی سے موسوم کیا جانا درست نہیں، جب کسی چیز میں یہ کیفیت پیدا ہوجائے تو اس کے بنیادی عناصر یا تو بالکل نہ ہوں گے یا کالعدم ہوں گے، اس صورت کو استحالہ وتحول سے تعبیر کیا جائے گا۔

۲ –ہر چیز کے بنیادی عناصر ایک یا چند چیزیں معین کردینا ممکن نہیں ہے، اس لئے کہ ہر چیز کے بنیادی عناصر الگ الگ ہوتے ہیں، خاص اور قابلِ توجہ یہ امر ہے کہ نمک سمندری پانی

☆ دارالعلوم امدادیہ ممبئی۔

سے تجسیم وتبدیلی کے بعد نمک بنا تھا، اور اس شکل میں آنے سے پہلے ماء مطلق وطہور تھا اور تجسیم سے پہلے تمام احکام خواص وآثار میں ماء مطلق تھا لیکن تجسیم کے بعد جب وہ اپنی پہلی شکل کے بعض خواص وآثار مثلاً رقت وسیلان پر لوٹ آتے تب بھی ماء مطلق نہیں ہوتا، اسی لئے اس سے وضو وغسل بلکہ تطہیر درست نہیں ہے: " ولا بماء ملح" (تنویر الابصار مع الدر والرد ۱/۱۷۹)۔

اسی بنیاد پر کسی بھی شئ کے عناصر کی تعیین ہوسکتی ہے، یعنی ہر چیز کے بنیادی عناصر وہ اوصاف وخواص ہیں جن کے فوت ہوجانے پر شئ کا قیام اور اس کا نام ونشان مٹ جائے اور یہ عقلی وبدیہی ہے، شرعی اعتبار سے ہر چیز میں تفویت وفنائیت غیر ضروری ہے، اس لئے کہ بسا اوقات دوسری شئ میں پہلی شئ کا کچھ اثر اور علاقہ قائم رہتا ہے، پھر بھی حکم شرعی میں تبدیلی آجاتی ہے جیسے تخلل خمر (شراب کا سرکہ بن جانا) کہ صرف اس میں سے سکر کی کیفیت زائل وتبدیل ہوجاتی ہے، ورنہ تمام چیزیں بعینہ حسب سابق رہتی ہیں، مگر اس زوال وتبدل سے حرمت کا شرعی حکم تبدیل ہوجاتا ہے، اس سے سوال ۲ کا جواب یہ ہوگیا کہ ہر چیز میں مکمل تبدیلی وتغیر لازم نہیں ہے، کیوں کہ کہیں تغیر وانقلاب بالکلیہ ہوتا ہے، جیسے نمک کی کان میں نمک ہوجانے والی چیزیں اور کبھی بالکلیہ نہیں بھی ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر گزرا، اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ممنوعات شرعیہ کا عنصر حقیقی مثلاً سکر شراب میں (جو کہ منصوص ہے) جب تک جس چیز میں موجود ہوگا وہ چیز حرام ہوگی خواہ وہ بالذات حلال ہی کیوں نہ ہو اور جو اس کے برخلاف ہوگا اس کے لئے حرمت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، اس لئے فقہی اصول یہ ہے: "کل ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام"، یعنی جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔

۳- اب اس سوال کا یہ جواب ہے کہ اگر تبدیلی ماہیت کے بعد پہلی چیز یک لخت معدوم ہوجائے، اور اس میں کوئی اثر وخاصیت نہ رہے تو اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: ایک یہ کہ پہلے سے وہ ناپاک اور محرم ہو اور اب اس کا کوئی اثر وخاصہ باقی نہ رہے، جیسے وہ شراب جو سرکہ بن

جائے تو یہ پاک وطیب ہوگا، دوسری یہ کہ وہ پہلے سے پاک وحلال ہومگر تبدیلی کے بعد حلت و نظافت ختم ہوجائے جیسے وہ شیرہ جوشراب بن جائے تو یہ ناپاک اور حرام ہوگا۔

اور اگر تبدیلی کے بعد پہلی صورت بالکلیہ معدوم نہ ہو بلکہ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات وکیفیات پر برقرار ہے تو اس کی بھی دوصورتیں ہوسکتی ہیں: ممنوع شرعی کا عنصر حقیقی فنا نہ ہوا ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ فنا ہوگیا ہو، پہلی صورت اگر ممنوع شرعی کا حقیقی عنصر قائم وباقی ہے تو ممنوع وحرام، ورنہ وہ چیز حلال ہوگی، مگر شراب کے علاوہ دیگر محرمات شرعیہ میں ممنوع شرعی کا عنصر اور عناصر میں تفریق وعلیحدگی ایک اجتہادی مسئلہ ہے۔

۴- انقلابِ ماہیت کے بعد نجس العین اور غیر نجس العین اور ان کے اجزاء میں کوئی فرق شرعی حکم کے اعتبار سے نہیں ہے، استحالہ وانقلاب کے نتیجے میں شئ اول صد فی صد فناء ہوجائے تب تو حکم ظاہر ہے اور وہ یہ کہ محرمات کی نصوص کی تطبیق ہی ان پر نہ ہوگی بلکہ دوسری حلال وطیب اشیاء کی طرح حلال ہوگی، (دیکھئے فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۷۰، ۷۲)۔

۵،۶- قلبِ ماہیت کے اسباب فقہی کتب میں منحصر ومنضبط نہیں مل سکے مگر مختلف جزئیات جیسے آگ میں نجاست کا جل کر راکھ ہوجانا اور مٹی میں مل کر مٹی وخاک ہوجانا، نمک کی کان میں نمک بن جانا، ہواؤں میں مل جانا وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اسباب متعین ومخصوص نہیں ہیں، حضرت مولانا عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی لکھتے ہیں: انقلاب ماہیت (حقیقت بدل جانا) خواہ جلانے سے یا کسی دوا سے یا کسی اور ترکیب سے.....، نیز فرماتے ہیں: اس طریقے سے تمام نجس چیزیں پاک ہوجاتی ہیں خواہ ان کی نجاست ذاتی ہو یا عارضی (علم الفقہ ۱/ ۴۱)۔

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ دور جدید کے نئے طریقے اور قدیم طرق جو بھی ماہیت تبدیل کردیں وہ سب موثر ہوں گے، اس کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ ان صورتوں

میں حلت وحرمت کا حکم نتیجے کے تابع ہے، اسباب کے تابع نہیں ہے۔

اس لئے استحالہ وانقلاب پر نظر ہوتی ہے اور شئ محتول ومنقلب پر حکم شرع منطبق ہوتا ہے، اس لئے کہیں کسی جزئیہ میں اسباب سے حکم متعلق نہیں ہوا ہے، لہذا جس طریقے سے بھی ماہیت تبدیل و مستحیل ہوجائے وہ طریقہ اس بارے میں مؤثر ہوگا، "فیدخل فیه کل ما کان فیه تغیر و انقلاب حقیقة" (شامی ۱/۱۳۶)۔

اس عبارت سے یہ مفہوم واضح ہے کہ اسباب انقلاب متعین نہیں ہیں۔

۷ – استحالہ واستہلاک عین دونوں ایک نہیں ہیں، اس لئے کہ اگر استہلاک کے بعد شئ محرم کی تاثیر مثلاً سکر شراب کے جوہر الکحل میں موجود ہے اور وہ مختلف پاک چیزوں سے مرکب دوا کا جز ہے تو اس کا حکم استحالہ کی صورت سے مختلف ہوگا اور سکر کی موجودگی کے سبب حکم مرتفع نہ ہوگا بلکہ دوسری تمام چیزوں کو بھی ناپاک وحرام کردے گا۔

مفتی نظام الدین صاحبؒ کی تحریر اس سلسلے میں بصیرت افروز ہے: "الکحل اصل میں شراب یا دردی شراب کے جوہر یا مقطر کا نام ہے اور یہ بلاشبہ شراب کے جنس سے ہوتا ہے، اور مثل شراب نجس العین اور حرام ہوتی ہے، اور یہ الکحل کھانے پینے یا عطریات وغیرہ جس چیز میں پڑ جائے گی، اس کو حرام اور نجس بنادے گی اور ان سب کا استعمال ممنوع وناجائز ہوجائے گا (نظام الفتاوی ۱/ ۴۱۳)، آگے لکھتے ہیں: اگر ان ملاوٹ والی چیزوں میں نشہ پیدا ہوجائے تو اس کا استعمال ہرگز جائز نہ رہے گا (۱/ ۴۱۴)، الغرض استحالہ واستہلاک دونوں ایک نہیں ہے، لہذا دونوں کے حکم میں یکسانیت نہیں ہوگی۔

۸ – قلب ماہیت کے بعد ہی چربی سے صابن تیار ہوتا ہے یعنی صابن میں جانے کے بعد ماہیت کا انقلاب ہوجاتا ہے، جس کی کتب فقہ میں صراحت موجود ہے، نظامیہ، رحیمیہ، احسن الفتاویٰ کے علاوہ علامہ ابن عابدینؒ نے تفصیل سے اس پر کلام کیا ہے اور یہ بھی وضاحت کی ہے

کہ تغیر وانقلاب کے بعد پاکی کا حکم صابن کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جن جن چیزوں میں حقیقتاً تغیر وانقلاب ہوگا اور عموم بلوئی بھی وہ سب حکم میں یکساں ہوں گی (شامی ۱/۳۱۶)، اسی کے ساتھ شیرہ کی مثال پیش کی ہے جس میں زہیب (کشمش) اگر چہ ناپاکی سے خالی نہ ہو مگر شیرہ بننے کے بعد حلت کے حکم کے ماتحت ہوگا: "و کذلک الدبس المطبوخ إذا کان زبیبه تنجسا"، اس لئے ان جزئیات کی وجہ سے صابن، بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے حکم میں فرق کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، اس لئے کہ اگر (زہیب نجس) شیرہ سیال ہوجانے سے پاک ہوسکتا ہے، گیہوں پیسنے سے طاہر ہوسکتا ہے، مردار کتے کی نجاست صابن کی شکل اختیار کرنے سے ختم ہوسکتی ہے، چوہے کی مینگنی اور اس کا مردار جسم تغیر کے بعد مضرت رساں نہیں تو دوسری نجس چیزیں انقلاب ماہیت کے بعد کیوں کر نجس رہ جائیں گی، تاہم اس میں شبہ نہیں کہ مسئلہ بہت اہم اور بہت نازک ہے، کیونکہ اس سے اشیاء محرمہ کے حلال ہونے اور کرنے کا باب وا ہوجائے گا، اس لئے تغیر وانقلاب کی حد مقرر کرنا موجودہ دور کی مصنوعات میں ایک اہم اور مشکل صورت ہے، لہذا بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ماہرین سے رائے کی جائے، پھر کوئی فیصلہ کیا جائے، نیز غیر مشکوک طیب وحلال چیزوں سے مشکوک چیزوں کا متبادل تیار کرلیا جائے تاکہ حکم شرعی مصنوعات غیر واجب الاستعمال میں بے غبار رہے اور اس حکم شرعی "الحلال بین و الحرام بین الخ" کی بجا آوری ہوسکے۔

۹- ان دونوں کا حکم بھی تغیر وانقلاب پر مبنی ہونا چاہئے، اس لئے ماہرین دواسازی اور ماہرین ماکولات مرکبہ جدیدہ یہ ثابت کردیں کہ خون دوا کی صورت اختیار کرنے کے بعد اور کھال وہڈی وغیرہ جلاٹین کی صورت اختیار کرنے کے بعد اپنی حقیقت کھودیتے ہیں اور دوسری چیز بن جاتے ہیں تو اس کا استعمال جائز ہونا چاہئے لیکن اگر ایسا نہیں ہے یعنی خون اپنی حقیقت نہیں کھوتا بلکہ اس کی صلاحیت میں عین کے قائم رہتے ہوئے اضافہ ہوجاتا تو بلاشدید ضرورت کے استعمال

کا جواز نہ ہونا چاہئے، اس لئے کہ شرعی طور پر خون کے اجزاء کے حکم میں کہیں تفاوت نہیں کیا گیا ہے، لہذا اکل کا حکم یکساں ہی ہوگا، برخلاف جلاٹین کے، کہ وہ زیادہ تر ماکولات میں مستقل ہیں، لہذا ضرورت شدیدہ کا تحقق اس میں نہیں ہے۔

قلب ماہیت - شرعی نقطۂ نظر

مولانا نیاز احمد عبدالحمید طیب پوری ☆

۱-شرعی نقطہ نظر سے اور طبی اعتبار سے اگر تین اوصاف (رنگ، بو اور مزہ) میں سے کوئی وصف بدل جائے تو کہا جائے گا کہ اس چیز کا حکم بدل گیا۔

اگر پانی دوقلہ یا اس سے زیادہ ہے تو رنگ یا بو یا مزہ کے بدلنے کا اعتبار ہوگا، اور اگر دوقلہ سے کم ہے تو ہر حال میں پانی ناپاک ہوگا۔

بعض فقہاء (مالکیہ، شافعیہ) نے قلیل وکثیر کا اعتبار نہیں کیا ہے، حالانکہ قلتین والی حدیث صحیح ہے اور قلیل وکثیر میں فرق کرنا پڑے گا۔

نبی اکرم کے الفاظ یہ ہیں:

"إذا بلغ الماء قلتين لم ينجسه شئ" (سنن ابن ماجہ ۱/ ۱۷۲)

"وفي رواية: إذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث" (سنن نسائی ۱/ ۴۳)

قال في البدر المنير: فتلخص أن الاستثناء المذكور ضعيف فتعين الاحتجاج بالإجماع كما قال الشافعي والبيهقي وغيرهما يعني للإجماع على أن المتغير بالنجاسة ريحاً أو لونا أو طعماً نجس" (سبل السلام میر صنعانی ۱/ ۴۴ حاشیہ نمبر ۴)۔

۲-جب پورے طور پر کوئی چیز بدل جائے اور اس کا پرانا اثر ختم ہو جائے تو اس کو قلب

☆ استاذ التفسیر والحدیث جامعہ اسلامیہ خیر العلوم مؤ ومربی مسجد سدھارتھ نگر (یوپی)۔

ماہیت کہیں گے جیسے پاخانہ کوجلا کر راکھ بنانا، حنفیہ اس کو طاہر مانتے ہیں، حنابلہ، مالکیہ اور شافعیہ اس کے خلاف ہیں (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ)۔

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

" وإذا استحال الشئ إلى شئ آخر حتى كان ذلك الشئ الآخر مخالفاً للشئ الأول لونا وريحاً وطعماً كاستحالة العذرة رماداً فقد الوصف الذى وقع الحكم من الشارع بالنجاسة عليه وهذا هو الحق والخلاف فى ذلك معروف" (الدرر البہیۃ للشوکانی ۱/۲۱)۔

نمک کی کان میں گر کر کسی چیز کا نمک بن جانا، شراب کا سرکہ بننا مذکورہ مثالوں میں ان کے تمام خصائص پوری طرح بدل جائیں اور بنا کسی شک کے یہ انقلاب ماہیت ہے، جلاٹین بھی اسی قبیل سے ہے، لیکن یہ چیز مدنظر رکھنا ہوگا کہ جلاٹین کا عمل حلال چیز پر کیا جارہا ہے یا حرام پر۔

۳-کسی چیز میں تبدیلی کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں:

الف-پرانا اثر ختم ہوجائے اور نئی چیز میں اس کی کوئی خصوصیت باقی نہ رہے۔

ب-شئ جدید میں بعض پرانی کیفیات باقی رہیں، پہلی صورت میں چونکہ کامل طور سے قلب ماہیت ہے اس لئے سابقہ حکم بدل جائے گا، دوسری صورت میں قلب ماہیت نہیں ہوا ہے، اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ اس کا پرانا حکم باقی رکھا جائے۔

۴-جی ہاں! ان کے درمیان فرق کرنا چاہئے جو چیزیں نجس العین ہیں، انقلاب ماہیت کے بعد بھی ان کو نجس مانا جائے گا، اور جو چیزیں نجس العین نہیں ہیں، استحالہ عین کے بعد انہیں نجس نہیں مانا جائے گا۔

۵-انقلاب اور تغیر کے اسباب یہ ہیں

۱-جلانا، ۲-دھوپ دکھانا، ۳-کسی چیز کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا، ۴-سوکھی ہوئی

کھال یا ہڈی میں جلاٹین کا عمل کرنا۔

جلانے کو حنفیہ سبب طہارت مانتے ہیں، علامہ شوکانی کی بھی یہی رائے ہے، البتہ شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ اسے طاہر نہیں مانتے۔

۶۔فلٹر یا کشید کے عمل کو انقلاب ماہیت نہیں کہتے، بلکہ یہ تجزیہ (Deceupose) ہے، اگر یہ عمل حلال چیزوں میں کر کے نئی چیز تیار کی جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا، لیکن اگر حرام اور نجس چیز میں کیا جائے تو اس کا استعمال درست نہ ہوگا، جیسے پیشاب کا فلٹر کرنا اور اس کی نمکینیت اور فاسد عناصر کو الگ کر کے قابل استعمال بنانا، اب اس کا سابقہ حکم نجاست باقی رہے گا۔

۷- جامد یا سیال دوائیں اگر حرام چیزوں سے بنائی گئی ہیں تو حرام ہیں اور اگر حلال اجزاء سے بنی ہیں تو حلال ہیں، اس عمل کو فقہاء استہلاک عین کہتے ہیں، اس کو قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا۔

وہ دوائیں جو الکحل سے مل کر بنتی ہیں تو بسا اوقات ان کا پرانا اثر باقی رہتا ہے، تو عمومی طور پر الکحل سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال اختیاری حالت میں نہیں کرنا چاہئے۔

۸- اگر کسی چیز کے بارے میں یقین ہے کہ اس میں مردار کی چربی ملی ہے تو اس کا استعمال صحیح نہیں، لیکن جن چیزوں کے بارے میں معلوم نہیں ہے وہ جائز ہیں۔

مردار کی چربی چراغ میں جلانے اور کشتی میں پوتنے وغیرہ کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے، البتہ مردار کی چربی مسجد میں نہیں جلائی جاسکتی، اور نہ ہی بدن پر اسے مل سکتے ہیں، تو مردار کی چربی سے صابن بنانا اور بدن پر لگانا اور چربی کو ملنا دونوں یکساں ہوا اور عدم جواز میں برابر ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے: صحیح مسلم مع شرح النووی ۱۱/۶)۔

۹- دم مسفوح حرام ہے، قرآن کریم میں ہے: ''إلا أن يكون ميتة ودماً مسفوحاً'' (انعام: ۱۴۵)۔

جن کے بارے میں معلوم ہے کہ ان میں خون کا استعمال کیا گیا ہے اختیاری حالت میں ان کا استعمال نہیں کرنا چاہئے، البتہ ماکول اللحم مذبوح جانور کے دیگر اعضاء کا استعمال درست ہے(بال،سنیگ، اون، وغیرہ غیر مذبوح ہیں)۔

۱۰-جلاٹین قلبِ ماہیت کے تحت آئے گی لیکن یہ فرق تو کرنا ہی چاہئے کہ جس ہڈی یا چمڑے پر یہ عمل کیا جارہا ہے، وہ ماکول ہے یا غیر ماکول، اگر ماکول غیر مذبوح کی ہے تب تو کوئی بات نہیں، لیکن اگر غیر ماکول ہے اور اس سے جلاٹین کے ذریعہ ماکولات تیار کی جاتی ہیں تو یہ حلال نہ ہوں گی۔

بہر حال حرام چمڑوں اور ہڈیوں پر جلاٹین کے عمل سے تیار کردہ نانی یا دیگر ماکولات کا استعمال درست نہیں، اگر دوا بنائی جاتی ہے تو اضطراری حالت میں ان کا استعمال درست ہے۔

حلت وحرمت میں انقلاب ماہیت کے اثرات

مولانا نعیم اختر قاسمی ☆

ماکول ومشروب چیزوں کی حلت وحرمت کے سلسلہ میں قرآن کریم نے ایک اصول اور ضابطہ بیان کردیا ہے کہ طیبات حلال ہیں اور خبائث حرام، پھر دیگر آیات واحادیث نے اس اجمال کی تفصیل بھی بیان کردی ہے کہ کون سی چیزیں طیبات کے اندر داخل ہیں اور کون سی خبائث کے تحت۔

خبائث کی حرمت کی حکمت وعلت علماء کرام نے یہ بیان کی ہے کہ اس کے استعمال سے اس کی خباثت انسان کے قلب وذہن پر اثر انداز ہوتی ہے جس سے اس کے اخلاق وکردار پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں یا وہ چیز جسمانی اعتبار سے نقصان دہ اور مضرت رساں ہوتی ہے، اور یہ بالکل حقیقت ہے جس سے کسی کو مجال انکار نہیں۔

دوسری طرف "الضرورات تبیح المحظورات" اور "المشقة تجلب التیسیر" جیسے فقہی قواعد کے تحت ایسی جزئیات بھی ملتی ہیں جن میں ناگزیر اور پر مشقت حالات میں بعض ناجائز اور ناپاک چیزوں کو بھی جائز اور پاک قرار دیا گیا ہے۔ جن میں تداوی بالمحرم کا مسئلہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

اگر ان دونوں پہلوؤں پر نظر رکھی جائے تو ان شاء اللہ جدید پیش آمدہ مسائل کے حل

☆ مدرسہ امداد العلوم کوپا گنج، مئو (یوپی)۔

میں کافی رہنمائی ملے گی۔

ایک شئ کی حقیقت تبدیل ہوجانے سے کسی کو انکار نہیں مگر سوال یہ ہے کہ کسی چیز کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شئ کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے اگرچہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہوئے ہوں؟

تو اس طرح کی کوئی جامع عبارت نظر سے نہیں گزری جس کی بناء پر دوٹوک انداز میں کوئی فیصلہ کردیا جائے، البتہ تحول عین کے تحت بیان کردہ جزئیات کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ پہلی شئ کی کوئی بھی چیز دوسری شئ میں باقی نہ رہے مثلاً نام، کام، صورت اور عمومی مزاج وخاصیت سب کچھ تبدیل ہوجائے، جیسے کسی جانور کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، گوبر کا جل کر راکھ ہوجانا، شراب کا سرکہ بن جانا، گوریا کا کنویں میں گر کر مٹی میں تبدیل ہوجانا، نجس تیل کا صابن بنانے میں استعمال کرنا وغیرہ (شامی ۱/۴۳۱-۴۳۹، باب الانجاس)۔

اس کے علاوہ چند اور جزئیات بھی بیان کی گئی ہیں مثلاً نجس کشمش کا پختہ شیرہ، ناپاک سمسم کا طحین۔

لیکن علامہ شامیؒ موخر الذکر ان دونوں مسئلوں میں انقلاب عین کا انکار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس میں صرف تغیر وصف ہوا ہے جیسا کہ دودھ اگر دہی میں تبدیل ہوجائے، گیہوں آٹے میں اور آٹا روٹی میں بدل جائے تو اس میں بھی صرف تغیر وصف ہے، نہ کہ انقلاب عین، برخلاف سابقہ جزئیات کے کہ ان میں ایک حقیقت دوسری حقیقت میں بالکلیہ تبدیل ہوجاتی ہے (شامی ۱/۴۳۱)۔

علامہ شامیؒ کی بات درست معلوم ہوتی ہے لیکن اس کی رو سے نجس تیل سے بنے ہوئے صابن کی طہارت کا مسئلہ بھی نظر ثانی کا محتاج ہوجاتا ہے، کیونکہ صابن کے دیگر اجزاء کے ساتھ خلط ہوجانے کی وجہ سے نجس تیل کی حقیقت اور ماہیت کا تبدیل ہوجانا محل نظر ہے، البتہ

اسے فقہی قاعدہ ''الخلط استہلاک'' کے تحت لایا جا سکتا ہے جس میں بعض دوسری جزئیات بھی شامل ہوجاتی ہیں مثلاً پاک مٹی کا نجس پانی سے یا نجس مٹی کا پاک پانی سے گارا بنانا، اگر چہ ''المشقة تجلب التيسير'' کے تحت یہ جزئیات نقل کی گئی ہیں (الاشباہ والنظائر للسیوطی)، تاہم اس کو بنیاد بنا کر دوسرے مسائل اس پر متفرع نہیں کئے جا سکتے۔ کیونکہ ''الخلط استہلاک'' بالکل عام نہیں ہے، ورنہ ساری نجس چیزوں کا پاک چیز میں اختلاط کے بعد پاک ہونا لازم آئے گا، اسے قلبِ ماہیت قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا انگریزی دواؤں میں الکحل کے ملانے سے یا صابن، بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں مردار کی چربی یا ناپاک ہڈیوں کا پاؤڈر استعمال کرنے سے قلبِ ماہیت کا تحقق محلِ نظر ہے۔ اور اگر قلبِ ماہیت تسلیم کر بھی لیا جائے اور اسے پاک قرار دے دیا جائے مگر قلبِ ماہیت تسلیم کر کے برقرار رہنے کی صورت میں ماکولات ومشروبات کے اندر اس کا استعمال ''ویحرم علیهم الخبائث'' کی وجہ سے ناجائز ہونا چاہئے، کیونکہ ہر پاک چیز کا کھانا حلال نہیں ہوتا، البتہ دواؤں کا مسئلہ تداوی بالمحرم کے ذیل میں آئے گا۔

جلاٹین کے اندر اس کے اصل مواد کو مختلف مراحل سے گزارا جاتا ہے، اگر اس کے اصل مواد غیر خنزیر کے ہوں تب تو کوئی اشکال نہیں کیونکہ کھال دباغت کے بعد اور ہڈی (باستثناء خنزیر وآدمی) ہر جاندار کی پاک ولائق استعمال ہے۔

البتہ خنزیر کی کھال اور ہڈی ہونے کی صورت میں مسئلہ پیدا ہوگا کہ ماہیت تبدیل ہوئی یا نہیں۔ اور اگر ہوگئی تو اس کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟

ایسی صورت میں اگر عام جلاٹین اور خنزیر کے جلاٹین دونوں کے اثرات میں فرق ہو اور خنزیر سے بنے ہوئے جلاٹین کے اثرات مضر ہوں تو اسے ناجائز ہونا چاہئے، بصورتِ دیگر قلبِ ماہیت کے تحقق وعدم تحقق پر غور کیا جائے، واللہ اعلم۔

ناچیز کے خیال میں ایسی صورت میں ماہیت تبدیل نہیں ہوئی۔

سوال نمبر ۳ کا تعلق اس بات سے ہے کہ اگر شی میں ایسی تبدیلی ہو کہ اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے لیکن اس تبدیلی کے بعد دو صورتیں ہیں: جن اشیاء سے مل کر یہ شئ بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور خاصیت اس شئ میں برقرار نہ رہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ نئی پیدا ہونے والی شئ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھے۔ کیا ہر دو صورتوں کا حکم یکساں ہوگا؟

سو پہلی صورت تو بالکل واضح ہے کہ اسے انقلاب ماہیت قرار دیں گے (بشرطیکہ نئی پیدا ہونے والی چیز کی حقیقت پہلے سے موجود ہو جیسے نمک، سرکہ، راکھ، مٹی وغیرہ، اگر وہ حقیقت پہلے سے موجود نہ ہو بعد میں کوئی دوسرا نام دیا جائے تو اس کا اعتبار نہیں)، البتہ دوسری صورت کا حکم جاننے کے لئے اس جزئیہ کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ فقہاء نے لحم جلالہ اور اس کے دودھ کو مکروہ قرار دیا ہے (شامی کتاب الحظر والاباحہ ۵/ ۲۴۰)۔

غور کرنے کی بات ہے کہ نجس غذا اگر چہ گوشت پوست میں تبدیل ہوگئی مگر نجاست کا کچھ اثر یعنی بدبو برقرار ہے اس صورت میں انقلاب حقیقت یقیناً ہے اگر چہ ایسا قدرتی طور پر ہوا ہو مگر اس بدبو کی وجہ سے اس کا فی الفور استعمال مکروہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس دوسری صورت میں بھی اگر انقلاب حقیقت تسلیم کرلیا جائے، لیکن بعض سابقہ مضر اثرات کے موجود رہتے ہوئے اس کا استعمال درست نہ ہوگا۔

انقلاب ماہیت کے سلسلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان طرفین اور حنابلہ کے ایک قول کے مطابق کوئی فرق نہیں، جب کہ شوافع، حنابلہ (دوسرے قول کے مطابق) اور امام ابو یوسفؒ فرق کرتے ہیں (احکام الاطعمۃ فی الشریعۃ الاسلامیہ لعبد اللہ بن محمد الطریقی ۲/ ۲۱۲، ۲۱۳)۔

لیکن علامہ شامیؒ کی بات سے عدم فرق کا قول راجح معلوم ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

''شریعت نے وصف نجاست کو ایک حقیقت پر مرتب کیا ہے، لہٰذا حقیقت تبدیل ہونے سے اس پر مرتب ہونے والا وصفِ نجاست بھی تبدیل ہو جائے گا (ردالمحتار ۱/۴۳۹ باب الانجاس)۔

فلٹر کرنے یا کشید کرنے سے کسی چیز کی ماہیت تبدیل ہونے کی بات سمجھ میں نہیں آتی، کیونکہ کشید کرنے کی صورت میں پہلی شئ کے عناصر اور اس کی خاصیت باقی رہتی ہے اور فلٹر کرنے کی صورت میں گو اس کے جوہری اجزاء نکال دیئے جائیں تاہم مابقی شئ سابقہ حکم پر باقی رہے گی۔

البتہ اگر باقی شئ کی کسی سبب کے ذریعہ حقیقت بدل گئی یعنی اس کے نام، کام اور سابقہ اثرات میں سے کوئی چیز باقی نہ رہی تو اسے قلبِ ماہیت قرار دے کر اس پر دوسرا حکم لگایا جاسکتا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

خلاصہ جوابات

۱، ۲- اگر اس نو پیدا شدہ چیز پر دوسری حقیقت کا اطلاق ہونے لگے یعنی نام، صورت اور تاثیر سب تبدیل ہو جائے تو اسے قلبِ ماہیت قرار دیں گے۔ بشرطے کہ نئی وجود میں آنے والی چیز کی حقیقت پہلے سے موجود ہو، اگر اسے نیا نام دیا جائے تو اس کا اعتبار نہیں۔

۳- اگر پہلی چیز کا کچھ اثر موروثی طور پر برقرار رہ جائے تو بھی ماہیت تبدیل ہو جائے گی، البتہ اگر وہ اثرات مضر ہوں تو غذا کے طور پر اس کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

۴- نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان عدم فرق راجح ہے۔

۶- محض فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا عمل قلبِ ماہیت کے تحت نہیں آئے گا۔

۷، ۸- ''اختلاط استہلاک'' ''یا استہلاک عین'' قلبِ ماہیت نہیں ہے، دواؤں میں

الکحل وغیرہ کا استعمال تداوی بالمحرم کے ذیل میں آئے گا۔ صابن، بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں اگر نجس اجزاء کا مخلوط ہونا یقینی ذرائع سے معلوم ہوجائے تو اس کا استعمال درست نہیں۔

۱۰- جلاٹین کی صورت قلبِ ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، لہٰذا خنزیر کی کھال اور ہڈی سے تیار کردہ جلاٹین کا استعمال درست نہ ہوگا۔ کیونکہ جلاٹین ایک نو پیدا شدہ چیز ہے، کوئی سابق حقیقت نہیں۔

انقلاب ماہیت اور اس کی شرعی حد

ڈاکٹر مولانا سید قدرت اللہ باقوی ☆

۱-کسی شی کے بنیادی عناصر میں اجزاء ترکیبی: صورت، خصوصیت اور رنگ خاص اہمیت کے حامل ہیں، ان چاروں کو قائم رکھتے ہوئے کسی شی کی ماہیت بدل نہیں سکتی خواہ کئی قسم کے تغیرات واقع ہوئے ہوں، ہر شی کی کیفیات، اثرات اور حقیقت شرعی احکام کے اصل مدار ہیں اور ان کی سمیت، اسکار اور اثرات کے پیش نظر حلال، حرام اور مباح کے احکام جاری کئے جاتے ہیں، جن کی روشنی قرآن کریم واحادیث نبوی، اجماع اور قیاس سے حاصل ہوتی ہے۔

۲-قدیم فقہی ذخیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رنگ، صورت اور کیفیت کا بدل جانا ہی انقلاب ماہیت ہے، تحول عین سے مراد طبعی خصوصیات کی تبدیلی ہے ماحولیاتی کیفیت در اصل طبعی خصوصیات کی تبدیلی پر منحصر ہے، کسی شی کی ملاوٹ کی وجہ سے ماہیت اور خاصیت بدل جاتی ہے تو اس کو فقہی اصطلاح میں استحالۂ عین کہا جاتا ہے، مثلاً: ''**جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر والتغیر یظهر عند محمد ویفتی به للبلوی**''

(ردالمحتار ۱/ ۲۱۰ ماخوذ جدید فقہی مسائل ۱/ ۵ ۱۴ از مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

اگر کسی شی کی ملاوٹ کے بغیر ماحولیاتی کیفیت کی وجہ سے رنگ، مزہ اور بو بھی بدل جائے تو اس کو تحویل عین میں شمار کیا جاتا ہے مثلاً شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنادیا جائے یا

☆ سیسور کرناٹک۔

غیر ماکول اللحم جانوروں کی ہڈیاں حرام ہیں مگر جب اس کا نمک بنادیا جائے تو یہ نمک حلال ہوجاتا ہے مگر کسی شئ کا سائنٹفک تجزیہ کیا جائے اور بو والے اجزاء اس سے نکال دیئے جائیں اور بو ختم ہوجائے تو اس کے باوجود وہ اجزاء ناپاک رہیں گے۔

۳-اگر کسی شئ کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں اور مجموعی مزاج بھی بدل جائے اور جوہری عناصر کے مزاج کا کوئی اثر باقی نہ ہوتو اس کا حکم الگ ہوگا۔

اور جس مخلوط شئ میں موروثی خصوصیات باقی ہوں تو اس کا حکم دوسرا ہے، کیونکہ اس میں بنیادی عناصر کی بقاء یقینی طور پر معلوم ہوجاتی ہے۔

۴- انقلاب ماہیت کے تحت مختلف نجس اشیاء میں کافی فرق ہوتا ہے، "**إن الله لم يجعل شفائكم في حرام**" کے تحت ناجائز چیزوں کی منفعت اور حالت اختیار و احتیاج پر جواب قاطع دیا جاسکتا ہے، نجس العین اور غیر نجس العین اجزاء کے احکام الگ الگ ہوتے ہیں، صرف صحت انسانی کی حفاظت اور نفس انسانی کی صیانت پیش نظر رہے گی، مثلاً اونٹ کا پیشاب اور خون پینے کی اجازت پر قیاس کر کے احکام جاری کئے جاتے ہیں۔

۵- کیمیائی تحلیل و تجزیہ کے بعد اور اجزاء دیگر کے اضافہ وترمیم سے قلب ماہیت ہوسکتا ہے یا قوی الاثر شئ کے اختلاط سے ماہیت بدل سکتی ہے یا تجزیاتی عمل کے بعد متضاد ذرات کے ذریعہ صفات اور اثرات میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔

۶- کیمیائی عمل کے ذریعہ کیفیت یا خاصیت کا بدلنا عمل قلب ماہیت کے تحت آتا ہے مگر احکام الگ الگ ہوتے ہیں، مثلاً گندے پانی سے گندگی کے عناصر نکالنے کے بعد جو صاف پانی حاصل ہوتا ہے اسے گندگی دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، مگر وضو اور غسل کے لئے جائز نہیں، اس لئے کہ وہ ماء مستعمل میں شمار ہوتا ہے۔

۷- دیگر اجزاء کے اختلاط سے مجموعی تاثیر اور شکل بدل جانے کو فقہاء کا استہلاک عین

کہنا صحیح ہے اور یہ عمل قلب ماہیت میں شمار کیا جاتا ہے۔

۸- مذکورہ چیزوں کو فقہاء کی اصطلاح میں عموم بلوئی کہا جاتا ہے، ردالمحتار کی عبارت: ''جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر والتغیر یطهر عند محمد ویفتی به للبلوی'' پر قیاس کرتے ہوئے ایسی چیزوں کو قبول کرنے کے بجائے حتی الامکان دور رہنا چاہئے، مگر اس کو قلب ماہیت کہنا محل نظر ہے، کیونکہ یہ سب غیر اضطراری حالت میں استعمال ہونے والی چیزیں شمار کی جاتی ہیں، سورۃ البقرہ: ۱۷۳، المائدہ: ۳ میں جو اجازت ہے وہ جان بچانے کی خاطر اضطراری حالت میں ہے۔

۹-''یجوز للعلیل شرب الدم والبول وأکل المیتة للتداوی إذا أخبره طبیب مسلم أن شفائه فیه ولم یجد فی المباح یقوم مقامه'' (ہندیہ ۵/۳۵۵، ماخوذ از حلال وحرام/۱۷۵)، اس کے علاوہ مالکیہ، حنابلہ اور احناف میں امام ابو یوسف نے مطلقاً تمام حرام اشیاء سے علاج کی اجازت دی ہے اور چونکہ احناف کے یہاں مسکرات کا بھی ضرورۃً استعمال درست ہے، دوسری اشیاء کی کثرت سے حسب ضرورت منفعت حاصل کی جاسکتی۔

۱۰-جلاٹین قلب ماہیت کے تحت آئے گی، لہذا عموم بلوئی کے تحت اس کا استعمال جائز ہے۔

انقلاب ماہیت کے بعد کیا حکم میں تبدیلی ممکن ہے؟

ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام اعظمی ☆

۱- اس سوال کے جواب کے لئے عالم اسلام کے مشہور فقیہ حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی وہ تحریر جو ''الفقہ الإسلامی وادلتہ ۱/۱۰۰'' کے حوالہ سے بحث ونظر کے شمارے جنوری فروری ومارچ ۱۹۹۲ء پر موجود ہے کافی ہوگی جسے من وعن نقل کیا جارہا ہے، ''پھر یہ کہ ایک شئ کا دوسری شئ کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات و تاثیرات بھی پوری طرح نہیں بدلیں بلکہ دونوں چیزوں کی علیحدہ علیحدہ خاصیتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیل ماہیت کی نہیں بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً دودھ پر پانی ملادیا جائے یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملادیا جائے تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت بدلتی ہے، نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے اور نہ زرد رنگ کی، البتہ ملائی ہوئی دو چیزوں کو جس مقدار پر ملایا جائے اس کے تناسب سے ایک شئ کی صفت اور تاثیر اور دوسری شئ کی صفت اور تاثیر سے مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کے دوسرے محلول کے ساتھ ملانے سے یا کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ شئ کی خاصیت پورے طور پر تبدیل ہوکر اس شئ کی اصل حقیقت اور ماہیت کو بدل ڈالتی ہے گویا ایک نئی شئ وجود میں آتی ہے''۔

☆ شیخ الحدیث وپرنسپل دارالعلوم سکویلی۔

۲- انقلاب ماہیت کے لئے رنگ، صورت اور کیفیت میں سے ہر ایک کا بدلنا ضروری ہوگا، تب جا کر استحالۂ عین ہوگا۔

۳- اگر وجود میں آنے والی شی کے اندر شی سابق کا کوئی بھی اثر اور کوئی بھی خاصیت موجود نہ ہو تو وہ قلبِ ماہیت ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ وہ شی اگر پہلے سے نجس تھی تو انقلاب ماہیت کے بعد پاک ہو جائے گی مثلاً شراب سرکہ بن جائے یا کوبر جلا کر راکھ بنا دیا جائے، گدھا نمک بن جائے وغیرہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ڈاکٹر وہبہ زحیلی صاحب تحریر فرماتے ہیں: "**النجاسة إذا استحالت وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة لأنها اسم لذات موصوفة فتنعدم بانعدام الوصف**"، اور اگر شی سابق کی کچھ خصوصیات برقرار رہیں تو وہ خلط ہوگا جیسے اسپرٹ اور الکوحل کی دواؤں میں آمیزش، قاضی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں: ''اسپرٹ اور الکوحل کی آمیزش مختلف دواؤں میں ہوتی ہے اگر آپ غور کریں تو اس کی حیثیت محض خلط اور ملاوٹ کی ہے اور اس کا عمل دواؤں کے اجزاء کی کیفیات کی حفاظت اور دیگر اجزاء کے سڑنے اور خراب ہونے سے بچانا ہے، اسپرٹ اور الکوحل اپنا وجود نہیں کھوتی، لہذا اسپرٹ اور الکوحل کی ملاوٹ تبدیل ماہیت نہیں بلکہ خلط ادویہ ہے۔

۴- نجس العین اور غیر نجس العین دونوں کے احکام جداگانہ ہونے چاہئیں۔

۶- بندہ کے نزدیک صورتِ مسئولہ قلب ماہیت نہ ہوگی بلکہ تجزیہ کی ہوگی، تجزیہ سے احکام نہیں بدلتے، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جدید فقہی مسائل ۱/ ۴۴ پر رقمطراز ہیں:

''کسی شی کی حقیقت بدل جائے تو احکام بدل جاتے ہیں مگر محض تجزیہ سے احکام نہیں بدلتے''۔

۷- میری ناقص رائے یہ ہے کہ یہ صورت بھی قلبِ ماہیت کی نہ ہوگی، کیونکہ اس پر استحالہ نہیں ہوا ہے لیکن اگر شدت احتیاج اور عموم بلوئی کے تحت الکوحل سے مخلوط دوائیں استعمال

کرلی جائیں تو درست ہونا چاہئے۔

۸-مردار کی چربی سے بنا صابن پاک ہے اور اس کا استعمال درست ہے بوجہ انقلاب ماہیت (دیکھئے شامی ۱/۲۹۱)۔

سور کی چربی کا حکم جداگانہ ہوگا، کیوں کہ خنزیر بجمیع اجزاء نجس ہے، اس لئے اس کے اختلاط سے بنے ہوئے بسکٹ وٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال بالکل درست نہ ہوگا، اس کے عدم استعمال کے متعلق شامی میں ہے: ''لأنه نجس العين بمعنى أن ذاته بجميع ذاته نجسة حياً وميتاً فليست بنجاسة كنجاسة غيره في الحيوانات فلذا لم يقبل التطهير في ظاهر الرواية عن أصحابنا''(شامی ۱/ ۵۰)۔

۹- یہ سوال بظاہر مبہم معلوم ہوتا ہے، صحیح صورت حال سوال کی سمجھ میں نہیں آتی، اگر سوال کا مقصد یہ ہو کہ مذبوح جانوروں کا خون دواؤں میں استعمال ہوسکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب میری دانست میں نفی میں ہونا چاہئے، کیونکہ دم مسفوح نجس ہے، نجس کا اختلاط بشکل اصل درست نہیں، لیکن اگر اس کی متبادل دوسری کوئی دوا نہ مل سکے اور طبیب حاذق دیندار مسلمان یہ کہے کہ شفا اسی صورت پر ہوسکتی ہے تو اس کے استعمال کی اجازت بعض فقہاء احناف ماسوا امام ابوحنیفہ نے دی ہے اور مفتی بہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے، فتاویٰ بزازیہ میں ہے: "اكل خرء الحمام في الدواء لا بأس به''(دوا میں کبوتر کی بیٹ کے استعمال پر کوئی مضائقہ نہیں)، نیز ردالمحتار (۵/ ۱۲۶) پر بھی اسی طرح کی اجازت ملتی ہے۔

جلاٹین کے عمل کو میری دانست پر قلب ماہیت کے زمرہ پر داخل کیا جاسکتا ہے اور اس سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال درست ہونا چاہئے بشرطیکہ یہ عمل جلاٹین خنزیر کے ذریعہ نہ ہو۔

انقلاب ماہیت
اور اس کی وجہ سے احکام میں ہونے والی تبدیلی

مولانا محمد یعقوب القاسمی ☆

۱، ۲، ۳، ۴ – شراب کے اندر اگر سکر تغیر کے بعد بھی باقی ہے تو وہ حرام ہے اور اس کا استعمال کسی بھی حالت میں درست نہیں۔

انقلاب ماہیت سے مراد اس شئ کی عین حقیقت کا بدل جانا ہے، جس میں اس کی سابقہ کوئی بھی خاصیت نہ پائی جائے اور اس کا نام بھی تبدیل ہوجائے اور سابقہ اسم کا اس پر کسی طرح کا اطلاق نہ ہو، غرض کہ اس کے مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے جیسے شراب جب کہ سرکہ ہوجائے یا نجس چربی صابن بن جائے یا خنزیر وگدھا یا انسان وکتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا پاخانہ جل کر راکھ ہوجائے تو یہ تمام اشیاء تبدیل ماہیت وحقیقت کی وجہ پاک ہوجاتی ہیں۔

''ویطهر زیت تنجس بجعله صابونا به یفتی'' (درمختار ۱/۲۱۰) (نجس تیل صابن بنانے سے پاک ہوجاتا ہے یہی مفتیٰ بہ قول ہے)۔

''اور اسی قول پر مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان یا کتا صابن کی ہانڈی میں گر کر صابن بن جائے تو پاک ہوجائیں گے حقیقت کے تبدیل ہوجانے کی وجہ سے اور اس قول پر فتویٰ ہے ابتلاء عام کی وجہ سے، جیسا کہ اس کا بیان گزرا اور اس کا مقتضا یہ ہے کہ یہ حکم صابن کے ساتھ

☆ مفتی جامعہ عربیہ امداد العلوم زید پور بارہ بنکی۔

خاص نہیں، پس داخل ہوجائے گی اس حکم میں ہر وہ چیز جس میں تبدیلی حقیقت اور انقلاب ماہیت پائی جائے اور اس میں ابتلاء عام ہو'' (ردالمحتار مع الدرالمختار ۱/ ۲۹۱)۔

پس شراب جب سرکہ ہوجائے تو پاک ہے، اس لئے کہ وہ دوسری شئ ہوگئی اور سور وگدھا اگر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو وہ سب پاک ہوجاتے ہیں جیسا کہ ہدایہ میں مذکور یہ حکم طرفین کے نزدیک ہے اور امام یوسفؒ کے نزدیک پاک نہیں ہوتے ہیں، عینی اور ذخیرہ میں اسی طرح مذکور ہے (نفع المفتی ۱/ ۸۲)۔

۵۔ قلب ماہیت کے اسباب مختلف ہیں جس میں جلانا، ملانا، دھوپ دکھانا وغیرہ سب شامل ہیں، جس میں جلانے کی مثال اس طرح ہے۔

''من ذلک قولنا بأن النار مطهرة للروث والعذرة فقلنا بطهارة رمادها تيسراً'' (الاشباہ والنظائر ۱/ ۱۲۷) (اور اسی قبیل سے ہمارا قول کہ آگ گوبر و پاخانہ کے لئے سبب طہارت ہے، چنانچہ ہم اس کی راکھ پر بغرض آسانی طہارت کا حکم لگاتے ہیں)۔

نفع المفتی میں ہے:

''یہ امر واضح ہے کہ جب سور نمک بن جائے تو وہ پاک ہے اور شراب جب سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہے اور پاخانہ جب جلا دیا جائے اور راکھ ہوجائے تو وہ پاک ہے، یہ تمام حکم امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے'' (نفع المفتی ۱/ ۲۹)۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ تبدیل ماہیت وحقیقت کی وجہ سے حکم تبدیل ہوجاتا ہے، اور وہ اشیاء پاک ہوجاتی ہیں، اور شرعاً اس کا استعمال بھی درست ہوجاتا ہے، صابن وغیرہ چربیوں سے بنایا جاتا ہے، لیکن اگر اس میں مردار اور غیر ماکول اللحم جانوروں کی چربی شامل کرلی جائے تو اس کی ماھیت وحقیقت میں تغیر ہوجانے کی وجہ سے حضرت امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہوجاتا ہے، اور ابتلاء عام ہونے کی وجہ سے اس کے پاک ہونے پر فتویٰ دیا گیا ہے (ردالمحتار ۱/ ۳۱۶)۔

اور اس کی نظیر نطفہ ہے کہ وہ پاک ہے پھر خون بستہ بن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے، پھر گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اور پاک ہوجاتا ہے اور شیرہ انگور پاک ہے پس خمر بن کر ناپاک ہو جاتا ہے پھر سرکہ بن کر پاک ہو جاتا ہے، اس سے ہم نے جان لیا کہ حقیقت کا پلٹ جانا اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جو اس حقیقت پر مرتب تھا۔

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں:

(۱) انقلاب حقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔

(۲) یہ حکم طہارت بانقلاب حقیقت امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ نے اس کو اختیار کیا ہے۔

(۳) صابن میں روغن یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے، اور انقلاب عین حاصل ہو جاتا ہے، جیسا کہ درمختار اور مجتبیٰ کی عبارتوں سے صاف ظاہر ہے۔

پس معلوم ہوا کہ صابن خواہ کسی چیز کی چربی یا روغن نجس سے بنایا جائے، صابن بن جانے کے بعد وہ پاک ہوجاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی اور روغن باقی نہ رہا، بلکہ صابن بن کر پاک ہوگیا، جیسے مشک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے، لیکن مشک بن جانے کے بعد وہ پاک اور جائز الاستعمال ہوجاتا ہے۔

نیز مذکورہ روایات سے یہ امور بھی ثابت ہوتے ہیں:

(۱) گدھا، خنزیر، کتا، انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں، ان میں کچھ بھی تفاوت نہیں۔

(۲) یہ کان نمک میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے، یعنی میتہ جو نبض قرآنی حرام ونجس ہے وہ بھی اس حکم میں شامل ہے۔

(۳) انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے اور خنزیر ومیتہ جن سے

بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے، انقلاب ماہیت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر اور میتہ کا حکم باقی نہیں رہتا ہے، بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں، جبکہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔

(۴) کان نمک میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کبیری کی عبارت میں صراحت مذکور ہے۔

انقلاب عین سے پاک ہوجانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں حکم یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، نجاست کا کنواں بالکل کیچڑ ہوجائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے۔

''وبئر البالوعة إذا صار طينا يطهر عندهما خلافاً لأبي يوسف كذا في فتاوىٰ هنديه'' (نجاست کا کنواں جب کیچڑ ہوجائے تو وہ طرفین کے نزدیک پاک ہوجاتا ہے، امام یوسف کا اس میں اختلاف ہے، فتاویٰ ھندیہ میں اسی طرح مذکور ہے)۔

انقلاب حقیقت سے مراد کیا ہے؟

تو واضح ہو کہ انقلاب سے مراد یہ ہے کہ وہ شئ فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدل ہوجائے جیسے شراب سرکہ ہوجائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی ہے اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے۔

حقیقت بدل جانے کا حکم اس وقت دیا جاسکتا ہے کہ حقیقت اولیٰ منقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں پایا جاتا ہے، سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہوجاتے ہیں، بعض آثار کا زائل ہوجانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں۔ جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندلیا جائے اور روٹی پکائی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا

پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، حالانکہ روٹی میں یا پانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا، لیکن شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے، اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے چونکہ شراب کے اجزاء کم تھے اور آٹے کے زیادہ تھے، اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں، پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب۔

اس طرح حقیقت منقلبہ کی بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں، جیسے شراب سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے یا صابن میں قدرے دسومت (چکناہٹ) رغن نجس کی باقی رہتی ہے، کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے، پس انقلاب عین کی وجہ سے تبدیل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور اور احتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب و اختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔

الحاصل انقلاب کی اکثر صورتوں میں انقلاب سے پہلے اختلاط ہوگا خواہ یہ تمیز اجزاء مختلطہ ہو یا بلاتمیز شراب اور سرکہ میں اول اختلاط ہوتا ہے، اس کے بعد وہ شراب اپنی حقیقت سے مستحیل ہوکر سرکہ بن جاتی ہے، اس وقت حکم نجاست متبدل ہوتا ہے، اسی طرح تیل اور چربی کے بارے میں صابن بنانے کے وقت اول اختلاط ہوتا ہے، اس کے بعد جب چربی کی شوریت اس کو مستحیل کردیگی اس وقت نجاست کا حکم متبدل ہوگا، اور اس سے پہلے نجاست کا حکم باقی رہے گا۔

الکحل ملی ہوئی دواؤں کا حکم

۶، ۷، ۸، ۹ - الکحل ملی ہوئی دواؤں کا مسئلہ اب صرف مغربی ممالک تک محدود نہیں رہا بلکہ اسلامی ممالک سمیت دنیا کے تمام ممالک میں آج یہ مسئلہ پیش آرہا ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو اس مسئلہ کا حل آسان ہے، اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب کو بطور دواء کے یا حصول طاقت کے اتنی

مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار میں نشہ پیدا نہ ہوتا ہو (مستفاد فتح القدیر ۸/ ۱۶۰)۔

دوسری طرف دواؤں میں جو الکحل ملایا جاتا ہے اس کی بڑی مقدار انگور و کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ، جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے (انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا ۱/ ۵۴۴)۔

لہٰذا دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس دوا کا استعمال شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ وہ حد سکر تک نہ پہنچے اور علاج کی ضرورت کے لئے ان دونوں اماموں کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

اور اگر وہ الکحل انگور و کھجور سے حاصل کیا گیا ہے تو پھر اس دواء کا استعمال ناجائز ہے، البتہ اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ اور دواء نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے، اس لئے کہ اس حالت میں حنفیہ کے نزدیک تداوی بالمحرم جائز ہے (کذا فی البحر الرائق ۱/ ۶۱۱)۔

"وفی التهذیب یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداوی إذا أخبره طبیب مسلم أن فیه شفاءه ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه" (ردالمحتار کتاب البیوع، باب المتفرقات مطلب تداوی بالمحرم ۴/ ۲۱۵) (تہذیب میں مذکور ہے کہ ہر بیمار کے لئے دوا کی غرض سے پیشاب وخون اور مردہ کا استعمال کرنا جائز ہے، جب کوئی طبیب حاذق اس کو خبر دے کہ شفاء اس میں ہے اور مباح چیز کو نہ پائے جو کہ اس کے قائم مقام ہو)۔

امام شافعی کے نزدیک خالص اشربہ محرمہ کو بطور دواء استعمال کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں، لیکن اگر شراب کو کسی دواء میں اس طرح حل کر دیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا ذاتی وجود ختم ہو جائے اور اس دواء سے ایسا نفع حاصل کرنا مقصود ہو جو دوسری پاک دواء سے حاصل نہ

ہوسکتا ہوتو اس صورت میں بطور علاج اسی دواء کا استعمال جائز ہے۔

صاحب رملیؒ نہایہ میں لکھتے ہیں:

"أما مستهلكة مع دواء آخر فيجوز التداوى بها كصرف بقية النجاسات إن عرف أو أخبره طبيب عدل ينفعها بأن لا يغنى عنها طاهر "(نہایۃ المحتاج للرملی ۱۲/۸)

(ایسی شراب جو دوسری دواؤں میں مل کر حل ہوکر اس کا ذاتی وجود ختم ہوجائے تو اس کے ذریعہ علاج کرنا جائز ہے جیسا کہ دوسری نجس اشیاء کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ کوئی عادل طبیب اس کے نافع اور مفید ہونے کی خبر دے اور اس کے مقابلہ میں کوئی ایسی پاک چیز بھی موجود نہ ہو جو اس سے بے نیاز کردے)۔

نیز خالص الکحل کا استعمال بطور دواء کے نہیں کیا جا سکتا بلکہ ہمیشہ دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر ہی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی الکحل ملی ہوئی دواؤں کو بطور علاج استعمال کرنا جائز ہے۔

مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک غالباً تداوی بالمحرم حالت اضطرار کے علاوہ کسی حال میں بھی جائز نہیں، بہر حال موجودہ دور میں چونکہ ان دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے اس مسئلہ میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے ان کے مسلک کے مطابق گنجائش دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

پھر اس مسئلے کی ایک صورت اور بھی ہے جس کے بارے میں دواؤں کے ماہرین سے پوچھ کر اس کو حل کیا جا سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ جب الکحل کو دواؤں میں ملایا جاتا ہے تو کیا اس عمل کے بعد الکحل کی حقیقت اور ماہیت باقی رہتی ہے یا کیمیاوی عمل کے بعد اس کی ذاتی حقیقت اور ماہیت ختم ہوجاتی ہے اور اس کیمیاوی عمل کے بعد الکحل نہیں رہتا بلکہ دوسری شئ میں تبدیل ہو جاتا ہے، تو اس صورت میں تمام ائمہ کے نزدیک بالاتفاق اس کا استعمال جائز ہے، اس لئے کہ

جب شراب سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو اس وقت تمام ائمہ کے نزدیک حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی کی وجہ سے اس کا استعمال شرعاً جائز ہے (فقہی مقالات ۱/ ۲۵۳، ۲۵۴)۔

''فالخمر إذا صار خلا يطهر لأنه شيء آخر'' (نفع المفتی ۱/۲۸) (پس شراب جب سرکہ ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے، اس لئے کہ وہ دوسری شی ہوگئی)۔

جلاٹین استعمال کرنے کا حکم

اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت اور ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے اور جس چیز میں وہ عنصر شامل ہوگا وہ بھی حرام ہوگی (فقہی مقالات ۱/ ۲۵۵)۔

جلاٹین عام طور پر چمڑا اور ہڈی ہوتا ہے، چاہے یہ کسی بھی جانور کا ہو، خواہ ذبیحہ ہو یا غیر ذبیحہ ہو، خنزیر ہو یا کتا ہو، خواہ کوئی بھی جانور ہو اگر اس کی حقیقت اور ماہیت تبدیل ہو جائے اور اس کا جملہ وصف معدوم ہو جائے، اس کی شکل وصورت پہچانی نہ جائے، غرض کہ اس کا جوہری عنصر یکسر بدل جائے اور ایک دوسرا نام اختیار کر لے تو وہ ایسی صورت میں پاک ہے اور اس کا استعمال بھی دواؤں وغیرہ میں شرعاً جائز ودرست ہے۔

''شعر الميتة وعظمها طاهر وعند الشافعي نجس'' (الہدایہ ۱/ ۱۲) (مردار کا بال اور ہڈی پاک ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک ناپاک ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ مردار کی ہڈی حسب ضرورت دواؤں وغیرہ میں استعمال کی جاسکتی ہے، اس کے پاک ہونے کی وجہ سے۔

انقلاب ماہیت کیا ہے؟

مفتی محمد صدر عالم قاسمی ☆

۱، ۲-کسی شئی کے وہ بنیادی عناصر جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شئی کی حقیقت وماہیت نہیں بدلی پانچ ہیں:

۱- نام، ۲- رنگ، ۳- بو، ۴- مزہ، ۵- خواص وکیفیات۔

انقلاب ماہیت شئی کی پوری حقیقت بدلنے کو کہتے ہیں، یعنی مذکورہ پانچ عناصر میں ہر ایک کا بدلنا ضروری ہے جیسا کہ فتاویٰ دارالعلوم میں ہے۔

۳-کسی شئی میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے، مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے، لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ جن اشیاء سے مل کر یہ شئی بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر، ان کی کوئی بھی خاصیت، اس شئی میں برقرار نہ رہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ نئی پیدا ہونے والی شئی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات وکیفیات کو برقرار رکھتی ہے، ہر دو صورتوں کا الگ الگ حکم ہے، پہلی صورت قلبِ ماہیت کے تحت داخل ہے، جبکہ صورت ثانیہ کو تبدیلیٔ ماہیت کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ وجہ یہ کہ قلبِ ماہیت کا حکم لگانے کے لئے بالکلیہ شئی کی حقیقت کا ختم ہونا ضروری ہے۔

۴- انقلابِ ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں

☆ ادارہ محکمہ شرعیہ نیرا ضلع دربھنگہ (بہار)۔

ہے، ہر ایک کے لئے شئی کی پوری حقیقت کی تبدیلی ضروری ہے۔

۵، ۶- جلانا، دھوپ دکھانا اور کسی شئی کے اندر کسی شئی کا ملانا وغیرہ اسباب قلبِ ماہیت ہیں، یہ تمام عمل اس طور پر کئے جائیں کہ شئی کی بالکلیہ حقیقت ختم ہوجائے، قلب ماہیت میں مؤثر ہوں گے ورنہ نہیں۔

فلٹر یا کشید گی کا جو عمل ہے اس میں اگر چہ اس شئی کے جوہر نکال دیے جاتے ہیں لیکن اس کی حقیقت بالکلیہ ختم نہیں ہوتی، اس لئے یہ قلبِ ماہیت کے تحت نہیں آئے گا۔

۷- دوائیں جو مرکب ہوتی ہیں اور مختلف اجزاء وعناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہو یا سیال، اس میں کسی شئی کا خلط و اختلاط جبکہ اس کے نتیجے میں مجموعی شکل وتاثیر ضرور بدلتی ہے۔ لیکن چونکہ ہر چیز اپنی جملہ صفات کے ساتھ موجود ہوتا ہے، مثلاً انگریزی دواؤں میں الکحل کا استعمال جس سے شئی میں اسکار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا۔

لیکن چونکہ دوا انسان کے لئے ایک ناگزیر شئی ہے، اس کا استعمال بقاء حیات انسانی کے لئے ضروری ہے، اس لئے بوجہ ضرورت تداوی اور بوجہ عمومِ بلوئی گنجائش ہونی چاہئے، جیسا کہ شراب کا پینا حرام ہے، لیکن صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک برائے دوا بقدر ضرورت استعمال درست ہے۔

پیشاب کا پینا حرام ہے، شئی نجس ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے دوا کے طور پر اہل عرینہ کو اس کی اجازت فرمائی تھی۔

۸- صابن عموماً چربی سے بنتے ہیں اور چربی اکثر مردار کی ہوتی ہے، اس طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر مستعمل ہوتا ہے اور یہ ہڈیاں بھی عموماً مردار کی ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے مردار میں ہر طرح کے مردار شامل ہیں۔ صابن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں چربی اور ہڈی کا استعمال بالکلیہ منقلب چونکہ نہیں ہوتا بلکہ ان کے اجزاء وخواص ان میں باقی رہتے ہیں، اس لئے

یہ بھی قلبِ ماہیت نہیں ہیں۔

لیکن بوجہ عمومِ بلوئ گنجائش کا پہلو ہے، اس لئے اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

۹-اس کا جواب بھی وہی ہے جو جواب (۷) کے تحت گذرا۔

۱۰-جلاٹین کی تفصیلات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل میں بھی شئ کی حقیقت بالکل ختم نہیں ہوتی، بلکہ اس کے اجزاء باقی رہتے ہیں، اس لئے ظاہر ہے یہ قلبِ ماہیت نہیں ہے، تاہم میڈیکل میں جو اس کا استعمال کیپسول وغیرہ کی ساخت میں کیا جاتا ہے ضرورۃً للتداوی گنجائش ہوسکتی ہے، لیکن بسکٹ اور ٹافیوں میں اس کی کوئی گنجائش سمجھ میں نہیں آتی، بوجہ عدم ضرورۃ شدیدہ، اس لئے اس طرح کے بسکٹ اور ٹافیوں سے احتراز کرنا چاہئے۔

تبدیلی حقیقت

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ☆

انقلاب ماہیت، انقلاب عین، انقلاب حقیقت تینوں چیز ایک ہی ہیں، انقلاب ماہیت وہ "ما یقوم به الشئ"، جس پر کسی چیز کا قیام ہو، اگر وہ حقیقت نہ ہوتو وہ شئ معدوم ہوجائے اور دوسری چیز بن جائے، اس کا نام اور خاصیت اور کیفیت دوسری ہوجائے، مثلاً گوبر، پاخانہ کو جلا کر راکھ بنادیا تو اس کا نام بھی بدل گیا، اور اس کے تمام اوصاف اور کیفیات بھی بدل گئے۔

۱-"أما النوشادر المستجمع بدخان النجاسة فهو طاهر" (ردالمحتار ۱/۴۱۶)

(منجمد نوشادر جو نجاستوں کی بھاپ سے بنتا ہے وہ پاک ہے)۔

۲-"ولا يكون رماد قذر إلا لزم نجاسة الخبز فی سائر الأمصار" (رد المحتار ۱/۴۱۶)(نجس نہیں ہوتی گندگی کی راکھ ورنہ تمام شہروں میں روٹیاں ناپاک ہوجائیں گی)۔

الف- اوپر چند مثالیں ذکر کی ہیں مثلاً نوشادر جو نجاسات کے دھوئیں کے جم جانے سے بھاپ بن گیا، وہ پاک ہوگیا۔

ب- راکھ گوبر کی پاک ہوگئی۔

ج- اسی طرح خون منجمد ہوکر جب علقہ بن گیا اور اس نے جسم انسانی اختیار کرلیا پاک ہوگیا۔

☆ مفتی دارالافتاء مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم نجیب آباد یوپی۔

د-شراب سرکہ بن گئی اور سرکہ پاک ہوگیا ایسے ہی سرکہ شراب بن گیا ناپاک اور حرام ہوگیا۔

ان سب کے بارے میں فرمایا ہے:"ثبوت انقلاب الشئ عن حقیقة" (رد المحتار ۱/ ۲۱۸)۔

ہ- صابن جو دوسری چیزوں اور ناپاک تیل اور چربیوں کو ملا کر بناتے ہیں اس کے پاک ہونے کا حکم دیا جاتا ہے:" ولا یغنی بنجاسة الصابون لأن الدهن قد تغیر و صار شیئاً آخر" (فتاوی التاتارخانیہ)۔

کتنا واضح حکم ہے تیل ناپاک اور چربی ناپاک اور حرام مگر اس کو صناعت سے صابن بنالیا پاک ہوگیا، ان تام تصریحات کا خلاصہ یہ ہے:

۱- انقلابِ حقیقت اور ماہیت سے حکم بدل جاتا ہے۔

۲-ضرورت اور عموم بلوئی کی وجہ سے بھی حرام چیز کے حلال ہونے کا بقدر ضرورت حکم دیا جاتا ہے، اس کی مثال نوشادر یا راکھ ہے، خاصیت اور کیفیت دونوں بدلی ہوئی ہیں، اور اثر بھی باقی نہیں ہے، لیکن صابن میں اثر موجود ہوتا ہے پھر بھی اس کے پاک ہونے کا حکم ہے، جیسا کہ حدیث عرینہ میں اونٹوں کے پیشاب کے جائز اور حلال ہونے کا حکم دیا ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا ہے:"یجوز للتداوی و لا یجوز لغیره" (کبیری/ ۱۴۵)۔

۳، ۴- اس بارے میں امام ابو یوسف نجس العین اور غیر نجس العین دونوں کو پاک فرماتے ہیں، مثلاً دباغت سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے، لیکن جمہور علماء ان کے خلاف ہیں (کبیری/ ۱۴۵)۔

۵- اس سوال کا جواب گزر چکا ہے جیسے راکھ جل کر بنی ہے، اور صابن دوسرے اجزاء سے مل کر پاک بن جاتا ہے۔

۶- اگر شیٔ اول کا کوئی اثر یا کیفیت یا خاصیت باقی نہیں رہی ہے تو حکم بھی بدل جائے گا:
''وکذا الاصطبل إذا کان حاراً و علی کوّته طابق أو کان فیه کوز معلق فیه ماء تترشح'' (إلی قوله) العمل بالاستحسان''(ردالمحتار ۱/۲۱۶)۔

گندگیوں سے دھواں یا بھاپ اٹھ کر دیواروں پر قطرات میں تبدیل ہوجاتے ہیں، ان قطرات کو ضرورت استحسان کی وجہ سے جائز مقرار دیا ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بیت الخلاء میں سردیوں میں دیر تک بیٹھنے کی وجہ سے کپڑوں پر بھاپ لگ کر نمی آجاتی ہے، ان کپڑوں کو ناپاک قرار نہیں دیا جاتا۔

۷، ۸- ان دواؤں کی مثال صابن جیسی ہے، حوالہ گزر چکا ہے، صابن اور پیسٹ کا حکم ایک ہی ہے، اگر ان دونوں میں غلبہ کا اعتبار کرلیا جائے، تو عموم بلوئی کی وجہ سے اس کو بھی جائز قرار دیا جائے گا، تاہم "لا شفاء فی الحرام" احتیاط بہتر ہے، اس وجہ سے کہ سب کچھ دنیا ہی میں نہیں ہے آخرت بھی ہے، جب کہ کیپسول اور پیسٹ وغیرہ کا بدل دیسی ادویہ اور مسواک موجود ہے۔

انقلاب ماہیت کی صورت وحقیقت

مولانا تنویر عالم قاسمی ☆

یہ صورت عقلا اور مشاہدہ وقوع پذیر ہے کہ ایک شی اپنی حقیقت چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہوجایا کرتی ہے۔نطفہ کا علقہ اور علقہ کا مضغہ بننا اسی انقلاب ماہیت کے قبیل سے ہے، معجزات مثلا عصا موسیٰ اور ساحروں کی رسیوں کا سانپ بننا صورتاً سانپ میں یکسانیت کے باوجود دونوں کے درمیان بنیادی فرق اور مابہ الامتیاز یہی ہے کہ معجزہ میں تبدیلی ماہیت کی ہوئی تھی، جب کہ سحر کے اندر شی اول کی ماہیت میں بغیر کسی فرق کے صرف صورت وڈھانچہ میں تغیر ہوا تھا۔

انقلاب ماہیت کی اولاً دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ کسی انسان کے عمل ودخل کے بغیر اپنے آپ قدرتی طور پر ایک چیز اپنی سابق حقیقت کھوکر دوسری حقیقت میں تبدیل ہوجائے، دوسرا یہ کہ انسان کے عمل ودخل کے نتیجہ میں ایسا تغیر ہو۔

۱، ۲- فقہ کی کتابوں پر نظر ڈالنے اور خود انقلاب ماہیت کے لفظ سے یہی مستفاد ہے کہ ایک شی اپنی سابقہ حقیقت وماہیت چھوڑ کر دوسری شی کی حقیقت وصورت میں یا تو کلیتاً منتقل ہوجائے، جس کا لازمی نتیجہ واثر اب یہ ہوگا کہ اس شی کا سابق نام بدل کر دوسری شی سے موسوم ہوگا، اسی انقلاب ماہیت کو استحالہ عین اور محول عین بھی کہتے ہیں مثلاً خمر کا سرکہ، یا سرکہ کا خمر بن جانا

☆ جامعہ عربیہ اشرف العلوم کھوا ساں سیتامڑھی (بہار)۔

اور کسی بھی جانور کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا۔

انقلاب ماہیت کی دوسری صورت یہ ہے کہ شئ کے تمام اوصاف وخصوصیات نہ بدلے بلکہ بعض بنیادی اور جوہری عناصر ختم ہوجائے اور نام بدلنے کے علاوہ مجموعی مزاج میں بھی تبدیل آجائے تو اس صورت کو بھی استحالہ عین کہا جائے گا مثلاً صابن میں مردار جانوروں کی چربیاں ''تنتفی الحقیقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل'' (شامی ۱/۲۱۷)۔

۳- اگر کسی شئ میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہوجائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے، اس تبدیلی کے بعد خواہ شئ اول کا کوئی بھی اثر وخصوصیات اور کیفیات نئی پیدا ہونے والی شئ میں برقرار رہے یا نہ رہے دونوں صورت کا ایک ہی حکم ہوگا، بنیادی عناصر میں تغیر کی وجہ سے تبدیلی ماہیت اور انقلاب عین قرار دیں گے (حوالہ سابق)۔

۴- انقلاب ماہیت کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان کچھ بھی فرق نہ ہوگا، اس حکم میں نجس العین اور غیر نجس العین دونوں برابر ہوں گے (شامی ۱/ ۲۱۷)۔

۵- سائنس اور ٹکنالوجی کے ترقی یافتہ دور میں قلب ماہیت کے اسباب مختلف اور بہت ہوسکتے ہیں، ہاں البتہ کتب فقہ میں جلانا، کسی شئ کے اندر دوسری شئ کا ملانا اور زمین میں ایک خاص مدت تک کسی شئ کو دفن کرنا، وغیرہ جیسی مثالیں دستیاب ہیں بطریقہ تطہیر کے انواع واقسام کو بیان کرتے ہوئے صاحب بدائع تحریر فرماتے ہیں: "منها الكلب إذا وقع فى الملاحة والجمد والعذرة إذا أحرقت بالنار وصارت رمادا وطين البالوعة إذا جف وذهب أثره، والنجاسة إذا دفنت فى الأرض و ذهب أثرها بمرور الزمان" (بدائع الصنائع ۱/ ۸۵)۔

۷- دوائیں بشمول الکحل مختلف اجزاء وعناصر سے ملا کر تیار کی جاتی ہیں جس کے نتیجہ

میں مجموعی شکل وتاثیر ضرور بدلتی ہے، اس کے باوجود ہر چیز اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود ہوتی ہے اور اس کے مطابق دوا موثر ہوا کرتی ہے، تو آیا اس طرح کی دواؤں کا استعمال شرعاً درست رہے گا۔؟ واضح رہے کہ دواؤں کا استعمال روزمرہ کی ضرورت وحاجت پر مبنی ہے جس سے عام طور پر کسی انسان کو مفر نہیں، لہٰذا "الضرورات تبیح المحظورات" کا تقاضا یہی ہے کہ ان دواؤ کا استعمال جس میں الکحل کی آمیزش ہو شرعاً صحیح اور درست ہوگا۔

فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں استہلاک عین کہتے ہیں، تو کیا یہ استہلاک قلب ماہیت کا مصداق ہوگا؟۔

میری ناقص رائے میں اس استہلاک کو قلب ماہیت نہیں کہنا چاہئے جب تک کہ شئ کی بنیادی عناصر ختم نہ ہوجائے، اگر تمام ہی اجزاء میں (بعض اوصاف وخصوصیات کھونے کے باوجود) بعض خاص اور اہم خصوصیات باقی رہتی ہیں تو پھر کیسے اسے انقلاب ماہیت گردانا جاسکتا ہے، مثلاً دواؤں میں الکحل کی آمیزش کو انقلاب ماہیت نہیں کہا جاسکتا کیونکہ الکحل کا بنیادی جوہر یعنی 'اسکار' کا پایا جانا امر واقعی ہے۔

۸- صابن عموماً چربی سے تیار ہوتا ہے، یہ چربی اکثر مردار کی ہوتی ہے اور مردار خنزیر بھی ہوسکتا ہے، چربی کی دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر صابن یا اس طرح کی کوئی اور استعمالی شئ تیار کرنا قلب ماہیت میں داخل ہونا چاہئے: "عبارة المجتبیٰ جعل الدهن النجس فی صابون يفتی بطهارته لأنه تغير والتغير يظهر عند محمدؒ ويفتی به للبلوی... مالو وقع إنسان أو كلب فی قدر الصابون فصار صابونا يكون طاهر لتبدل الحقيقة" (شامی ۱/ ۲۱۰)۔

جہاں تک ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کے پاؤڈر ملانے کا مسئلہ ہے تو ایسا ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا درست ہے خواہ یہ ہڈیاں مردار یا خنزیر کسی بھی جانور کی ہوں، کیونکہ خنزیر کے

علاوہ دیگر مردار جانور کی ہڈیاں اصلاً اور فی نفسہ پاک ہیں، خنزیر کی ہڈیاں نجس العین ہونے کی وجہ سے ناپاک ہیں تاہم انقلاب ماہیت کی وجہ سے ناپاکی زائل ہوجائے گی، جیسا کہ جواب نمبر ۴ کے تحت یہ گزر چکا ہے کہ انقلاب ماہیت میں نجس العین اور غیر نجس العین میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۹- اس کا جواب ۷، ۸ کے ذیل میں گزر چکا ہے جس کا مستفاد یہی ہے کہ دوا کا استعمال بوقت ضرورت وحاجت ہی ہوتا ہے اور اس میں عموم بلوی ہے، یہ دونوں وجہیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ شرعاً اس کا استعمال صحیح اور درست ہو، نیز اس کے علاوہ جس دوا میں دم مسفوح کی ملاوٹ ہوتی ہے اس دم کو مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، مختلف قسم کے پاؤڈر اور کیمیکل سے اس کی صفائی وستھرائی کر کے دواؤں کے دیگر اجزاء کے ساتھ اس کی ترکیب عمل میں لائی جاتی ہے جس کی بنیاد پر ''دم مسفوح'' اپنی حقیقت و ماہیت کھو دیتا ہے اور اس میں انقلاب عین ہوجاتا ہے۔

نوٹ- مذکورہ بالا جوابات جس میں اشیاء نجسہ کو قلب ماہیت کی وجہ سے پاک اور اس کا استعمال صحیح ودرست قرار دیا گیا یہ صرف امام محمدؒ کا مذہب ومسلک ہے جو مفتی بہ ہے۔ ورنہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اشیاء نجسہ جس صورت وشکل میں بدل جائے ہر قیمت پر اسے ناپاک ہی قرار دیا جائے گا (ردالمحتار ۱/ ۳۱۰)۔

امام محمدؒ کے قول کو جمہور مشائخ نے اختیار اور اسے قابل فتویٰ اس لئے قرار دیا کہ جن اشیاء میں انقلاب ماہیت کی وجہ سے تبدل حکم کا قول کیا گیا وہ ایسی چیزیں ہیں جس کا تعلق عام ضرورت انسانی سے ہے اور اس کے استعمال میں عام لوگ مبتلا ہیں۔

اس موقع پر مجھے یہ کہنا ہے کہ کسی ناپاک کے طاہر یا غیر طاہر قرار دینے میں صرف انقلاب ماہیت ہی پر نظر نہ ہو بلکہ قلب ماہیت کے علاوہ اصل وجہ ''عموم بلوی'' پر رہنی چاہئے۔

انقلاب ماہیت کی تعریف، معیار، اسباب اور اس کی نظیریں

مولانا سعود عالم قاسمی ☆

انقلاب کی لغوی تعریف

انقلاب کا معنی پلٹ دینا، اوپر کا نیچے کر دینا، اندر کا باہر کر دینا، پھیر دینا، لوٹا دینا ہے، یہ انفعال سے ماخوذ ہے جو لازم ہوتا ہے، تو انقلاب کا لغوی معنی ہوا واپس ہونا، اوندھانا، پلٹنا وغیرہ (دیکھئے: مختار الصحاح، لسان العرب مادہ ''حول''، الموسوعۃ الفقہیہ ۴/ ۲۷۸ مادہ ''تحول'')۔

انقلاب کی اصطلاحی تعریف

اصولیین کی اصطلاح میں انقلاب نام ہے جو شئی 'علت نہ ہو، کے علت ہونے کا، جیسے کہ طلاق کو شرط کے ساتھ معلق کرنے کی صورت میں طلاق ایسی شئی کے ساتھ معلق ہوجاتی ہے جو اس کی علت بمعنی شرط نہیں (دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیہ ۴/ ۲۷۸، مادہ ''تحول'')۔

ماہیت کی لغوی و اصطلاحی تعریف

ماہیت ''ماھو'' سے ماخوذ ہے، اس میں ''ی'' یائے نسبتی ہے۔ جس کا معنی ''ما به الشئ هو هو''، یعنی جس کے سبب شئی شئی بنی ہو، ہے (التعریفات الفقہیہ ۵۹/۴، باب المیم)۔

☆ استاذ دار العلوم حیدرآباد (اے پی)۔

حقیقت کی لغوی تعریف

حقیقت ''حق''، بمعنی ثابت و واجب ہونا، سے ماخوذ ہے۔ وہ چیز جس کی حمایت ہو، جیسا کہ کہا جاتا ہے وہ اس چیز کی حفاظت کرتا ہے جس کا دفاع اس کے ذمہ لازم ہے (لسان العرب، والمصباح، مادہ ''حق'' وشرح جمع الجوامع ۱/ ۳۰۰)۔

حقیقت کی اصطلاحی تعریف

کسی شئی کے معنیٰ مرادی وموضوع لہ میں ہونے کا نام ''حقیقۃ'' ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ مادہ ''حق'' میں ہے: "فی الاصطلاح حرفها أكثر الأصولين و علماء البيان: بأنها الكلمة المستعملة فيما وضعت له فی الاصطلاح يقع به التخاطب بالكلام المشتمل علىٰ تلك الكلمة" (بحوالہ التعریفات للجرجانی، ومختصر المعانی للتفتازانی ۱/ ۱۴۳، مسلم الثبوت ۱/ ۲۰۳)۔

حقیقت و ماہیت ایک ہی شئی ہے یا الگ الگ؟

اوپر کی محول تحریر سے کسی نہ کسی درجہ میں یہ بات ضرور سامنے آجاتی ہے کہ حقیقت وماہیت کو اپنی اصل اور حقیقت کے لحاظ سے دو الگ الگ شئی ہے، لیکن رسمی لحاظ سے دونوں کو ایک پلیٹ فارم پر لایا جاسکتا ہے۔

انقلاب حقیقت و ماہیت کی تعریف یا اس کا مفہوم

سابقہ تحریر کے پس منظر میں ''انقلاب حقیقت و ماہیت'' کا جو مفہوم ہوسکتا ہے، وہ یہی ہے کہ شئی اپنے معنیٰ مرادی وموضوع لہ سے ہٹ کر غیر معنیٰ موضوع لہ کے لئے ہوجائے، بایں طور کہ اس کی سابقہ حقیقت اور تاثیر بالکل ختم ہوجائے، مثلاً: شراب کا سرکہ، سرکہ کا شراب،

گدھے کا نمک، گوبر یا دیگر نجس اشیاء (خواہ وہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، یہ مذہب حنفیہ اور مالکیہ کا ہے، یہی ایک روایت ہے امام احمدؒ سے بھی ہے جبکہ شافعیہؒ اور ظاہر مذہب کے مطابق حنابلہ یہ فرماتے ہیں کہ نجس العین استحالہ سے پاک نہ ہوگا (دیکھئے: ابن عابدین ۱/ ۲۰۹، ۲۱۷، الدسوقی ۱/ ۵۲، ۵۳، الانصاف ۱/ ۳۱۸، المغنی ۱/ ۷۳)۔

اب یہ انقلابِ حقیقت و ماہیت کبھی تو ایک ہی صف (جو خاص ہو اور رکنیت کا درجہ رکھتا ہو) کے بدل جانے سے متحقق ہوجائے گا، جبکہ کبھی دو بلکہ تینوں اوصاف کے بدلنے سے بھی متحقق نہ ہوگا۔ مثلاً: ناپاک گیہوں کو پیس لینا، پاپسے ہوئے آٹے کا روٹی پکالینا، یا ناپاک تل سے تیل نکالنا (جبکہ اس میں تل کے اجزاء حل جائیں) وغیرہ کہ ان تمام صورتوں میں اوصافِ ثلاثہ، یا کم از کم دو وصف تو بدلتے ہی ہیں، اس کے باوجود ان پر انقلابِ ماہیت کا حکم نہیں لگتا۔

کتبِ فقہ میں ان جزئیات کی دوٹوک اور واضح صراحت موجود ہے۔ تاہم علامہ شامی کے وہ الفاظ جو انہوں نے بعد نقل جزئیات رقم کئے ہیں؛ نقل کئے جاتے ہیں:

"ثم اعلم أن العلة عند محمد هی التغییر و انقلاب الحقیقة، و أنه یفتیٰ به للبلویٰ۔ کما علم مما مرّ" (ردالمحتار ۱/ ۱۱۰، کتاب الطہارۃ طبع بیروت)، اسی طرح ایک جزئیہ "الاشباہ والنظائر" بحث عموم بلویٰ" میں بھی ہے۔

سو انقلابِ حقیقت و ماہیت میں کسی خاص و معین وصف کی تبدیلی کو سبب و معیار قرار نہیں دیا جاسکتا، البتہ الفقہ الاسلامی وادلتہ (۱/ ۹۹-۱۰۰) میں اس کے معیار سے متعلق ایک اصولی بحث کی گئی ہے، جسے ہم اگلے عنوان کے تحت تحریر کریں گے۔

انقلابِ ماہیت کا معیار

انقلابِ حقیقت و ماہیت کا معیار کیا ہے؟ الفقہ الاسلامی وادلتہٗ میں اس اصل و حکم کی

وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ محلول کی دو صورتیں ہیں:

محلول کی پہلی صورت: محلول کی پہلی صورت یہ ہے کہ ایک چیز جب دوسری چیز سے ملتی ہے، اس طرح کہ بغیر کیمیاوی تجزیہ کے اس کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکے، اسے خلط کہتے ہیں اور دونوں کے ملنے سے جو مرکب تیار ہوتا ہے اسے مخلوط مکچر کہا جا سکتا ہے، پھر یہ کہ ایک شئی کا دوسری شئی کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات اور تاثیرات بھی پوری طرح نہ بدلیں، بلکہ دونوں چیزوں کی علیحدہ علیحدہ خاصیتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیل ماہیت کی نہیں، بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے؛ جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً: دودھ میں پانی ملا دیا جائے، یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملا دیا جائے، تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت بدلتی ہے نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے نہ زرد رنگ کی، البتہ ملائی ہوئی دو چیزوں کو جس مقدار میں ملایا گیا ہے، اس کے تناسب سے ایک شئی کی صفت اور تاثیر اور دوسری شئی کی صفت اور تاثیر کے باہم ملنے سے مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے مفرد دواؤں کی خاصیت اور مرکب دواؤں کا مزاج مختلف ہوا کرتا ہے۔

محلول کی دوسری صورت: محلول کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کے ساتھ ملانے سے، یا کسی کیمیاوی عمل کے ذریعے کسی شئی کی خاصیت پورے طور پر تبدیل کر کے، اس شئی کی اصل، حقیقت اور ماہیت کو اس طرح بدل دے گویا ایک نئی شئی وجود میں آئی ہو، جیسے خمر کو کیمیاوی عمل کے ذریعہ سرکہ بنا لیا جانا، یا سرکہ کو شراب بنا لیا جانا وغیرہ، کہ ان صورتوں میں پہلی شئی (جو قبل از انقلاب تھی) میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آئی ہے، جو اس حقیقت کو بدل کر ایک نئی شئی کو وجود بخشتی ہے، حکم شرع (انقلاب ماہیت سے تبدیلیِ احکام) کا مدار اسی تبدیلی ماہیت پر ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شئی اصلاً ''نجس'' ہو، لیکن اس میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آ گئی

ہو جس نے اس شئی کی اصل حقیقت کو بدل کر نئی شئی کو وجود بخشا ہو، تو حکم نجاست نہ ہوگا الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/۹۹، ۱۰۰)۔

ماحصل

الفقہ الاسلامی وادلتہ کی مذکورہ بالا اصولی بحث کا ماحصل یہ ہے کہ جب شئی بعد الخلط اپنی سابقہ شکل وصورت، حقیقت وماہیت اور تاثیر بالکلیہ ختم کردے، اس کا نام کام سب بدل جائے، تو اسے انقلاب ماہیت کہا جائے گا اور اگر اس کی سابقہ حقیقت وماہیت کسی نہ کسی درجہ میں باقی ہی ہو؛ تو اسے انقلاب ماہیت نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اس کی حیثیت بس خلط اور ملاوٹ کی ہوگی۔ جو تبدیلی احکام میں ذرا موثر نہیں۔ اس کی مثال دور موجود کے اعتبار سے ادویہ وغیرہ میں الکحل اور اسپرٹ (جو دواؤں کے اجزاء کی کیفیات کی حفاظت اور دیگر اجزاء کو سڑنے اور خراب ہونے سے بچانے کی غرض سے استعمال کیا جاتا ہے) وغیرہ کی آمیزش ہے، کہ یہ اپنی حقیقت نہیں کھوتی۔ اس لئے وہ دوائیں جس میں ''الکحل'' اور ''اسپرٹ'' ایک خاص مقدار میں موجود رہتی ہے، نشہ کے عادی لوگ اس کو زیادہ مقدار میں پی کر، نشہ کی کیفیت اور لذت محسوس کرتے ہیں، اس لئے علامہ شامی نے ایک موقع سے اس سلسلہ کی گفتگو کے دوران فرمایا ہے کہ شیرۂ انگور جو کہ پکانے سے جم جاتا ہے (اگر وہ ناپاک انگور یا کشمش یا منقی کا ہو) تو جم جانے کی وجہ سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ حقیقت بدل گئی، بلکہ وہ شیرہ ہی ہے جو پکانے کی وجہ سے جم گیا (ورنہ سیال تھا)، اسی طرح (ناپاک) تل کو اگر کوٹ کر تیل نکالا جائے اور تیل کے ساتھ اس کے اجزاء مل جائیں؛ تو اس میں صرف وصف کا تغیر ہے (حقیقت کا نہیں) جیسے دودھ کو پنیر بنالیا جائے، یا گیہوں کو پیس لیا جائے، یا پسے ہوئے گیہوں کی روٹی پکالی جائے (تو ان تمام صورتوں میں حقیقت نہیں بدلے گی، بلکہ صرف وصف وشکل بدلے گی) برخلاف اس کے کہ شراب سرکہ بن جائے، یا گدھا نمک کی

کان میں گر کر نمک بن جائے، اسی طرح پاخانہ و گوبر، راکھ یا مٹی وکیچڑ بن جائے، تو ان ساری صورتوں میں ایک حقیقت دوسری حقیقت سے بدل جاتی ہے، محض وصف ہی کا تغیر نہیں ہوتا (ردالمحتار ۱/ ۲۱۰، کتاب الطہارت طبع بیروت، نیز دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۰۰)۔

علامہ شامیؒ اس سے ذرا اور واضح انداز میں بھرپور تقویت کے ساتھ، صاحب فتح القدیر سے نقل فرماتے ہیں: "إن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة. و تنتفي الحقيقة بانتفاء بعض مفهومها؛ فكيف بالكل. فإن الملح غير العظم واللحم، فإذا صار ملحاً، ترتب حكم الملح. و نظيره في الشرع: النطفة نجسة، و تصير علقة و هي نجسة، و تصير مضغة فتطهر" (ردالمحتار ۱/۲۰۹، ۲۱۷، ۲۱۸، وکذا فی المغنی ۱/ ۷۲، الانصاف ۱/ ۳۱۸، الدسوقی ۱/ ۵۲، ۵۳)۔

خلاصہ بحث

جن صورتوں میں شئی کی اصل اور حقیقت و ماہیت اور اس کی تاثیر بدل جائے، ان صورتوں میں ''انقلابِ ماہیت'' کا حکم لگے گا۔ اور جن صورتوں میں شئی کی اصل اور حقیقت و ماہیت اور اس کی تاثیر نہ بدلے، ان صورتوں میں ''انقلاب ماہیت'' کا حکم نہیں لگے گا، گو اس کے اوصاف بدل گئے ہوں، دیکھ لیا جائے کہ فلٹر یا کشید کرنے کا عمل، ادویہ میں ''الکحل'' اور ''اسپرٹ'' ملانے کا عمل، صابن وغیرہ میں مردار یا غیر مردار کی چربی ڈالنے کا عمل، بسکٹ وغیرہ میں چربی ملائے جانے کا عمل، ٹوتھ پیسٹ میں ہڈیوں کے پاؤڈر ملائے جانے کا عمل، مذبوح جانوروں کا خون مختلف صورتوں میں ادویہ میں ملانے کا عمل، جلاٹین کئے جانے کا عمل وغیرہ (جو کہ زیرِ بحث مسئلہ سے متعلق ہے) کس حیثیت سے تعلق رکھتا ہے؟۔ آیا اس کی اصل، شکل و صورت، حقیقت و ماہیت اور تاثیر بالکل بدل جاتی ہے یا نہیں؟۔ جن صورتوں میں نہیں بدلتی

ہے، ان میں ''انقلابِ ماہیت'' کا حکم نہیں لگے گا اور انقلابِ ماہیت کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

رائے اپنی

ویسے اپنے ناقص خیال میں گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنے کا عمل (کیونکہ پانی اپنی اصل کے لحاظ سے پاک ہوتا ہے، ناپاک کسی عارضی سبب کی بناء پر ہوتا ہے اور جب اس عارضی شئی کو نکال دیا جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ ناپاک رہ جائے، اسی کو علامہ شامی نے یوں ذکر فرمایا ہے: ''شریعت نے وصف نجاست کو ایک خاص وصف کے ساتھ معلق کیا ہے اور کوئی بھی حقیقت اپنے بعض اجزاء کے ختم ہوجانے سے ختم ہوجاتی ہے اور بدل جاتی ہے، تو اگر سارے اجزاء بدل جائیں تو کیوں نہ حقیقت ختم ہوجائے گی''۔ اس کے بعد ہڈی و گوشت کے نمک ہونے کی مثال اور شریعت سے اس کی دو نظیر پیش کی ہیں (ردالمحتار ۱/۱۸-۲۱۷)، پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرنے کا عمل، مختلف قسم کی شرابوں سے اس کے جوہری جزء کو نکالنے کا عمل (اس لئے کہ جزء ضروریہ کو نکالنے کے بعد شئی کی حقیقت باقی نہیں رہ جاتی (ردالمحتار ۱/۲۱۷)، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئی کے اجزاء کو علیحدہ کردینے اور اس کی کیفیت وخاصیت بدل دینے کا عمل، یا چمڑہ اور ہڈی وغیرہ میں جلاٹین کا معاملہ، یا صابن وغیرہ میں چربی کے خلط واختلاط کا عمل (اس کی نظیر کے لئے دیکھئے ردالمحتار ۱/۲۱۰) ''انقلابِ ماہیت'' کے حکم میں ہونا چاہئے اور اس پر اس کے احکام نافذ ہونے چاہئیں، کیونکہ ان تمام صورتوں میں غالباً شئی کے اجزاء ضروریہ بدل جاتے ہیں اور شئی کے کسی ایک بھی جزء ضروری کے بدلنے سے اس کی حقیقت و ماہیت کھوجاتی ہے، چنانچہ علامہ شامی نے صاحبِ فتح القدیر کی دوٹوک تصریحات اور پھر شریعت سے اس کی دو نظیر نقل فرمائی ہیں۔

اس کے برخلاف ادویہ وغیرہ میں ''الکحل'' اور ''اسپرٹ'' (جو اسکار پیدا کرتی ہے) کے خلط و اختلاط کا عمل، بسکٹ وغیرہ میں چربی ملائے جانے کا عمل، مردار اور خنزیر وغیرہ کی ہڈیوں کا پاؤڈر ملائے جانے کا عمل، جانوروں کا خون مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کئے جانے کا عمل، انقلاب ماہیت کے حکم میں نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ میرے خیال میں ان تمام صورتوں میں کو اشیاء کے اوصاف وغیرہ میں تبدیلی ہوجاتی ہے، مگر حقیقت نہیں بدلتی، زیادہ سے زیادہ اس کو خلط اور ملاوٹ تو کہا جاسکتا ہے، مگر ''انقلاب'' کہنا کسی طرح روا نہیں معلوم ہوتا، اس لئے کہ ''انقلاب ماہیت'' کے لئے حقیقت کی تبدیلی ضروری ولازم امر ہے، جیسا کہ انقلاب حقیقت وماہیت کی لغوی واصطلاحی تعریف میں یہ بات بحوالہ گذر چکی ہے۔

شریعت سے انقلابِ ماہیت کی نظیر

اتنی بات تو طے ہے کہ انقلابِ ماہیت سے احکام میں تبدیلی ہوتی ہے، کتب فقہ، خاص طور سے قواعد فقہ واصول فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۲۱۸، الاشباہ والنظائر/ ۱۲۷)۔

لیکن کیا شریعت میں اس اصل کی نظیر ملتی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ مصادر شرعیہ اور اشباہ ونظائر سے ہٹ کر فقہی نظریہ، یا فقہی ضابطہ، یا فقہی قاعدہ، یا فقہی اصول قائم ہوہی نہیں سکتے، کہ اصول وقواعد چند جزئیات ومسائل کو ایک لڑی میں پرونے یا چند جزئیات کو سامنے رکھ کر کوئی ایسا ضابطہ مقرر کرنے ہی کا نام ہے جس سے احکام ومسائل اور اس کے استخراج کی صحت وعدم صحت کو جانچا اور پرکھا جاسکے۔

کتب فقہ میں زیر بحث مسئلہ کی متعدد نظائر ذکر کی گئی ہیں (اس کے لئے دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۲۱۸، فتح القدیر، بدائع الصنائع وغیرہ)۔

انقلابِ ماہیت کے اسباب

انقلابِ ماہیت کے مختلف اسباب ہیں اور آئندہ ہو سکتے ہیں، جو میرے خیال میں شمار سے یک قلم باہر امر ہے، مگر یہاں سبب سے سبب فقہی وشرعی ہرگز مراد نہ ہوگا، بلکہ وہ طریقے مراد ہوں گے جن کے ذریعہ قلب ماہیت وحقیقت کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان طریقوں سے ''انقلابِ ماہیت'' ہو ہی جائے گا، بلکہ انقلابِ ماہیت کے لئے اس کی عین، حقیقت وماہیت اور تاثیر کا بدلنا ضروری ولابدی ہوگا، مثلاً: جلنا یا جلانا، انقلابِ ماہیت کا ایک طریقہ ہے؛ مگر یہ ضروری نہیں کہ جو بھی شئی جلے گی خواہ جل کر اپنا وجود اور اپنی حقیقت نہ کھوئی ہو؛ اس پر انقلابِ ماہیت کا حکم لگے گا، بلکہ اس کے لئے انقلابِ ماہیت بمعنی مذکور لازم ہوگا۔

اسی طرح خلط واختلاط ''انقلابِ ماہیت'' کا ایک طریقہ اور ذریعہ ہے، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بلا اپنی سابقہ حقیقت وتاثیر کھوئے، اس پر انقلابِ ماہیت کا حکم لگایا جائے گا، بلکہ اس کے لئے ''انقلابِ ماہیت'' ضروری ہوگا۔

حقیقت وماہیت اور تاثیر کھونے کی مثال گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا اور حقیقت وماہیت نہ کھونے کی مثال ادویہ وغیرہ میں ''الکحل'' اور ''اسپرٹ'' وغیرہ کا ملنا یا ملانا ہے۔

انقلابِ ماہیت کے اسباب میں سے ایک سبب کیمیاوی عمل ہے، مگر یہاں پر بھی وہی بات رہے گی کہ اس سے پورے طور پر ''انقلابِ ماہیت'' ہوجائے۔ ورنہ (سابقہ خاصیت پورے طور پر ختم ہوکر ایک دوسری شئی وجود میں نہ آئے تو اس صورت میں بھی) ''تبدیلیِ ماہیت وحقیقت کا حکم نہیں لگے گا (دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیہ ۴/۲۷۸، الاشباہ والنظائر/۱۲۷)۔

انقلاب ماہیت کے اسباب ووسائل

مولانا شوکت ثناء قاسمی ☆

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے تمام چیزوں کو انسانوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں، جن کو انسان مختلف شکلوں میں اپنی مختلف ضرورتوں کے لئے استعمال کرتا ہے، لیکن ان میں بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جن کا استعمال شریعت میں حرام قرار دیا گیا ہے، اور جن چیزوں کے استعمال کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے، اس کو عام حالات میں اس کی اصل شکل وصورت میں استعمال کرنے کی شرعی گنجائش نہیں ہوسکتی ہے، البتہ اگر اس کی حقیقت وماہیت بدل جائے تو ناپاک شئی بھی پاک ہوسکتی ہے جیسا کہ گدھا نمک کے کان میں گر کر نمک بن جائے تو پاک ہوجاتا ہے۔

فقہاء احناف کے یہاں انقلاب حقیقت سے ناپاک اشیاء پاک ہوسکتی ہیں، لیکن یہ اصول دوسرے فقہاء کرام تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد انقلاب حقیقت کی وجہ سے سوائے خمر کے جب کہ وہ خود بخود بلا دخل انسانی کے اگر سرکہ بن جائے تو پاک ہوجاتا ہے، اس کے علاوہ کسی بھی ناپاک شئی کو پاک نہیں قرار دیتے ہیں (دیکھئے: المجموع فی شرح المہذب ۱/ ۲۶۳، المغنی ۱/ ۵۶، معونۃ اولی النہی ۱/ ۱۵۳، وکشاف القناع عن متن الاقناع ۱/ ۱۳۷)۔

اور علامہ وہبہ زحیلی ائمہ کے مذاہب پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''فلا تطهر نجاسة بالاستحالة ولا بنار، فرماد الروث النجس نجس

☆ استاذ جامعہ عائشہ نسواں حیدرآباد اے پی۔

والتراب المجبول بروث حمار أو بغل ونحوه مما لا يؤكل لحمه نجس ولو احترق كالخزف، والصابون المعمول من زيت نجس ودخان النجاسة وغبارها نجس و ما تصاعد من بخار رماد نجس إلى جسم صقيل أو غيره نجس، ولو وقع كلب في ملاحة فصار ملحا أو في صبانة فصار صابونا فهو نجس'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/۲۵۱)۔

البتہ احناف کے یہاں انقلاب ماہیت طہارت کے اسباب میں داخل ہے۔لہذا ان کے یہاں انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاکی کا حکم لگایا جائے گا، چنانچہ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

''السابع انقلاب العين فإن كان في الخمر فلا خلاف في الطهارة وإن كان في غيره كالخنزير والميتة تقع في المملحة فتصير ملحا يؤكل، والسرقين والعذرة تحترق فتصير رمادا تطهر عند محمد خلا فا لأبي يوسف وكثير من المشائخ اختاروا قول محمد و في الخلاصة، وعليه الفتوىٰ'' (البحر الرائق ۱/ ۳۶۴، فتح القدیر ۱/۱۷۶، حلبی کبیر/ ۱۹۳)۔

خلاصہ یہ کہ انقلاب ماہیت اور تبدیل حقیقت کی وجہ سے احناف کے یہاں ناپاک چیز پاک ہوجاتی ہے۔ برخلاف ائمہ ثلاثہ کے کہ ان کے یہاں ناپاک شئ ناپاک ہی رہے گی۔

ائمہ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق ان سوالات کا جواب نہایت ہی مشکل ہے، البتہ احناف کے یہاں مفتی بہ قول کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سوالوں کا جواب درج ذیل ہے:

۱- کسی بھی شئ کے وہ بنیادی عناصر جس کے رہتے ہوئے یہ سمجھا جائے کہ اس شئ کی حقیقت وماہیت تبدیل نہیں ہوئی بلکہ یہ شئ اپنی اصل شکل وصورت پر باقی ہے۔ وہ بنیادی عناصر رنگ، بو اور صورت وکیفیت ہے، لہذا اگر کسی چیز کے اندر مختلف قسم کی تبدیلیاں ہوچکی ہوں اور اس کی ظاہری شکل وصورت بھی بدل گئی ہوں لیکن ان چیزوں میں تبدیلی نہیں آئی یا ایک دو کے

اندر آئی تو اس صورت میں کہا جائے گا کہ اس شئ کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی۔

چنانچہ امام غزالی درج ذیل حدیث کے تحت تحریر کرتے ہیں:

''خلق الله الماء طهوراً لا ينجسه شئ إلا ما غير طعمه أو لونه أو ريحه وهذا فيه تحقيق و هو أن طبع كل مائع أن يقلب إلى صفة نفسه كل ما يقع فيه وكان مغلوباً من حجمه فكما ترى الكلب يقع فى المملحة فيستحيل ملحا يحكم بطهارته لصيرورته ملحا و زوائل صفته الكلية عنه'' (احیاء علوم الدین ۱/۱۲۱، البحر الرائق ۱/۳۹، ۴۲۶)۔

۲- انقلاب ماہیت سے مراد یہ ہے کہ وہ شئ فی نفسہ یا کسی چیز کی وجہ سے اپنی حقیقت کو چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے جیسے ہرن کا خون مشک بن جائے۔ شراب سرکہ بن جائے یا بنالیا جائے۔ یا نطفہ گوشت پوست بن جائے۔

ان صورتوں میں خون اپنی حقیقت دمویہ اور شراب حقیقت خمریہ اور نطفہ حقیقت منویہ چھوڑ دے اور دوسری حقیقتوں میں تبدیل ہو گئے، علامہ وہبہ زحیلی نے بھی اس پر گفتگو کی ہے، (دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۲۵۰)۔

لیکن شئ کے متعلق انقلاب حقیقت کا اس وقت حکم لگایا جائے گا جب کہ اس شئ کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک تبدیل ہو جائے جیسا کہ شراب سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ اور نطفہ گوشت کا لوتھڑا بننے کے بعد دم کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں، لیکن محض آثار کا زائل ہو جانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں۔ جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے، کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے۔ یا گھڑے یا دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب، پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل مقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہیں ہوگا۔ لیکن چونکہ شراب

نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے، اس لئے ناپاکی کا حکم باقی رہے گا، اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے، چونکہ شراب کے اجزاء کم ہیں اور آٹے کے زیادہ، اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں ہوتے ہیں، یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب (کفایت المفتی ۲/ ۲۸۳)۔

علامہ ابن عابدین ناپاک زہیب جب کہ اس کو پکا کر شیرہ بنالیا جائے اس کے عدم طہارت کا حکم بیان کرتے ہیں (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۵۲۱)۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب حقیقت کے لئے شئ کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک کا تبدیل ہوجانا ضروری ہے۔

۳- کسی چیز میں اگر ایسی تبدیلی ہوجائے کہ اس کے جوہری عناصر ختم ہوجائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے۔ لیکن نئی پیدا ہونے والی چیز کے اندر کچھ سابق خصوصیات و کیفیات باقی ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ حقیقت منقلبہ کے بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں ہے، جیسے شراب سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے، یا صابن میں قدر دسومت روغن نجس کی باقی رہتی ہے، کیونکہ رقت حقیقت خمریہ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۵۳۹)۔

البتہ انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت احتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب اور اختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے، اور انقلاب کو اختلاط اور اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں احناف کے یہاں مفتی بہ قول کے مطابق نجس العین اور غیر نجس العین اور اسی طرح ان دونوں کے مختلف اجزاء میں کوئی فرق نہیں ہے، اگر ان دونوں کے اندر انقلاب ماہیت پالیا گیا تو وہ چیز ناپاک ہوجائے گی (دیکھئے: کبیری/ ۱۸۸، فتح القدیر ۱/ ۱۷۶)۔

ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہاں ان دونوں کے درمیان فرق ہے، یہ حضرات نجس العین کے انقلاب حقیقت کی وجہ سے طہارت کے قائل نہیں ہیں۔

۵- سوال میں مذکورہ قلب ماہیت کے اسباب کے علاوہ ہر وہ چیز جو قلب ماہیت کے حصول میں موثر ہوسکتی ہے، اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ فقہاء کرام نے جو چند صورتیں ذکر کی ہیں، یہ ان کے اپنے زمانے کے لحاظ سے تھا اور آج جب کہ مختلف قسم کے کیمیکل ایجاد ہو چکے ہیں، جن کے ذریعہ یہ مقصد بہ آسانی حاصل کیا جاسکتا ہے، لہٰذا موجودہ دور کے تمام وہ کیمیکل جو اس مقصد کے حصول کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ یا کئے جاسکتے ہیں، وہ سب کے سب اسباب قلب ماہیت کے تحت داخل ہوں گے۔

۶- اگر کسی چیز کی حقیقت و ماہیت بالکل بدل جائے یا کسی چیز کے ذریعہ بدل دی جائے، تو اس کے احکام بھی بدل جائیں گے، اور اگر محض اس کے بعض اجزاء کسی طرح الگ کر لئے جائیں تو اس کی وجہ سے اس کے احکام نہیں بدلیں گے۔ مثلاً شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنا دیا جائے، تو اس کی حرمت اور ناپاکی ختم ہو جائے گی (ہندیہ ۱/۴۴)۔

لیکن اگر کسی طرح اس کے بعض اجزاء نکال لئے جائیں جس کی وجہ سے بو وغیرہ ختم ہو جائے تو اس کے باوجود بھی وہ ناپاک رہے گا، کیونکہ اس کی وجہ سے اس چیز کی حقیقت نہیں تبدیل ہوئی بلکہ تجزیہ کر کے اس کے بعض اجزاء کو نکال لیا گیا۔

حاصل یہ ہے کہ حقیقت و ماہیت کا بدل جانا جس کو انقلاب ماہیت اور استحالہ وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، دوسرا ہے ایک شئ کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے علاحدہ کر لینا جس کو "تجزیہ" کہا جاتا ہے، کسی چیز کے بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں، مگر محض تجزیہ سے احکام نہیں بدلتے۔

سوال میں مذکورہ صورت تجزیہ ہی کے تحت آتی ہے، نہ کہ استحالہ کے تحت، لہٰذا فلٹر اور

کشید کرنے کا جو عمل ہے وہ قلب ماہیت میں داخل نہیں ہوگا۔

۷- دوا انسان کی ایک ایسی ضرورت ہوچکی ہے جس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں، بلکہ یہ کہا جائے کہ انسانی زندگی کا ایک لازمی جزء بن چکی ہے، آج کی نت نئی بیماریوں کا وجود اور اس کے مطابق دواؤں کی تشخیص عام ہوگئی ہے، ان میں سے بعض دوائیں مفرد ہوا کرتی ہیں اور بعض مرکب، جو مختلف اجزاء وعناصر سے مل کر تیار ہوتی ہے، خواہ وہ دوائیں جامد ہوں یا سیال، نیز اس میں ملنے والی چیزیں پاک اور حلال بھی ہوتی ہیں اور ناپاک وحرام بھی جیسا کہ آج کل عام طور سے انگریزی دواؤں میں ''الکحل'' کا استعمال ہوتا ہے جو اصل شراب ہے، اسی طرح مختلف جانوروں کا خون اور اس کے دوسرے اجزاء بھی شامل کئے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے دوا زود اثر اور مؤثر ہوا کرتی ہے۔

الکحل ملی ہوئی چیزوں اور خصوصاً اس سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال جب کہ وہ انگور کے شیرہ اور تمر سے نہ بنا ہوا ہو امام اعظم کے یہاں اس کا استعمال جائز اور درست ہے، اور عام طور سے انگریزی دواؤں میں جس الکحل کی آمیزش ہوتی وہ شیرۂ انگور اور تمر سے بنا ہوا نہیں ہوتا ہے (دیکھئے: تکملہ فتح الملہم ۱/ ۵۵۱)۔

البتہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مطلقاً تمر اور انگور کے علاوہ سے بنی ہوئی شراب بھی حرام ہے، اس لئے اس سے بنا ہوا الکحل بھی ناپاک اور حرام ہوگا۔

امام اعظم کے نزدیک شراب یا اسی طرح دوسری نجس وحرام چیز اگر دوا وغیرہ میں ملی ہو تو اس کا استعمال کرنا جائز ودرست نہیں ہے، وہ حرام وناجائز چیزوں سے علاج کو جائز نہیں سمجھتے، لیکن بعد کے فقہاء احناف نے ازراہ حاجت وضرورت اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

''وفی الدر المختار: وجوزه فی النهاية بمحرم إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاء ولم يوجد مباحا يقوم مقامه'' (الدرالمختار ۵/ ۲۴۹)۔

نجس اشیاء ملی دواؤں کا استعمال عام ہوگیا ہے اور ابتلاء عام کی صورت پیدا ہوگئی ہے جو فقہی احکام میں تخفیف کا باعث بن جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

''فمن القواعد الشرعية المتفق عليها "إن الأمر إذا ضاق اتسع'' (الاشباہ والنظائر)۔

اور شوافع کے یہاں اگر شراب وغیرہ کو کسی دوسری دوا میں ملا کر استعمال کیا تو درست ہے بشرطیکہ کوئی بلا شراب ملی ہوئی دوا دستیاب نہ ہو۔

''لا يجوز استعمال الأشربة المحرمة للدواء صرفا ولكن إذا كانت مستهلكة مع دواء آخر فيجوز التداوى بها إن عرف بنفعها بأن لا يغنى طاهر'' (نہایۃ المحتاج ۸/۱۲)۔

فقہاء کی ان عبارتوں اور ابتلاء عام کو مدنظر رکھتے ہوئے، نجس اشیاء ملی ہوئی دوا کے کوئی متبادل دوا نہ ملنے یا اس کے حاصل کرنے کی استطاعت نہ ہونے یا اس کی تلاش میں مرض کے بڑھ جانے اور شدت اختیار کر لینے کی صورت میں اس کا استعمال درست ہے۔

۸ - صابن خواہ مردار کی چربی سے بنا ہوا ہو یا مذبوح وحلال جانور کی چربی وتیل سے بہر صورت انقلاب ماہیت اور عموم بلوئی کی وجہ سے پاک اور اس کا استعمال درست ہے، چنانچہ علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

''يطهر زيت تنجس بجعله صابونا به يفتى للبلوى'' (الدر المختار مع رد المحتار ۱/۵۱۹)۔

اور علامہ ابن عابدین نے اس عبارت کے تحت لمبی بحث کی ہے، اس کے لئے (دیکھئے: حوالہ سابق ۱/۵۱۹)۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ صابن میں خواہ مردار کی چربی ملی ہوئی ہو یا غیر مردار کی

بہر صورت تبدیل کی وجہ سے پاک ہے، البتہ اگر بسکٹ وغیرہ میں مردار کی چربی وغیرہ ملا دی گئی تو اس بسکٹ کا استعمال کرنا درست نہیں ہوگا، جیسا کہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو روٹی ناپاک ہے۔ اسی طرح بسکٹ بھی ناپاک ہوگی، کیونکہ مردار کی چربی اس صورت میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑ رہی ہے، اس لئے ناپاکی کا حکم باقی رہے گا اور اس کا محسوس نہ ہونا اجزاء کے قلیل ہونے کی وجہ سے ہے، چونکہ چربی کے اجزاء کم ہیں اور بسکٹ کے زیادہ، اس لئے وہ بسکٹ میں محسوس نہیں، پس اس کو اختلاط کہا جائے گا نہ کہ انقلاب اور زیادہ سے زیادہ تبدل وصف کا حکم لگایا جا سکتا ہے، اور محض تبدل وصف کی وجہ سے کوئی چیز پاک نہیں ہوتی ہے (دیکھئے: ردالمحتار ۱/۵۱۹)۔

محض ایک وصف کا بدل جانا انقلاب حقیقت نہیں ہے، بلکہ اس کو انقلاب وصف کہا جا سکتا ہے، اور کسی ناپاک شئ کے پاک ہونے کے لئے انقلاب حقیقت ضروری ہے، اور بسکٹ میں ملی ہوئی شراب وغیرہ نجس اشیاء کا محض وصف بدل جاتا ہے، نہ کہ اس کی حقیقت، لہٰذا اس جیسی بسکٹ وغیرہ نجس ہی رہے گی، اس کا کھانا درست نہیں ہوگا، اور یہی حکم مردار اور خنزیر کی ہڈی وغیرہ سے بنا ہوا ٹوتھ پیسٹ کا بھی ہوگا۔

سوال ۹ کا جواب جواب ۷ میں آچکا۔

۱۰- جلاٹین اگر ماکول اللحم اور مذبوح جانور کے چمڑے یا ہڈی سے تیار کر کے مختلف چیزوں میں استعمال کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ اگر مردار یا خنزیر کے چمڑے یا ہڈی سے تیار کر کے مختلف مراحل سے گزار کر اس کے بال اور نجس رطوبات کو زائل کر دیا جاتا ہے، نہ کہ حقیقت و ماہیت تبدیل کر دی جاتی ہے۔ بلکہ محض اس کو استعمال کے قابل بنانے کے لئے یہ مختلف صورتیں اختیار کی جاتیں ہیں، تا کہ اس کو مزہ بڑھانے کے لئے استعمال کیا جا سکے، میرے خیال میں یہ عمل قلب ماہیت میں داخل نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس سے مل کر بنی ہوئی اشیا نجس اور ناپاک

ہوں گی، نیز اس سے بنی ہوئی چیز وں کا استعمال کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ دوسری قسم کی نافیاں بسکٹ اور آئس کریم بکثرت موجود ہیں جس سے انسان اپنی ضرورت کی تکمیل کرسکتا ہے، علاوہ ازیں اگر ان چیز وں کا استعمال نہ کیا جائے تو کوئی حرج ونقصان نہیں ہوسکتا ہے، لہذا سوال میں مذکورہ صورت قلب ماہیت میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے جلاٹین میں ملی ہوئی اشیاء کا استعمال ناجائز وحرام ہے۔

کیا کیمیاوی عمل انقلاب ماہیت کے دائرہ میں آتا ہے؟

مولانا امتیاز احمد ☆

اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو حلال طیب فرمایا ہے، اور بعض کو حرام وناجائز، جو چیزیں ہمارے لئے حلال ہیں اور ان کا استعمال درست ہے، اس میں انسان کے فائدے ہیں اور جن چیزوں کا استعمال درست نہیں ہے، ان کا استعمال انسان کے لئے نقصان دہ ہے۔

یوں تو احناف کا راجح مسلک اور نقطہ نظر یہی ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے، علامہ ابن نجیم نے ''الاشباہ'' میں اباحت، حظر اور توقف تینوں قول ذکر کرنے کے بعد صاحب ہدایہ کا نقطہ نظر اباحت کا ذکر کیا ہے۔

''مصنف کی کتاب شرح منار میں ہے کہ بعض حنفیہ کے نزدیک اشیاء میں اصل اباحت ہے، احناف میں سے امام کرخی کا یہی نقطہ نظر ہے، اور اصحاب الحدیث کے نزدیک اصل حرمت ہے، اور ہمارے بعض اصحاب فرماتے ہیں کہ اس میں توقف ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شی کے لئے کوئی نہ کوئی حکم ضرور ہوتا ہے، مگر عقل سے اس کا ادراک نہیں کیا جا سکتا اور ہدایہ کی فصل حدادمیں ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے'' (الاشباہ ۱۱۵/)۔

علامہ حموی نے اس پر نوٹ لکھتے ہوئے علامہ ابن ہمام کے استاذ قاسم بن قطلو بغا کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آخری قول جمہور اصحاب احناف کے یہاں مختار قول ہے:

☆ ریسرچ اسکالر المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد۔

''علامہ قاسم ابن قطلو بغا نے اپنے بعض تعالیق میں ذکر کیا ہے، مختار قول جمہور اصحاب احناف کے نزدیک اباحت کا ہے'' (حوالہ سابق)۔

اسی بنیاد پر جن چیزوں کے حرام اور ناجائز ہونے کی صراحت نہیں کی گئی ہے، فقہاء احناف اسے جائز اور مباح الاصل سمجھتے ہیں، لیکن جن چیزوں کے حرام اور نجس ہونے کی صراحت قرآن وحدیث میں کردی گئی ہے، ان کا استعمال بالاتفاق درست نہیں، ناپاک اشیاء میں بعض تو ایسی ہیں جن کی نجاست پر سب کا اتفاق ہے اور بعض ایسی ہیں جس میں اختلاف ہے، جیسے 'منی' احناف کے یہاں ناپاک ہے، امام شافعی کے یہاں پاک۔ اور بعض نجاستیں ایسی ہیں جس میں خود اصحاب احناف کا غلیظہ اور خفیفہ ہونے میں اختلاف ہے، جیسے ماکول اللحم جانوں کے فضلہ، صاحبین کے نزدیک خفیفہ ہے، اور امام صاحب کے نزدیک غلیظہ ہے (بدائع الصنائع ۱/ ۱۹۳)۔

بہر صورت علی اختلاف الاقوال جو اشیاء ناپاک ونجس ہیں، اگر ان کی تطہیر کردی جائے تو ان کا استعمال شرعاً درست ہوجاتا ہے، کھانے کی قبیل سے ہو تو اسے کھایا بھی جاسکتا ہے۔

فقہاء نے تطہیر کی کئی صورت لکھی ہے، ''جامع الرموز'' میں تطہیر نجاست کی دس صورتیں لکھی گئی ہیں:

یہ بات علم میں رہے کہ جن چیزوں سے نجاست کی تطہیر کردی جاتی ہے، وہ درست ہیں، احراق کے سوا دسوں کو صراحتاً مصنف نے ذکر کیا ہے۔

وہ دس یہ ہیں: ۱- دھونا، ۲- پوچھنا، ۳- کھرچنا، ۴- سوکھنا، ۵- جلانا، ۶- انقلاب، ۷- جفاف، ۸- دباغت، ۹- ذبح، ۱۰- نزح (نکالنا) (جامع الرموز ۱/ ۱۵۵)۔

علامہ حصفکی اور علامہ شامی نے تیس سے زائد صورت تطہیر نجاست کی لکھی ہے (دیکھئے: شامی مع الدر المختار ۱/ ۵۱۷)۔

تطہیر کی ان صورتوں میں سے ایک صورت انقلاب ہے، جیسا کہ مذکور ہوا۔ تطہیر کی اسی

صورت پر مجھے اس وقت روشنی ڈالنی ہے، اور اس سے متعلقہ سوالات کا جواب دینا ہے۔

۱- انقلابِ ماہیت کا لغوی معنیٰ ماہیت کا بدل جانا ہے، ''لسان العرب'' میں ہے:

''التغیر عن العین'' ذات شیٔ کا بدل جانا اور فقہی اصطلاح میں انقلابِ ماہیت یہ ہے کہ شیٔ اپنی حقیقت اصلیہ مختصہ کو چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہوجائے۔ اور کسی اچھی چیز کی ماہیت اور عینیت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک اس کے بنیادی عناصر اس میں پائے جائیں اور بنیادی عناصر تین ہیں:

۱- رنگ، ۲- مزہ، ۳- خاصیت

اگر کسی چیز کی ظاہری شکل بدل گئی مگر مزہ باقی ہے تو سمجھا جائے گا کہ ابھی وہ شیٔ اپنی عینیت پر باقی ہے، اگر مزہ بھی بدل گیا مگر رنگ کا اثر ہے، تو بھی ابھی اس کی پوری عینیت ختم نہیں ہوئی، مزہ اور رنگ دونوں ختم ہوگئے مگر اس کی بو باقی ہے، تو ابھی بھی یہی سمجھا جائے گا کہ اس کی عینیت باقی ہے، البتہ رنگ کے سلسلہ میں یہ تفصیل سامنے رہے کہ رنگ گہرا نہ ہو، اگر رنگ کا گہرا پن زائل ہوگیا اور بقیہ دو وصف بھی بدل گئے ہیں، تو اس کی عینیت کے بدل جانے کا حکم لگایا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ انقلابِ ماہیت کے لئے تینوں بنیادی وصف کا بدلنا ضروری ہے، صرف رنگ کے سلسلہ میں مذکورہ وضاحت پیشِ نظر رہے۔

امام غزالیؒ نے ''احیاء علوم الدین'' میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اگر نجاست عینیہ ہے تو عینی نجاست کا زائل کرنا اور مزہ کا باقی رہنا عین شیٔ کی بقاء پر دلالت کرتا ہے، اسی طرح رنگ کی بقاء کا حکم ہے مگر وہ رنگ جو چسپاں رہے، وہ معاف ہے، ہٹانے اور کھرچ ڈالنے کے بعد، بہر حال بو تو اس کی بقاء بھی عین شیٔ کی بقاء پر دلالت کرتی ہے''

(احیاء علوم الدین ۱/ ۱۵۵، نیز دیکھئے ردالمحتار ۱/ ۵۱۹)۔

اگر یہ بنیادی عناصر کسی شئ میں موجود ہوں، اس کے ساتھ اس میں دیگر تغیرات ہوگئے

ہوں تو ان تغیرات کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا، اور شی کی ماہیت علی حالہ باقی رہے گی۔ جیسے (Filter Water) اس میں دوا ڈال کر عام پانی سے اسے ممتاز کیا جاتا ہے، اور اب یہ پانی عام پانی کے مقابلہ میں ذرا بہتر شمار ہوتا ہے، اور صحت وغیرہ کے لئے مفید سمجھا جاتا ہے، دوا ڈالنے کی وجہ سے اس میں تو تغیر ہوا وہ تغیر ضرور ہے مگر پانی کے جتنے اوصاف ہیں وہ سب باقی ہیں، لہذا اس فلٹر شدہ پانی سے بھی وضو اور غسل کیا جاسکتا ہے، الغرض کسی بھی شئ کے ایسے بنیادی وصف جو اس کے ساتھ خاص ہوں، ان کے بدل جانے سے انقلاب ماہیت کی صورت پائی جائے گی، اگر ایسا نہ ہو تو اسے انقلاب ماہیت نہیں کہیں گے، اگر وہ شی ناپاک ہے تو ناپاکی کا حکم علی حالہ اس میں باقی رہے گا۔

۲- ابھی جیسا کہ سوال ۱: کے جواب میں عرض کیا جاچکا ہے کہ انقلاب ماہیت یا استحالہ عین یا تحویل عین کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کے شی اپنی حقیقت کھوکر دوسری حقیقت اختیار کرلے اس طور پر کہ اس کا کوئی وصف باقی نہ رہے، البتہ رنگ کے سلسلہ میں جو تفصیل گزری ہے، وہ ملحوظ رہے، بعض حضرات نے رنگ کا سرے سے اعتبار ہی نہیں کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر بو اور عینیت ختم ہوگئی تو وہ شی پاک سمجھی جائے گی اگر وہ ناپاک شی ہو جیسا کہ جامع الرموز میں ہے:

''وفی مبسوط شیخ الإسلام أن النجاسة بالنتن والعین لا اللون وفی الخزانة کل نجس یزول طعمه وریحه طهر'' (جامع الرموز ۱/ ۹۵) (اور شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے کہ نجاست کا تعلق نتن (بو) اور عین سے ہے نہ کہ رنگ سے اور خزانۃ المفتیین میں ہے ہر وہ نجس جس کا طعم اور جس کی بو زائل ہوجائے وہ پاک ہے)۔

رنگ کے سلسلہ میں فقہاء کے ان اقوال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر رنگ ہلکا ہو تو اس کا ازالہ کردینا چاہئے بغیر ازالہ کے گویا اس کی تطہیر ممکن نہیں، اگر رنگ گاڑھا ہے تو اس کا ہلکا ہوجانا ہی کافی ہے۔ الغرض انقلاب ماہیت میں سرے سے رنگ کا اعتبار نہ ہو یہ بھی نہیں، اور رنگ کا پورا اعتبار ہی کیا جائے ایسا بھی نہیں۔

۳-شئ میں اگر تبدیلی ہوگئی اور اس کے جوہری عناصر ختم ہوگئے اور مزاج میں بھی تبدیلی ہوگئی ہے، اس کے بعد دوصورت ہوسکتی ہے، جیسا کہ سوال میں درج کیا گیا کہ جن اشیاء سے مل کر یہ نئی چیز بنی ہے، ان کا کوئی بھی اثر باقی رہے یا نہ رہے، ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت تو ایسی ہے جس کے انقلاب ماہیت ہونے میں کوئی شبہ نہیں، نام، مزاج، بنیادی عناصر کے ازالہ کے ساتھ کسی وصف کا باقی نہ رہنا صاف بتاتا ہے کہ انقلابِ ماہیت ہوگیا، اگر ناپاک اشیاء سے انقلاب ماہیت پاک اشیاء کی طرف ہوا ہے تو اس کے پاک ہونے کا حکم لگے گا، فقہاء اس کی مثال میں خمر کے سرکہ اور خنزیر کے نمک کی کان میں گر کر نمک ہوجانے کو پیش کرتے ہیں، ان دونوں مثالوں میں پہلی صورت وحقیقت کی کوئی بھی کیفیت دوسری شئ میں باقی نہیں رہتی، البتہ دوسری صورت جس میں نام، مزاج اور عناصر کے ختم ہوجانے کے باوجود کچھ نہ کچھ اثر شئ اول کا باقی رہتا ہے، اس کے انقلاب ماہیت ہونے میں ذرا شبہہ ہوسکتا ہے کہ جب اثر باقی ہے، تو انقلاب ماہیت کیونکر متحقق ہوا، جیسے صابن جو ناپاک چربی خواہ وہ مردار کی ہو یا خنزیر وغیرہ کی تیار کیا گیا ہو تو اس میں ماہیت، نام وغیرہ بدلنے کے باوجود چربی کی دسومت کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہا ہے، مگر فقہاء اس کے باوجود اس کی حلت کے قائل ہیں اور اس اثر کا کوئی اعتبار نہیں کرتے، اس سے معلوم ہوا کہ موروثی طور پر کچھ اثر باقی رہے تو گویا وہ کالعدم کے درجہ میں ہے یا وہ شئ اس کے اوصاف مختصہ میں سے نہیں ہے، گویا کہ جن چیزوں کا اثر باقی رہا ہے، وہ ایسے اوصاف ہیں جو اس کے ساتھ خاص نہیں ہوتے ہیں، اگر خاص ہوں گے تو سمجھا جائے گا کہ بنیادی عناصر ہی ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں، لہذا اس وقت اس کے انقلاب ماہیت نہ ہونے کا حکم لگے گا، واضح رہے کہ انقلابِ ماہیت کا یہ مسئلہ احناف کے یہاں امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہے، انقلاب ماہیت سے تطہیر کے قائل امام محمد ہیں اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے (دیکھئے: حلبی کبیری ۱۸۹/، فتح القدیر ۱۷۶/۱)۔

۴- احناف کے یہاں تو اس مسئلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی

فرق نہیں ہے، اگر انقلاب ماہیت ہوگیا تو وہ خواہ انقلاب ماہیت نجس العین کا ہوا ہو یا غیر نجس العین کا ہر دوصورت میں اس شئ کی پاکی کا حکم دیا جائے گا، احناف کے یہاں جیسا کہ امام محمدؒ کی رائے کو اختیار کرتے ہوئے انقلاب ماہیت کو منجملہ تطہیر نجاست کے اسباب میں سے ایک شمار کیا گیا ہے۔ اور اس میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اصل بنیادی چیز جس کی بنیاد پر کسی شئ کی ناپاکی کا حکم لگایا ہے وہ اس کے بنیادی اوصاف ہیں، جب اوصاف بدل گئے تو اس ناپاکی کا حکم ختم ہوجائے گا۔

حلبی کبیری میں ہے:

''اکثر مشائخ احناف نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اس لئے شریعت نے وصف نجاست کو اسی حقیقت پر مرتب کیا ہے اور وہ (انقلاب کی وجہ سے) بالکلیہ زائل ہوگیا، کیونکہ نمک ہڈی اور گوشت کے علاوہ شی ہے، پس جب حقیقت نمک سے بدل گئی تو اس پر نمک کا حکم مرتب ہوگا، اسی طرح راکھ ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے نمک کھایا اور اس راکھ پر نماز پڑھی تو جائز ہے'' (حلبی کبیری ۱/۱۸۹)۔

البتہ دوسرے ائمہ شوافع، حنابلہ کے یہاں تقسیم ہے، ان دونوں حضرات کے یہاں انقلاب ماہیت نجس العین کے سوائے خمر کے نہیں ہوسکتا، جیسا کہ ''روضۃ الطالبین میں شوافع کی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ ''نووی'' رقم طراز ہیں:

''النجس ضربان: نجس العين وغيره ، فنجس العين لا يطهر بحال إلا الخمر فتطهر بالتخلل'' (روضۃ الطالبین ۱/ ۱۳۷) (نجاست کی دو قسمیں ہیں: نجس العین اور غیر نجس العین، نجس العین تو کسی حال میں پاک نہیں ہوسکتا سوائے خمر کے، البتہ خمر سرکہ بن جانے سے پاک ہوجاتا ہے)۔

علامہ زین الدین تنوخی حنبلی کے کلام میں بھی اس کی صراحت ملتی ہے:

''نجاستوں میں سے کوئی بھی نجاست پاک نہیں ہوتی ہے، استحالہ کے ذریعہ سوائے شراب کے، جب کہ وہ خود سے سرکہ بن جائے، پس اگر بالقصد اسے سرکہ بنایا جائے تو پاک نہیں ہوگا، ایک قول میں ہے: پاک ہو جائے گا، بہر حال خمر کے علاوہ نجاستیں استحالہ سے پاک نہیں ہوتی ہیں، جیسے خنزیر کو اگر نمک کی کان میں ڈال دیا جائے اور وہ نمک بن جائے، اسی طرح راکھ میں ڈال دیا جائے اور وہ راکھ بن جائے، یا اس جیسی دوسری چیزیں ہوں'' (المجموع فی شرح المقنع ۱/ ۲۶۲، المغنی ۱/ ۵۶)۔

غیر نجس العین میں اگر بنیادی اوصاف ختم ہو گئے تو شوافع کے یہاں اسی کی تطہیر ہو جائے گی، اس بابت علامہ نووی رقم طراز ہیں:

''بہر حال نجاست عینیہ تو ضروری ہے اس کے رنگ، بو مزہ کا زائل کرنا، پس اگر اسے کیا گیا اور مزہ باقی رہا تو پاک نہیں ہوگا اور صرف رنگ باقی رہا اور اس کا زائل کرنا آسان تھا تو پاک نہیں ہوگا، اور اگر اس کا زائل کرنا مشکل ہو، جیسے حیض کا خون جو کپڑے میں لگ جائے اور بسا اوقات مبالغہ سے دھونے، ناخن وغیرہ سے کھرچنے کے باوجود وہ رنگ زائل نہیں ہوتا ہے، (تو اس خفیف رنگ کے باقی رہنے کے باوجود) وہ پاک ہو جائے گا'' (روضۃ الطالبین ۱/ ۱۳۷)۔

مالکیہ کے یہاں انقلاب ماہیت کا اعتبار ہے، جس طرح احناف کے یہاں ہے۔

علامہ دسوقی نے حاشیہ دسوقی میں اس کی طرف روشنی ڈالی ہے، شراب کے سرکہ ہو جانے یا کسی جز کو ڈال کر سرکہ بنا لئے جانے کے بعد اس کی تطہیر کا حکم رقم فرماتے ہیں:

''واختلفوا فی تخلیلها فقدل بالحرمة لوجوب إراقها وقیل بالکراهة وقیل: بالإباحة وعلی کل یطهر بعد التخلیل'' (حاشیہ دسوقی ۱/ ۱۸۹)۔

فقہاء کے ان اقوال سے معلوم ہوا، احناف و مالکیہ کے یہاں انقلاب ماہیت کا اعتبار ہے اور نجس العین اور غیر نجس العین، اسی طرح ان دونوں کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی فرق

نہیں ہے، حنابلہ اور شوافع کے یہاں صرف غیر نجس العین میں ہے، اور نجس العین میں سوائے خمر کے انقلاب ماہیت کا اعتبار نہیں اور خمر کی تطہیر کی بھی، حنابلہ کے یہاں اعتبار اس وقت ہے جب کہ وہ خود سے خمر سے سرکہ بن گیا ہو، اگر آدمی کی اپنی کوشش کا اس میں دخل ہے تو ان کے یہاں دو قول ہے، راجح قول عدم تطہیر کا ہے، جب کہ شوافع کے یہاں ایسی بات نہیں (دیکھئے: المقنع ۱/ ۲۶۴)۔

۵- قلب ماہیت کے اسباب جو عموماً فقہاء کی کتابوں میں ملتے ہیں، ان میں تتریب (مٹی میں ملا دینا)، تشمیس (دھوپ دکھانا)، القاء شئی (کسی چیز کا ڈالنا) اور ہوا کے ذریعہ سکھانا ہے۔

فقہاء کے یہاں ان ہی چند چیزوں کا ذکر ملتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج کل کے دور میں جو چیزیں بھی انقلاب ماہیت کے لئے استعمال کی جائیں گی، وہ ان اشیاء میں سے کسی کے مثل ہوں گی۔ مثلاً دواؤں کے ذریعہ انقلاب ماہیت کریں تو القاء شئی کے زمرہ میں داخل ہوگی، اگر الیکٹرک یا کسی مشینی آلات کے ذریعہ انقلاب ماہیت کیا جائے، تو یہ تشمیس یا نار کی قبیل سے ہوگا، اگر ماحولیاتی کیفیات پیدا کر کے اس کی عینیت کو بدلیں تو یہ ریح (ہوا) کے حکم میں آجائے گی۔ الغرض آج کل جو بھی چیز اس کے لئے استعمال کی جائے بشرطیکہ وہ شئ پاک اور درست ہو تو وہ اس باب میں مؤثر ہو سکتے ہیں۔

۶- فلٹر کرنے، کشید کرنے، اسی طرح، ناپاک پانی سے ناپاک عنصر نکالنے، شراب سے اس کے جوہری جزء نکالنے، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی چیز کی خاصیت کو سلب کرنے جیسے عمل کو انقلاب ماہیت تو نہیں کہیں گے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ان عمل کے ذریعہ اگر ناپاک جزء کو پاک کیا گیا، تو وہ جزء پاک ہو جائے گا، مثلاً پانی میں اگر غلاظت ملی ہوئی ہے، کسی عمل کے ذریعہ اس ناپاکی کو بالکل الگ کر لیا گیا، تو وہ پانی پاک ہو جائے گا، اس لئے علامہ شامی، حصفکی وغیرہم

نے تطہیر نجاست کی جو کئی صورتیں لکھیں ہیں ان میں سے ایک نزح ہے (شامی مع الدر ۱/ ۵۱۷)۔

سوال میں یہ درج صورتیں اسی قبیل سے ہوں گی، البتہ اصلی شراب کو سد الباب اس سے مستثنیٰ رکھنا مناسب ہوگا، کیونکہ اس عمل کو حیلہ بنا کر لوگ شراب پینے کو جائز سمجھنے لگیں گے، اور یہ بات تو واضح ہے کہ سب کو شراب کے جوہری جزء کی علاحدگی کا ادراک نہ ہوگا، خاص خاص لوگ ہی اس بات کو جانتے ہیں کہ اس عمل کشید کے بعد شراب کا جوہری جزء یقیناً ختم ہوگیا۔

فقہاء کے یہاں اس طرح کے جزئیہ کی بھی صراحت ملتی ہے کہ اگر خمر میں گوشت پکایا گیا تو اب اس کو پاک کرنے کے لئے صاف پانی میں دو تین بار ابال دیا جائے۔ اس طرح دو تین مرتبہ کے عمل سے شراب کا عنصر اس سے بذریعہ بھاپ نکل جاتا ہے، اس طرح وہ گوشت پاک ہو جاتا ہے (ہندیہ ۱/ ۴۴)، یہ قول احناف میں سے امام ابو یوسف کا ہے۔

۷- نجاست کی تطہیر میں انقلاب حقیقت کا تو اعتبار ہے، لیکن اختلاط شئ کا اعتبار نہیں، لہٰذا انقلاب حقیقت اور اختلاط شئ کے درمیان تمیز کرنا ضروری ہے، انقلاب حقیقت بولتے ہیں، کسی چیز کے آثار مختصہ کا اس میں باقی نہ رہنا، اگر بعض آثار زائل ہو جائیں یا بوجہ قلت، دکھائی نہ دیں تو یہ انقلاب حقیقت نہیں بلکہ اسے اختلاط کہا جائے گا، اور اختلاط کے سلسلہ میں فقہاء کی جزئیات میں اسی کی تصریح ملتی ہے کہ اس سے پاک شئ ناپاک ہو جایا کرتی ہے، اور ناپاک اپنی ناپاکی پر باقی رہتی ہے، جیسے اگر کسی نے آٹا شراب سے گوندھا تو آٹا ناپاک ہو جائے گا۔ بلکہ اگر اس سے روٹی پکالی گئی ہے تو وہ بھی ناپاک رہے گی۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے ''کفایت المفتی'' میں اس پر روشنی ڈالی ہے، اور علامہ انور شاہ کشمیری کی اس پر تصویب موجود ہے (کفایت المفتی ۳/ ۲۸۳)۔

اب مسئولہ سوال پر غور کیا جائے، دوائیں جو تیار ہوتی ہیں، اگر جامد اشیاء سے تیار ہوتی ہیں، تو یہ خلط ہے، اگر وہ جامد شئ ناپاک ہے تو دوا ناپاک ہوگی، اگر سیال مادہ سے دوائیں تیار کی

گئی ہوں تو اس وقت اس کی کیفیت کا اثر ہوگا، چنانچہ سیال مادہ سے بنی دوا انقلاب حقیقت کی وجہ سے پاک کہلائے گی، میرے خیال میں اسی طرح جامد وسیال کے درمیان فرق کرنا مناسب ہے۔

آج کل جو دوائیں بنتی ہیں، ان میں اختلاط کی کیفیت نہیں ہوتی، بلکہ انقلاب ماہیت کی شکل پیدا ہوجاتی ہے، اور ''الکحل'' کا مادہ کو اپنا اثر رکھتا ہے، مگر اس کی اپنی حقیقت جو اسی میں سے بنی وہ نہیں رہتی، اس لئے الکحل کے ذریعہ تیار شدہ دوا انقلاب ماہیت کی وجہ سے قابل استعمال ہیں۔

۸- صابن جو عموماً چربی سے تیار ہوتے ہیں، تیار ہوجانے کے بعد اس کی حقیقت بدل جاتی ہے، اگر وہ چربی مذبوح ماکول اللحم کی ہوتو اس میں کوئی حرج ہی نہیں، وہ بلاشبہ درست اور طاہر ہے، اس طرح کی چربیوں سے تیار شدہ صابن کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ بہتر ہے، لیکن اگر مردار یا خنزیر وغیرہ کی چربی سے صابن بنایا گیا ہوتو اب صابن بن جانے کے بعد اس کی حقیقت بدل گئی، اس لئے اب ایسے صابن یا اس جیسی چیزوں کا استعمال درست ہے، البتہ یہ بات واضح رہے کہ ایک مسلمان کے لئے مردار کی چربی یا خنزیر کی چربی سے اس طرح کی اشیاء تیار کرنا جائز نہیں ہے، گو تیار ہوجانے کے بعد اس کا استعمال ہو، لہذا غیر مسلموں کے ذریعہ بنائی ہوئی ایسی چیزوں کا استعمال میں لانا درست ہے، البتہ بسکٹ یا ٹوتھ پسٹ وغیرہ میں جو ہڈیوں کے پاؤڈر ملاتے ہیں، یہ ازقبیل اختلاط ہوں گے، اس لئے اگر صحیح قرینہ سے معلوم ہوجائیں تو ان کا استعمال درست نہ ہوگا۔ انقلاب حقیقت تطہیر نجاست کی ایک شکل ہے، نہ کہ اختلاط۔

۹- شروع میں یہ بات گزر چکی ہے، اشیاء نجس کے پاک کرنے کے مختلف طریقے ہیں: ان میں سے ایک طریقہ ذبح بھی ہے، اگر جانور ماکول اللحم ہے تو اس جانور کے گوشت پوست اور ہڈی وغیرہ استعمال کرنے میں تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر غیر ماکول اللحم اور غیر نجس

العین ہے تو اس وقت ذبح کے بعد اس کے گوشت کی حلت کا تو حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے، البتہ اس کے چمڑے، ہڈی وغیرہ کھانے کے علاوہ دوسری چیزوں میں استعمال میں لائے جا سکتے ہیں، لیکن خون دونوں کا حرام ہے، خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم، اس لئے خون جس جانور کا ہو اس کا استعمال درست نہ ہوگا، اگر دواؤں میں اسے ملایا گیا تو وہ دوا ناپاک رہے گی۔

اگر انقلاب حقیقت کی شکل پیدا ہوگئی تو اس پر پاکی کا حکم لگایا جا سکتا ہے، مذکورہ بالا وضاحت سے باقی اعضاء کے احکام سمجھے جا سکتے ہیں۔

۱۰- جلاٹین کی جو صورت سوال میں درج کی گئی ہے، اس سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس میں دباغت کا عمل نہیں ہوا، دواء کے ذریعہ صرف اسے گلا دیا گیا، لہذا یہ انقلاب حقیقت نہیں ہوا، اب اگر تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ خنزیر یا مردار کے چمڑے یا ہڈی پر یہ عمل کیا گیا ہے اور پھر اسے بسکٹ، ٹافی اور آئس کریم میں استعمال کیا گیا ہے، تو ان کا استعمال کرنا درست نہ ہوگا، اس کے علاوہ دوسرے ماکول اللحم جانور کا ہو تو اس وقت ان چیزوں کا استعمال درست ہوگا۔

خلاصہ بحث

۱- کسی بھی شئ کے بنیادی عناصر رنگ، مزہ، بو اور صورت وشکل ہیں، ان کی موجودگی کے ساتھ دیگر تغیرات کا کوئی اعتبار نہیں۔

۲- انقلاب ماہیت کا مطلب کسی بھی شئ کا اپنی حقیقت مختصہ کو چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جانا ہے، اور اس کے لئے اس کے بنیادی عناصر رنگ، مزہ، بو اور صورت کا بدلنا ضروری ہے۔

۳- نئی اشیا اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات لئے ہوئے ہوں، اگر وہ

خصوصیات اس کے اوصاف مختصہ میں سے ہوں تو اس کا اعتبار ہے، ورنہ وہ کالعدم کے درجہ میں ہے، جیسے پاک چربی سے تیار ہوا صابن، اس میں اگر چہ دسومت باقی رہتی ہے، اس کے باوجود فقہا اس صابن کی حلت کے قائل ہیں۔

۴- حنفیہ ومالکیہ کے یہاں کوئی فرق نہیں، ناپاک شئی انقلاب حقیقت کی وجہ سے پاک ہوجاتی ہے، خواہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، شوافع وحنابلہ کے یہاں فرق ہے، ان کے یہاں نجس العین کی تطہیر سوائے خمر کے نہیں ہوسکتی، غیر نجس العین کی تطہیر انقلاب ماہیت کے ذریعہ کی جاسکتی ہے۔

۵- کتب فقہ میں انقلاب ماہیت کے جن اسباب کا تذکرہ ملتا ہے، آج کل کے مشینی دور میں وہ تمام چیزیں ان کے مثل کی قبیل سے ہیں۔

۶- فلٹر کرنے، کشید کرنے یا کیمیاوی عمل کے ذریعہ ناپاک جزء کو علیحدہ کرنے کا عمل انقلاب ماہیت کی قبیل سے نہیں ہے، لہذا ان جیسے عمل سے بھی تطہیر ہوسکتی ہے۔

۷- اگر جامد مادے سے دوائیں تیار کی گئی ہیں تو وہ از قبیل اختلاط نہیں، لہذا وہ ناپاک ہوں گی، اگر سیال مادہ سے ہی تیار کی گئی ہیں تو وہ انقلاب ماہیت ہے، لہذا اس کا استعمال درست ہوگا، الکحل سے تیار شدہ دوا انقلاب ماہیت کے حکم کے تحت آکر جائز کہلاتی ہے۔

۸- صابن میں انقلاب ماہیت کی صورت پیدا ہوجاتی ہے، لہذا ایسے صابن کا استعمال جو ناپاک چربی سے بنائے گئے ہوں درست ہوگا، گو یہ عمل فی نفسہ درست نہیں اور ایک مسلمان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں، ٹوتھ پسٹ، بسکٹ میں انقلاب ماہیت نہیں ہوتا ہے، اس لئے ناپاک ہڈیوں کے پاؤڈر سے تیار شدہ ٹوتھ پسٹ وغیرہ کا استعمال درست نہیں۔

۹- خون بہر حال حرام ہے، خواہ مأکول اللحم ہو یا غیر مأکول اللحم، دواؤں میں ان کا ملانا حرام ہے، اگر انقلاب حقیقت کی صورت پیدا نہ ہو تو دوا بھی حرام ہوگی، اور بقیہ اعضاء مذبوح

یا ماٴکول اللحم کے جانور کے ہوں تو وہ درست ہیں ورنہ نہیں۔

۱۰-جلاٹین کے سوال میں درج صورت انقلاب ماہیت کی قبیل سے نہیں ہے، اس لئے اگر وہ ناپاک جانوروں کے چمڑے اور ہڈی ہوں تو ان سے بنی اشیاء کا استعمال درست نہیں ہے۔

انقلاب ماہیت کی صورتیں

مولانا محمد صادق مبارکپوری ☆

۱- جب تک کسی شئ کا اثر، کیفیت اور خاصیت نہ بدلے اس کو قلب ماہیت نہیں کہیں گے۔

۲- انقلاب ماہیت کا مطلب یہ ہے کہ پہلی حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت اور نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت وماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت اور کیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص وآثار باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری اور آثار وخواص وعلامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں، جیسے شراب سے سرکہ (منتخبات نظام الفتاوی/ ۳۹۱)۔

مزہ، بو، خاصیت میں سے ہر ایک کا بدلنا ضروری ہے، بدائع الصنائع میں ہے: "إن النجاسة لما استحالت و تبدلت أوصافها و معانيها خرجت عن كونها نجاسة" (۱/ ۲۴۲)۔

۳-شئ کا جوہری عنصر ختم ہو جائے، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے، اس کی دوصورت ہے:

پہلی صورت یہ ہے کہ کوئی اثر اور خاصیت باقی نہ رہے۔

☆ جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور، اعظم گڈھ یوپی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کا مختص اثر اور خاصیت باقی رہے، ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ شئ اول میں انقلاب ماہیت ہو جائے گی، شئ ثانی میں انقلاب ماہیت نہیں ہوگی، بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں۔

۴۔نجس العین اور غیر نجس العین دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، دونوں انقلاب ماہیت سے پاک ہوجائیں گے (کفایت المفتی ۲/۲۸۱)۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ''الحمار والخنزير إذا وقع فصار ملحا..... يطهر عندهما خلافا لأبي يوسف'' (۱/۴۵، کذا فی الدر المختار ۱/۳۳۹، حلبی کبیری/۱۸۸)۔

۶- مذکورہ عمل قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، بلکہ تجزیہ کے تحت آئے گا، اس میں محض اس کے بعض اجزاء کسی طرح الگ کر لئے جاتے ہیں، تو اس کی وجہ سے احکام نہیں بدلیں گے، ناپاک شئ ناپاک ہی رہے گی (نظام الفتاوی ۱/۳۹۱)۔

۷- یہ قلب ماہیت نہیں ہوگا، بلکہ یہ شئ کا اختلاط اور خلط ہوگا، لہذا اس سے تبدیلی ماہیت نہ ہوگی۔

۸- یہ قلب ماہیت ہے، فقہاء کرام نے اس کو دو وجوہ سے پاک قرار دیا ہے، ایک ایسے ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصلی حقیقت کھو دیتے ہیں، کوئی شئ جب اس حد تک پہنچ جائے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، جیسے مشک ناپاک خون ہے، لیکن جب مشک بن گیا تو پاک ہے، وجہ دوم: اس کا استعمال اس قدر کثیر ہے کہ اس سے بچنا دشوار ہے، ایسی چیز کو فقہائے کرام کی اصطلاح میں عموم بلوی کہتے ہیں، اس کی وجہ سے حکم میں نرمی آجاتی ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے صابن کا استعمال جائز اور درست ہو، علامہ شامی لکھتے ہیں:

''جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير والتغير يطهر عند محمد ويفتى به للبلوىٰ'' (۱/۳۳۱، عالمگیری ۱/۴۵)۔

۹- جانوروں کا خون دوا میں ڈالنے سے نجس شئ کا اختلاط اور خلط ہوگا، انقلاب ماہیت نہیں ہوگا: ''نظیر ہ فی الدر المختار إذا وقعت نجاسة... ولو قطرة بول أو دم فی بئر دون القدر الکبیر ینزح کل مائها بعد إخراجه'' (۱۵۶/۱)۔

۱۰- اگر خنزیر وغیرہ کے چمڑے اور ہڈی کی حقیقت وماہیت کیمیائی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم ختم ہوجائے گا، اگر اس کی حقیقت وماہیت نہیں بدلی ہے تو پھر وہ حرام اور نجس ہے اور جس چیز میں وہ شامل ہوگی، وہ حرام ہوجائے گی (فقہی مقالات مولانا محمد تقی صاحب عثمانی ۱/ ۲۵۵)۔

تبدیلی ماہیت کے مختلف اسباب

مولانا محمد بن طیب الکومان قاسمی ☆

۱- کسی شئ کی حقیقت اور ماہیت کا بدلنا یعنی ناپاک چیز کا پاک ہونا، یا پاک چیز کا ناپاک ہونا، اس کے لئے عموماً مسائل میں یہ صورت دیکھنے کو ملتی ہے، کہ پاک چیز کے ناپاک ہونے کے لئے تو صرف ایک وصف یا چند اوصاف کا بدلنا کافی ہوتا ہے، جیسے پانی کا ایک وصف ہے، اس کا مطہر ہونا۔ لیکن جب اس پانی کے اندر نجاست گرتی ہے تو پانی کے اندر انقلاب ماہیت ہوجاتا ہے، حالانکہ پانی کے عین میں یہاں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی بلکہ اس کے صرف ایک وصف یعنی اس کی ''طہوریت'' میں تبدیلی واقع ہوئی ہے تو معلوم ہوا کہ پاک چیز کے ناپاک ہونے کے لئے عین میں تبدیلی ضروری نہیں، بلکہ کسی ایک وصف کا بدل جانا تبدیلئ ماہیت کے لئے کافی ہے۔ "وکل ماءٍ وقعت فیه النجاسة لم یجز الوضوء به..." (البنایۃ فی شرح الہدایہ ۱/ ۳۱۳)، رہی بات عین شئ کے بدلنے سے پاک چیز کا ناپاک ہونا تو اس میں کوئی شبہ نہیں۔

اور ناپاک چیز کے پاک ہونے کے لئے عموماً یہ صورت دیکھنے میں آتی ہے کہ اس کے لئے شئ کے عین اور حقیقت کا بدلنا ضروری ہوتا ہے، جیسے گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، یا گوبر اور دیگر نجاستوں کا جلانے کی وجہ سے راکھ بن جانا، یا کنویں میں نجاست کا گر کر کیچڑ بن جانا کہ یہ ناپاک چیزیں جو پاک ہوئی ہیں، وہ نجاست کے عین کے بدلنے کی وجہ سے ہوئی

☆ ریسرچ اسکالر المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔

ہیں:"لا یکون نجساً رماد قذر ..... ولا ملح کان حماراً أو خنزیراً ولا قذر وقع فی بیر فصار حمأة لا نقلاب العین" (الدرالمختار ۱/۵۵)۔

لیکن کبھی وصف کے بدلنے سے بھی ناپاک چیز پاک ہوجاتی ہے، اور اس کے اندر انقلاب ماہیت ہوجاتا ہے جیسے ناپاک گیہوں کہ اگر اس کو پیس کر آٹا بنالیا جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے، حالانکہ اگر غور کیا جائے تو اس ناپاک گیہوں کے پاک ہونے میں عین میں تبدیلی واقع نہیں ہوئی کہ اب گیہوں کا کوئی جزء باقی نہیں رہا، بلکہ یہ آٹا تو بعینہ وہی گیہوں ہے، اور اس میں جو تبدیلی واقع ہوئی ہے، وہ وصف میں ہوئی ہے، کہ پہلے گیہوں دانے کی شکل میں اور سخت تھا اور اب پسنے کی وجہ سے وہ گیہوں باریک ہوگیا اور دانے کی شکل ختم ہوگئی، تو معلوم ہوا کہ ناپاک چیز کے پاک ہونے کے لئے ہمیشہ عین شئی کا بدلنا ضروری نہیں، بلکہ وصف کا بدلنا بھی انقلاب ماہیت کے لئے کافی ہوجاتا ہے (دیکھئے ردالمحتار ۱/۵۱۹)۔

۲-بیشتر فقہاء کا کہنا یہ ہے کہ انقلاب ماہیت یا استحالہ عین کسی شئی کی پوری حقیقت کے بدلنے کے ذریعہ ہوتا ہے، کیونکہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے طہارت کا حکم، جو کہ امام محمد علیہ الرحمہ کا مفتی بہ قول ہے، وہ پوری حقیقت اور ماہیت کے بدلنے ہی کی صورت میں ہے، لیکن اس انقلاب ماہیت کے ضمن میں جو مثالیں اور جزئیات بیان کی جاتی ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے علامہ شامی نے اپنی رائے لکھی ہے، کہ "انقلابِ ماہیت" یا استحالۂ عین کبھی تو کسی شئی کی پوری حقیقت بدلنے کے ذریعہ ہوتا ہے، جیسے شراب کا سرکہ بن جانا، یا گدھے کا کان میں گر کر نمک بن جانا، یا گندگی کو جلانے کی وجہ سے راکھ بن جانا وغیرہ کہ اس کے اندر جو انقلابِ ماہیت یا استحالہ عین ہوا ہے، وہ پوری حقیقت کے بدلنے کے ذریعہ ہوا ہے، اور کبھی انقلاب ماہیت کا تحقق صرف ایک یا چند اوصاف کے بدلنے کے ذریعہ بھی ہوجاتا ہے، جیسے نجس کشمش سے بنایا ہوا شیرہ، یا وہ نجس دودھ جس کی پنیر بنالی جائے، یا نجس گیہوں جس کا آٹا بنالیا جائے، یا نجس آٹے کی روٹی بنالی

جائے، کہ ان تمام کے اندر جو انقلاب ماہیت ہوا ہے، وہ وصف کے بدلنے سے ہوا ہے، نہ کہ پوری حقیقت کے بدلنے سے۔ اس لئے یہاں یہی کہا جائے گا، کہ انقلاب ماہیت کے لئے پوری حقیقت کا بدلنا ضروری نہیں بلکہ بعض اوصاف کا بدلنا بھی انقلاب ماہیت کے لئے کافی ہے (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۵۲۰)۔

۳- اگر کسی شئ میں ایسی تبدیلی ہو جائے کہ جس کی وجہ سے اس کے بنیادی عناصر بالکل ختم ہو جائیں اور اس کے مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے حتی کہ نام بھی بدل جائے تو بہر حال اسے تبدیلئ ماہیت قرار دیا جائے گا، اور جو اشیاء انقلاب ماہیت کے باوجود اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات برقرار رکھتی ہوں، تو ایسی بقاء تبدیلی ماہیت کے لئے مضر نہیں، اس لئے اس کو بھی تبدیلی ماہیت قرار دیا جائے گا: "إن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة و تنتفى الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل" (رد المحتار ۱/ ۵۳۴)۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلے کے تحت مختلف نجس اشیاء کے مابین کوئی فرق نہیں ہوگا، خواہ وہ نجس العین ہوں یا غیر نجس العین، حنفیہ کے یہاں دونوں کا حکم یکساں ہے، اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء سب یکساں حکم رکھتے ہیں، مثلاً خنزیر یا گدھا اگر نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جائیں تو دونوں کا حکم یکساں ہوگا، اسی طرح ہر دو کے اجزاء بھی پاک قرار پائیں گے: "ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً..... لا نقلاب العين به يفتى فإن الملح غير العظم واللحم" (شامی ۱/ ۵۳۴)۔

چنانچہ " فإن الملح غير العظم واللحم" سے پتہ چلتا ہے کہ انقلاب ماہیت کے بعد جو حکم نجس اشیاء کا ہے، وہی حکم اس کے اجزاء کا بھی ہوگا۔

۵-انقلاب ماہیت کے مختلف اسباب

کسی بھی چیز کی حقیقت کے بدل جانے کے مختلف اسباب ہوسکتے ہیں، جن کو انقلاب ماہیت کے اسباب سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، جو حسب ذیل ہیں:

۱-پتھر یا لکڑی کو تراشنا یا چھیلنا

۲-زمین کو اور مٹی کو الٹ پلٹ کر دینا

۳-گوبر اور گندگی کو جلا دینا

۴-ناپاک تیل کا صابون بنادینا

۵-شراب کو سرکہ بنادینا

۶-یا سرکہ کا خود بخود شراب بن جانا

۷-شرعی طور پر ذبح کرنا

۸-دباغت دینا

۹-روئی کو دھونا

۱۰-کنویں کا نجس ہونے کے بعد خشک ہوجانا

۱۱-حلال گوشت جس پر گندگی لگی ہو اس کو پکالینا،

۱۲-کسی بھی چیز کی حقیقت اور عین کا بدل جانا جیسے جاندار وغیرہ کا نمک کی کان وغیرہ میں گر کر نمک بن جانا، کنویں، حوض وغیرہ میں گندگی کا گر کر کیچڑ بن جانا

۱۳-کسی چیز کے بنیادی اوصاف میں تبدیلی واقع ہوجانا جیسے دودھ کا پنیر میں ملا دینا،

یہ تمام انقلاب ماہیت کے اسباب کے تحت آتے ہیں (ملخصاً عن ردالمحتار ۱/ ۵۱۷)۔

۶-ایک شئ سے دوسری شئ اور دوسری شئ سے تیسری شئ کا سلسلہ وار نکالنا، گندے پانی

سے اس کی گندگی کے عنصر کو نکالنا، اسی طرح مختلف شرابوں وغیرہ سے کیمیاوی عمل کے ذریعہ اس کی گندگی کے عنصر کو نکالنا اور اس طرح کی جو دیگر اشیاء جو سب کی سب فلٹر اور کشید کے عمل کے تحت آتی ہیں اور اس کی وجہ سے اس کی کیفیت اور خاصیت بدل جاتی ہے، یہ تمام قلب ماہیت کے تحت آئیں گی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے شراب یا نمک وغیرہ ڈال کر اس کو سرکہ بنالیا جائے، یا شیرۂ انگور سے بنی شراب کو اتنا پکایا جائے کہ وہ دو ثلث سے زائد خشک ہوجائے، چنانچہ اس کے اندر بھی وہی صورت ہورہی ہے، جو کشید اور فلٹر کے عمل کی صورت میں اوپر کی صورتوں میں پیش آرہی تھی، اس لئے ہم ان جزئیات کو مقیس علیہ بنا کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح شراب کے سرکہ بننے اور خشک ہوجانے کی صورت میں شراب میں انقلاب ماہیت کا تحقق ہوکر وہ پاک ہوگئی، اسی طرح اگر مذکورہ بالا گندی چیزوں میں ایک شئ کو دوسری شئ میں تبدیل کردیا جائے اور اس کے لئے کچھ کیمیاوی اشیاء استعمال کی جائیں تو اس سے ان چیزوں میں بھی انقلاب ماہیت کا تحقق ہوجائے گا، اور وہ اشیاء بھی پاک ہو جائیں گی (تفصیل کے لئے دیکھئے تکملہ فتح الملہم ۳/ ۶۰۰-۶۰۸، رد المحتار ۱/ ۵۱۸)۔

۷- دوائیں وغیرہ مختلف اجزاء وعناصر سے ملا کر تیار کی جاتی ہیں، اگر یہ اجزاء وعناصر نجس ہوں چاہے سیال ہوں یا جامد اور ان کو ملانے کی صورت میں مجموعی شکل وتاثیر تو بدلتی ہو لیکن ہر جزء اپنی جملہ صفات اور خصوصیات کے ساتھ باقی رہتا ہو، تو اس کو انقلاب ماہیت قرار نہیں دیا جا سکتا اور اس کے ذریعہ سے جو چیزیں بنائی جائیں ان پر طہارت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے، کیونکہ طہارت کا حکم لگانے کے لئے ضروری ہے کہ نجس اشیاء کا عین اور اس کی ماہیت بدل جائے جو کہ ایک بدیہی بات ہے، اور جب نجس اجزاء اپنے تمام صفات اور خصوصیات کے ساتھ باقی ہوں تو کیونکر ان پر انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جائے؟

رہی بات انگریزی دواؤں میں بکثرت ''الکحل'' کے استعمال کی تو اس کے اندر بھی یہی

دیکھا جائے گا کہ وہ الکحل ناپاک چیز سے نکالا گیا ہے، یا پاک چیز سے، اگر وہ ناپاک چیز سے نکالا گیا ہو یعنی جن اجزاء سے شراب بنائی جاتی ہے، ان میں کے نجس اجزاء سے اگر الکحل نکالا جائے اور دواء میں بھی اس کے اجزاء باقی رہے تو اس کو بھی قلب ماہیت نہیں قرار دیا جاسکتا، اور اگر قلبِ ماہیت ہوجائے تو اس کو پاک قرار دیا جائے گا۔

لیکن چونکہ ''الکحل'' عام طور پر ''اشربہ اربعہ محرمہ'' (یعنی شیرۂ انگور جس کو بالکل پکایا نہ گیا ہو یا وہ شیرۂ انگور جس کو دو ثلث کم خشک ہونے تک پکایا گیا ہو یا کھجور اور کشمش کے شیرہ سے بنائی ہوئی وہ شراب جس کو بالکل پکایا نہ گیا ہو) کے علاوہ سے اخذ کیا جاتا ہے (تکملہ فتح الملہم ۳/ ۵۵۱)۔

اور حنفیہ کے نزدیک چار شرابوں کے علاوہ دیگر شرابوں کو حد سکر سے کم پینا حلال ہے، اور وہ نجس بھی نہیں جیسا کہ ابھی گزرا، اس لئے باوجود یکہ ''الکحل'' شراب کی اصل ہے، لیکن جب وہ نجس اجزاء سے اخذ نہیں کیا جاتا تو پھر دواؤں وغیرہ میں اس کے استعمال کے لئے تبدیلیٔ ماہیت کی سرے سے ضرورت نہیں بلکہ اس کو بلا انقلابِ ماہیت بھی استعمال کیا جاسکتا ہے (تکملہ ۳/ ۶۰۱)۔

۸ -مردار اور خنزیر کو یا ان کے اجزاء کو صابن وغیرہ بنا کر استعمال کرنا یہ انقلابِ ماہیت ہی میں شامل ہے، اور اس طرح قلبِ ماہیت کے ذریعہ خنزیر وغیرہ کو صابن وغیرہ بنا کر استعمال کرنا درست ہے، اور مغربی ممالک میں جو بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں مردار کی اور خنزیر وغیرہ کی چربی اور ہڈیاں استعمال کی جاتی ہیں وہ تمام کی تمام قلبِ ماہیت کے تحت آنے کی وجہ سے حلال اور پاک ہوں گی۔ چنانچہ فقہاء نے خنزیر کے بارے میں تشریح کی ہے کہ اگر وہ نمک بن جائے تو وہ نجس نہیں ہوگا: "**ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً**" (**أى لا يكون نجساً**) (رد المحتار ۱/ ۵۳۴) اور صابن کے سلسلے میں یہ صراحت لکھی ہے: "**ويطهر زيت تنجس بجعله**

صابوناً به يفتى للبلوىٰ ..... وعليه يتفرع ما لو وقع إنسان أو كلب فى قدر الصابون فصار صابوناً يكونا طاهراً لتبدل الحقيقة" (ردالمحتار ۱/۵۱۹)۔

ان عبارتوں میں گرچہ ہر جگہ خنزیر کے جواز کی عبارتیں نہیں ملتیں، لیکن ظاہر سی بات ہے کہ شریعت نے جو خنزیر کو حرام قرار دیا ہے وہ "نفسِ خنزیر" کے سلسلے میں ہے، نہ کہ "صابن" یا "نمک" ہونے کے سلسلے میں، لہٰذا جس چیز پر حرمت کا حکم لگا تھا، جب وہی مفقود ہے، تو حرمت کا حکم بھی ختم ہوجائے گا۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون اگر انقلاب ماہیت کے بعد استعمال کیا جاتا ہے تو وہ درست ہے ورنہ نہیں، کیونکہ "دم مسفوح" نجس العین ہے، "و نار كما لو أحرق موضع الدم من رأس الشاة" (ردالمحتار ۱/۵۱۸)۔

۱۰- میتہ غیر ماٴکول اللحم اور میتہ ماٴکول اللحم کی جلد (سوائے آدمی اور خنزیر کے) دباغت کی وجہ سے پاک ہوجاتی ہے، اس کے بعد اگر اس کو کھانے کے علاوہ کوند وغیرہ دیگر چیزوں میں استعمال کیا جائے تو یہ درست ہے، لیکن اگر اس کو کھانے کے لئے استعمال کیا جائے، تو حنفیہ کے نزدیک تو بہر حال اس کے جواز کا کوئی قول نہیں ملتا۔

"لكن إذا كان جلد حيوان ميت ماكول اللحم لا يجوز أكله وهو الصحيح" (شامی ۱/۳۵۶، طحطاوی علی مراقی الفلاح/۹۰)۔

اسی طرح میتہ غیر ماٴکول اللحم دونوں کی جلد کو دباغت دینے کے بعد کھانے کے جواز کے سلسلے میں کچھ اقوال ملتے ہیں، لیکن وہ غیر مفتی بہ ہیں (تفصیل کے لئے مراجعت کریں: المجموع شرح المہذب ۱/۲۲۹، ۲۳۰)۔

کھولتے ہوئے مقام سے

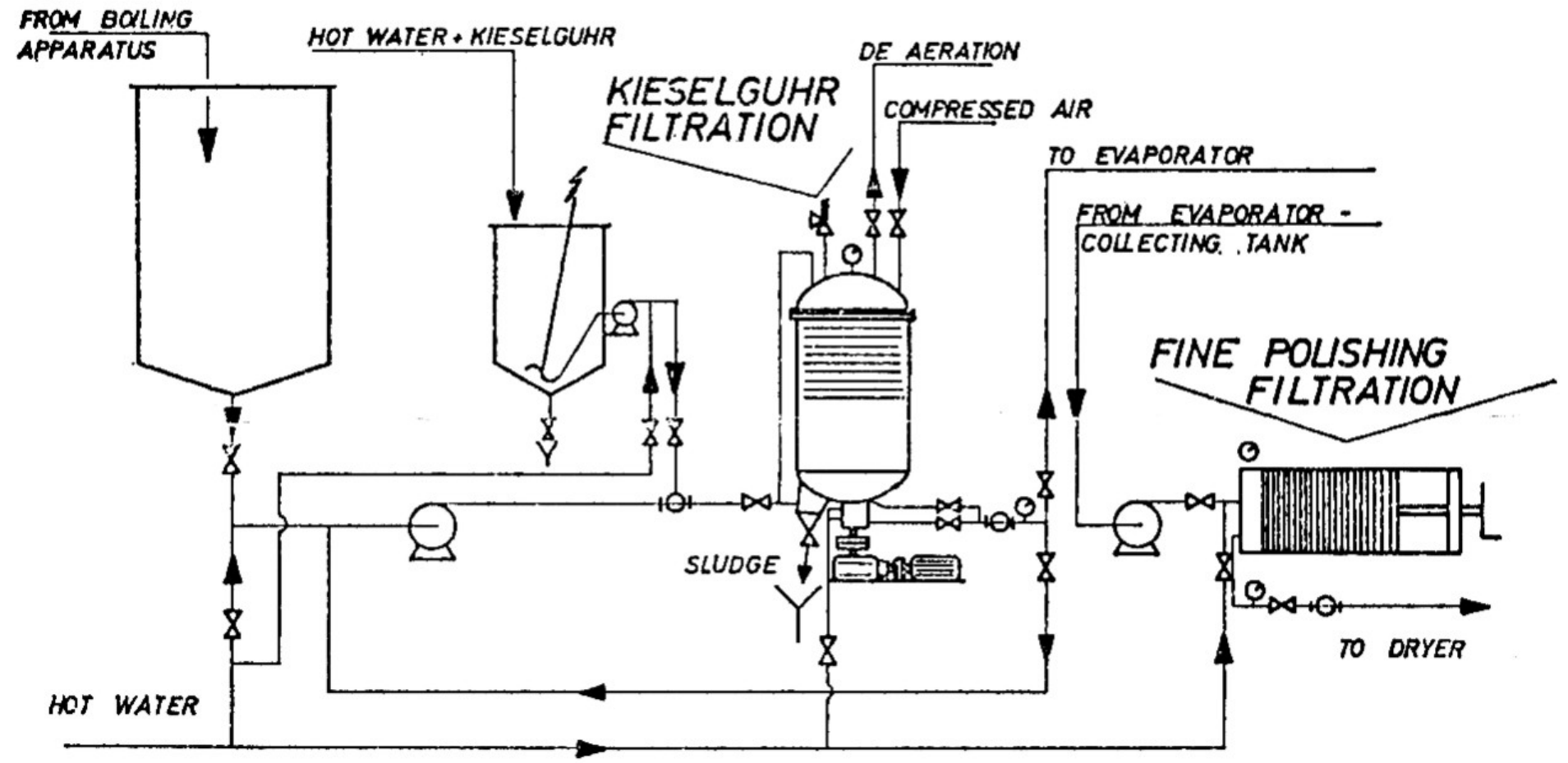

FIG. Flow diagram—gelatin filtration system "Sohenk-Fitterbau."

مناقشہ:

احکام شرعیہ میں تبدیلی حقیقت کے اثرات

حکیم ظل الرحمٰن

یہ جو کہا گیا ہے کہ الکحل کا استعمال دواؤں کے پگھلانے میں بھی ہوتا ہے۔ الکحل کا استعمال دواؤں کے پگھلانے میں بالکل نہیں ہوتا۔ الکحل کا استعمال دواؤں کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے ہوتا ہے اور قانون یہ ہے کہ دوا کے دس فیصد سے زائد اس میں شامل نہیں کیا جاتا، اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ چوں کہ اس میں ٹمپریچر بہت لو ہوتا ہے تو دواؤں کے کسی تعامل کو روکتا ہے، کوئی تعامل نہیں ہونے دیتا اور دواؤں کے جو اپنے اثرات ہوتے ہیں وہ محفوظ رہتے ہیں۔ دوسری بات جو کہی گئی ہے کہ الکحل کا استعمال احساس کو دبانے کے لئے ہوتا ہے، احساس کو دبانے کا سلسلہ صرف انجکشن لگانے میں ہوتا ہے۔ ایک شکل یہ ہوتی ہے کہ بعض ادویات پانی میں غیر محلول ہوتی ہیں تو اس میں ہم کیا کرتے ہیں کہ اسپرٹ میں ہم اس کو ڈالدیتے ہیں اور اسپرٹ میں وہ دوا محلول ہوکر اوپر آجاتی ہے جس کے نتیجہ میں ہم اوپر وہ حصہ اتار لیتے ہیں اور اسپرٹ نیچے باقی رہ جاتی ہے، روغن لوگن اسی طرح سے نکالا جاتا ہے کہ ایک ہفتہ کے لیے لوگنوں میں ڈبو دیا اور روغن اس کا اوپر آجاتا ہے اور اسپرٹ نیچے رہ جاتی ہے اور اوپر سے علیحدہ کرلیا جاتا، تو بعض ادویات ایسی ہوتی ہیں جو اسپرٹ میں حل ہوکر اوپر آجاتی ہیں جو پانی میں محلول نہیں ہوتی ہیں، گندے پانی کو پینے کے قابل بنانے کی جو بات کہی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے، گندے پانی کی صفائی کرنے کے بعد کاشت اور دوسری چیزوں میں استعمال کیا جاتا ہے، پینے میں کہیں بھی استعمال

نہیں کیا جاتا ہے۔

دہلی میں پینے والے پانی کے لئے علیحدہ سے پائپ لائنس ہیں، جلاٹین کے سلسلہ میں بحث صاف کردوں کہ کوئی قلب ماہیت اس میں نہیں ہے، مشین صرف اس کو تجزیہ کر کے علیحدہ کرتی ہیں اور ہندوستان میں تو یہ کام کم ہوتا ہے، کیونکہ سور یہاں اتنی تعداد میں نہیں ہے، لیکن بہر کیف سور کی چربی اس میں شامل ہوتی ہے لیکن ہندوستان میں جلاٹین اتنی تھوڑی مقدار میں ملتی ہے کہ صرف کیپسولوں کے لیے کفالت نہیں کرتی، اس میں بھی چاول کے ماڑ کو ملانا پڑتا ہے تب کیپسولوں کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ کہنا کہ بسکٹوں میں، مٹھائیوں میں دوسری قسم کی چیزوں میں اس کی ملاوٹ ہوتی ہے تو ہندوستان میں ایسا نہیں ہے، یوروپ کے سلسلہ میں آپ کہہ سکتے ہیں۔ ہمارے یہاں ملک میں جو ہے، چکنائی یوروپ کو اتنا امپورٹ ہوجاتا کہ اس کی ضرورت نہیں رہتی ہے کہ چربی امپورٹ کی جائے تو میرا یہ کہنا کہ جلاٹین میں کوئی قلب ماہیت نہیں حرام ہے تو وہ حرام ہے۔ لیکن اب یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ ایک جلاٹین مل رہی ہے جس میں چاول کا ماڑ بھی مل رہا ہے اور جلاٹین کی مقدار بہت تھوڑی ہے۔ اس کے جو کیپسول بنائے جارہے ہیں وہ جائز ہے یا نہیں یہ غور کرنا ہے آپ کو۔

مولانا اختر امام عادل صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم: مجھے ایک بات تو یہ کہنی ہے کہ سوالنامہ میں ایک سوال یہ تھا کہ انقلاب ماہیت کے لیے تمام بنیادی عناصر وخواص کا بدل جانا ضروری ہے یا بعض کا بھی کافی ہے۔ پھر تیسرے سوال میں یہ تھا کہ سابقہ خواص کے اگر کچھ اجزاء باقی رہ جائیں تو انقلاب ماہیت کے لیے مانع ہوگا یا نہیں تو پہلے سوال کے جواب میں دو کا استثناء کر کے تمام حضرات علماء نے لکھا ہے کہ تمام ہی خواص کا بدل جانا ضروری ہے اور دوسرے سوال میں یہ ہے کہ کچھ اجزاء باقی

رہ جائیں تو مقالہ نگار حضرات میں سارے علماء کہتے ہیں کہ اس سے انقلاب ماہیت پر فرق نہیں پڑے گا یہ تو اس بات کو گویا تسلیم کرنا ہوا کہ غالب حصہ کی تبدیلی کافی ہے اور کچھ حصہ باقی رہ جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہے، فقہاء کے یہاں پانی کے مباحث میں یا زراعت کے باب میں یا انقلاب ماہیت کے ذیل میں جو بحثیں ہیں ان تمام جگہوں پر فقہاء نے صرف غالب اثر کا اعتبار کیا ہے، کہ اس کے اکثر اوصاف تبدیل ہو گئے ہوں تو اس سابقہ شئی کا جو حکم تھا وہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ تمام اجزاء کا اور تمام خواص کا بدل جانا کوئی قید نہیں ہے یعنی بہتر ہے بدل جانا، نہ بدلے تب بھی انقلاب ماہیت ہونا چاہئے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فلٹر کرنے کے عمل کو انقلاب ماہیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بلکہ اصلیت یہ نظر آتی ہے کہ تجزیہ اور تجرید کا عمل ہے انقلاب ماہیت نہیں ہے۔ کچھ ناپاک چیزوں میں پاک چیزیں مل گئی تھیں جس کی وجہ سے وہ ناپاک ہو گئی تھیں اگر اس کے نجس حصہ کو نکال دیا جائے تو یہ تجرید کا عمل اور اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے کہ وہ حصہ نکل چکا ہے اور اس کے بارے میں میڈیکل ریسرچ نے کہہ دیا کہ ہاں وہ چیز ختم ہو گئی ہے تو اس کو پاک ماننا چاہیے انقلاب ماہیت کی بنیاد پر نہیں بلکہ مکمل صفائی ہو جانے اور تجرید کی بنیاد پر۔

تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر قلب ماہیت کو مؤثر مانا جاتا ہے اور اس کو بھی تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ بنیادی عناصر کی تبدیلی کافی ہے اور نفس وجود یا اس کے کچھ حصوں کے خواص کا رہ جانا مانع نہیں ہے تو اگر دواؤں میں الکحل ملایا جاتا ہے تو الکحل کی خصوصیت ہے کہ وہ دواؤں کو تحفظ فراہم کرے اور اس کی بنیاد پر یہ کہا جاتا ہے کہ الکحل کا وجود باقی ہے اگر الکحل ان چیزوں سے تیار ہوتا ہے جو حرام قطعی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کو حرام ہونا چاہیے لیکن اگر الکحل کی جو اصل خاصیت ہے سکر کی، شراب کے بارے میں ہماری کتابوں میں تلخی کا لفظ آتا ہے اور سکر کا لفظ آتا ہے، اگر سکر کی کیفیت ختم ہو گئی ہو دوا میں ملانے کے بعد اور اس کا مزہ بدل گیا ہو اور اس کی

بنیادی خاصیت تبدیل ہوگئی ہو اور صرف جو ایک تحفظ کا مادہ ہے اور تحفظ کی جو خاصیت ہے اس کے الکحل کے اندر رہنے سے قلب ماہیت میں فرق نہیں پڑنا چاہئے اور اس کو قلب ماہیت تسلیم کرتے ہوئے ان تمام دواؤں کے جواز کا فیصلہ ہونا چاہیے جن دواؤں میں الکحل کو ملایا جاتا ہے۔ ایک چوتھی بات یہ ہے کہ قلب ماہیت کے تعلق سے جو ہمارے فقہاء کے یہاں بحثیں آتی ہیں تو جہاں تک مجھے یاد ہے وہاں کوئی خارجی یا داخلی استعمال کا مسئلہ زیر بحث نہیں آتا ہے کہ قلب ماہیت کی بنیاد پر جو چیز پاک ہوجاتی ہے اور طاہر ہوجاتی ہے اس کا صرف خارجی استعمال درست ہوگا اور داخلی استعمال بعض صورتوں میں درست نہیں ہوگا، اگر کسی مکان پر قلب ماہیت کو یا تو تسلیم ہی نہیں کیا جائے کہ قلب ماہیت ہوا ہے، اگر قلب ماہیت کے ضابطے کے مطابق اس کی بنیادی خاصیات ختم ہوگئی ہیں تو چاہے اس کا داخلی استعمال ہو یا خارجی استعمال ہو فقہ کے اصول پر دونوں جائز ہونا چاہئے، مثلاً مردار کی چربی کو اگر صابن میں ملایا جاتا ہے تو فقہاء کی تصریحات ہیں کہ صابن کا استعمال جائز ہے لیکن اس کو کھانا جائز ہے یا نہیں یعنی معمولی چربی کو اگر ماکول چیزوں میں ملایا جائے اور چربی اپنی بنیادی خصوصیات کے ساتھ ختم ہوجائے اور فنا ہوجائے تو اس کو داخلی طور پر استعمال نہیں کیا جائے گا حالاں کہ اس میں فرق نہیں ہونا چاہئے جیسے کہ گدھا اگر نمک میں مل کر نمک ہوجاتا ہے تو اس کا استعمال جائز ہوتا ہے داخلی طور پر بھی اور خارجی طور پر بھی تو اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ قلب ماہیت کے مسئلہ میں خارجی اور داخلی استعمال کی حدیں کیا ہیں اور ان میں کن کن صورتوں میں فرق واقع ہوتا ہے۔ یہی حال مذبوح جانوروں کے خون کا بھی ہے کہ خون کو ہم دواؤں میں استعمال کرتے ہیں، خون اپنی ذات کے لحاظ سے یا بعض اوصاف کے لحاظ سے اگرچہ باقی ہے لیکن اس کے جملہ جو بنیادی خواص ہیں اگر غالب اس کا بدل چکا ہو تو اس کا بھی استعمال جائز ہونا چاہئے اور داخلی استعمال بھی، اس میں فرق نہیں ہونا چاہئے۔

مولانا ارشاد احمد قاسمی (ریاض العلوم گورینی)

''بسم اللہ الرحمن الرحیم'': عرض مسئلہ استہلاک عین کے متعلق یہ پوچھا گیا ہے کہ یہ قلب ماہیت کے ذیل میں آتا ہے یا نہیں؟ سو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ خواہ وہ قلب ماہیت کے ذیل میں آئے یا نہ آئے۔ استہلاک کو فقہاء نے مطہرات میں یعنی اسباب مطہرات میں مانا ہے جیسا کہ ''البحر الرائق'' میں لکھا ہے: ''الانتفاع بالنجس بالاستهلاک جائز'' اور اسی طرح ''نفع المفتی والسائل'' میں بھی ہے، تو گزارش یہ ہے کہ استہلاک خواہ انقلاب ماہیت کے ذیل میں آئے یا نہ آئے استہلاک مطہرات اور اسباب تطہیر میں داخل ہے۔ دوسرا مسئلہ جلاٹین کے متعلق یہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ تیزاب میں ڈالا جاتا ہے۔ تیزابی عمل کے بعد اس میں کچھ ایسی شکلیں اختیار کی جاتی ہیں کہ اس کی نوعیت بدل جاتی ہے، تو اس سلسلہ میں ذرا تفصیل کرنی ہوگی کہ ہم انقلاب ماہیت کے ان مثالوں پر غور کریں جو فقہاء نے بیان کیا ہے، عموماً فقہاء کرام نے گدھے، خنزیر کو نمک کی کان میں گرنے اور اس میں دیر تک رہنے کی وجہ سے اس کو انقلاب ماہیت مانا ہے تو ہم یہ دیکھیں گے کہ تیزاب میں گلانے کی قوت نمک سے زائد ہے یا کم، ظاہر بات ہے کہ تیزاب میں جلانے کی قوت، شئی کے بدلنے کی قوت اور ماہیت یا نوعیت کی تبدیلی کی قوت یقیناً نمک سے زائد ہے۔ پھر اس میں دیکھنا ہوگا کہ جلاٹین کے بنانے میں تیزاب میں کتنا دیر رکھا جاتا ہے اور تیزاب کی کن طاقتور قسموں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر اس تیزاب کی طاقت اتنی ہے کہ وہ نمک کی کان میں گلانے کا جو عمل ہوتا ہے اس سے زائد تیزابی مادہ مؤثر ہے تو پھر یقیناً یہ انقلاب ماہیت کے ذیل میں آکر داخلی اور خارجی دونوں طریقوں سے جائز ہوجائے گا، خواہ اس کا استعمال تقوی کی بنیاد پر کوئی نہ کرے یہ دوسری چیز ہے، لیکن جلاٹین کے بارے میں یہ تحقیق ہوجانا چاہئے کہ اس کے کیپسول بھی بنتے ہیں، اس کے کھانے پینے کی چیزیں بھی بنتی ہیں، تو ہمیں اس مسئلہ میں فیصلہ کرنے پر یقیناً آسانی ہوگی، ان دو چیزوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ سوال کے اندر یہ پوچھا گیا ہے کہ نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی فرق ہے یا نہیں ہے۔ ہم نے اس مسئلہ میں غور کیا تو ہمارے علماء میں مولانا عبد الحی فرنگی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ شرح وقایہ عمدۃ الرعایۃ میں تو فرق بیان کیا ہے کہ نجس العین انقلاب ماہیت کو قبول نہیں کرے گا، لیکن جب ہم فقہاء کی مثالوں میں غور کرتے ہیں کہ گدھا، خنزیر اور اسی طریقہ پر ناپاک مٹی ہے جو کیچڑ بن کر پاک ہو جاتی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب ماہیت کی صورت میں نجس العین اور غیر نجس العین میں کوئی تفریق نہیں ہونی چاہئے۔

مولانا ابو العاص وحیدی صاحب

عرض مسئلہ میں جلاٹین کے سلسلہ میں جو میرا موقف ذکر کیا گیا ہے تو میں نے جو موقف اختیار کیا ہے اس میں تھوڑی سی تفصیل ہے: جلاٹین میں انقلاب ماہیت کی جو تدابیر اختیار کی جاتی ہیں وہ شکلیں یہاں بھی پائی جاتی ہیں، لیکن جہاں تک معاملہ ان چیزوں کے استعمال کے جواز کا ہے مطلق طور پر یعنی تمام چیزوں کے لیے جن میں جلاٹین کا استعمال ہوتا ہے تو میں مطلق طور پر اس کا قائل نہیں ہوں۔ اصل میں میں چاہتا ہوں کہ اپنی وہ تحریر پانچ چھ سطروں کی پڑھ دوں جس سے اندازہ ہو جائے گا: اس میں یقیناً جلاٹین کا جو عمل ہے قلب ماہیت کے تحت آئے گا، لیکن جلاٹین اگر غیر ماکول اللحم کی ہڈی اور کھال اور خنزیر کی کھال سے تیار کی جائے تو اکل وشرب اور بدن کے علاوہ دوسرے کاموں میں اس کے بنی ہوئی چیزیں استعمال کر سکتے ہیں اور اگر وہ ماکول اللحم جانور کی ہڈی اور کھال سے تیار کی جائے تو اسے ہر کام میں استعمال کر سکتے ہیں اور اگر کسی کو اس کے بارے میں علم نہ ہو تو کھوج کرید اور تفتیش کی ضرورت نہیں، اسے ہر صورت میں، ہر کام کے لئے استعمال کر سکتے ہیں''۔ تو میں نے مطلق استعمال کی جو بات کی تھی وہ ان لوگوں کے لیے جنہیں واقفیت نہ ہو انہیں تفتیش کی ضرورت نہیں، میں نے اپنی یہ بات علامہ نووی کی ایک تحقیق

سے مستنبط کی ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ مردار کی چربی وغیرہ غیر اکل اور غیر بدن کے لیے استعمال کرسکتے ہیں، اس مسئلہ میں ذکر اختلاف کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ مذکورہ نقطۂ نظر بہت سے صحابہ، امام شافعی، امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اوران کے اصحاب اورلیث بن سعدوغیرہ کا مسلک ہے تو جلائین کے سلسلہ میں یہی میرا موقف ہے۔

مولانا جمیل احمد نذیری صاحب

''بسم اللہ الرحمن الرحیم'': الکحل کے بارے میں جو تفصیل بیان کی گئی ہے اس میں میتھائل الکحل کا ذکر ہے اورعرض مسئلہ میں اس کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ وہ پینٹ میں، لکڑی کی پالش میں اورمختلف عطریات، دواؤں، سینٹ وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ سینٹ کا استعمال عطریات کا استعمال تو آج کے زمانے میں بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح پینٹ اور لکڑی کی پالش وغیرہ ہے لیکن عرض مسئلہ میں اس کی تفصیل نہیں آسکی کہ وہ کس سے بنا ہوتا ہے، کس چیز سے تیار کیا جاتا ہے، یہ تو بتایا گیا ہے کہ میتھائیل الکحل کا ہی استعمال کثرت سے ہوتا ہے اور بہت اہم اہم چیزوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے جس کی زندگی میں بہت زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے اس کی وضاحت کی ضرورت ہے اور اس کے علاوہ یہ بات بھی بتانی رہ گئی ہے کہ میتھائل الکحل کے بنانے میں جو تفصیل آئی کہ وہ باجرہ، جوار، شکرکند وغیرہ سے تیار ہوتا ہے تو کیا اور بھی چیزیں ایسی ہیں جن سے یہ تیار ہوتا ہے تو بہرحال اس کی بھی وضاحت کی ضرورت ہے۔

اور اس کے علاوہ جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کا حکم کب لگے گا۔ اس سلسلہ میں میں نے جو لکھا ہے اس کو پڑھ کر سناتا ہوں: حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ لکھتے ہیں: ''قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت، نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت اور ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت

وکیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص وآثار وامتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہوجائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے، اثرات وعلامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہوجائیں'' (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۶۲)۔ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ لکھتے ہیں: ''تبدل حقیقت صورت کے بدلنے سے ہوتا ہے، نہ کہ حل ہوجانے سے جیسے پیشاب کا قطرہ پانی میں حل ہوجاتا ہے اور نہ اڑجانے سے۔ یعنی اڑجانے سے بھی تبدل حقیقت نہیں مانا جائے۔ جیسے کپڑے کو شراب میں بھگوکر دھوپ میں ڈال دینے سے شراب اڑجاتی ہے، کوئی اثر باقی نہیں رہتا، مگر کپڑا ناپاک ہی رہتا ہے'' (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۲۹۲)۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو کہا ہے تو یہ جو بات کہی گئی ہے کہ اکثر اعتبار نہیں کیا گیا ہے، ہاں ظاہری خواص ختم ہوجائے باطنی خواص باقی رہے اس سے کوئی اثر نہیں پڑے گا اور یہ جو پانی کے بارے میں کہا گیا کہ ناپاک پانی میں رنگ، بو مزہ سب ختم ہوجاتا ہے تو ابھی ہمارے حکیم صاحب بتارہے ہیں کہ بو باقی رہتی ہے، اگر بو باقی رہتی ہے تو کیسے اس پر پاک ہونے کا حکم لگایا جاسکتا ہے تو کون ماہرین ہیں جنہوں نے یہ بتایا ہے کہ تینوں چیزیں ختم ہوجاتی ہیں جو عرض مسئلہ میں صفحہ ۹ پر کہا گیا ہے کہ ماہرین نے بتایا کہ تینوں چیزیں ختم ہوجاتی ہیں ان کی تفصیل معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

مفتی انور علی صاحب

کھانے کے باب میں جو قرآن پاک کی صریح نصوص ہیں: ''یا ایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم'' اور اس طرح کی دوسری نصوص ان کا تقاضا یہ ہے کہ جلاٹین وغیرہ کا جو استعمال غذاؤں میں ہوتا ہے اس میں انتہائی احتیاط کے ساتھ غور وفکر اور اس پر پوری تحقیق کی جائے اور اس سلسلہ میں جو فیصلہ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی جدہ کا ہے وہ انتہائی مناسب ہے کہ جب جلاٹین کی ضرورت مذبوحہ جانوروں اور نباتات سے پوری ہوجاتی ہے تو ایسی غذائیں

جن میں خنزیر سے حاصل ہونے والے جلاٹین کا استعمال کیا گیا ہو اس کو استعمال کرنے کی اجازت ہرگز نہ دی جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا صریح حکم ہے، اس کی پوری پوری رعایت ہونا چاہئے اور مسلمانوں کو اپنے غذاؤں کے معاملہ میں احتیاط جہاں تک ممکن ہو کرنا چاہئے۔ اس لئے خنزیر کے جلاٹین سے مل کر بننے والی غذائیں مسلمانوں کے لیے قطعی حلال نہیں ہیں، اس سے پرہیز ہونا انتہائی ضروری ہے۔

مولانا محی الدین غازی صاحب

جو بات میں کہنا چاہ رہا تھا وہ آچکی ہے، مختصراً میں عرض یہ کروں کہ تحلیل وتجزیہ کے حکم کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا کہ تحلیلی اور تجزیاتی عمل انقلاب ماہیت کے تحت آئے گا یا نہیں؟ اور اس کے تحت پھر آگے بحث ذکر کی گئی، سوال یہ ہے یا غور کے قابل نکتہ یہ ہے کہ اگر یہ تحلیلی اور تجزیاتی عمل انقلاب ماہیت کے تحت نہیں آئے تو اس کے بعد پھر اس کا کیا حکم ہوگا یعنی اس پر بھی اس سلسلہ میں غور ہونا چاہیے۔ اگر کوئی طاہر چیز خلط کی وجہ سے اٹھ سکتا ہے یا نہیں یعنی وہ نجس چیز، طاہر چیز کے حکم میں بدل سکتی ہے یا نہیں؟ گویا خلط اور تجزیہ ان دونوں کے اوپر حکم کی تبدیلی کا دار ومدار ہوگا یا نہیں؟

مولانا مسعود عالم قاسمی صاحب

انقلاب ماہیت کے بارے میں جو معیار کے نسبت رائے آئی ہے کہ کسی خاص وصف کی تبدیلی کو یا اس کی تاثیر کی تبدیلی کو وغیرہ وغیرہ جو رائے آئی کہ کس کو معیار قرار دیا جائے گا، میرے خیال میں کسی خاص وصف کی تبدیلی کو یا اس کی تاثیر کی تبدیلی کو معیار قرار نہیں دیا جا سکتا، وجہ اس کی یہ ہے کہ انقلاب ماہیت مرکب لفظی ہے جس طرح اصول فقہ مرکب لفظی ہے، مرکب

لفظی کے اندر دو اجزاء ہوتے ہیں ایک مضاف ایک مضاف الیہ، ان میں سے ہر دو جز کی مستقلاً دو تعریفیں ہوتی ہیں: ایک لغوی دوسری اصطلاحی یا شرعی، پھر ہر دو تعریف کے پس منظر میں جو مجموعہ تیار ہوتا ہے اس کو مرکب لفظی کہتے ہیں تو انقلاب ماہیت یہ مرکب لفظی ہے۔ انقلاب قلب یقلب قلبا سے ماخوذ ہے، بمعنی پلٹنا، یہ باب انفعال سے ہے اور انفعال کی خاصیت لزوم ہے تو اس کا معنی پلٹنا ہوا اور ماہیت وحقیقت ما بہ الشئی ھوھو کو کہتے ہیں جیسا کہ ظاہر ہے تو انقلاب حقیقت وماہیت کی جب ہم دونوں تعریفوں کو دیکھتے ہیں لفظی، لغوی واصطلاحی تو اس کے پس منظر میں جو تیار ہو کر سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ انقلاب حقیقت وماہیت یہ ہے کہ شئی اپنے معنی مرادی اور موضوع لہ سے سمٹ کر غیر معنی موضوع لہ کے لئے ہوجائے بایں طور کہ اس کی سابقہ حقیقت اور تاثیر بالکل ختم ہوجائے مثلاً شراب کا سرکہ بن جانا، سرکہ کا شراب، گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا۔ گوبر یا دیگر نجس العین اشیاء کا راکھ یا مٹی یا کیچڑ بن جانا وغیرہ کہ ان تمام صورتوں میں شئی کی حقیقت، تاثیر اور اس کا نام سب بدل جاتا ہے۔ اب یہ انقلاب حقیقت وماہیت کبھی تو ایک ہی وصف جو خاص اہمیت کا درجہ رکھتا ہو کے بدل جانے سے ختم ہوجائے گا جب کہ دو بلکہ تینوں اوصاف کے بدلنے سے کبھی متحقق نہ ہوگا مثلاً ناپاک گیہوں کو پیس لینا یا پسے ہوئے آٹے کی روٹی پکالینا یا ناپاک تل سے تیل نکالنا جب کہ تل کے اجزاء مل جائیں وغیرہ تو ان تمام صورتوں میں اوصاف ثلاثہ یا کم از کم دو وصف تو بدلتے ہی ہیں اس کے باوجود بھی اس پر انقلاب ماہیت کا حکم نہیں لگتا ہے جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی صراحت ہے۔

حضرت تھانویؒ اور حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی رائے بھی یہی ہے، تو ان کی رائے، فقہا کے اقوال اور عبارتوں کی روشنی میں جو میری رائے ہے آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ انقلاب حقیقت وماہیت کے لئے ہم کسی خاص وصف کو معیار قرار نہ دیں کہ کسی خاص وصف کی تبدیلی ہوگی تب انقلاب حقیقت وماہیت ہوگا، بلکہ اس کے لئے

انقلاب حقیقت یعنی مذکورہ معیار رہوگا تو میری رائے ہے کہ انقلاب حقیقت ہوتو اس پر انقلاب حقیقت کا حکم لگنا چاہیے،فلٹر کی بات ہو یا انقلاب ماہیت کی ،نجس العین اشیاء کی بات ہو یا بسکٹ وغیرہ میں کوئی چیز ملانے کی بات ہوتو ہر چیز میں جو مذکور نظر ہونی چاہیے وہ انقلاب حقیقت ہی ہونی چاہیے۔اگر انقلاب حقیقت ہے تو اس پر انقلاب حقیقت کے احکام جاری ہوں گے ورنہ نہیں۔

مولانا محمد عاصم صاحب

انقلاب ماہیت کے سلسلہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ انقلاب ماہیت کا مدار شئی کے قلیل یا کثیر اجزاء کے بدلنے کو قرار نہ دیا جائے بلکہ اوصاف مختصہ اور غیر مختصہ کو مدار قرار دیا جائے اگر کسی شئی کے اوصاف مختصہ بدل جائیں تو اس کے انقلاب حقیقت ہونے میں کوئی شبہ نہیں اگر چہ اوصاف غیر مختصہ نہ بدلیں، کیونکہ خمر کو سرکہ بنانے کے بعد بھی اس کی رقت وسیلانیت باقی رہتی ہے اس کے باوجود وہ پاک ہے۔

مولانا یعقوب منشی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔حکیم صاحب نے جلاٹین کے سلسلہ میں ایک بات بتائی کہ یہاں اس کا استعمال کم ہوتا ہے، ہمارے یوروپ میں مغربی دنیا میں جلاٹین کا استعمال بہت زیادہ ہے،غذاؤں میں بھی اور مختلف قسم کے کھانوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے اور بہت سی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے، گھروں میں بھی اور باہر بھی، اب جلاٹین کو جس طرح سے ایک طریقہ اس میں لکھا گیا ہے اس سے بنایا جاتا ہے، ایسے ہی جلاٹین کو سبزی سے، نباتات سے بنایا جاتا ہے، مغربی دنیا میں یہ قانون ہے کہ جو چیز جس سے بنائی جائے اس کا نام اس پر لکھا جاتا ہے، جلاٹین جانوروں سے بنا ہوا ہوتو اس کو لکھا جاتا ہے کہ یہ ایسے ایسے بنایا گیا ہے اور اگر نباتات سے بنایا گیا

ہوتو اس کے بارے میں لکھا جاتا ہے کہ وہ ایسے ایسے بنایا گیا ہے، اس سلسلہ میں ابھی میرے اس سفر سے کچھ دن پہلے ایک کتاب ہمارے ایک عزیز نے دی، ہمارے لڑکے نے ہمیں بتایا کہ اس میں اس پر کافی تفصیلی بات چیت ہے، افسوس کہ میں اس کو نہیں پڑھ سکا اور نہ کچھ استحضار ہے لیکن ان کی رائے یہ تھی کہ اس میں اس کے بارے میں اچھی خاصی تفصیلات ہیں۔ دوسری چیز ادویات میں الکحل کا استعمال ہے، اس کے بارے میں رابطہ، مجمع الفقہ الاسلامی جدہ اور امریکہ واشنگٹن سے بھی سوالات گئے تھے اور ان بیس سوالات کے جواب دینے کے لئے مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ جو مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کے نائب صدر ہیں، ان کو مکلف کیا گیا تھا، انہوں نے اس کے جوابات لکھے اور وہ تجاویز کے اندر چھپ چکے ہیں اور مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کی تجاویز کا اردو ترجمہ خود مفتی تقی عثمانی صاحب نے ہی کیا ہے، اس میں سوالات کے جوابات بھی ہیں۔ اس میں جو اس وقت مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ مفتی صاحب نے دو باتیں اس میں کی ہیں: ایک تو ان چیزوں کا استعمال غذائی چیزوں میں کم مقدار میں ہوتا ہے کہ اس کو معفو عنہ کہنا چاہئے۔

اور اس کے جواز کا حکم ابتلاء کی وجہ سے دینا چاہئے۔ اب دواؤں میں بھی ان کے یہاں انہوں نے جو اس میں لکھا ہے وہ یہی ہے کہ اس کا استعمال بہت کم ہوتا ہے، اب وہ کس قسم کا کیسا استعمال ہوتا ہے وہ تو میں کہہ نہیں سکتا، بہر حال ان کی اس بارے میں یہ رائے تھی۔ ماہیت کی تبدیلی کے بارے میں ایک بات ہمارے سامنے یہ ہونی چاہئے کہ ''لکل فن رجال'' ہر فن کے لئے اسی فن کے آدمی سے پوچھنا چاہیے۔ اگر کسی مریض کے بارے میں کوئی ڈاکٹر کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور ان سے اس بارے میں تفصیلات منگوانی چاہیے کہ بھائی یہ چیز ہے، انقلاب ماہیت اس کو کہیں گے یا نہیں کہیں گے؟ یا کیا ہوگا؟ ہمارے ایک لڑکے نے گریجویشن کی ہے تو ہم نے اس سے اس کے بارے میں کہا کہ اس کو تم تجویز کر کے لاؤ۔ تحقیق کر کے لاؤ کہ اس کے اندر کیا کیا جاتا ہے کیسے ہوتا ہے۔ اس نے جو بتایا ہمیں اس کے تحت میں وہ انقلاب ماہیت جو

ہماری تعریفات شرعی ہیں، ہم علماء اس کی جو تعریفات کرتے ہیں کہ انقلاب ماہیت میں اوصاف بدل جائیں اور نام بدل جائے، اور یہ ہوجائے وہ یوں کہتے ہیں کہ وہ چیز وہ رہتی نہیں ہے بلکہ وہ دوسری چیز بن جاتی ہے اب آپ اس کا نام کوئی دیدیں یا کچھ بھی کریں، بہر حال اصل خیال یہ ہے کہ ماہیت کا بدلنا کیا ہے؟ وہ ماہرین فن سے پوچھا جائے اور اس کے بعد شرعی نقطہ نظر سے اس پر غور کیا جائے کہ واقعی اس میں اور شریعت میں کوئی مزاحمت ہے، اگر مزاحمت نہیں ہے تو اسے تسلیم کیا جائے۔

مولا عزیز الرحمٰن چمپارنی صاحب

اس انقلاب ماہیت کے موضوع پر جو گفتگو ہے اس سلسلہ میں مقالات میں مقالہ نگار حضرات کے آراء اور خود ذاتی طور پر جو میں نے کچھ پڑھنے کی کوشش کی ہے تو بنیادی طور پر جو بات میری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا فیصلہ کسی چیز کے سلسلہ میں فوری طور پر بغیر غور کیے ہوئے کرنا مشکل ہے، الجھا ہوا ہے۔

مولانا عبدالاحد صاحب گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم، انقلاب ماہیت کے موضوع کے اوپر باتیں ہوئی ہیں مگر ایک چیز کے حلال اور حرام ہونے میں، جائز یا ناجائز ہونے میں کسی فیصلہ تک پہنچتا ہے، مگر اصل چیز یہی ہے کہ کوئی چیز پاک بھی ہے اور اس کا کھانا بھی جائز ہے، لیکن بہت سی چیزیں ہیں کہ جو خود طاہر ہیں یا طاہر ہوجاتی ہیں لیکن اس کے مضر اثرات ممتد ہوتے ہیں، وہ ممتد ہونے والے اثرات جیسے مثلاً الکحل مل گیا تو فوراً نفع تو نہیں آتا ہے اس کا، لیکن وہ الکحل اسی وجہ سے اس میں ملا یا جاتا ہے تاکہ مریض تھوڑی دیر کے بعد گھنٹہ دو گھنٹے، تین گھنٹے کے بعد راحت محسوس کرے اور

سوجائے،معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ اثر ممتد ہورہا ہے اخیر تک۔دوسری چیز اس میں یہ ہے کہ وہ پاک بھی ہوگئی، اس کا کھانا اگر جائز بھی ہوگیا مگر کیا وہ چیز جیسا کہ ابھی بیان ہوا اور کسی صاحب نے اس کی علت یہ پیش کی کہ اس میں جسم کے لئے نقصان ہے۔ "**فکلما یضر الانسان فھو حرام**"۔مٹی ہے،مٹی پاک بھی ہے طاہر بھی ہے مطہر بھی ہے،سب چیزیں ہیں لیکن کیا اس کا کھانا جائز ہے؟ اس بات کی جو علت ہے اس کو بھی واضح کردیا جائے اور اس کی علت کو واضح کرنے کے بعد،اس کے لئے حلال وحرام ہونے میں اس کا کھانا جائز ہے یا نا جائز؟ ان دونوں چیزوں کے بعد جو انسان کے بدن کو نقصان کرتی ہیں،بہت سی ایسی مثالیں دی جاسکتی ہیں تو اس کی وضاحت ہوجائے۔

مولانا محمد زبیر صاحب قاسمی (اشرف العلوم کنہواں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم،ہمارے خیال میں سارے علماء پہلے اس پر غور کرکے ایک بات طے کرلیں،اس کے بعد سارے نتائج اپنے آپ حل ہوجائیں گے،انقلاب ماہیت اس کی واقعی حقیقت کیا ہوسکتی ہے،اس شئی میں کیسی تبدیلی آجائے،کسی شئی سے کونسی چیز ختم ہوجائے کہ ہم کہیں گے کہ وہ شئی وہ شئی نہیں رہی،یہ طے ہونا چاہئے۔ہم نے جہاں تک غور کیا ہے ہم کو یہی سمجھ میں آیا کہ ماہیت کا تحول یا انقلاب اس شئی کے جو ذاتی خصائص ہیں،ذاتی اثرات ہیں جس کو ہم خاصہ سے بھی تعبیر کرسکتے ہیں،اس شئی کا جو خاصہ حقیقی اور طبعی وہ جب تک اس شئی کے اندر رہے وہ شئی وہی شئی کہلائے گی اور جب اس شئی کا ذاتی خاصہ اور ذاتی اثر باقی نہ رہے چاہے اسباب جو بھی ہوں:طول مکث،مرور زمان،زیر زمین دفن،یا کسی اور چیز کے ملنے ملانے،سوکھنے سوکھانے،جلنے جلانے اور بھی اسباب ہیں کسی بھی سبب کے نتیجہ میں اگر اس شئی کا جو ذاتی اثر اور بنیادی خاصہ تھا اور جو خصوصیتیں تھیں،اگر ختم ہوجائیں،سبب کچھ بھی ہو تو کہہ دیا

جائے گا کہ وہ شئی شئی نہیں رہی گویا انقلاب ماہیت ہو چکا۔ اور جب تک وہ خاصہ باقی ہے ہم کہیں گے کہ تحول نہیں ہوا، انقلاب نہیں ہوا، یہ ایک میری رائے ہے اس پر غور کریں۔ "زوال الأثر یدل علی زوال المؤثر" مشہور قاعدہ عقلی بھی ہے کہ اثر کا زوال مؤثر کے زوال کی دلیل ہوا کرتی ہے اور پھر یہ بھی ہم سب لوگ جانتے اور مانتے ہیں کہ اشیاء کی حقیقت کیا ہے؟ ہم انسان ہیں کہا جاتا ہے، سنتے آئے ہیں پڑھتے پڑھاتے آئے ہیں کہ حیوان ناطق کو انسان کہا جاتا ہے، لیکن حقیقی بات تو یہ ہے کہ میری حقیقت کیا ہے؟ وہ صرف اللہ کو معلوم ہے اور ابن سینا نے بھی کتاب الشفاء میں لکھا ہے کہ ہم شئی کو جانتے ہیں، اس کے آثار سے اور اس کے خواص سے، جب تک ہمارے سامنے کسی شئی کے آثار وخواص ہیں تو اس شئی کے آثار وخواص پائے جانے کی بناء پر ہم اس کو فلاں شئی کہتے ہیں، اگر شئی کا جو اثر وخواص ہے وہ باقی نہیں رہے تو ہم کہیں گے کہ وہ شئی ختم ہوگئی۔ اس بنیاد پر اگر غور کیا جائے تو ہمارے فقہاء نے جتنی مثالیں دی ہیں جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ انقلاب ماہیت کی کوئی خاص حد، کوئی خاص تعریف، کوئی خاص معیار ہمارے فقہاء نے نہیں بیان کیا ہے۔ مختلف اسباب کی روشنی میں مختلف مثال اور نظائر تو پیش کر رہے ہیں، مگر میں غور کرنے کے بعد یہی کہہ سکتا ہوں کہ آثار وخواص کو اصل بنیاد بنا دیا جائے، چاہے وہ آثار وخواص ہمیں معلوم نہ ہوں، گدھا ہے یا خنزیر ہے مثلاً کان نمک میں گر جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ "ہر کہ درکان نمک رفت نمک شد" یہ طے ہے کہ جب تک گدھا گدھا تھا یا خنزیر خنزیر تھا چاہے زندہ چاہے مردہ اس کے اثرات وخواص یقیناً کچھ اور ہوں گے ہم کو نہ معلوم ہے، ہم نہیں جانتے ہیں لیکن اس کی جب شکل اس کا رنگ وروپ اور اس کی ہیئت ہی بدل کر بالکل وہ دوسرے نام کے ساتھ موسوم ہوگئی یا نمک بن گیا تو یقیناً اس کے اثرات یا خواص جو پہلے تھے وہ سب کے سب ختم ہو چکے ہیں، اس کو انقلاب ماہیت سے تعبیر کرتے ہی ہیں، اس لئے ہماری رائے میں انقلاب ماہیت کی حقیقت شرعی کو متعین کرنے میں اس پر غور کیا جائے کہ واقعتاً اثرات وخواص ہی

کابنیادی رول ہے اسکی تبدیلی یا اثرات وخواص کے بغیر بھی خالی اوصاف جیسے رنگ بو مزہ بدلنے سے شئی بدل جاتی ہے اس پر غور کیا جائے۔

مولانا عتیق احمد صاحب قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، مسئلہ کے بہت سے پہلو ہمارے سامنے آرہے ہیں، بنیادی چیز یہی ہے کہ انقلاب حقیقت ہے کیا؟ کسی بھی شئی میں کس تبدیلی کو یا کن تبدیلیوں کو ہم یہ نام دے سکتے ہیں کہ حقیقت تبدیلی ہوگئی، اس کی ضابطہ بندی اور حد بندی یہ بہت نازک اور مشکل کام ہے، ہم کہیں تو یہ دیکھتے ہیں کہ ایک وصف کی تبدیلی کی بنیاد پر جو وصف اس چیز کا مقصد اصلی تھا اور جس وصف پر مدار اس چیز کا تھا، تنہا ایک وصف کے بدلنے سے تبدیلی حقیقت کی تعبیر ہمارے فقہاء نے کی ہے، اس کی واضح مثال شراب اور سرکہ کا مسئلہ ہے، انگور کا شیرہ طیب تھا حلال تھا، شراب بن گئی، شراب بننے کے بعد وہ نجس اور حرام ہوگیا اور شراب کے بعد پھر جو مرحلہ پیدا ہوا تخلل کا وہ سرکہ بن گیا تو یہ سرکہ پاک ہوگا، اس کا استعمال درست ہوگیا، اس میں جب ہم غور کرتے ہیں کہ تبدیلی کیا پیدا ہوئی تو معلوم ہوا کہ ایک بہت مرکزی اور بنیادی وصف جو اس چیز کا اصلی مقصد تھا، اس وصف کی تبدیلی سے تنہا تبدیلی حقیقت کی بات سامنے آجاتی ہے، شراب کے اندر سکر اور سکری اس کا مقصد ہے جب یہ وصف فوت ہوگیا، اس وصف کے فوت ہونے سے وہ چیز دوسری ہوگئی، اس کا نام سرکہ ہوگیا۔ بہر حال بنیادی بات یہی ہے کہ اس کا نام تبدیل ہوا اور وہ چیز سرکہ ہوگئی اور شراب نہیں رہی، سرکہ اسے کہا جانے لگا تو یہ چیز حلال ہوگئی، میرا مقصد یہ عرض کرنا ہے کہ تمام اشیاء میں کوئی ضابطہ بندی بہت دشوار ہے، ہر چیز کو الگ دیکھنا پڑے گا کہ کس چیز میں کن کن اوصاف کی تبدیلی سے تبدیلی حقیقت مانی جاتی ہے، دو چیزیں اس میں سامنے ہونی چاہئے۔ ایک جو کیمسٹری کے جو ماہرین ہیں وہ کیا کہتے ہیں، ان کی رائے کیا ہے اور یہ لازم نہیں

ہے کہ کیمسٹری کے ماہرین کی جو رائے ہو اس کو ہر صورت میں ہم قبول کریں، شرعی لحاظ سے بھی وہی بات بنیاد بنے یہ کوئی لازم نہیں، ہوسکتا ہے کہ ان کی رائے ہمارے لئے قابل قبول ہو، اس کا امکان بھی ہے کہ وہ مسترد ہو جیسے کہ ایک بات ہمارے سامنے آئی کہ کسی چیز کا جو بنیادی مقصد ہوتا ہے جب وہ مقصد فوت ہوگیا دوسرے کام میں وہ چیز استعمال ہونے لگی تو کیمسٹری کے ماہرین کہتے ہیں کہ گویا اس میں انقلاب حقیقت ہوگیا ایک معنی میں، مولانا یعقوب صاحب نے یہ بات فرمائی تھی اس کا میں حوالہ دے رہا ہوں لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ شریعت میں بھی اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ بھائی ایک چیز کا جو بنیادی مقصد تھا اور جو اس کے مقاصد تھے اس میں کچھ تبدیلی پیدا ہوجانے سے کوئی نئی صورت حال سامنے آنے سے اس کو ہم انقلاب حقیقت کہہ دیں اور اس پر ہم سارے احکام جاری کریں۔ اس کو ہمیں شرعی لحاظ سے دیکھنا پڑے گا کہ وہ کہاں تک قابل قبول ہے۔ تیسری بات مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ یہ مسئلہ دو اعتبار سے بہت اہم ہے: ایک یہ ہے کہ مسئلہ حلت وحرمت کا ہے اور خاص طور سے جو غذائی اشیاء ہیں ان کے استعمال کی بات ہے تو دوا میں تو کچھ گنجائشیں اور بھی نکل سکتی ہیں لیکن جو غذائی اشیاء ہیں اور ان میں جو ان چیزوں کا استعمال ہوتا ہے تو مسئلہ بہت ہی نازک ہے، خاص طور سے اس میں خنزیر کے اجزاء کا استعمال۔ تو اس لحاظ سے جو ہمارے فیصلے ہوں گے انشاء اللہ اس میں پوری احتیاط برتی جائے گی اور برتی جانی چاہئے، لیکن دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ ابتلاء عام بھی اسے درجے کا ہے کہ جتنی چیزیں تیار ہوکر آرہی ہیں، غذائیں وغیرہ میں خاص طریقہ پر، یہاں بھی باہر کی کمپنیاں آرہی ہیں اپنی ساری مصنوعات یہاں پر پھیلائیں گے اس کی بنیاد پر ابتداء عام کی صورت حال پیدا ہوتی ہے، ابتلاء عام کس حد تک مؤثر ہوگا، عموم بلوی کب کہا جائے گا، یہ نکتہ بھی ہمارے سامنے فیصلہ کے وقت ہونا چاہئے اور آخری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا ابرار صاحب نے ایک بات بہت اہم فرمائی تھی، ایک تجویز پیش کی تھی کہ یہ سب کچھ ٹھیک ہے کہ موجودہ صورت حال جس سے ہم دوچار ہیں

ان حالات میں گویا جو گنجائشیں شرعی ہوسکتی ہیں جس سے لوگ تنگی سے نکلیں ان کی تلاش ہم کررہے ہیں یہ اچھی بات ہے لیکن دنیا میں مسلم ممالک بہت سارے ہیں، وہاں بڑے بڑے ادارے قائم ہیں، دواسازی کے، غذاؤں کے بھی، تو کیوں نہ ہم گویا ان اداروں کو متوجہ کریں اور مسلم تنظیموں کو اور مسلم ماہرین کو کہ وہ ان اشیاء کی تیاری اس انداز سے کریں کہ جن اشیاء میں سمجھا جاتا ہے کہ یہ مشکوک اجزاء کا استعمال ہوا ہے، اس کی جگہ پر حلال اجزاء شامل کئے جائیں اور حلال اجزاء پر اس کا انحصار ہو اور یہ کام انشاء اللہ بلاد عربیہ کے جو ہمارے مندوبین ہیں اس تجویز کو پہنچائیں گے ، اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ بہر حال اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے بہت ہی محترم مہمانوں سے ہمارے دوست مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب جنہوں نے بہت ہی محنت کی اس موضوع پر ان کی رائے کا حوالہ بار بار آیا ہے وہ بھی کچھ باتیں آپ کے سامنے رکھیں گے اس کے بعد عرب مہمانوں کا سلسلہ آپ کے سامنے ہوگا انشاء اللہ۔

(c) Passage of bone through the impulse renderer takes less than a second, so that the degreasing can be carried out as a continuous process.

Figure 1 is a flow sheet explaining the Chayen-Process.

The crushed raw bones pass through the impulse renderer, where they are subjected to the under water action of a high speed mill. The cell walls are ruptured and fat released from the cells. The mixture passes from there, as degreased bones, with the cold rendered fat, through the screen into a separating vessel. The bones settle under gravity and are continuously removed by a scroll conveyor on which they are washed with cold water. The cold washed bones pass through a squeezer and are briefly washed with hot

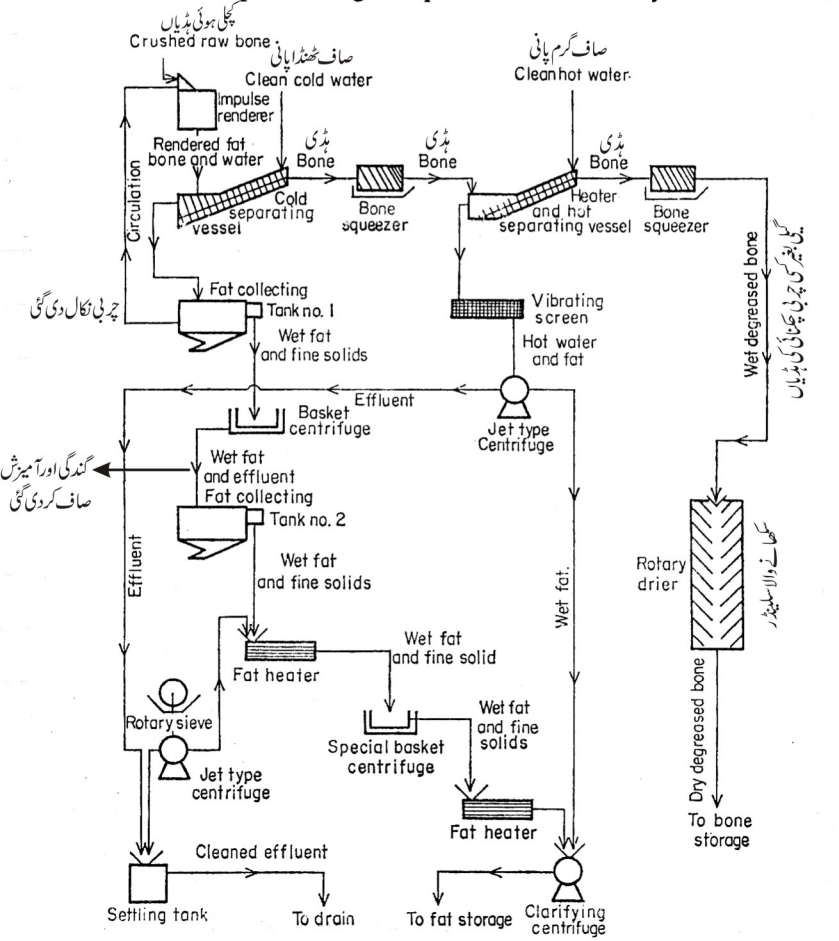

FIG. 4. Chayen-Process flow sheet.

مناقشہ

احکام شرعیہ میں تبدیلی حقیقت کے اثرات

مولانا بدرالحسن قاسمی صاحب

میں صرف یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ چونکہ جتنے شرعی احکام ہیں وہ تبدیلی کے عمل پر مبنی ہیں، لہذا آپ یہ بتائیں کہ اس عمل میں کتنی تبدیلی ہوئی ہے، آپ کی اس وضاحت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کولاجین کی جو شکل تھی، وہ کیمیائی تبدیلی کے بعد نہیں رہی، اگر ہم آپ کی اس بات کو مکمل طور پر صحیح مان لیں تو ہمارا بہت سا دردسر فقہی حیثیت سے ختم ہوجاتا ہے، کوئی پریشانی نہیں رہتی، ہم آپ کو ایک مثال دیتے ہیں، ہمارے یہاں فقہی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اگر گدھا نمک کے کان میں گر جائے تو تھوڑے دنوں کے بعد وہ نمک بن جاتا ہے، اب اس نمک کو کھانا ہمارے لئے باوجود یکہ اس کی اصل گدھے کی شکل میں تھی، جائز ہے، گدھا نہیں بلکہ خنزیر سمجھ لیجئے جس کو اللہ نے ہمارے لئے حرام کہا ہے، اگر اس کی حیثیت بدل جائے جتنا آپ فرمارہے ہیں، تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ ہمارے یہاں گوبر یا اس طرح کی چیز کو اگر جلادیا جائے اور راکھ بن جائے تو گوبر اور ناپاک راکھ سے منجن کرتے ہیں دانت صاف کرتے ہیں، تو اگر تبدیلی جس کو آپ کیمیائی تبدیلی کہتے ہیں، اتنی ہوئی ہے کہ اصل میں اور اس کے بعد بننے والی چیز میں کوئی تعلق سرے سے ہے ہی نہیں، ایک بالکل نئی چیز بن گئی ہے، تب تو سینکڑوں مسائل حل ہوجاتے ہیں اور ہر وہ چیز چاہے وہ آئس کریم ہو یا یورپ سے آئی ہوئی کوئی اور مادّہ کی چیز ہو،

چاہے انہوں نے اس کے اندر خنزیر استعمال کیا ہو یعنی کولاجین کے سطح پر، چاہے اس کے اندر اور بھی کچھ استعمال کیا ہو، مگر تبدیلی واقعی اگر اتنی ہے تب تو ہر چیز حلال ہے، اور اگر تبدیلی آپ کی تعبیر کے مطابق اور ہماری اس تعبیر میں فرق ہے یعنی جتنی تبدیلی گدھے اور نمک میں ہوتی ہے اتنی تبدیلی نہیں ہوئی ہے، تو مسائل پھر اسی طرح الجھے رہیں گے، اس کی تھوڑی سی وضاحت چاہئے۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

میں یہ بات عرض کروں کہ یہ میری بات قطعاً نہیں ہے، ایک سائنسی حقیقت ہے، جو ہر جگہ ہر کتاب میں موجود ہے، اور جس کی میں نے واضح مثال اس انداز سے دی کہ کولاجین کیا ہے جو رباط ہوتے ہیں اور ان کی سختی ہم سب کی نظر میں ہے، جس نے کم از کم بھینس کے پائے کھائے ہیں اور سافٹی کی نرمی بھی سب کی نظر میں ہے جنہوں نے سافٹی کھائی ہو، تو یہ ایک بین فرق ہمیں ویسے بھی نظر آرہا ہے اور یہ ایک سائنسی حقیقت ہے کہ جلاٹین ایک بالکل نیا پروٹین ہے، کولاجین کا کوئی حصہ کوئی خاصیت ظاہری یا باطنی اس کے اندر موجود نہیں ہے بالکل ایک نئے انداز کا پروٹین ہے، چونکہ جب ہم اسے ایک کیمیائی تبدیلی کہتے ہیں تو یہ واقعتاً ہے، اس کی تو تعریف ہی یہ ہے کہ جو چیز وجود میں آئے گی وہ بننے والی چیز سے یکسر مختلف ہوگی، ورنہ اسے کیمیکل تبدیلی یا کیمیائی تبدیلی کہہ ہی نہیں سکتے۔

مولانا بدرالحسن قاسمی صاحب

یہ چیزیں چونکہ جلدی ہم جیسے مولویوں کے حلق سے نہیں اترتی، اس لئے ایک اور مثال آپ کو دیتا ہوں، ہمارے یہاں اس صدی کے شروع میں دو نامور بڑے عالم تھے، مفتیوں میں ایک مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ، اور ایک حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، فتاویٰ مظاہر العلوم کے نام سے جو کتاب چھپی ہے، اس میں ایک بحث صابن کے سلسلہ میں ہے کہ صابن کیسے

بنتا ہے، صابن بننے کے عمل میں مفتی کفایت اللہ صاحب کی رائے یہ تھی کہ تبدیلی اتنی ہوجاتی ہے کہ اس کے بعد اگر فرض کریں کہ کوئی ناپاک چیز پہلے تھی تب بھی وہ پاک ہوجاتی ہے، مولانا خلیل احمد سہارنپوری کو اس پر اطمینان نہیں تھا، اس کتاب کو پڑھنے کے بعد جو میں نے سمجھا تھا وہ آپ کو بتایا، میں آپ سے آپ کے اس فن کے رو سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ صابن جن چیزوں سے بنتا ہے، اس کے بننے کے عمل میں جو تبدیلی ہوتی ہے کیا یہ تبدیلی اس درجہ کی ہوتی ہے جس کی تعبیر آپ نے فزیکل تبدیلی اور کیمیائی تبدیلی سے کی ہے یا یہ کہ اس سے کم درجہ کی ہوتی ہے، اور دونوں میں اگر فرق ہے تو کیا ہے؟ اس لئے کہ ہم اتنے علماء بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے کسی کو کہیں گے کہ خنزیر کے کولاجین سے ہم نے جلاٹین بنایا اور وہ جلاٹین حلال ہے، آپ کے لئے کھانا درست ہے، تو جلدی سے بات حلق میں نہیں اترتی ہے، اگر آپ اس معاملہ کو واضح کردیں تو بہت بڑا مسئلہ حل کردیں گے۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

حل آپ لوگ کریں گے میں تو صرف حقائق سامنے رکھوں گا، آپ نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے مجھ سے، اس میں تو مثال خود موجود ہے او راب انشاء اللہ ایک دم صاف ہوجائے گی، دیکھئے اگر صابن میں خنزیر یا کسی جانور کی چربی کے استعمال کا ذکر آتا ہے تو ہم یہ جانتے ہیں کہ چربی میں چکنائی ہوتی ہے اگر چکنائی چکنائی کی شکل میں موجود رہتی ہے تو صابن چکنائی چھڑانے کے لئے کیوں استعمال ہوگا، اس کو تو پھر ''چکنایا'' چاہئے تھا یہ تو اتنی اچھی مثال آپ نے دی کہ میرے لئے سمجھانا نہایت آسان ہوگیا، صابن ہم کیوں استعمال کرتے ہیں؟ کھانا کھانے کے بعد چکنائی چھڑانے کے لئے، کیا ہم چکنائی سے چکنائی چھڑا سکتے ہیں؟ اگر چھڑا سکتے ہیں تو چکنائی موجود نہیں ہے، نہیں چھڑا سکتے تو مسئلہ حل! یہ پورا عمل ہے جسے کیمیائی طور سے سیپونیفیکشن کہا جاتا ہے، یہ کاسٹک اور دیگر طرح کے جو الکلی ہیں، تیز الکلی، ان سے لیا جاتا ہے

اور ان میں ہوتا یہ ہے کہ چکنائی کو تحلیل کر کے اس سے ایک مطلوبہ مادّہ لیا جاتا ہے اور اس سے صابن تیار ہوجاتا ہے، تحلیل ہونا شرط ہے ورنہ آپ خود سوچئے کہ اگر چکنائی چکنائی رہ جائے تو صابن آپ کے ہاتھ کو مزید چکنا کردے گا، تو صابن میں چکنائی کا نہ ہونا اس بات کا خود ثبوت ہے کہ اس میں چکنائی ختم ہوچکی اور اس نے اپنی ساخت بدل دی، ہیئت بدل دی، خاصیت بدل دی تو یہ پورا سیپونیفیکشن کا عمل ہے، اور اس میں عام طور سے صابن بنانے کے کارخانوں میں السی، مہوا اور اس طرح کے سستے تیل استعمال ہوتے ہیں اور ان تیلوں سے جو صابن بنتا ہے، اس سے ہم بہت اچھی طرح سے چکنائی چھڑا لیتے ہیں، یعنی جب صابن کے اندر چکنائی کا اثر موجود نہیں ہے تو ظاہر ہے وہ چکنائی موجود نہیں ہے۔

مولانا بدرالحسن قاسمی صاحب

تھوڑی سی وضاحت اور کیجئے، چونکہ یہ پریشانی مستقل ہے بسکٹ سے لے کر جتنی آئس کریم کی قسمیں اور نہ جانے کیا کیا ہیں سب میں جلاٹین کا مسئلہ رہتا ہے، اس لئے ذرا سی تفصیل اور کیجئے، کیونکہ ہم واضح مثالوں سے ہی سمجھنے کے عادی ہیں۔ آپ نے جلاٹین وغیرہ سے متعلق پچھلی تفصیلات جو بیان کیں اس میں سے ہم نے آخری جملے یعنی فزیکل تبدیلی اور دوسری کیمیائی تبدیلی ان دونوں کے فرق کو دو لفظوں میں اپنے پاس محفوظ کرلیا ہے، باقی چیزیں ہم نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کے طور پر دیکھیں اور سنیں، اللہ جزاء خیر دے آپ کو، تھوڑی سی وضاحت اس سلسلہ میں اور کردیں، ایک چیز ہمارے ہاں جو دواؤں وغیرہ میں استعمال ہوتی ہے، اس کو الکحل بولتے ہیں، ہندوستان میں ظاہر ہے کہ مختلف مکاتب فکر کے لوگ ہیں تو ان کے نزدیک الکحل کی الگ الگ توجیہات ہیں، کس چیز سے بنتا ہے، کس چیز سے نہیں بنتا ہے، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بہت سی دوائیں یا خاص طور پر جو خواب آور دوائیں ہوتی ہیں یا

کھانسی وغیرہ کے لئے ہوتی ہیں ان میں الکحل کی ایک نسبت ہوتی ہے،بعض ملکوں میں عربوں میں ہومیو پیتھ دوا اسی لئے منع ہے، ان کے ذہن میں یہ ہے کہ اس کا مدار سارا کا سارا الکحل پر ہے،آپ کی رائے میں دوا میں جومقدار الکحل کی پڑتی ہے،یا یہ کہ جو الکحل تیار شدہ ہوتا ہے،خواہ وہ انگور سے بناہو، یا کسی اور چیز سے، کیا اس میں ویسی ہی تبدیلی ہوتی ہے جیسا آپ نے ابھی کولاجین اور جلاٹین کے بارے میں بتایایا دونوں میں فرق ہے۔

ڈاکٹرمحمد اسلم پرویز صاحب

وہاں پر بھی یقیناً اسی طرح کی کیمیائی تبدیلی ہوتی ہے، کیونکہ شکر سے یا میٹھی چیز سے یا نشاستہ سے الکحل بنتا ہے،لیکن اسی الکحل کو اگر آپ اور آگے چلنے دیں تو سرکہ بن جاتا ہے،عمل وہی ہے یعنی خمیر کا عمل ہے،تخمیر کا عمل ہے، دونوں کیمیائی تبدیلیاں ہیں،نشاستہ سے الکحل بنا، اور الکحل سے سرکہ بنا، الکحل یقیناً ایک شکل ہے، اس نے اگلی شکل اختیار کری،تو یقیناً یہ کیمیائی تبدیلی ہے جونشاستہ میں یا شکر میں ہوتی ہے، چاہے ہم انگور سے بنائیں، کھجور سے بنائیں،تاڑی سے بنائیں یا کسی چیز سے بنائیں،لیکن اس کو جب سڑایا خمیر کی مدد سے اور جب وہ الکحل بنا اس میں نشہ آگیا لیکن اس چیز کو آپ نے آگے چلایا تو وہ سرکہ بن گئی۔

مولانا بدرالحسن قاسمی صاحب

تو تھوڑا سا فرق ہمیں محسوس ہوتا ہے، جیسے آپ نے سرکہ کی مثال دی، ہمارے تمام علماء کرام اس پر تو بڑی آسانی سے مطمئن ہوجاتے ہیں کہ شراب اگر سرکہ بن جائے تو حلال ہوجاتا ہے، آنکھ بند کرکے اس کو تسلیم کرتے ہیں، اور یہ بھی کہ سرکہ اگر شراب بن جائے تو وہ حرام ہوجاتا ہے،سوال یہ ہے کہ الکحل کی چاہے کتنی تھوڑی بھی مقدار ہو زیادہ ہو،شراب کی حرمت کی جو علت ذکر کی جاتی ہے وہ اس کا نشہ میں انسان کو مبتلا کرنا ہے، کیا تبدیلی کے بعد مثلاً دوا کو یا تبدیلی کے

بعد الکحل کے اپنی نارمل حالت میں رہنے والے مادہ کو ہم استعمال کریں تو ہم پر نشہ طاری ہوگا یا نہیں، ایک چیز محسوس ہوتی ہے یعنی فرق کہ بعض دفعہ الکحل کی مقدار لی یا اس طرح کی کوئی بھی چیز اور اس میں معمولی سا کچھ کیا تو فوراً وہ نشہ آور بن جاتا ہے، اگر اس میں نشہ باقی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کیمیکل تبدیلی سے بھی ہم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا، جس کو آپ کیمیکل تبدیلی کہتے ہیں، لیکن اگر اس کی خاصیت ختم ہو جاتی ہے تو پھر کہا جا سکتا ہے کہ واقعتاً تبدیلی ہوئی ہے، تو اس کی تھوڑی سی وضاحت ہو جائے۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

یہاں دو نقطے مل رہے ہیں، شکر سے الکحل یا شراب بننا ایک کیمیائی تبدیلی ہے، اس الکحل سے سرکہ بننا ایک کیمیائی تبدیلی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، لیکن الکحل جب دوا میں استعمال ہوا تو وہ الکحل کی حیثیت سے ہی ہوا اور اس دوا میں کوئی کیمیائی تبدیلی نہیں ہوئی، دوسری اہم بات یہ ہے کہ کیا اس کی مقدار اتنی ہے کہ وہ نشہ کر سکے، یہ بات ذہن میں رکھیں کہ الکحل بھی کوئی ایک مادّے کا نام نہیں ہے بلکہ ایک پورا خاندان ہے، ایک بہت بڑا کیمیائی مادّوں کا خاندان ہے، جس میں الگ الگ خاصیتیں ہیں، اس میں سے صرف ایک ممبر جس کو ایتھائیل الکحل کہا جاتا ہے یہ وہ الکحل ہے جو نشہ پیدا کرتا ہے، دوسرا اس کا جو بالکل سگا بھائی ہے جس کو میتھائیل الکحل کہا جاتا ہے وہ بے حد خطرناک زہر ہے، اس کو انسان پی لے تو مر جائے، بہت کم مقدار میں پئے تو اندھا ہو جائے، اس کی اکثر خبریں ملتی ہیں کہ زہریلی شراب پینے سے لوگ اندھے ہو گئے یا مر گئے، اسی شراب کو جب خراب، کمزور اور غلط طریقوں سے بناتے ہیں تو میتھائیل الکحل کی ملاوٹ بھی ہو جاتی ہے، اگر ملاوٹ کم مقدار میں ہے تو لوگ اندھے ہوتے ہیں، زیادہ ہے تو سیدھے مر جاتے ہیں، تو دیکھنا یہ ہوگا کہ جو دوا استعمال ہو رہی ہے اس کے اندر الکحل کون سا ہے، کیونکہ عموماً اب دواؤں میں یہ قانون نافذ ہے کہ تفصیل لکھی جاتی ہے کہ اس میں

مادّے کون سے استعمال ہوتے ہیں، تو الکحل کی وضاحت اگر ہے، تو پتہ لگ جائے گا کہ اتھائیل الکحل ہے، یہ الکحل چونکہ انسان کے جسم میں نقصان نہیں پہنچاتے اس لئے دواؤں وغیرہ کو گھولنے کے لئے کچھ دواؤں میں اس کا استعمال یقیناً ہوتا ہے۔

عموماً جن چیزوں کے بارے میں شک کیا جاتا ہے مثال کے طور پر سینٹ ہیں یا اسپرے ہیں اس میں آئی سوپروپائل الکحل زیادہ استعمال ہوتے ہیں، بہت سی کمپنیاں کنٹینر (Container) کے اوپر لکھنے لگیں کہ آئی سوپروپائل الکحل، یعنی اتھائیل الکحل نہیں ہے آئی سوپروپائل الکحل ہے تو اب یہ فیصلہ آپ لوگوں کو کرنا ہے کہ جن دواؤں میں اتھائیل الکحل کی آمیزش ہے ان دواؤں کا استعمال مفید ہے یا اس سے نشہ ہوجاتا ہے، ایک چیز کی اور وضاحت کردوں کہ دواؤں میں الکحل کے علاوہ بہت سے ایسے کیمیائی مادے پائے جاتے ہیں جو نشہ کرتے ہیں اور وہ دوا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، ثبوت کے لئے بہت سی چیزیں ہیں، خاص طور پر نزلہ کو روکنے کے لئے جو دوائیں ایلوپیتھک کی ہم استعمال کرتے ہیں اس کے بعد غنودگی کا احساس ہوتا ہے، ان دواؤں کے اوپر لکھا رہتا ہے کہ اس کو کھانے کے بعد آپ Driving نہ کریں، یہ ایک وارننگ لکھی ہوئی ہے، وہ آپ کے تمام حس کو کمزور کردیتی ہے، ڈپریسنٹ (Depressant) کے طور پر ہے آپ کی تمام چیزوں کو روکتی ہے، سرور کی کیفیت سی طاری ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ دوا میں جو الکحل استعمال کیا جاتا ہے اگر اس کے اوپر لکھا ہوا نہیں ہے کہ کونسا الکحل ہے تو قوی گمان یہ ہے کہ وہ اتھائیل الکحل ہی ہے جو نشہ میں استعمال ہوتا ہے دواؤں میں اس کے استعمال کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قدرتاً کچھ کیمیائی مادے ایسے ہوتے ہیں جو پانی میں نہیں گھلتے، کچھ دوائیں ایسی ہیں جو پانی میں نہیں گھلتیں اور یہ سب مصنوعی دواؤں کے ساتھ ہیں، کیونکہ باقی دوائیں ہیں وہ آرگینک یا قدرتی ہیں، جیسے یونانی ہوں، آیورویدک ہوں یا ہومیوپیتھک ہوں، وہ عموماً پانی میں گھل جاتی ہیں، البتہ ایلوپیتھک سسٹم میں بہت سی دوائیں ایسی ہیں جو الکحل میں گھلتی ہیں، اس دوا کو انسان کے جسم میں پہنچانے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس

کو الکحل میں گھولا جائے ،کھانسی کا شربت عموماً آپ چمچہ یا دو چمچہ لیتے ہیں تو پینے کے بعد اگر نشہ نہیں ہورہا ہے تو سمجھئے کہ یہاں الکحل کی کم مقدار استعمال کی گئی ہے اور اس کا رول اس دوا کو گھولنے کے لئے ہے،لیکن ہاں اس کھانسی کے شربت کی پوری شیشی اگر کوئی پی لے گا تو شاید اسے نشہ آجائے لیکن اس کے ساتھ اس کی ہلاکت کا سامان زیادہ ہوجائے گا کیونکہ اتنی مقدار میں جب دوا اس کے اندر پہنچے گی تو اس کے جگر کو برباد کردے گی۔

مولانا بدرالحسن قاسمی صاحب

آپ کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ الکحل کی حد تک آپ ہمیں یہ نہیں بتاسکتے کہ الکحل اتنی کیمیائی تبدیلی سے ہوکر بنا ہے کہ جس کے نتیجہ میں وہ پہلے کچھ اور تھا اب کچھ اور ہوگیا۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

الکحل الکحل رہتا ہے، میں پھر اس کی وضاحت کردوں کہ دوا میں جو الکحل استعمال ہورہا ہے وہ الکحل ہے اس میں کیمیائی تبدیلی نہیں ہوئی ہے،صرف اس میں معاملہ مقدار کا ہے اور یہ کہ کونسا الکحل ہے، کیونکہ میں نے بتایا کہ الکحل کا پورا ایک خاندان ہے اس میں صرف اتھائیل الکحل نشہ پیدا کرتا ہے، اور وہ الکحل جو سینٹ و اسپرے میں استعمال ہوتا وہ نشہ نہیں کرتا ہے۔

مولانا بدرالحسن قاسمی صاحب

صابن میں تبدیلی ہوجاتی ہے؟

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

صابن میں سو فیصد تبدیلی ہوجاتی ہے۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

ایک سوال آپ لوگوں کی طرف سے یہ آیا ہے کہ جلاٹین آئس کریم میں استعمال کیا جاتا ہے.....تو اس کا جواب یہ ہے کہ کیپسول آپ کھاتے ہیں، کیپسول پیٹ میں جاتے ہی ہضم ہوجاتا ہے، گھل جاتا ہے، تو ان چیزوں میں یعنی دواؤں میں عموماً اور کھانے کی انڈسٹری میں مختلف چیزوں میں جیم میں، جیلیز میں، آئس کریم میں جلاٹین کا استعمال ہوتا ہے، جلاٹین بذات خود بھی کھائی جاتی ہے، بچوں کے کھانے کے جیم ہیں، اکثر شیشیوں میں یا پلاسٹک میں جیم رنگین بکتا ہے، نیلے، پیلے، کالے وغیرہ، ٹافی میں، چاکلیٹ میں اس کا استعمال بہت ہوتا ہے۔

دوسرا سوال اس سلسلہ کا تھا کہ دواساز کمپنیاں ہڈی، گوشت، کھالیں وغیرہ کہاں سے حاصل کرتی ہیں، تو اس سلسلہ میں عموماً دو جگہیں ہوتی ہیں: ایک سلاٹر ہاوسز بوچر خانے، قصاب گھر، وہاں سے اکٹھی کی جاتی ہیں، دوسری جگہ آس پاس کے میدانی علاقے ہیں جہاں گھوڑ دنگل، مرے پڑے ہوں اور اس کو لوگ سمیٹ کر بیچ دیں تو اس کو خرید لیا جاتا ہے لیکن یہ سورس بہ ظاہر اتنا فراہمی کا نہیں جتنی فراہمی بوچر خانوں سے یا مذبح گھروں سے ہوتی ہے۔

کیا کمپنیاں مردہ جانوروں کو اور مرے ہوئے کتوں، گھوڑوں اور بلیوں کی ہڈیاں وغیرہ استعمال کرتی ہیں، تو اس سلسلہ میں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ان کا کوئی معیار نہیں ہوتا، انہیں جس جانور کی ہڈیاں اور کھالیں سستے داموں میں دستیاب ہوجائیں گی وہ استعمال کرلیں گی، انہیں اس سے مطلب نہیں ہے کہ بلی کی ہے، کتے کی ہے یا کسی اور کی ہے، کیونکہ ہر ایک میں کولاجین ہے اس کو انہیں تحلیل کرنا ہے اور جلاٹین بنانا ہے، تو جو مال انہیں مل جائے اور سستا ملے اور ٹھیک لگے اس کو وہ لے لیتی ہیں۔

ایک پرچی یہ آئی ہے کہ آئسو پروپائل الکحل کی حقیقت کیا ہے، تو میں بتا چکا ہوں کہ یہ الکحل کے خاندان کا ایک ممبر ہے، سردست حقیقت سے مراد کیا ہے میں اس بات کو سمجھ نہیں پایا،

کیونکہ اس کی کیمیائی تفصیل کو میں نہیں بتا سکتا ہوں اور نہ موقع ہے، صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ یہ ایک ایسا ممبر ہے جس کے اندر نہ ہلاکت کی خاصیت ہے اور نہ نشہ کرنے کی، اس کا استعمال اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس میں خوشبو ہے، خوشبو کو سفر کرنے کے لئے ایک کندھا چاہئے جس پر وہ چلے، جس میں وہ گھل سکے، جو مصنوعی خوشبوئیں بنائی جاتی ہیں، وہ اسی الکحل میں گھلتی ہیں اور اس میں خاص بات یہ بھی ہے کہ چونکہ الکحل میں یہ خاصیت ہے قدرتی طور سے کہ یہ از خود تحلیل ہو کے بھاپ کی شکل میں جاتا ہے یعنی جس کو فراری کہا جاتا ہے ولاٹائل کہا جاتا ہے، جو فرار لیتا رہتا ہے اور اڑتا ہے، تو اس سے ہلکی ہلکی خوشبو اڑتی رہتی ہے، اور وہ خوشبو پھیلتی ہے اور قائم رہتی ہے، اور فرحت بخش احساس آپ کو دیتی ہے۔

مولانا جمیل احمد نذیری

ڈاکٹر صاحب آپ نے ابھی جو تفصیلات بتائی ہیں کہ کولاجین سے جلاٹین بنتا ہے، اور آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کولاجین کی بالکل حقیقت تبدیل ہوجاتی ہے، اور بالکل ماہیت اور حقیقت کے اعتبار سے وہ دوسری چیز بن جاتی ہے، یکسر علاحدہ چیز ہوجاتی ہے، میں اس سلسلہ میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ دوسرے ماہرین اور جلاٹین بنانے والے افراد اور واقف کار اس سلسلہ میں کیا کہتے ہیں کیا وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ بالکل حقیقت تبدیل ہوجاتی ہے۔ دو چار نام اور بتائیں کہ فلاں فلاں ماہرین بھی یہی کہتے ہیں، اچھا اگر اس میں مسلم سائنسداں ہوں تو بہت بہتر ہے۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

میں اس سلسلہ میں معذرت خواہ ہوں، اس طرح کا میرے پاس کوئی مطالعہ نہیں ہے، کیوں کہ مجھ سے یہ نہیں کہا گیا تھا کہ اعداد وشمار اکٹھے کریں، مجھ سے تو صرف یہ کہا گیا تھا کہ کولاجین اور جلاٹین کے متعلق جو حقائق ہیں وہ سامنے رکھ دیئے جائیں تو اپنی معلومات اور مطالعہ

کی روشنی میں جو حقیقت میرے سامنے آئی وہ میں نے آپ کے سامنے رکھ دی، لیکن اس میں دیگر لوگوں کی تصدیق کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

مفتی جمیل نذیری صاحب

دیگر لوگوں کی تصدیق سے یہ فائدہ ہوتا کہ یہ جو حضرات بیٹھے ہیں ان کے لئے مسئلہ کو حل کرنے میں بڑی آسانی ہوتی۔

مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب

میرا خیال یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جو وضاحت فرمائی ہے یہ فنی وضاحت ہے، اس کو شخصی بات نہ سمجھا جائے۔

مفتی نذیر احمد کشمیری

ڈاکٹر صاحب آپ نے جو تفصیلات بتائی ہیں اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ ہماری فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ خون مشک بن جاتا ہے تو وہ پاک، گدھا نمک کی کان میں گر گیا اور نمک بن گیا تو وہ پاک، گوبر راکھ میں تبدیل ہوگیا تو وہ پاک ہوگیا، شراب سرکہ بن گئی تو پاک ہوگئی، تبدیلی ان تمام چیزوں میں ہوئی، جس کے نتیجہ میں طہارت ونجاست کا حکم بدل گیا، کیا آپ یہ یقین رکھتے ہیں کہ کولاجین اور جلاٹین میں اسی قسم کی تبدیلی ہوجاتی ہے جس طرح کی تبدیلی ان تمام چیزوں میں ہوئی، جس کے نتیجہ میں ہمیں بدلا ہوا شرعی حکم دینا آسان ہوگیا۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

جی بالکل! میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی جواب نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک واقعہ ہے یہ حقیقت ہے، کیمیائی تبدیلی اسی طرح کی تبدیلی ہے۔

مفتی نذیر کشمیری صاحب

اگر یہ سائنسی حقیقت ہے تو پھر ظاہر ہے سائنس داں جو بھی ہوگا اور وہ جب بھی اس سلسلہ میں گفتگو کرے گا تو یہی اصول بتائے گا، تو کیا آپ سائنسی اصول بتا رہے ہیں یا ذاتی تحقیق؟

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

یہ میری ذاتی تحقیق نہیں ہے، میں سائنس کا ایک طالب علم ہوں، میرا یہ تحقیقی میدان نہیں ہے، یہ وہ حقائق ہیں جو ہر کتاب میں موجود ہیں، آپ کولاجین کے تعلق سے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا دیکھ لیں، کسی سائنس کی کتاب کو دیکھ لیجئے، انٹرنیٹ سے دیکھ لیجئے یہ تمام تفصیلات مل جائیں گی، بلکہ یہ جو مواد میں نے اکٹھا کیا ہے وہیں سے کیا ہے، کچھ اور میرے پاس پرنٹ آوٹ ہیں جو میں نے انٹرنیٹ سے نکالے تھے، کیوں کہ سائنس میں ہوتا یہ ہے کہ جو چیز تحقیقی مراحل میں ہوتی ہے وہ ٹیکسٹ (Text Book) میں نہیں آتی، جب تحقیق سے ایک بات ثابت ہوجاتی ہے تو Text Book میں آتی ہے، تو یہ تو وہ چیزیں ہیں جو Text Book میں موجود ہیں، کسی بھی کتاب میں جس میں چاہیں آپ کولاجین کا باب کھول لیجئے، دیکھ لیجئے یا کسی سے دکھوا لیجئے، یہ چیزیں بالکل واضح ہیں۔

مفتی نذیر احمد کشمیری صاحب

شریعت کی کتابوں میں بہت سارے ایسے مسائل ہوتے ہیں جن میں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک مسلمان ماہر طبیب سے اس معاملہ میں رائے لے لی جائے، جب وہ رائے دے دے گا، اسی طرح سے دو مسلمان ماہر طبیب اس کی تائید کریں اس کے بعد کسی ناجائز چیز کا حکم دے دیا جاتا ہے، بحیثیت مسلمان ہونے کے (ہم آپ کو تو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اور آپ کو خود بھی مسلمان ہی سمجھنا چاہئے) کیا آپ اس کی ذمہ داری لے پائیں گے کہ کولاجین ناپاک تھا اور جب وہ جلاٹین بن گیا تو ہم اس کے پاک ہونے کا اعلان کریں ایک ماہر کی تحقیق پر۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

مجھے آپ کے اندیشوں کا اندازہ ہے، اس لئے آپ کی اس تکرار کو میں سمجھ رہا ہوں لیکن میں وہی بات کہوں گا جو میں نے پہلے کہی تھی، میں ایک چیز آپ سے اور عرض کروں جو سائنسی کلیہ ہے کہ کولاجین اگر بذات خود ناپاک ہوتا تو وہ ہمارے جسم میں کیوں رکھی ہوتی ہے، گویا کولاجین بھی ناپاک نہیں ہے، وہ جہاں ہے جس حصہ میں موجود ہے وہاں ہے، کولاجین کو اگر ناپاک کہہ دیں گے تو ہم سب کے اندر موجود ہے۔

مفتی نذیر کشمیری صاحب

ہمارے لئے کولاجین کی ناپاکی کا مسئلہ نہیں ہے، مسئلہ یہ ہے کہ کولاجین جن چیزوں سے حاصل کیا جارہا ہے ان میں زیادہ تر مواد ہڈیوں کا ہے، اور ہڈیاں مردار جانوروں کی بھی ہوسکتی ہیں اور مذبوح کی بھی، حلال جانوروں کی بھی اور حرام کی بھی، پس اگر وہ حرام جانور کی ہڈیاں ہیں، مردار جانوروں کی ہڈیاں ہیں تو ان کا کولاجین لازماً ناپاک ہے۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

میں آپ سے یہی عرض کرسکتا ہوں جیسا کہ میں نے آپ سے ابھی ابھی عرض کیا کہ وہ کیمیائی تبدیلی سے گذرتا ہے اور اس سے جو چیز وجود میں آتی ہے وہ بالکل الگ ہے، اور آپ خود مشاہدہ کرسکتے ہیں کہ رباط کی سختی اور ان کا کسی طرح سے نہ گلنا اور آئس کریم کی نرمی اور کیپسول کو اگر پانی میں ڈالیں تو کس طرح چپچپا ہوجاتا ہے اور چپکنے لگتا ہے، پانی کے گلاس میں گھل جاتا ہے، آپ رباط کو ڈال کے دیکھیں پانی کے گلاس میں زندگی بھر نہیں گلے گا، ویسا ہی پڑا رہے گا، پکا ہوا بھی نہیں گلے گا، کچا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مفتی نذیر کشمیری صاحب

آپ نے دو قسم کی تبدیلیوں کا تذکرہ کیا، کیمیاوی تبدیلی اور فزیکلی تبدیلی تو کیا کولاجین اور جلاٹین میں دونوں قسم کی تبدیلیاں ہو جاتی ہیں؟

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

کیمیائی تبدیلی ہوتی ہے اور جب کیمیائی تبدیلی ہو جاتی ہے تو عموماً ان کا ظاہر بھی بدلتا ہے، اس لئے اس کو آپ ظاہری تبدیلی کہہ سکتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ کیمیائی تبدیلی ہے۔

مفتی نذیر صاحب

اب کیا ہم اس بات پر اطمینان کرلیں کہ کولاجین کی جو خاصیتیں ہیں وہ ساری جلاٹین میں جا کر بدل گئی ہیں؟

ڈاکٹر عارف صاحب

میں جانوروں کا ڈاکٹر ہوں، اور اس حیثیت سے میں نے میڈیکل سائنس پڑھی ہے، میں ڈاکٹر پرویز صاحب کی باتوں کی تصدیق کروں گا، اس حیثیت سے کہ یہ بالکل ہی انتہائی آسان سائنسی حقیقت ہے جو کم سے کم کوئی بھی گریجویٹ ڈاکٹر، ایم بی بی ایس ڈاکٹر، جو ہزاروں لاکھوں مسلمان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ کولاجین سے جلاٹین بننے تک اس کے خواص بدل جاتے ہیں، اس کی مختلف مثالیں ڈاکٹر صاحب نے دی ہیں، لہٰذا مجھے مزید صراحت کی ضرورت نہیں ہے، میں نے محسوس کیا کہ اس کی تصدیق وتائید ہونی چاہئے، ماشاء اللہ انہوں نے بہت اچھے طریقے سے سوالات کے جوابات دیئے۔ شکریہ۔

مولانا محمد علی صاحب

ڈاکٹر صاحب ہمارے یہاں شراب کی دو قسمیں ہیں: ایک انگوری شراب کہلاتی ہے، یعنی انگور سے تیار کردہ الکحل اور دوسری چیزوں سے تیار کردہ الکحل آپ نے انگریزی میں اس کا نام ایتھائیل الکحل ذکر فرمایا، دونوں میں فرق کیا ہے اور کیا الکحل انگور سے بھی تیار کیا جاتا ہے؟

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

جی ہاں، تیار کیا جاتا ہے اور اصل یہ ہے کہ ایتھائیل الکحل میں نشہ ہے، اب اس کو آپ کسی بھی طرح کی شکر یا نشاستہ سے تیار کر سکتے ہیں، آپ چاہیں اسے انگور سے کریں یا کسی بھی طرح سے کریں کیونکہ یہاں بھی تیاری میں سستے خام مال کی تلاش ہوتی ہے، لیکن جہاں بہت عمدہ قسم کی شراب سازی ہوتی ہے وہاں جو رنگ وبو کے باریک فرق آتے ہیں اس کی وجہ سے ان چیزوں پر دھیان دیا جاتا ہے کہ انگور سے بنی ہے یا کسی اور چیز سے بنی، لیکن کیمیائی نقطۂ نظر سے ایتھائیل الکحل میں نشہ ہے۔

مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب

دواؤں میں جو الکحل پڑتا ہے وہ کسی بھی چیز سے حاصل کردہ ہوتا ہے؟

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

کسی بھی چیز سے حاصل کیا جا سکتا ہے، وہ چونکہ کمرشیل اور تجارتی چیز ہے، اس لئے وہ سستی ایتھائیل الکحل حاصل کرتے ہیں، جہاں سے مل سکے، ظاہر ہے کہ انگور کی شراب مہنگی ہوتی ہے تو اس سے الکحل کیوں حاصل کریں گے، اس کے لئے سستے اور بازار میں عموماً ملنے والے اناج جیسے جَو اور بارلے وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ صاحب

میں سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کے سامنے مسئلہ کی وضاحت ہوگئی، جو سوالات آپ حضرات کو کرنے تھے وہ سوالات آپ حضرات نے کر لئے، دیکھئے ایک تو ہے مسئلہ کا فقہی پہلو، اس کو تو ابھی مت چھیڑیئے اس کے لئے سب کمیٹی بنائی جائے گی، اس میں انشاء اللہ اس پر بحث ہوگی، لیکن مسئلہ کا جو فنی پہلو ہے اس کے بارے میں کسی صاحب کو اور سوال کرنا ہے، جو ابھی تک نہ کیا گیا ہو۔

ایک آواز

ڈاکٹر صاحب سے اپنے اطمینان کے لئے یہ سوال کرنا ہے کہ آپ نے جو تبدیلی کا عمل بتایا ہے اس میں شی کی حقیقت یا ماہیت بدل جاتی ہے یا نہیں، یا خاصیت بدلتی ہے؟

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

سو فیصد بدل جاتی ہے۔

ایک آواز

اس سے پہلے جو نمک کی کان کی مثال اور مشک کی مثال دی گئی، تو اس طریقہ سے جلائین میں حقیقت اور ماہیت بدل جاتی ہے تو اس کے حکم کے بارے میں فیصلہ کرنا آسان ہوگا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

حقیقت تبدیل ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے، تحویل حقیقت کا اطلاق، کسی چیز کے اثرات کے بدلنے پر ہوگا یا کسی شی کے اجزاء کے تبدیل ہو جانے پر ہوگا یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے، آپ

کو خبراء (ماہرین) سے یہ دریافت کرنا ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے اثرات میں کیا تبدیلی آتی ہے اس کے اجزاء میں کیا تبدیلی آتی ہے اور اس سلسلہ میں انہوں نے وضاحت فرمادی ہے۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب

اس میں میں صرف ایک چیز کی وضاحت کردوں کہ جس چیز کا مجھے علم نہیں ہوتا مثال کے طور پر آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں کہہ دوں کہ ہر سائنس داں اور عالم اس پر متفق ہیں تو میں نے ہر ایک سے پوچھا نہیں تو میں نہیں کہوں گا، کیونکہ یہ پہلا اصول ہے سائنسی انداز فکر کا کہ وہ بات کہنی نہیں ہے جس کا علم نہ ہو، یہ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ ایک سائنسی حقیقت ہے ایک چیز تبدیل ہوتی ہے، یہ اسی طرح ہے کہ جب رات ہوگئی ہے جب دن نکل آیا جب سورج نکل آیا اب اس کی تصدیق ہر دیکھنے والے سے ہورہی ہے، یہ کیمیائی تبدیلی ہے۔

اصلاح بقلم خود

محمد اسلم پرویز

۱۵/اگست ۲۰۰۸ء

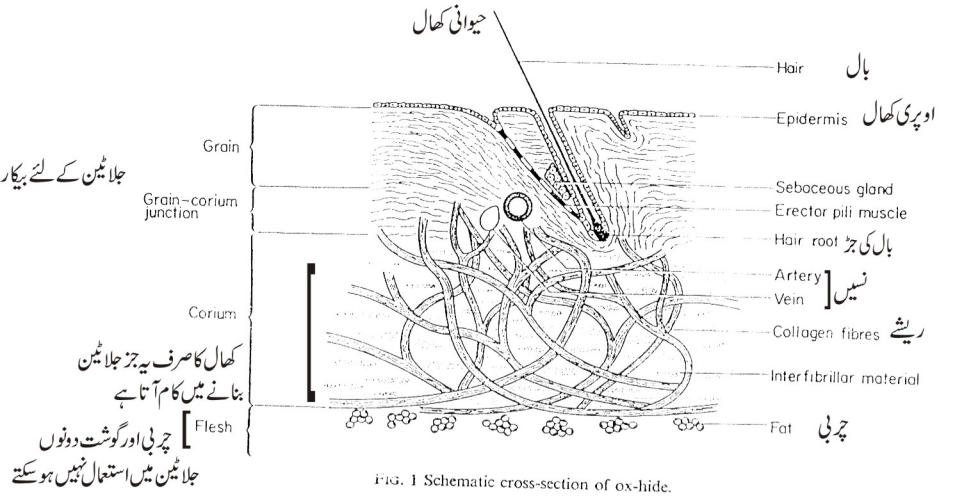

FIG. 1 Schematic cross-section of ox-hide.

9. RAW MATERIALS

سوکھی ہڈیاں جو جلاٹین یا گوند (glue) بنانے کے لئے یورپ میں استعمال ہوتی ہیں

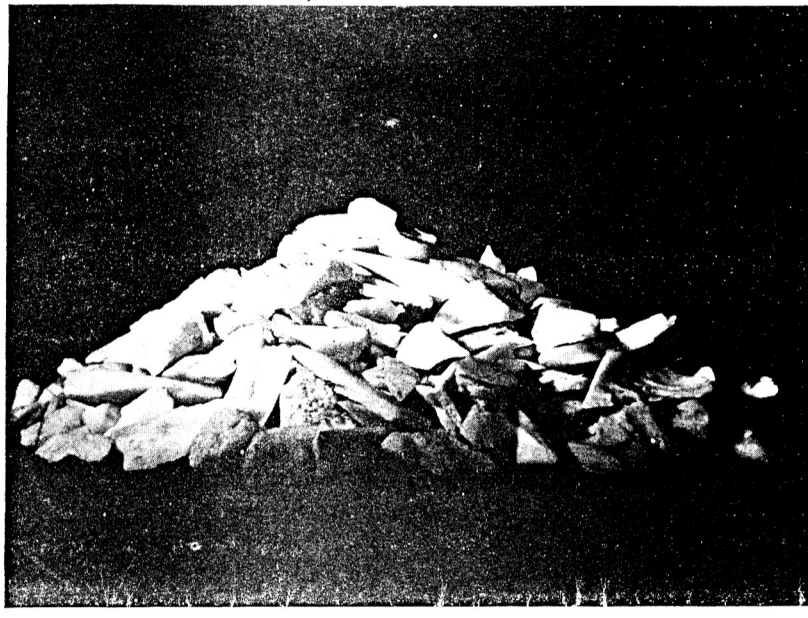

FIG. 2. Bone degreased by the Chayen-Process.

سوکھی ہڈیاں مرکب سے گذرنے کے بعد

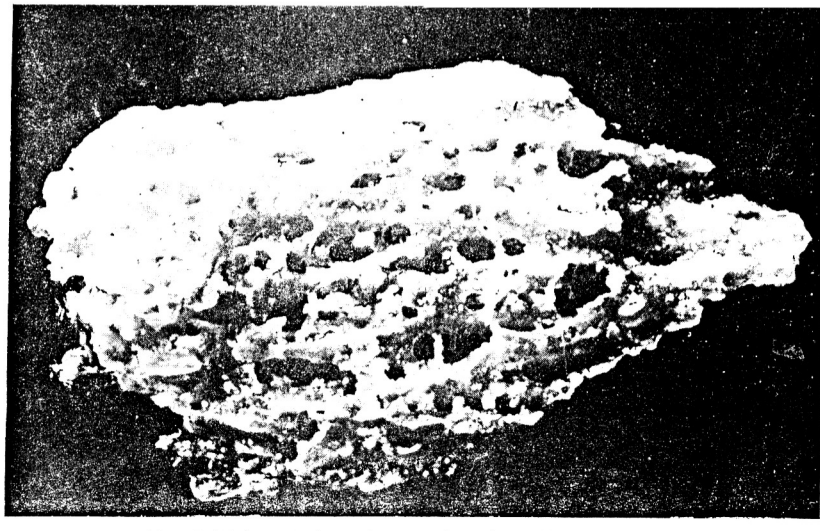

FIG. 3. Enlarged view of bone piece from Chayen-Process.